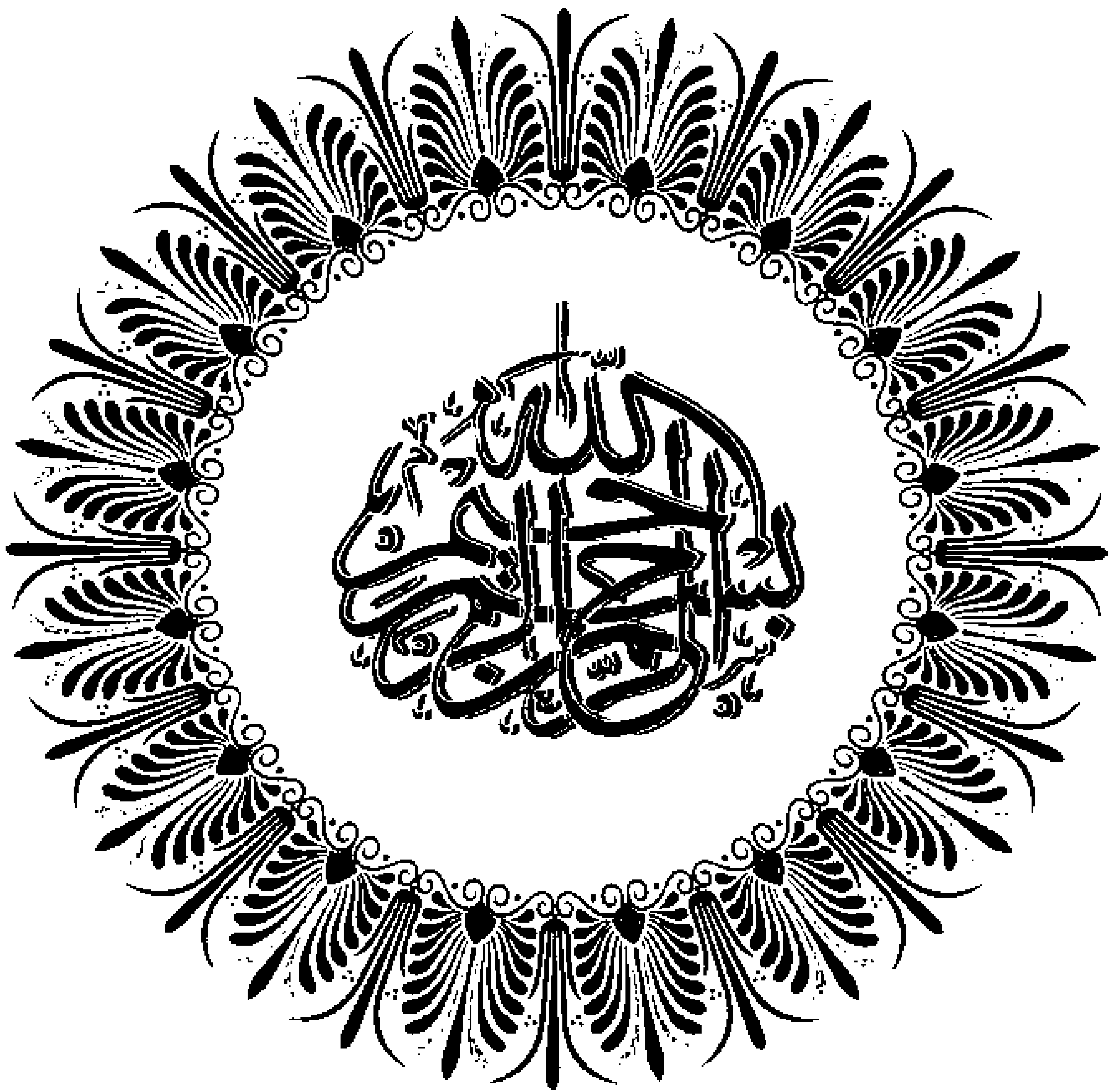
حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ کے شعری کلام کی مستند ترین شرح

شرح دیوانِ حضرت علی رضی اللہ عنہ

فیضانِ حیدری




بسم الله الرحمن الرحيم

شرح دیوانِ علی رضی اللہ عنہ

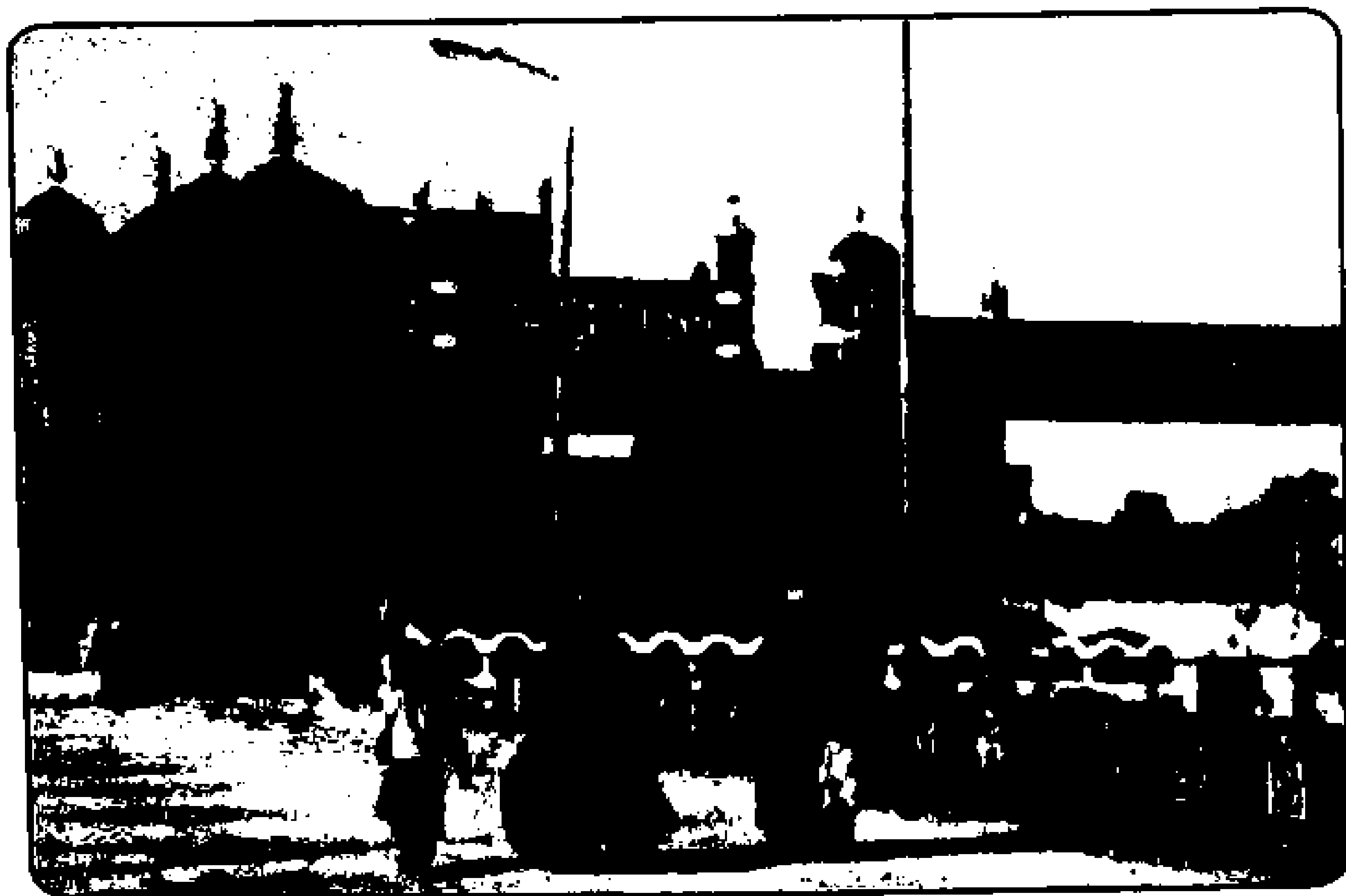
(باتصویر)

یا علی ابن ابی طالب



خلیفۃ المسلمین حضرت علی ابن طالبؓ کے اطلس کا غلاف





حضرت علی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کا بیرونی منظر



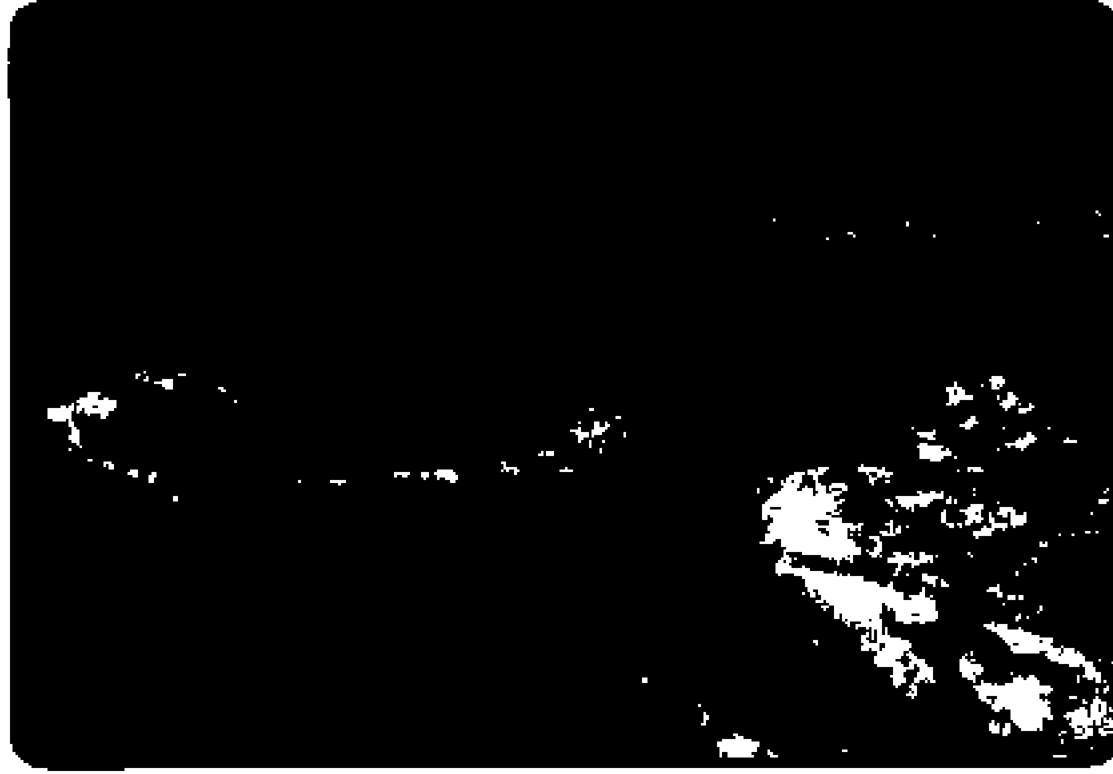
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کا بیرونی منظر



حضرت علیؓ کی قبر مبارک



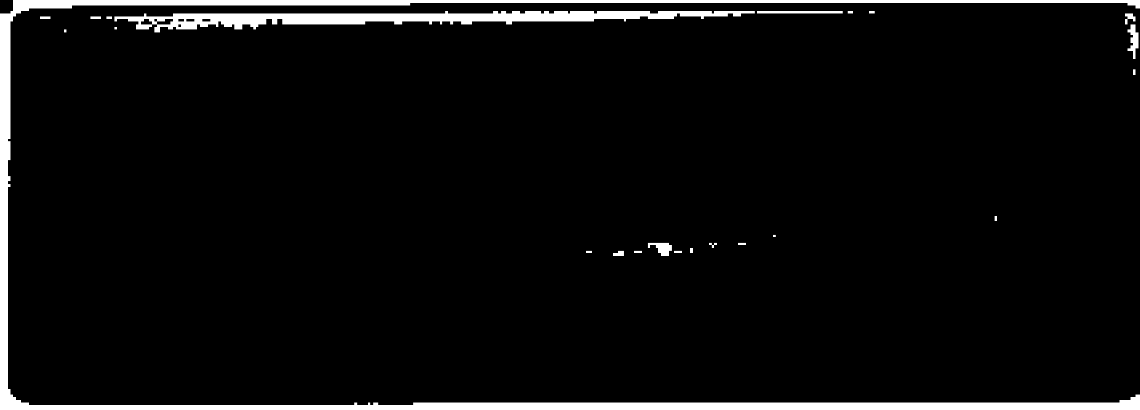
بیت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تصویر۔



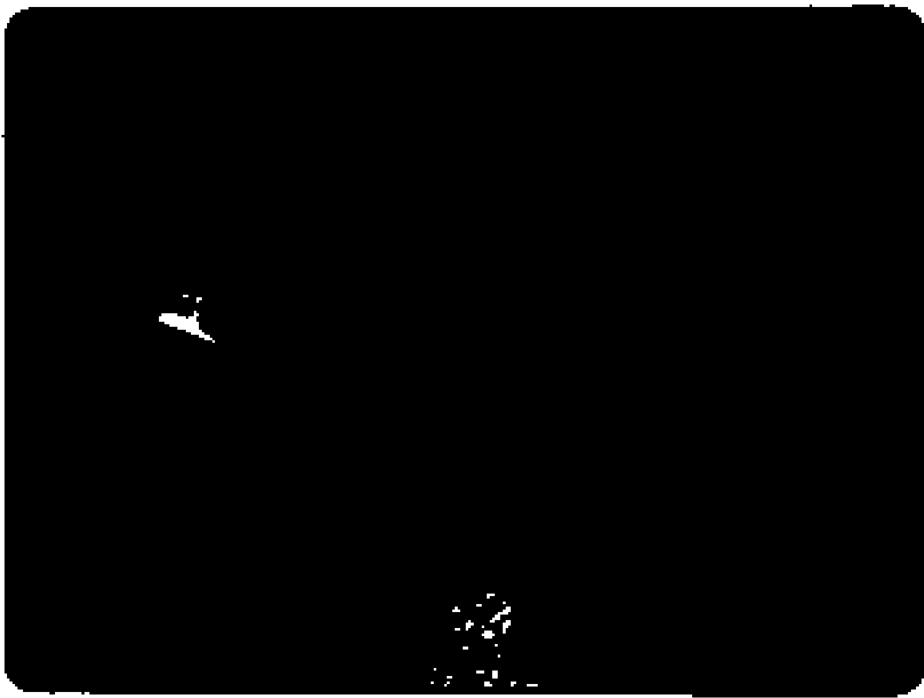
اس کنویں کی تصویر جس سے اکثر
حضرت علی رضی اللہ عنہ پانی استعمال فرمایا کرتے تھے۔



تین ٹن سے زیادہ وزنی پتھر کی تصویر جو ایک ایک پہاڑی سے گرا
اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے ایک ہاتھ سے روک لیا۔



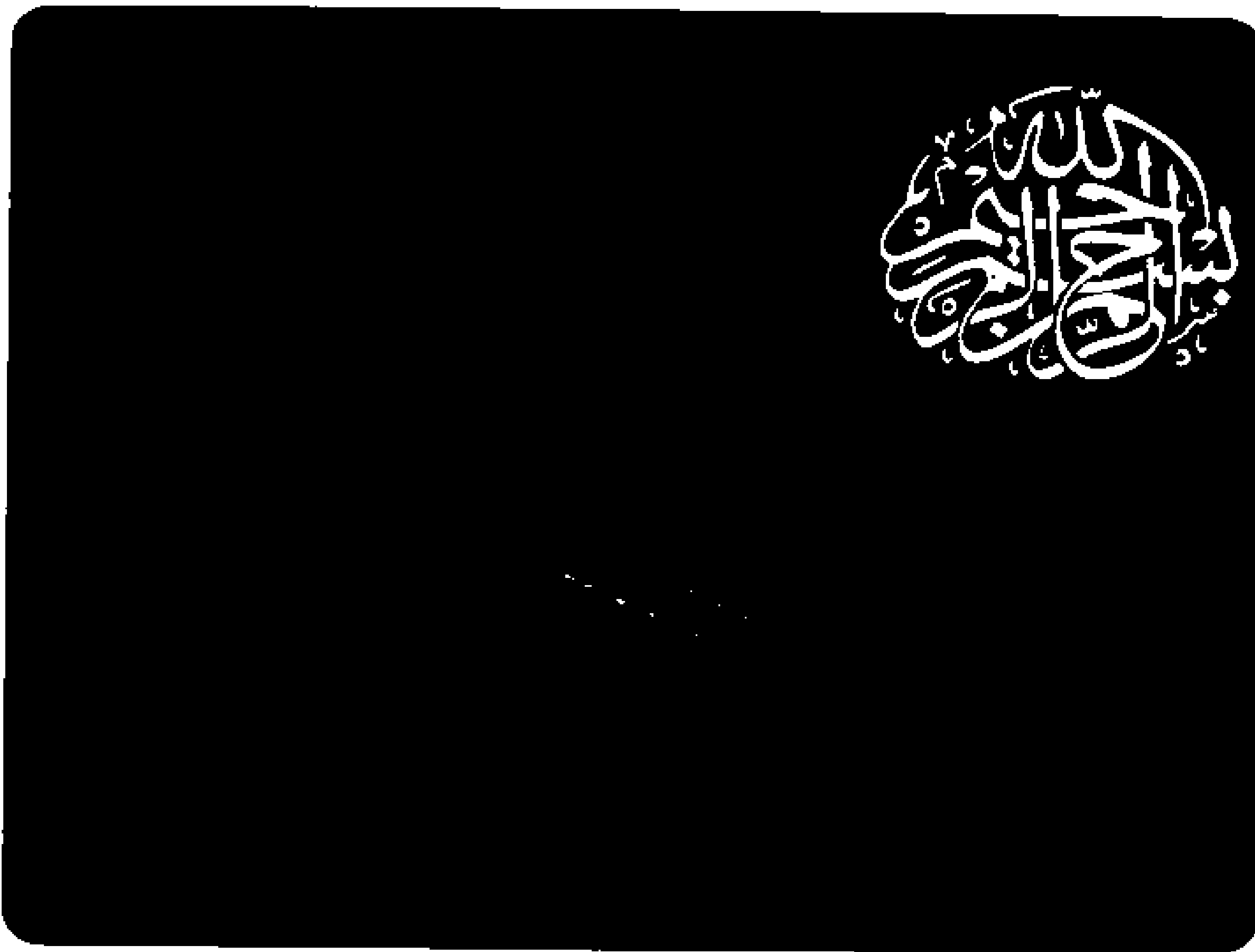








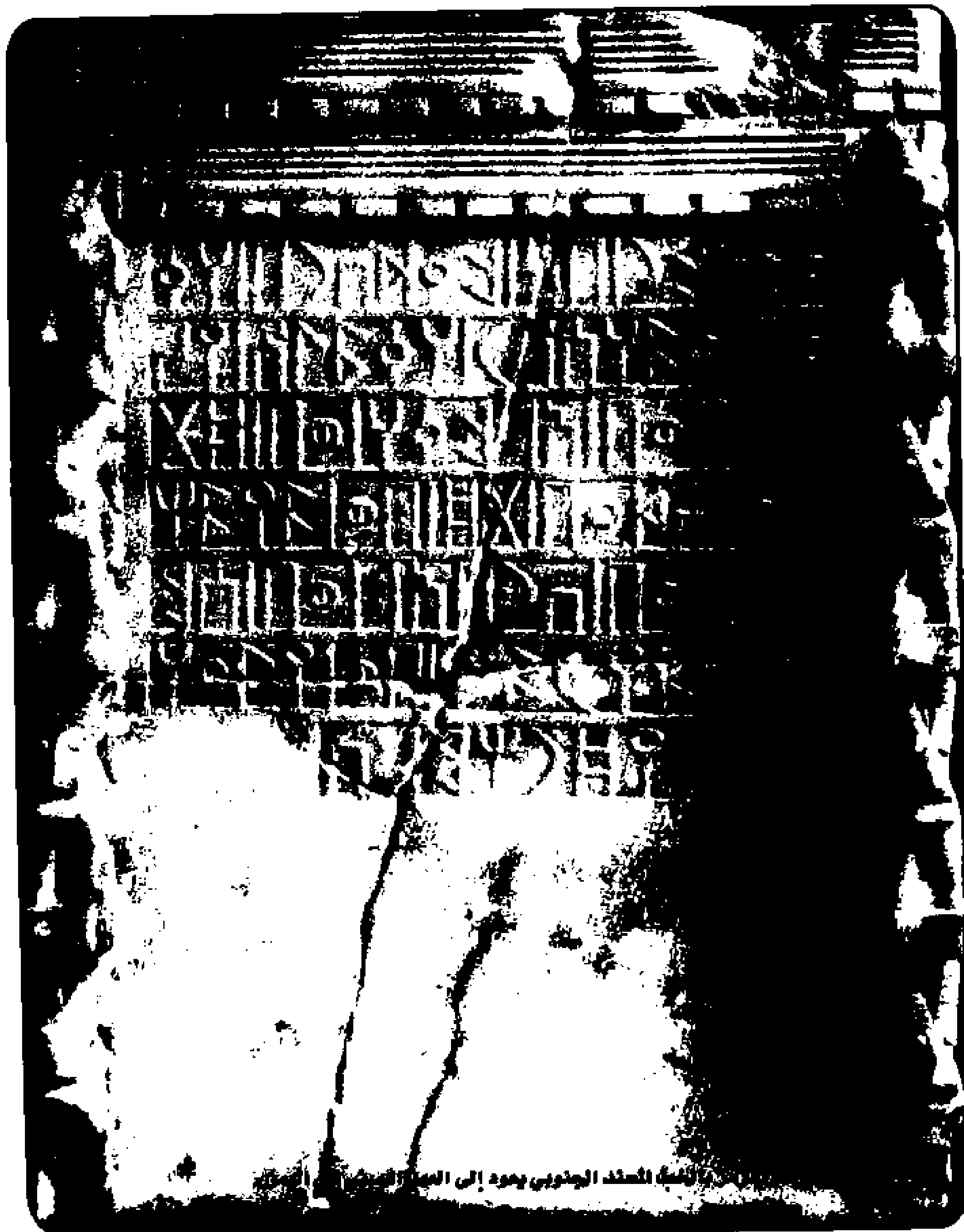
اکثر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے استعمال میں رہنے والی تلوار۔



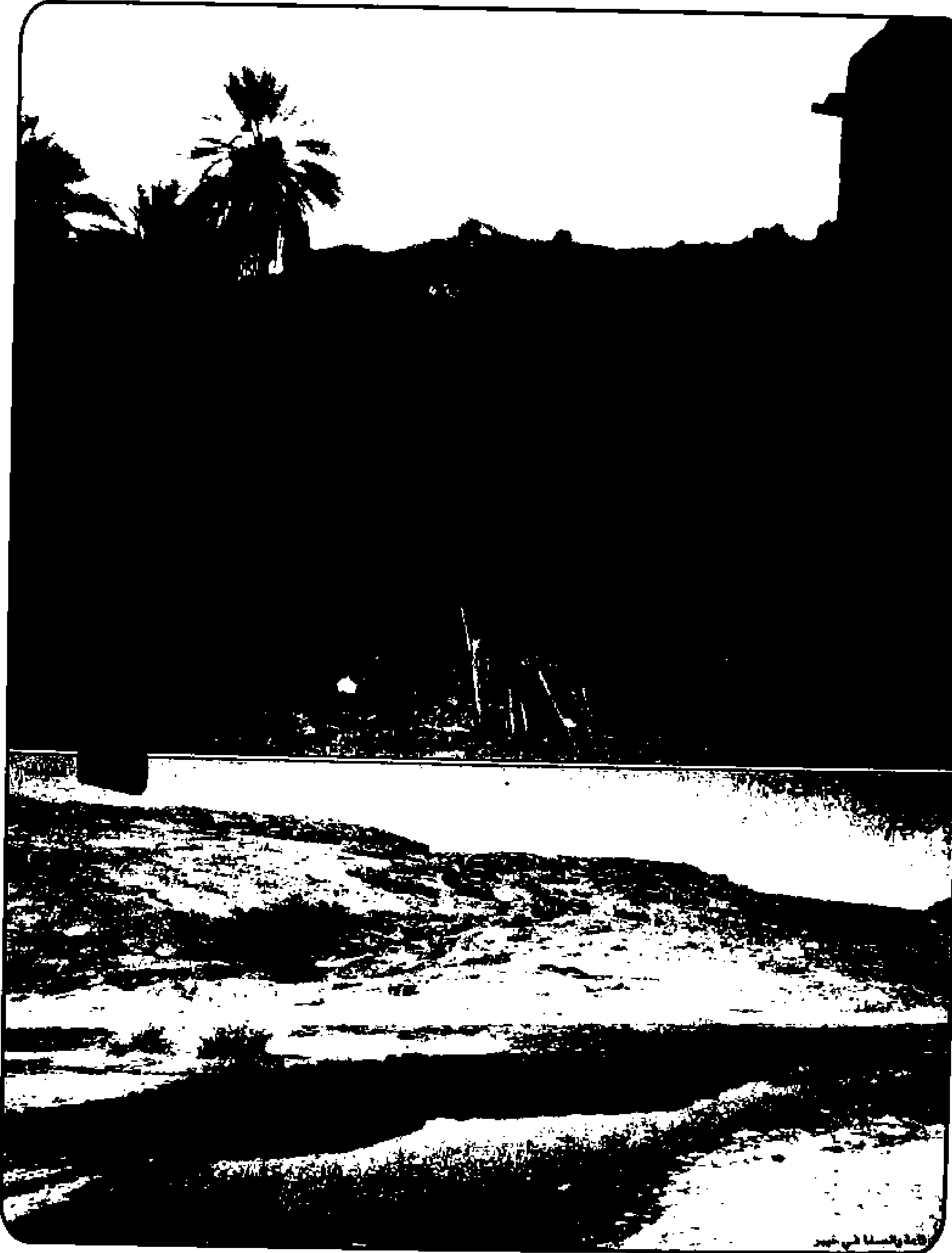
امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالبؓ کی تلوار



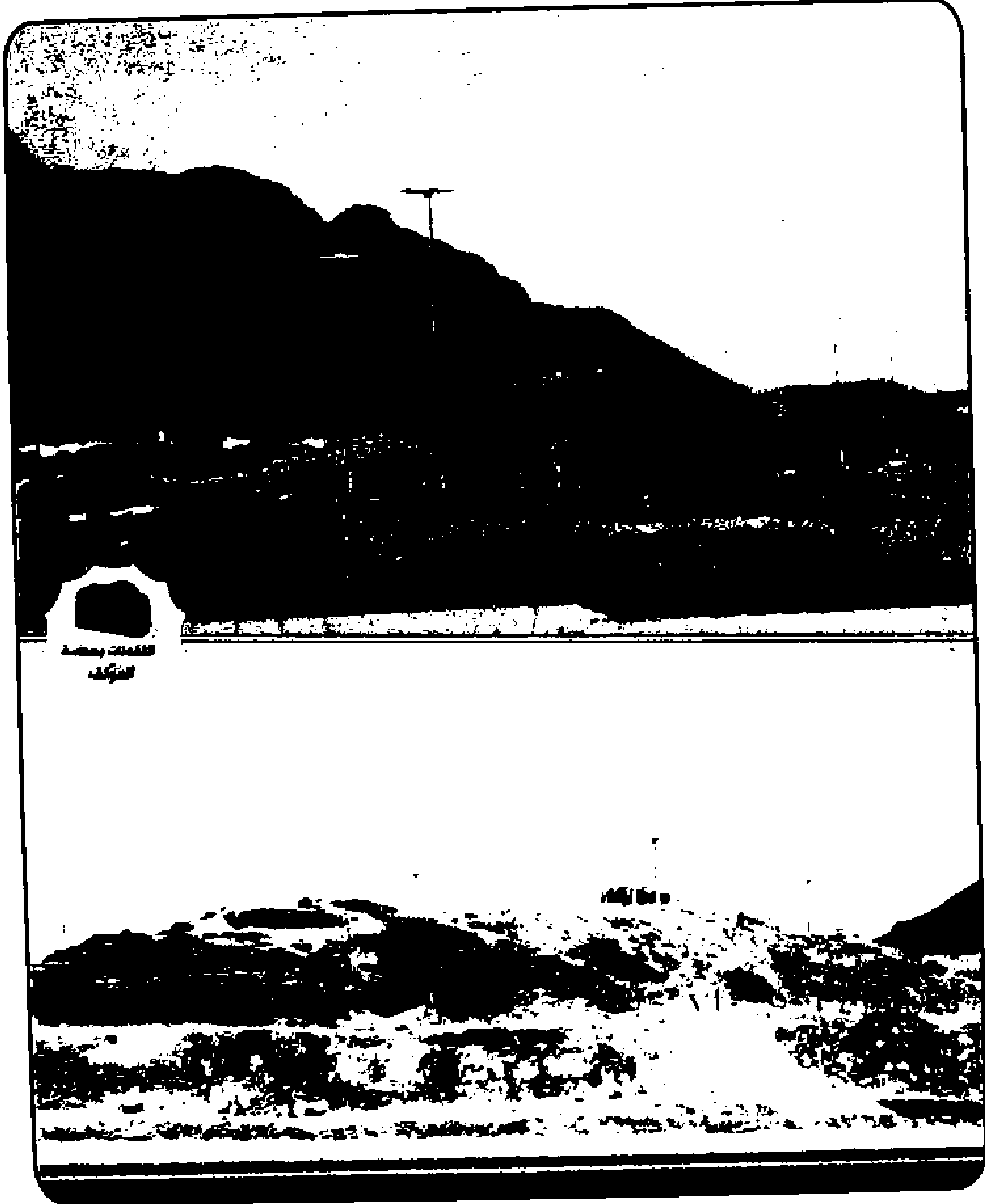
ایک پتھر پر قدرتی طور پر لکھا ہوا نام "یا علی"



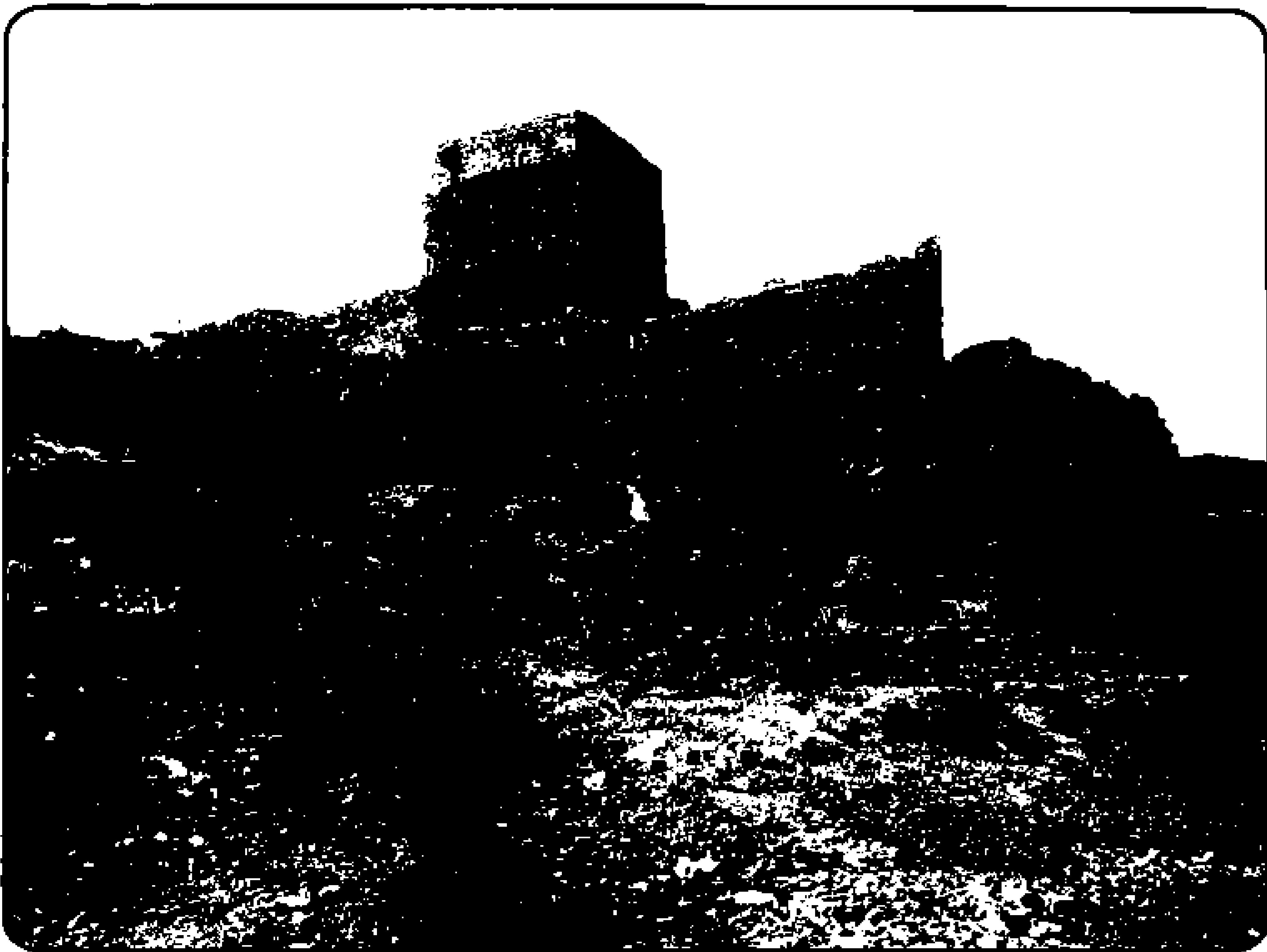
یمین میں عہد السبئی میں سنگ مرمر پر جنوبی خطِ مسند کی تحریر



خیبر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مسجد اطلال
اور نیچے مقام خیبر میں فرقاعہ اور الصفاء کا مقام

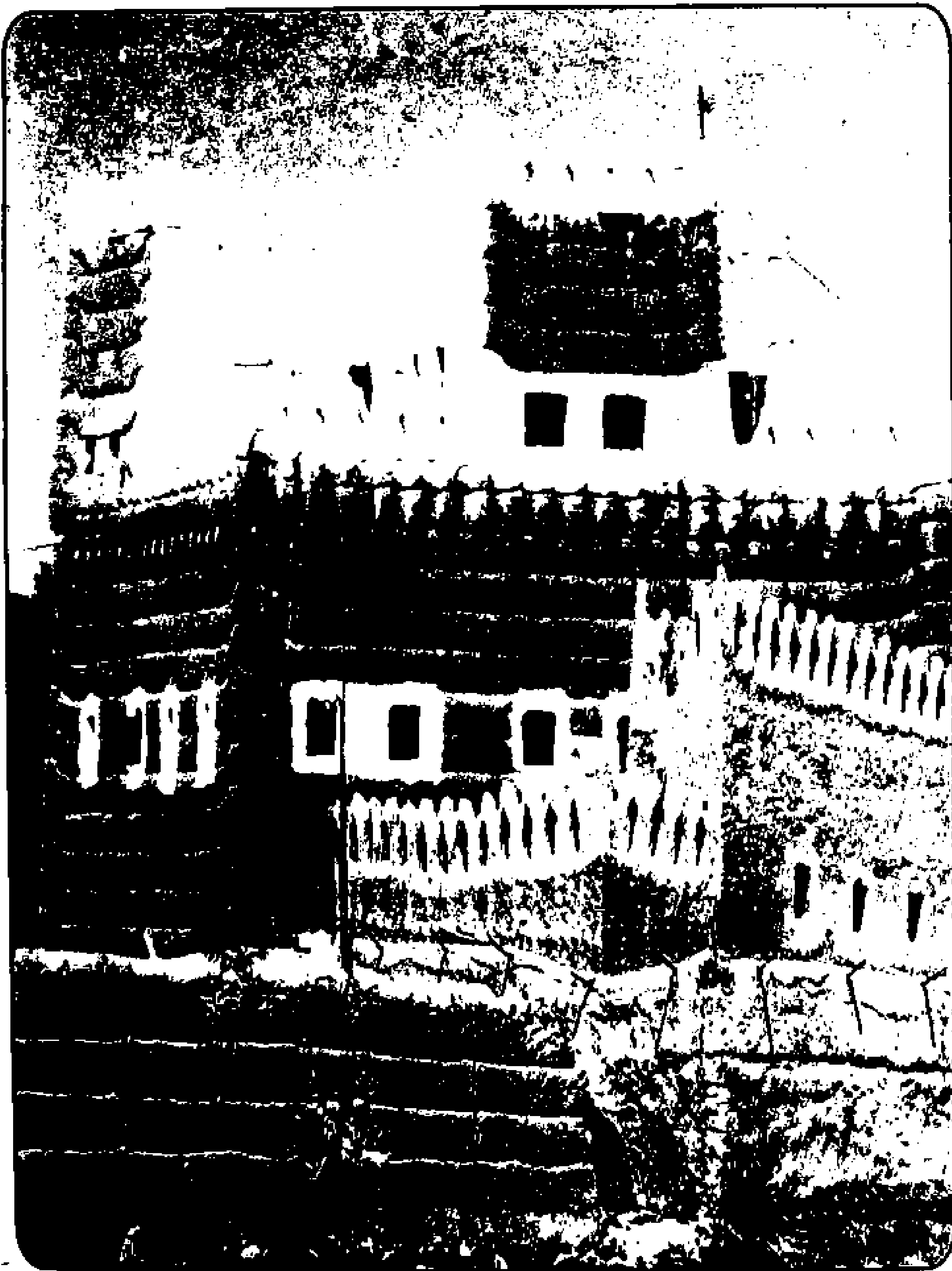


جبل اُحد اور اس کے نیچے جبل الرماۃ کی تصویریں





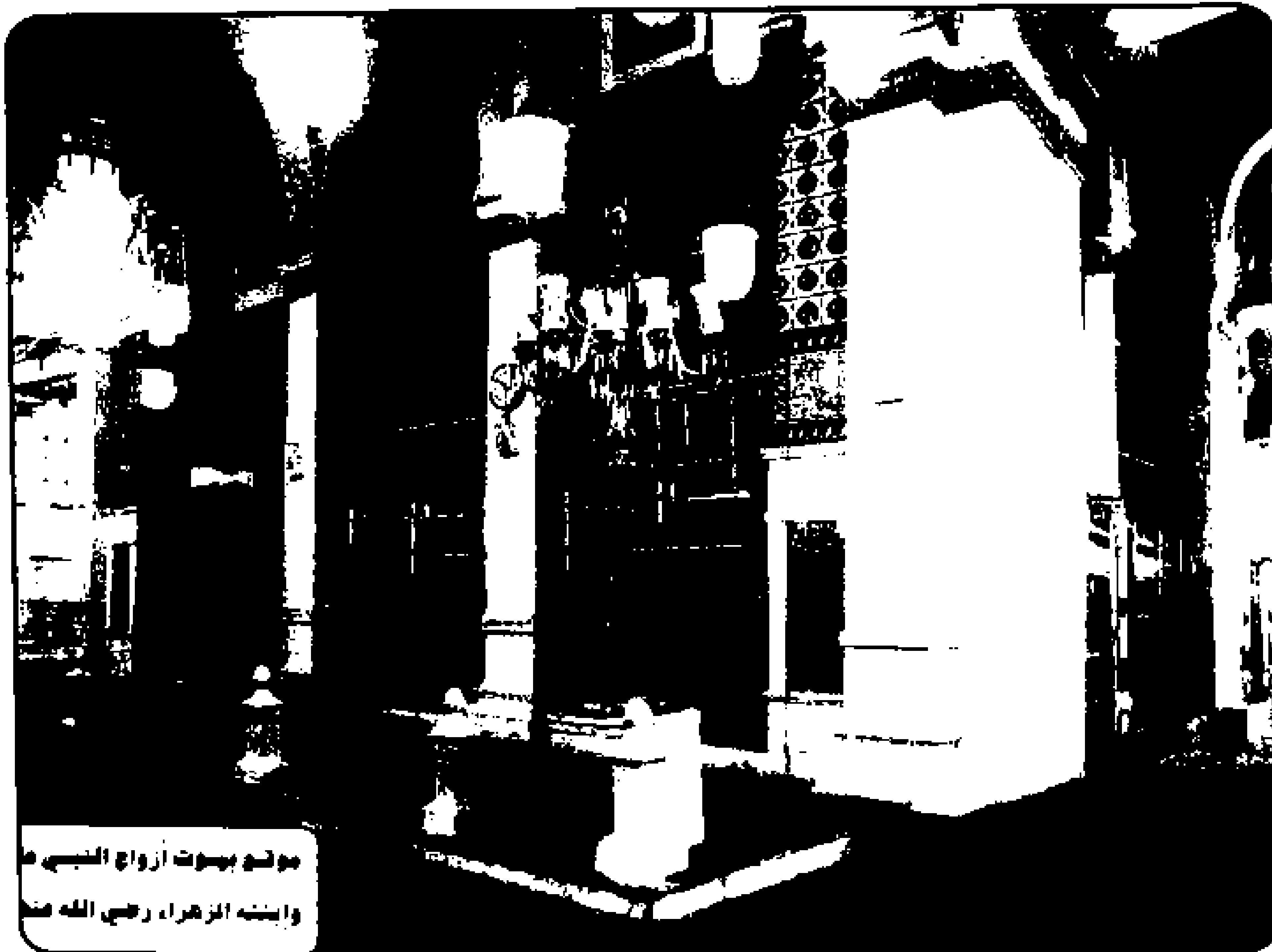
ان گھروں کی تصویر جو عہدِ عباسی میں شہر حائط میں تعمیر کیے گئے



نجران میں قدیم ترین عمرانی تعمیر


عندما وصل المسلمون عُسفان جاءهم بسر بن
سفيان الكعبي بخبر قريش فقال: (يا رسول الله ،
هذه قريش قد سمعت بمسيرك فخرجوا معهم
العوذ المطافيل قد لبسوا جلود النمور، وقد نزلوا
بذي طوى يعاهدون الله لا تدخلها عليهم أبداً .

طویٰ کا کنواں



بنتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم زوجہ حضرت علیؓ حضرت فاطمہ الزہرا کی قبر مبارک

حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کے شعری کلام کی مُستند ترین شرح

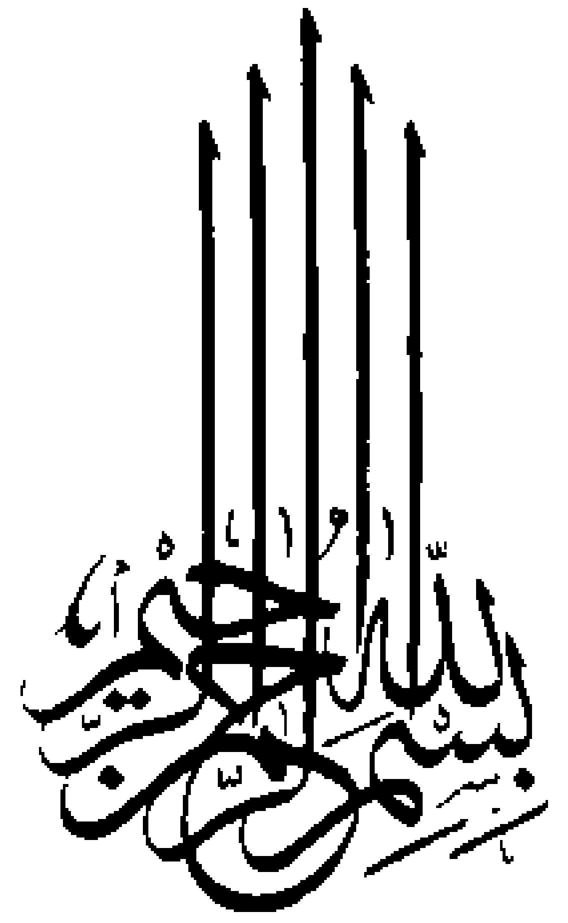
شرح دیوانِ حضرت علی رضی اللہ عنہ

فیضانِ حیدری

تالیف

ابواحمد غلام حسن اویسی قادری
مدرسہ فیض اویسیہ ۱۱ کے بی پاک پتن شریف

مشتاق بک کارنر
الکریم مارکیٹ۔ اردو بازار، لاہور



اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

نام کتاب	...... ❀	**شرح دیوانِ علی** رضی اللہ عنہ (فیضان حیدری)
شارح	...... ❀	ابو احمد غلام حسن اویسی قادری
ناشر	...... ❀	مشتاق احمد
اہتمام	...... ❀	سلمان خالد
پروف ریڈنگ	...... ❀	محمد حمزہ ظفر
کمپوزنگ	...... ❀	**گل گرافکس**
پرنٹرز	...... ❀	آر۔آر پرنٹرز
اشاعت	...... ❀	2012ء
قیمت	...... ❀	روپے

استدعاء

ادارہ مشتاق بک کارنر کا مقصد ایسی کتب کی اشاعت کرنا ہے جو تحقیق کے لحاظ سے اعلیٰ معیار کی ہوں۔ اس ادارے کے تحت جو کتب شائع ہوں گی اس کا مقصد کسی کی دل آزاری یا کسی کو نقصان پہنچانا نہیں بلکہ اشاعتی دنیا میں ایک نئی جدت پیدا کرنا ہے۔ جب کوئی مصنف یا مترجم کتاب لکھتا ہے تو اس میں اس کی اپنی تحقیق اور اپنے خیالات شامل ہوتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ اور ہمارا ادارہ مصنف کے خیالات اور تحقیق سے متفق ہوں۔ بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہِ کرم مطلع فرمادیں۔ انشاء اللہ اگلے ایڈیشن میں ازالہ کیا جائے گا۔ (ناشر)

فہرست عنوانات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم (کنزالایمان)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

عِنْدَ ذِكْرُ الصَّالِحِيْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَة

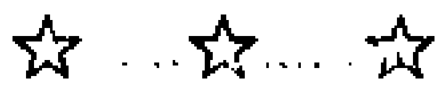
نیک لوگوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا

میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○ اٰمِيْنَ

ترجمہ سورۃ فاتحہ شریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

ابتدا ہر کام کی کرتے ہیں بسم اللہ سے — خیر کے طالب ہیں رحمان و رحیم اللہ سے
حمد زیبا ہے خدا کو ہے وہ رب العالمین — اور کوئی برتر نہیں عالم میں اسی ذی جاہ سے
ہے وہ رحمان و رحیم اور مالک روز جزا — پاس ہے امرونہی کا ڈرتے ہیں اللہ سے
ہے وہی معبود کرتے ہیں اسی کی بندگی — طالب امداد بھی ہیں ہم اسی اللہ سے
ہے دعا اس سے دکھائے وہ صراطِ مستقیم — راہ ایسی نعمتیں حق کی ہوئیں جس راہ سے
جس طریقے سے ہوئیں اقوام مقہورِ خدا
دے پناہ اس راہ سے اور جادۂ گمراہ سے

(کلیات سخن ڈبائیوی ص ۲۱۴ تجلیات از حضرت صوفی محمد ظفر شاہ رحمۃ اللہ علیہ (پاکپتن شریف)

انتساب

نبی کریم رؤف الرحیم، مدنی تاجدار، احمد مختار حضرت محمد مصطفےٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوین کریمین، تمام اہلِ بیت اطہار، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام خصوصاً خیر التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے نام بصد ادب واحترام نذر عقیدت۔

علاوہ ازیں امام الاولیاء شیخ المشائخ سبحانی غوث الصمدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ المشائخ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے نام کہ جن کی نظر ولایت سے الحمدللہ بے شمار اقوام نے کلمہ طیب پڑھ کر سابقہ مذہب سے توبہ کر کے دین اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئیں۔ جن میں ہمارے بزرگ بھی تھے۔

حضرت مجدد ملت، فیض ملت شیخ القرآن والتفسیر محدث کبیر بہاولپور حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ کے نام کہ جن کے فیضانِ نظر سے اور جن کی خصوصی شفقتوں اور محبتوں اور دعاؤں کے باعث الفقیر القادری ابواحمد غلام حسن اویسی یہ گلدستہ پیش کر سکا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

فیضان انبیاء و اولیاء کا طلبگار

الفقیر القادری ابواحمد غلام حسن اویسی قادری

مدرسہ فیض اویسیہ ۱۱ کے بی ڈاکخانہ کلیانہ (پاک پتن شریف)

☆......☆......☆

ہدیہ تشکر

الفقیر القادری ابواحمد اویسی اپنے صاحبزادگان محمد احمد اویسی، محمد احمد رضا اویسی اور محمد فیض احمد اویسی کا بے حد مشکور ہے کہ ان بچوں نے پرسکون ماحول اور فرصت کے لمحات مہیا کرنے اور حوالہ جات کے سلسلے میں خوب تعاون فرمایا۔

محترم المقام جناب نوازش قاضی صاحب کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ جن کے تعاون، محبتوں اور خصوصی دعاؤں سے الفقیر میں دین کی خدمت کے سلسلے میں خوب حوصلہ ملتا ہے اللہ دتہ اے ڈی صاحب کو اللہ تعالیٰ خصوصی نعمتوں سے نوازے کہ ہمہ وقت دینی امور کے سلسلے میں تعاون کرنے کے لیے تیار رہتا ہے اور خصوصی طور پر حضرت علامہ محمد ارشد عطاری قادری، جناب محمد صفدر صاحب کا مشکور ہوں کہ جو ہمہ وقت الفقیر کے لیے ہمہ وقت مدد کے لیے تیار رہتے ہیں ہمہ وقت......الفقیر کے لیے دعاؤں میں مشغول رہتے ہیں۔اور مطلوبہ کتب کے مہیا کرنے کے سلسلے میں خصوصی شفقت فرماتے ہیں۔

میرے بھائی ریٹائرڈ نائب صوبیدار محمد عبداللہ نرگانہ، بلال حسین نرگانہ، خوشحال حسین نرگانہ اور استاذ محترم جناب اقرار حسین عامونرگانہ چک نمبر 11/K.B کا بھی نہایت مشکور ہوں کہ خصوصی معاونت فرماتے ہیں علاوہ ازیں استاذ محترم جناب شاہ بہرام وٹو جناب اصغر پنوار، استاذ محترم جناب اقرار حسین عامر صاحب کے ساتھیوں خصوصاً جناب شوکت علی صاحب، ممتاز حسین صاحب، زاہد حسین صاحب اور الطاف حسین صاحب ٹیچرز گورنمنٹ مڈل سکول ہاماں رتھ ضلع پاک پتن شریف استاذ محترم جناب محمد امین صاحب اور محمد عمران شاہین، محمد عرفان شاہین اور محمد سجاد حسین نرگانہ کا بھی بے حد شکر گزار ہوں کہ یہ ساتھی پروف ریڈنگ کے سلسلے میں خصوصی معاونت فرماتے ہیں نیز درج ذیل علمائے کرام کا شکریہ ادا نہ کرنا بھی زیادتی ہوگی کہ جو علمی مسائل کے حل کے سلسلے میں خصوصی معاونت فرماتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر عظیم سے نوازے آمین۔

1۔ حضرت علامہ پیر محمد یار شاہ صاحب مدظلہ العالی خطیب اعظم دربار بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ پاکپتن شریف

2۔ مفسر قرآن حضرت علامہ محمد فیاض احمد اویسی مدظلہ العالی جامعہ اویسیہ بہاولپور

3۔ حضرت علامہ محمد عطاء الرسول اویسی مدظلہ العالی جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور

4۔ حضرت علامہ محمد ریاض احمد اویسی مدظلہ العالی جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور

5۔ مفسر قرآن حضرت علامہ محمد فیض احمد درانی مدظلہ العالی لیاقت پور

6۔ استاذ العلماء پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ پیر سید خلیل الرحمٰن شاہ صاحب مدظلہ العالی ٹھکواں شریف
امیر جماعت اہلسنت ضلع پاک پتن شریف

7۔ استاذ العلماء جناب حضرت علامہ ابو الطیب علی محمد اویسی مدظلہ العالی خطیب اعظم ہوتہ (پاک پتن شریف)
8۔ حضرت علامہ ابو اسامہ شفقت رسول اسعد سیالوی مدظلہ العالی خطیب اعظم کلیانہ (پاک پتن شریف)
9۔ قاری نذیر احمد رضوی مدظلہ العالی سمندری شریف ضلع فیصل آباد
10۔ حضرت علامہ شرافت علی قادری اویسی سمندری شریف ضلع فیصل آباد
11۔ خورشید اہلسنت جناب خورشید احمد اویسی صاحب مسہ کوٹھا کہروڑ پکا (لودھراں)

......☆☆☆......

تقریظ سعید

مفسر قرآن، محقق اہلسنت، جگر گوشہ مجدد ملت وفیض ملت حضرت علامہ محمد فیاض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی، ناظم اعلیٰ جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور (پنجاب) پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الصلوٰۃ والسلام علیك یا سید الانبیاء والمرسلین و علی الك و اصحابك اجمعین امابعد

فقیر طیبہ نگر شہر خوباں جانے کو تیار ہے فقیر ۱۳ رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ کو شام سات بجے کراچی سے سوئے حجاز روانہ ہو گا۔ اللہ کرے یہ حاضری باادب انداز میں حاضری ہو۔ آمین۔

اصرار تھا کہ برادر طریقت محترم حضرت مولانا ابواحمد غلام حسن اویسی زید مجدہٗ کی کتاب ''فیضان حیدری'' کے متعلق کچھ عرض کروں۔

اس کتاب میں حضرت مولائے کائنات، شیر خدا، حیدر کرار، امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے موسوم دیوان کی شرح نہایت ہی علمی انداز میں لکھی گئی ہے۔

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنا بھائی فرمایا۔ (رواہ الترمذی حدیث نمبر ۳۷۲۰)

نیز فرمایا کہ میں حکمت کا شہر ہوں، علی اس کا دروازہ ہے۔ (ترمذی شریف)

نیز فرمایا کہ: میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہے۔ (مستدرک حاکم حدیث نمبر ج ۴۶۵۹)

بنا بریں حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ ہر دور میں سنہرے حروف کی حیثیت سے پڑھے گئے۔ ضرورت تھی کہ آپ کے اشعار کی عام فہم شرح ہو جس سے ہر شخص رہنمائی حاصل کر سکے۔ میرے برادر طریقت حضرت مولانا ابواحمد غلام حسن اویسی صاحب سلمہٗ نے ان اشعار کی شرح کرنے میں کوشش کی سو کامیاب ہوئے۔ قبل ازیں ان کی تالیفات [فیضان الفرید، حیات الفرید، ملفوظات حضرت اویس قرنی اور فیضان حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ] ضخیم مجلدات عوام وخواص سے داد تحسین وصول کر چکی ہیں۔

سچ تو یہ ہے کہ ان کا یہ تصنیفی کام میرے حضور قبلہ وکعبہ والد گرامی حضرت مفسر اعظم پاکستان، فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ کی نگاہ فیض کا اثر ہے۔ مجھے یاد ہے کہ جب مولانا ابواحمد غلام حسن اویسی اپنے مسودہ جات لے کر حضرت قبلہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ بہت خوشی کا اظہار فرماتے حوصلہ افزائی کے طور پر فرماتے کہ مولانا آپ فقیر کی طرح لکھتے ہیں۔ نیز فرماتے لکھتے رہو۔

یہ تحریرات کام آئیں گی۔

الحمد للہ مولانا موصوف نے حضور قبلہ فیض ملت علیہ الرحمتہ کے فرمان پر عمل پیرا رہے۔ آج ان کا شمار اہلسنت کے قلمکاروں میں ہے۔ فقیر دعا گو ہے کہ میرا پیر بھائی تا حیات لکھتا رہے۔ ان کی اچھی تحریروں سے اک زمانہ فیضیاب ہوتا رہے۔

ایں دعا من و جملہ جہاں آمین بحرمت سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

مدینے کا راہی۔ الفقیر القادری محمد فیاض احمد اویسی رضوی

9 رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ۔ ۱۰ اگست ۲۰۱۱ء بدھ

بر فرار حضور فیض ملت جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور

بسم اللہ تعالیٰ

الحمد للّٰہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی سید الانبیاء و المرسلین و علی الہ و اصحابہ اجمعین امابعد

بعد از درود سلام عرض ہے کہ ہمارے پیارے ساتھی جناب ابواحمد غلام حسن اویسی (مدظلہ العالیٰ) نے اپنے دن رات کی ان تھک محنت سے کتاب ''فیضان حیدری'' کا مسودہ تیار کیا اور پروف ریڈنگ اور دیگر اصلاح کے لیے سکول ہذا میں مختلف اساتذہ کرام کو تفویض فرمایا سکول ہذا کے تمام اساتذہ کرام نے اپنی اپنی محبت وعقیدت کے مطابق پورا کا پورا مسودہ ملاحظہ فرمایا۔

جناب غلام حسن اویسی صاحب نے امیر المومنین، اکمل کاملان، حقائق کے سمندر، عابدوں کے سرمایہ افتخار، زہداء کے لیے باعث سند، علماء کے استاذ، اولیاء کرام کے رہبر اور صوفیاء کے امام جناب حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے حیاۃ مبارکہ صادقہ کا جس طرح احاطہ فرماتے ہوئے قلم ریزی کی ہے احقر کا کامل یقین ہے کہ قبل ازیں اس انداز میں کسی لکھنے والے نے لکھا ہوگا نہ پڑھنے والے نے پڑھا ہوگا۔

یہ کامل ہستیؓ اسلام کے چوتھے خلیفہ کے۔ منصب ارشد پر فائز ہوئے ان جیسی شخصیت شاید ہزاروں سال بعد بھی پیدا نہ ہو پائے گی اور ان جیسی بہادری کی صفت پوری دنیا میں ڈھونڈنے سے بھی نہ مل سکے گی۔

بنو ہاشم کے اس چشم و چراغ نے جس طرح خیبر فتح کر کے عظمت اسلام کو بام عروج تک پہنچایا اسی طرح علم برداری کی بھی لاج رکھی اور اس شعبے کو عظمت و وقار بخشا۔ فتح خیبر کے بعد آپؓ فتح و نصرت کی علامت بن گئے تھے جس کے نتیجے میں اپنی حیات مقدسہ میں 47 سرایا اور 27 غزوات میں بھر پور حصہ لیا۔

علاوہ ازیں آپؓ کی شخصیت کا دوسرا رخ ''سخن'' تھا اسی لیے تو آپ امیر سخن بھی کہلائے۔ اس سلسلے میں ایک موقع پر حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ: ''زبان انسانی جسم کا ایک حصہ ہے لیکن قوت گویائی اس وقت اس کا ساتھ نہیں دیتی جب بولنے والا کمزور ہو اور گفتار کی تیزی اسے اتنی مہلت نہیں دیتی جب بولنے والا طاقتور ہو۔''

قصہ مختصر کہ حضرت علیؓ جو کہ داماد رسول کریم ﷺ بھی ہیں کے بارے میں لکھنا اور ان کے کلام کی شرح کرنا ایک بہت بڑی سعادت ہے اور یہ سعادت گورنمنٹ ہائی سکول ہوتا کہ سابق طالب علم ابواحمد غلام حسن اویسی کا مقدر بنی۔ یہ کاوش خاص طور پر ہمارے لیے باعث عظمت اور باعث عزت و شرف ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ عزوجل انہیں اس جیسا مزید کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

طاہر امداد (ہیڈ ماسٹر)

عرض شارح

الحمدلله رب العالمين والصلوٰة والسلام علىٰ سيد الانبياء والمرسلين وعلىٰ اله واصحابه اجمعين اما بعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم۔ بسم الله الرحمن الرحيم۔ قال الله تعالىٰ فى القرآن المجيد فرقان الحميد الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون صدق الله العلى العظيم و قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عند ذكر الصالحين تنزل الرحمة صدق رسوله النبى الكريم الامين۔

یادرکھیے اولیائے کرام کے تذکرہ بیان کرنے، سننے اور سنانے میں بے شمار فوائد ہیں خصوصاً اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ کے وقت خالق کائنات کی طرف سے رحمت نازل ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ خصوصی انعامات عطا فرماتا ہے۔

اسلام آباد

الفقیر القادری جماعت اہلسنت کے عظیم رہنما جماعت اہلسنت ضلع پاک پتن شریف کے امیر پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ پیر سید خلیل الرحمٰن شاہ صاحب مدظلہ العالی کے ہمراہ اسلام آباد جانے کا اتفاق ہوا۔الحمدللہ! جب سے پیر سید خلیل الرحمٰن شاہ صاحب مدظلہ العالی جماعت اہلسنت ضلع پاک پتن شریف کے امیر مقرر ہوئے جماعت اہلسنت بھی کچھ متحرک ہوئی ہے۔اتفاق واتحاد کے سلسلے میں خوب کام کررہی ہے ان کی دینی وملی خدمات کا جماعت اہلسنت کو بھی اعتراض ہے اس لیے انہیں ڈویژن کا امیر مقرر کیا گیا ہے۔اللہ کرے جماعت اہلسنّت کی تمام تنظیمیں متحد ہو جائیں اور دین متین کی خدمت بہترین انداز میں سر انجام دیں۔آمین

بہرحال جناب مشتاق احمد صاحب خادم مشتاق (بک کارنر اردو بازار لاہور) کا فون آیا۔انہوں نے حکم فرمایا ہے کہ جیسے آپ نے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی شرح کے سلسلے میں کام کیا ہے ہم چاہتے ہیں کہ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کلام کے سلسلے میں بھی کام کردو۔

الفقیر القادری ابواحمد غلام حسن اویسی نے عرض کیا کہ آپ کا حکم تسلیم کرنے کے سلسلے میں الفقیر کے پاس کوئی عذر نہیں اس سے قبل الحمدللہ! چند دن قبل خواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زیارت سے بھی مشرف ہوا ہوں۔امید بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہوگا۔مگر میرے پاس اتنی استعداد نہیں کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے کلام کی ترجمانی اپنے الفاظ میں کرسکوں۔مگر بٹ صاحب نے بار بار اصرار فرمایا بالآخر ہتھیار ڈالے بغیر کوئی چارہ نہ دیکھا تو عرض کیا ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی۔اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے پاک نام سے کام شروع کردیتے ہیں اللہ تعالیٰ فضل وکرم کرے گا۔

اس سے قبل حیات الفرید، فیضان الفرید شرح کلام بابا فرید، ملفوظات حضرت اویس قرنی، فیضان حضرت اویس قرنی۔

مختصر اربعین ناخن پالش لگانے کی مذمت، مدنی تاجدار ﷺ کی ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاول وغیرہ مختلف رسائل اور تصانیف مختلف اداروں کی طرف سے شائع ہو چکی ہیں۔ مجدد ملت، فیض ملت شیخ القرآن والتفسیر حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی توجہات رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی کہ مختلف موضوعات پر تھوڑا تھوڑا کام ہوتا رہا حضرت فیض ملت محدث اعظم بہاولپور کے افادات پر مبنی (دروسِ کا مونکی) اور (جدید مسائل کے شرعی احکام) دو کتابیں بھی مکمل ہوئیں۔

اب الحمدللہ فیضانِ حیدری شرح دیوان حضرت علی مکمل ہوئی اللہ تعالیٰ اس کتاب کو بھی شرف قبولیت سے نوازے اور الفقیر القادری ابواحمد اویسی کے لیے الفقیر کے والدین، اساتذہ کرام، دوست احباب جناب محمد ارشد قادری عطاری مدظلہ العالی پر خصوصی مہربانی فرمائے کہ جن کی شب و روز محبتوں دعاؤں اور معاونت کے باعث فقیر میں کچھ نہ کچھ کام کرتے رہنے کا حوصلہ ملتا ہے۔ اور عزیز رشتہ داروں کے لیے گناہوں سے بخشش کا سبب بنائے خصوصاً حضرت فیض ملت، مجددِ دین وملت شیخ القرآن والتفسیر، محدث اعظم بہاولپوری حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے درجات کی بلندی کا باعث بنائے کہ جن کی خصوصی توجہات الفقیر کے لیے دین متین کی خدمت کے لیے انعام رب کائنات ثابت ہوئیں۔

فقط طالب دعا

الفقیر القادری ابواحمد غلام حسن اویسی

[مدرسہ فیضِ اویسیہ چک نمبر 11 کے بی تحصیل وضلع پاک پتن شریف]

☆......☆......☆

حمد باری تعالیٰ

عالم میں کل ظہور ہے حق کے وجود کا
مظہر ہی خود ثبوت ہے اس کی نمود کا
بے رنگ و بو ہے جسم نہ صورت نہ نوروںار
پابند وقت وہ نہ مقید حدود کا
دنیا میں اور کچھ نہیں ہے ایک حق کی ذات ہے
جو دیکھتے ہیں ہم یہ ہے دھوکا نمود کا
حق ہی کی ذات پاک سے ہے رونق جہاں
عالم ہی لاپتہ ہو وگرنہ شہود کا
ہوں خواہشات دہر کی یا آخرت کی فکر
انسان پہ محیط ہے عالم قیود کا
آنکھیں جو بند کیں تو سخن آنکھ کھل گئی
تھا سامنے ہی غیب میں عالم شہود کا

(کلیات سخن ڈبائیوی۔جذبات ص ۱۵ از صوفی محمد ظفر شاہ رحمۃ اللہ علیہ (پاک پتن شریف)

☆......☆......☆

نعت شریف

محمد مظہر کامل ہے حق کی شان عزت کا
نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا

یہی ہے اصل عالم مادۂ ایجاد خلقت کا
یہاں وحدت میں برپا ہے عجب ہنگامہ کثرت کا

گو ابھی منتظر ہے خلد میں نیکوں کی دعوت کا
خدا دن خیر سے لائے سخی کے گھر ضیافت کا

گنہ مغفور، دل روشن خنک آنکھیں جگر ٹھنڈا
تعالیٰ اللہ ماہ طیبہ عالم تیری طلعت کا

نہ رکھی گل کے جوش حسن نے گلشن میں جا باقی
چٹکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغ رسالت کا

بڑھایا سلسلہ رحمت کا دور زلف والا میں
تسلسل کالے کوسوں رہ گیا عصیاں کی ظلمت کا

صف ماتم اٹھے خالی ہو زنداں ٹوٹیں زنجیریں
گنہگار و چلو مولیٰ نے در کھولا ہے جنت کا

سکھایا ہے کس گستاخ نے آئینہ کو یارب
نظارہ روئے جاناں کا بہانہ کرکے حیرت کا

ادھر امت کی حسرت پر، ادھر خالق کی رحمت پر
نرالا طور ہوگا گردش چشم شفاعت کا

بڑھیں اس درجہ موجیں کثرت افضال والا
کنارہ مل گیا اس نہر سے دریائے وحدت کا

خم زلفِ نبی ساجد ہے محراب دو ابرو میں
کہ یا رب تو ہی والی ہے سیہ کاران امت کا

مدد اے جوشش گریہ بہا دے کوہ اور صحرا
نظر آجائے جلوہ بے حجاب اس پاک تربت کا

ہوئے کمخوابی ہجراں میں ساتوں پردے کمخوابی
تصور خوب باندھا آنکھوں نے استار تربت کا

یقین ہے وقت جلوہ لغزشیں پائے نگہ پائے
ملے جوش صفائے جسم سے پابوس حضرت کا

یہاں چھڑکا نمک واں مرہم کافور ہاتھ آیا
دل زخمی پر وردہ ہے کس کی ملاحت کا

الٰہی منتظر ہوں وہ خرام ناز فرمائیں
بچھا رکھا ہے فرش آنکھوں سے کمخواب بصارت کا

زبان خار کس کس درد سے ان کو سناتی ہے
تڑپنا دشت طیبہ میں جگر افکار فرقت کا

سرہانے ان کے بسمل کے یہ بیتابی کا ماتم ہے
شہِ کوثر ترحم تشنہ جاتا ہے زیارت کا

جنہیں مرقد میں تاحشر امتی کہہ کر پکارو گے
ہمیں بھی یاد کرلو ان میں صدقہ اپنی رحمت کا

وہ چمکیں بجلیاں یارب تجلی ہائے جاناں سے
کہ چشم طور کا سرمہ ہو دل مشتاق رویت کا

رضائے خستہ جوش بحر عصیاں سے نہ گھبرانا
کبھی تو ہاتھ آ جائے گا دامن ان کی رحمت کا

(حدائق بخشش از اعلیٰحضرت امام اہلسنت الشیخ احمد رضا خان القادری الحنفی البریلوی قدس سرہٗ)

☆......☆......☆

شانِ مولا علی رضی اللہ عنہ

تائیدِ حق میں پہلی شہادت علی کی ہے
پیغمبر نبی کی ولایت علی کی ہے
مولد بھی محترم ہے ولد بھی ہے محترم
کعبہ ہے اور جائے ولادت علی کی ہے
مولودِ کعبہ کے لیے مشہد بھی خوب تھا
مسجد میں اللہ اللہ شہادت علی کی ہے
کعبہ ہے ابتدا ہے تو مسجد پہ انتہا
مرقوم دو حرم میں حکایت علی کی ہے

(خاکِ کربلا ص۳۱)

☆......☆......☆

شانِ حضرت علی

کونین کا جواب رخِ بو تراب ہے
منہ بولتی کتاب رخِ بوتراب ہے
ذوقِ نظر جوان ہو تو اس ذوق کی قسم
ہر سمت بے نقاب رخِ بوتراب ہے
گر ہوسکے تو ولیوں کی محفل میں دیکھیے
ذروں میں آفتاب ، رخ بو تراب ہے
صحنِ چمن میں پھول فلک پر مہ و نجوم
اور سب میں لاجواب رخِ بوتراب ہے
خالق کا انتخاب ہیں سرکار دو جہاں
اور ان کا انتخاب رخِ بوتراب ہے
گردوں کا آفتاب جہاں سنجیدہ ریز ہے
وہ جانِ آفتاب رخ بوتراب ہے
اعظم جسے نبی نے کہا باب شہر علم
ہاں ہاں وہی تو باب رخ بوتراب ہے

(کلیاتِ اعظم۔غذائے روح ص۱۵۷ از اعظم چشتی)

☆......☆......☆

فضائل حضرت علی رضی اللہ عنہ

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے فضائل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ کے فضائل بے شمار ہیں آپ کے گھر میں حضور انور نے اور حضور کے گھر میں آپ نے پرورش پائی۔ آپ ہی نسل مصطفیٰ ﷺ کی اصل ہیں کوفہ کے قریب نجف شریف میں مزار پرانوار ہے فقیر نے زیارت کی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پانچ سو چھیاسی احادیث مروی ہیں جن میں سے بیس متفق علیہ ہیں نو بخاری کی ہیں اور پندرہ مسلم میں (ترجمہ اکمال ص ۴۷ مرأۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۸)

احادیث

مقام حضرت علیؓ

عَنْ سَعْدِ بِنْ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ علیہ والہ وسلم لَعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھٰرُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (بخاری شریف۔ مسلم شریف۔ مشکوٰۃ شریف باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللمعہ فصل اوّل)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جناب علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم مجھ سے اس درجہ میں ہو جو ہارون کو موسیٰ سے تھا بجز اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(فائدہ) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد اس وقت فرمایا جب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے اہل وعیال پر خلیفہ بنایا اور خود غزوۂ تبوک کے لیے تشریف لے گئے نبی اکرم ﷺ کا یہ آخری غزوہ تھا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیا ہے گویا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے چھوڑ جانے کو کم مرتبہ خیال کیا (وہ چاہتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ کی معیت میں شریک جہاد ہوں۔۱۲ قادری) پس نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے علی! کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کی نسبت ہمارے ساتھ وہی ہو جو حضرت ہارون کی موسیٰ کے ساتھ تھی۔ حضرت موسیٰ میقات پر گئے تو حضرت ہارون کو اپنی قوم میں خلیفہ بنا گئے۔ (اشعۃ اللمعات شریف اردو ترجمہ ج ۷ ص ۴۵۱۔۴۵۰)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اہل و عیال پر خلیفہ بنانا:

علماء اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ:

نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس مدت کے لیے خلیفہ بنایا جب تک آپ ﷺ غزوۂ تبوک میں مصروف رہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو اس وقت تک کے لیے خلیفہ بنایا جب تک وہ کوہ طور پر مناجات الٰہیہ میں مصروف رہے۔

حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد خلیفہ نہیں بنے کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے چالیس سال پہلے ہوئی نبی کریم ﷺ نے اسی مدت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھانے کے لیے حضرت عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اہل بیت اطہار کی خبر گیری کرتے تھے اور حضرت

عبداللہ بن اُمِ مکتوم رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی امامت کرتے تھے۔ (اشعۃ اللمعات اردو ترجمہ ج ۷ ص ۴۵۱)

منافق حضرت علیؓ سے دشمنی رکھے گا

وَعَنْ زِرِّبْنِ حُبَیْشٍ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ وَّ الَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّۃَ وَ بَرَاَ النَّسْمَۃَ اِنَّہٗ لِعَھِدَ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ ﷺ اِلَیَّ اَنْ لَّا یُحِبَّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا یُبْغِضَنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ (رواہ مسلم) مشکوٰۃ شریف مناقب علی حدیث نمبر ۲۸_۵۸)

حضرت زر بن جیش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کا سینہ چیرا اور روح انسانی کو پیدا فرمایا نبی ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ مجھ سے صرف مومن محبت رکھے گا اور صرف منافق مجھ سے دشمنی رکھے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت علامت ایمان

حضرت شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ پس حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی محبت ایمان کی علامت ہے اور ان کی دشمنی منافقت کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کی دشمنی سے محفوظ رکھے (اشعۃ اللمعات شریف اردو ترجمہ جلد ۷_۴۵۲)

(فائدہ) حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حُبِّ علی ایمان کی نشانی ہے بغض علی نفاق کی علامت ہے مگر محبت سے مراد سچی محبت نہ کہ محض دعوے کی محبت سچی محبت بفضلہٖ تعالیٰ اہل سنت کو حاصل ہے۔

سچی محبت کی چند علامات

سچی محبت کی چند علامات ہیں۔ ایک یہ کہ اعمال میں ان سرکار کی پیروی کرے ان کی مخالفت نہ کرے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ساری اولاد سارے دوستوں سے محبت کرے۔ بغض صحابہ اور حبِّ علی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ غضب تو دیکھو کہ حضرت علی کے دو بیٹوں سے محبت اور ان کے باقی بیٹوں باقی بیٹیوں سے عداوت ابو بکر، عثمان، ام کلثوم یہ سب اولاد علی ہیں ان کو گالیاں دیتے ہیں یہ محبت علی کیسی؟ (مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۴۱۴)

علی رضی اللہ عنہ ہر مومن کے دوست

عَنْ عِمْرَ انَ ابْنِ حُصَیْنٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْہُ وَھُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ (رواہ الترمذی ومشکوٰۃ المصابیح مناقب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ حدیث نمبر ۲۱_۵۸)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک علی مجھ سے ہیں اور میں علی مرتضیٰ سے ہوں اور وہ ہر مومن کے دوست ہیں۔

(فائدہ) ولی کا معنی ہے دوست، محب اور مددگار۔ (اشعۃ اللمعات شریف اردو ترجمہ ج ۷ ص ۴۵۴)

فائدہ: حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہاں ولی بمعنی خلیفہ نہیں بلکہ بمعنی دوست یا بمعنی مددگار ہے جیسے رب فرماتا ہے۔

انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین امنوا وہاں بھی ولی بمعنی مددگار ہے۔

اس فرمان سے دو مسئلے معلوم ہوئے

ایک یہ کہ مصیبت میں یا علی مدد کہنا جائز ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہر مومن کے مددگار ہیں تا قیامت۔

دوسرے یہ کہ آپ کو مولیٰ علی کہنا جائز ہے کہ آپ ہر مسلمان کے ولی اور مولیٰ ہیں۔ (مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۷ ص ۴۱۷)

مولا علی

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰه عليه وسلم قَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا میں مولا ہوں علی مرتضیٰ بھی اس کے مولا ہیں۔

(رواہ احمد والترمذی والمشکوٰۃ المصابیح مناقب علی المرتضیٰ سورۃ نمبر ۳۵۔۵۸)

شرح حدیث: یہاں بھی مولیٰ بمعنی خلیفہ نہیں بلکہ بمعنی مددگار یا بمعنی دوست ہے جسے حضور سے محبت ہے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت ہونی ضروری ہے اگر مولیٰ بمعنی خلیفہ ہو تو بتاؤ کہ حضور انور کس کے خلیفہ تھے جو لوگ حضور کے زمانہ میں شہید یا فوت ہوئے۔ ان کے علی خلیفہ کیسے ہوئے ہاں آپ محبوب، مددگار دوست ہر مومن کے ہیں۔ (مرأۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۴۱۷)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید محبت

وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم جَيْشًا فِيْهِمْ عَلِيٌّ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَاتُمِتْنِيْ حَتّٰى تُرِيَنِيْ عَلِيًّا

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا جس میں حضرت علی مرتضیٰ بھی تھے۔ ام عطیہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ! مجھے اس وقت تک وفات نہ دے جب تک کہ تو مجھے علی مرتضیٰ نہ دکھا دے۔ (رواہ ترمذی۔ مشکوٰۃ شریف باب مناقب علی المرتضیٰ حدیث نمبر ۳۸۔۵۸)

(فائدہ) اس سے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید محبت کا اور ان کی جدائی کے سبب آپ کے اذیت محسوس کرنے کا پتہ چلتا ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۷ ص ۴۵۹)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا کہنے کی مذمت

وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِيْ

(رواہ احمد مشکوٰۃ شریف۔ باب مناقب علی المرتضیٰ حدیث نمبر ۴۰۔۵۸)

ان ہی (حضرت ام سلمہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی مرتضیٰ (شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو گالی دی یعنی برا کہا اس نے مجھے گالی دی یعنی برا کہا۔

شرح حدیث اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ جو کوئی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نسبی خاندان کی گالی دے وہ درحقیقت اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے کیونکہ حضور بھی حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کے خاندان میں شامل ہیں یہ خالص کفر ہے۔

دوسرے یہ کہ جو انہیں عناد سے برا کہے وہ درحقیقت مجھے برا کہتا ہے کیونکہ میں اور وہ گویا ایک ہی ہیں ان کی تعظیم میری تعظیم ہے ان سے عداوت مجھ سے عداوت ہے خیال رہے کہ کبھی کسی صحابی نے حضرت علی سے نہ عداوت رکھی نہ انہیں برا کہا۔ ان

میں اختلاف رہے ان سے مخالفت یا عداوت نہ تھی یہ اختلاف ایسے ہی تھے جیسے حضرات برادرانِ یوسف علیہ السلام کی مخالفت یوسف علیہ السلام سے یا جیسے حضرت سارہ کا حضرت ہاجرہ سے اختلاف کہ یہ نہ کفر ہے نہ فسق بلکہ اختلاف رائے ہے یہ حدیث بہت طریقوں سے مروی ہے چنانچہ امام احمد نے عروہ ابن زبیر سے روایت کی کہ ایک شخص نے حضرت عمر کے سامنے حضرت علی کی کچھ برائی کی تو حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ کیا تم اس قبر کے مکین کو جانتے ہو اس میں محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب جلوہ گر ہیں۔ تم جب بھی علی کا ذکر کرو تو خیر سے کرو۔ اگر تم نے ان کی اہانت کی تو سمجھو کہ تم نے حضور کو ستایا (مراۃ شرح مشکوۃ ج ۸ ص ۴۲۳)

ہر مومن کی جان سے قریب

حضرت براء رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غدیر خم میں اترے تو آپ نے علی مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا تم نہیں جانتے ؟ کہ ہم مومنوں سے ان کی جانوں کی نسبت بھی زیادہ قریب ہیں۔

صحابہ کرام (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا۔ کیوں نہیں۔

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ ہم ہر مومن کی جان سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کیوں نہیں؟

نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ ہم ہر مومن کی جان سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کیوں نہیں؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! جس کا میں مولی ہوں علی بھی اس کے مولا ہیں اے اللہ! جو ان سے دوستی رکھے اسے دوست رکھ اور جو ان سے دشمنی رکھے تو بھی اسے دشمن رکھ

اس کے بعد حضرت عمر فاروق، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملے اور انہیں کہنے لگے۔ ابن ابی طالب! آپ کو مبارک ہو آپ نے صبح اور شام اسی حال میں کی کہ آپ ہر مرد و زن مومن کے مولی ہیں۔

(رواہ احمد و مشکوۃ شریف باب مناقب علی المرتضیٰ حدیث نمبر ۴۲۔۵۸)

(فائدہ) ایک روایت میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں

وَاَحِبَّ مَنْ اَحَبَّہٗ وَاَبْغِضْ مَنْ اَبْغَضَہٗ وَانْصُرْ مَنْ نَّصَرَہٗ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَہٗ

جو ان سے محبت رکھے تو اسے محبوب بنا اور جو ان سے بغض رکھے تو اسے مبغوض (دشمن) قرار دے، جو ان کی مدد کرے تو اس کی مدد فرما اور جو انہیں مدد نہ دے تو بھی اسے مدد نہ دے۔ (اشعۃ اللمعات شریف ج ۷ ص ۴۶۲)

لوگوں نے گواہی دی:

احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابو الطفیل سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک وسیع مقام پر لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ مَیں تم سے قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ بتاؤ رسول اللہ ﷺ نے یوم غدیر خم کے موقع پر میری نسبت کیا ارشاد فرمایا تھا۔ اس مجمع میں سے تیس آدمی کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ:

''میں جس کا مولا ہوں علی (رضی اللہ عنہ) بھی اس کے مولا ہیں، اے اللہ! علیؓ سے جو محبت رکھے اس سے تو بھی محبت فرمایا اور جو علیؓ سے بغض رکھے اس سے تو بھی دشمنی رکھنا۔'' (تاریخ الخلفاء السیوطی ص ۲۵۶)

تین فضیلتیں:

ابو یعلیٰؒ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تین ایسی فضیلتیں ملی ہیں کہ اگر مجھے ان میں سے ایک بھی مل جاتی تو میرے نزدیک وہ تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہوتی۔ لوگوں نے دریافت کیا وہ فضائل کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا، اوّل حضور ﷺ نے اُن سے اپنی صاحبزادی (سیدہ) فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا نکاح کیا۔ دوم: آپ نے ان دونوں کو مسجد میں رکھا اور جو کچھ اُن کو وہاں حلال ہے مجھے حلال نہیں ہے، تیسرے جنگ خیبر میں عَلَم ان کو عطا فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء، السیوطی ص ۲۵۷)

محبوب اور مدد گار:

رسول کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ:

'' مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ ۔ (سنن ابن ماجہ مشکوٰۃ ص ۵۶۴، ترمذی ص ۲/ ۲۱۲، مسند احمد)

اس کے بارے میں شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس جگہ مولا کا معنی حاکم اور والی نہیں ہے بلکہ اس کا معنی محبوب اور مددگار ہے کیونکہ لفظ مولا کئی معنی میں مشترک ہے۔

(۱) آزاد کرنے والا (۲) آزاد کیا ہوا (۳) امر میں تصرف کرنے والا (۴) مددگار (۵) محبوب اور مشترک کے بعض معانی کو دلیل کے بغیر معین کرنا نا قابل اعتبار ہے۔

اہل سنت و جماعت اور اہل تشیع محبوب اور مددگار کے مراد ہونے پر متفق ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمارے سردار، ہمارے محبوب اور ہمارے مددگار ہیں حدیث مبارکہ کی روش سے بھی اس معنی کی طرف اشارہ ہے۔

مولیٰ کا معنیٰ امام

مولیٰ کا معنی امام نہ تو لغت میں معلوم ہے اور نہ شریعت میں، لغت کے کسی امام نے بھی اس کا ذکر نہیں کیا۔ ہاں اگر یہ کہا جائے کہ وزن تو مفعل کا ہے لیکن معنی افعل والا ہے لیکن یہ اس لیے مناسب نہیں کہ کہا جاتا ہے کہ یہ چیز فلاں سے اولیٰ ہے لیکن یہ نہیں کہا جاتا کہ یہ چیز فلاں سے مولیٰ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موالات پر نص کرنے کا مقصد اسی بات پر تنبیہ کرنا ہے کہ ان کے بغض سے اجتناب کیا جائے کیونکہ ذکر کا خاص طور پر ان کی شرافت وفضیلت کو مضبوط اور مستحکم کرنا ہے اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا میں فرمایا کیا ہم مومنوں سے ان کی جانوں کی نسبت زیادہ قریب نہیں؟ اور وہ بھی اسی اعتبار سے ہے۔

بعض روایات میں اہل بیت نبوت کا ذکر عموماً اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر خصوصاً آیا ہے جیسے امام طبرانی اور امام جزری سند صحیح کے ساتھ لائے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کی محبت کی ترغیب اور تاکید مراد ہے۔

اعتراض کا سبب

نیز محدثین فرماتے ہیں کہ اس ارشاد کا سبب یہ ہے کہ بعض صحابہ یمن میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے

انہوں نے بعض معاملات میں ان پر اعتراض کیا اور ان کی شکایت ہے کہ حضرت بریدہ اسلمی، صحیح بخاری میں یہ روایت لائے ہیں اور علامہ ذہبی (جیسے نقاد) نے اس کی تصحیح کی پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کا رنگ متغیر ہو گیا اور فرمایا: اے بریدہ! کیا ہم مومنوں سے ان کی جانوں سے زیادہ قریب نہیں ہیں (الحدیث) صحابہ کرام کو بھی جمع فرمایا اور اسی بارے میں تاکید فرمائی

اگر مولیٰ کا معنی اولیٰ تسلیم کریں

شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر ہم تسلیم کر لیں کہ مولیٰ کا معنی اولیٰ ہے تو یہ کہاں سے لازم آتا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہو کہ وہ امامت ہی کیلیے اولیٰ ہیں بلکہ قرب اور اتباع کے اعتبار سے اولیٰ ہونا مراد ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے اِنَّ اَوْلَی بِاِبْرَاهِیْمَ لِلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ بے شک ابراہیم کے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی اس احتمال کے خلاف دلیل قطعی تو کیا دلیل ظاہر بھی موجود نہیں ہے۔ چلیے ہم یہ بھی تسلیم کر لیتے ہیں کہ امامت کے لیے اولیٰ ہونا ہی مراد ہے لیکن اس امر کی کیا دلیل ہے کہ فی الحال امامت مراد ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اپنے وقت پر ان کی خلافت مراد ہے جب (چوتھے نمبر پر) ان کی بیعت کی جائے گی۔ خلفاء ثلاثہ کو پہلے خلیفہ بنانے پر صحابہ کرام کا اجماع ہے اور اس اجماع میں حضرت علی مرتضیٰ بھی داخل ہیں۔

خلافت کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

ابن عساکر نے حضرت حسنؓ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصرہ تشریف لائے تو ابن الکواءؓ اور قیس بن عبادہؓ نے کھڑے ہو کر آپ سے یہ دریافت کیا کہ آپ ہمیں یہ بتلایئے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میرے بعد تم خلیفہ ہو گے، یہ بات کہاں تک سچ ہے کہ کیونکہ آپ سے زیادہ اس معاملہ میں صحیح بات اور کون کہہ سکتا ہے آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کوئی وعدہ فرمایا تھا جب میں نے آپ کی نبوت کی سب سے پہلے تصدیق کی تو اب آپ پر جھوٹ کیوں تراشوں، اگر حضور ﷺ نے مجھ سے اس قسم کا کوئی وعدہ کیا ہوتا تو میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ کے منبر پر کیوں کھڑا ہونے دیتا۔ میں ان دونوں کو قتل کر ڈالتا خواہ میرا ساتھ دینے والا کوئی بھی نہ ہوتا۔ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دفعتاً نہ کسی نے قتل کیا اور نہ آپ نے یکا یک انتقال فرمایا بلکہ آپ چند روز مرض الموت میں مبتلا رہے اور جب آپ کی بیماری نے شدت اختیار کی اور موذن نے آپ کو نماز (پڑھانے) کے لیے حسب معمول بلایا تو پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا اور آپ نے بموجب حکم کے نماز پڑھائی اور حضور ﷺ نے مشاہدہ فرمایا اس عرصہ میں ایک بار جب آپ کی ازواج مطہرات میں سے ایک نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے آپ کو اس ارادہ سے باز رکھنا چاہا تو آپ کو غصہ آیا اور آپ نے فرمایا کہ تم تو حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کی عورتیں ہو! جاؤ ابوبکر ہی کو کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو ہم نے اپنے معاملات میں غور کیا اور پھر اسی شخص کو اپنی دنیا کے واسطے بھی اختیار کر لیا جس کو حضور ﷺ نے ہمارے دین (امامت) کے لیے منتخب فرمایا تھا کیونکہ نماز دین کی اصل ہے اور حضور دین اور دنیا دونوں کے قائم رکھنے والے تھے، لہٰذا ہم سب نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی اور سچی بات بھی یہی ہے کہ آپ ہی اس کے اہل بھی تھے۔ اسی واسطے آپ کی خلافت میں کسی نے اختلاف نہیں کیا اور نہ کسی نے کسی کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا اور نہ کسی نے آپ کی خلافت سے سر گردانی کی، میں نے بھی اسی بناء پر آپ کا حق ادا کیا اور آپ کی اطاعت کی میں نے آپ کے لشکر میں شریک ہو کر کافروں سے جنگ کی مال غنیمت اور بیت المال سے آپ نے

جو دے دیا وہ بخوشی قبول کرلیا اور جہاں کہیں آپ نے مجھے جنگ کے لیے بھیجا میں گیا اور دل کھول کر لڑا یہاں تک کہ ان کے حکم سے شرعی سزائیں بھی دیں (حد جاری کی) اور جب آپ کا وصال ہو گیا تو آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ بنا گئے اور وہ خلیفہ اوّل کے بہترین جانشین اور سنت نبویؐ پر عمل پیرا ہوئے تو ہم نے ان کے ہاتھ پر بھی بیعت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے پر بھی کسی شخص نے مطلق اختلاف نہیں کیا اور نہ کوئی کسی کی نقصان رسانی کے درپے ہوا اور یقینی طور پر کوئی فرد بھی حضرت عمرؓ کی خلافت سے بیزار نہیں ہوا، پہلے کی طرح حضرت عمرؓ کے بھی میں نے حقوق ادا کیے اور ان کی مکمل طور پر اطاعت کی جو کچھ مجھے انہوں نے دیا میں نے لے لیا۔ انہوں نے مجھے جنگوں میں بھیجا جہاں میں نے دشمنوں سے مقابلے کئے اور آپ کے عہد میں بھی اپنے کوڑوں سے مجرموں کو سزا دی۔

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کرلیا گیا:

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی وقت انتقال قریب آیا تو اس وقت میں نے اپنے دل میں غور کیا اور حضور ﷺ کے ساتھ اپنی قرابت اسلام لانے میں اپنی سبقت، اپنے اعمال اور اپنی بعض دیگر فضیلتوں کی جانب مدعو کیا تو مجھے خیال ضرور پیدا ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اَب میری خلافت میں اعتراض نہیں کریں گے لیکن شاید حضرت عمرؓ کو یہ خوف دامن گیر ہوا کہ وہ کہیں ایسا خلیفہ نامزد نہ کردیں جس کے اعمال کا خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قبر میں جواب دینا پڑے۔ اس خیال کے پیش نظر انہوں نے [illegible] کو بھی نظر انداز کر دیا اور خلافت کے لیے نامزد نہیں فرمایا۔ اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود کسی کو خلیفہ بناتے تو لازمی طور پر اپنے بیٹے کو خلیفہ بناتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ خلیفہ کے انتخاب کا مسئلہ چھ قریشیوں کے سپرد کر دیا جن میں ایک میں بھی تھا۔ جب ان چھ ارکان نے انتخاب خلیفہ کے لیے مجلس طلب کی تو مجھے خیال آیا کہ اب خلافت کا بار میرے کندھوں پر رکھ دیا جائے گا اور یہ مجلس میرے برابر کسی دوسرے کو حیثیت نہیں دے گی اور مجھے ہی خلیفہ منتخب کرے گی۔ اس کے بعد عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے ہم سب سے وعدہ لیا کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے جس کو خلیفہ مقرر کر دے ہم سب اس کی اطاعت کریں گے اور اس کے احکام کو برضا ورغبت بجالائیں گے۔ اس کے بعد عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر خود بیعت کی اس وقت میں نے سوچا کہ میری اطاعت میری بیعت پر غالب آ گئی اور مجھ سے جو وعدہ لیا گیا تھا وہ (اصل میں) دوسرے کی بیعت کے لیے تھا۔ بہرحال میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بھی بیعت کرلی اور خلفائے سابقین کی طرح ان کی اطاعت وفرمان پذیری کی اور حضرت عثمانؓ کے حقوق ادا کیے، ان کی قیادت میں جنگیں لڑیں، اُن کے عطیات کو قبول کیا اور شرعی سزائیں بھی دیں۔ پھر مجھے حضرت عثمان کی شہادت کے بعد خیال ہوا کہ وہ دونوں خلیفہ جن سے میں نے لفظ بالصلوٰۃ کے ساتھ بیعت کی تھی انتقال فرما چکے اور جن کے لیے مجھ سے وعدہ لیا گیا تھا وہ بھی اب رخصت ہو گئے پس یہ سوچ کر میں نے بیعت لینا شروع کر دی چنانچہ مجھ سے اہل حرمین شریفین (مکہ اور مدینہ) کے باشندوں نے اور ان دو شہروں (بصرہ اور کوفہ) کے باشندوں نے بیعت کرلی اب خلافت کے لیے میرے مقابلہ میں وہ شخص کھڑا ہوا ہے جو قرابت علم اور سبقت اسلام میں میرے برابر ہو ہی نہیں سکتا اور میں ہر طرح اس شخص کے مقابلہ میں خلافت کا زیادہ مستحق ہوں۔ (تاریخ الخلفاء السیوطی ص ۲۶۴ تا ۲۶۷)

نبی کریم ﷺ کا قرب

ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حبشی بن جنادہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علی مجھ سے

ہیں اور میں علی سے ہوں۔ (تاریخ الخلفاء اردو ترجمہ ص ۲۵۶)

عشرہ مبشرہ

روایت ہے کہ ایک شخص حضرت سعید بن زید بن عمرو بن کفیل کے پاس آیا اور اس نے کہا میں علی رضی اللہ عنہ سے ایسی محبت رکھتا ہوں کہ ایسی کسی سے محبت نہیں رکھتا۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا تم ایک ایسے شخص سے محبت رکھتے ہو جو اہل جنت میں سے ہے پھر انہوں نے ہم سے حدیث بیان کی کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کوہ حرا پر تھے تو آپ نے دس آدمیوں کا جنتی ہونا بیان کیا ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن مالک اور عبداللہ بن مسعود پروہ کہتے تھے ہم سے خثیمہ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے ابو عبیدہ سری بن یحیٰی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے قبیصہ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے سفیان نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے، انہوں نے جابر بن عبداللہ سے نقل کر کے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم نبی کریم کے ہمراہ مدینہ کی دیوار کے پاس تھے آپ نے فرمایا کہ ایک شخص آنا چاہتا ہے جو اہل جنت میں سے ہے پس ابو بکر آئے ہم سب نے ان کو مبارک باد دی۔ بعد اس کے آپ نے فرمایا اہل جنت میں سے ایک شخص آنا چاہتا ہے پس عمر آئے ہم سب نے ان کو مبارکباد دی۔ بعد اس کے آپ نے فرمایا اہل جنت میں سے ایک شخص آنا چاہتا ہے۔ اس وقت میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنا سر مبارک دیوار کی طرف جھکائے ہوئے فرما رہے تھے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو اس آنے والے شخص کو علی کر دے پس علی آئے ہم سب نے ان کو مبارک باد دی۔ (اسد الغابہ جلد ۲ حصہ ۷ ص ۶۱۰)

(فائدہ) اوپر عشرہ مبشرہ میں سے نو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے اسمائے گرامی بیان ہوئے ہیں جبکہ ایک صحابی کا اسم گرامی بیان نہیں ہوا۔ اسد الغابہ کے مترجم نے وضاحت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت سعد بن مالک اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا نام مشہور روایت میں نہیں ہے۔ بلکہ بجائے ان کے سعد بن ابی وقاص اور ابو عبیدہ کا نام ہے اور سعد بن زید کا نام اس میں چھوٹ گیا ہے۔ (حاشیہ اسد الغابہ اردو ترجمہ ۲ حصہ ۷ ص ۶۱۰)

علم کے شہر کا دروازہ

طبرانی اور ابزار حضرت جابر بن عبداللہ سے اور ترمذی و حاکم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ (تاریخ الخلفاء اردو ترجمہ ص ۲۵۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ مشکل کشاء

ابن عینیہ نے یحیٰی بن سعید سے انہوں نے سعید بن مسیتب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس مشکل سے پناہ مانگا کرتے تھے جس کے (حل کرنے کے لیے) ابو الحسن (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) نہ ہوں۔
(اسد الغابہ ج ۲ حصہ ۷ ص ۶۰۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول مبارک

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے جب کوئی بات ہمارے نزدیک علی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہو جاتی تو پھر ہم اس سے عدول نہیں کرتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھنے والوں کی شان

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ اے علی! اللہ عزوجل نے تم کو ایسی خوبی عنایت فرمائی کہ اس سے بہتر خوبی اپنے بندوں میں سے کسی کو نہیں دی وہ خوبی کیا ہے؟ دنیا کی طرف سے زاہد (یعنی بے رغبت) رہنا تم کو اللہ نے ایسا بنایا ہے کہ نہ تم دنیا سے کچھ لیتے ہو نہ دنیا تم سے کچھ لیتی ہے اور اللہ نے تم کو مساکین کی محبت عنایت فرمائی ہے وہ تم کو اپنا پیشوا بنا کر خوش ہیں اور تم ان کو اپنا پیرو بنا کر خوش ہو اس کی جو تم سے محبت رکھے اور تم پر سچ بولے اور خرابی ہو اس کو جو تم سے اے علی! بغض رکھے اور تم پر جھوٹ بولے جو لوگ تم سے محبت رکھتے ہیں اور تم پر سچ بولتے ہیں وہ (جنت میں) تمہارے گھر کے پڑوسی اور تمہارے رفیق ہوں گے اور جو لوگ تم سے بغض رکھتے ہیں اور تم پر جھوٹ باندھتے ہیں اللہ پر حق ہے کہ ان کو قیامت کے دن جھوٹوں کے کھڑے ہونے کی جگہ پر کھڑا کرے۔

(اسد الغابہ ج ۲ حصہ ۷ ص ۶۰۴)

مومن کی علامت

اسماعیل بن علی کہتے تھے کہ ہم سے محمد بن عیسیٰ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے عیسیٰ بن عثمان برادر یحییٰ بن عیسیٰ رملی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے اعمش نے عدی بن ثابت سے انہوں نے زر بن جیش سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کر کے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے وہی شخص محبت رکھے گا جو مومن ہوگا اور وہی شخص بغض رکھے گا جو منافق ہوگا۔ (اسد الغابہ اردو ترجمہ ج ۲ حصہ ۷ ص ۶۰۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

ہمیں یحییٰ بن محمود نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں زاہر بن طاہر نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں محمد بن عبدالرحمٰن نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابوسعید یعنی محمد بن عبدالرحمٰن نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابوسعید بن محمد بن. بشر بن عباس نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابوالولید یعنی محمد بن ادریس شامی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے سوید بن سعید نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمیں علی بن مسہر نے اعمش سے انہوں نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے ابوالبختری سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ کہتے تھے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن بھیجا۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ مجھے یمن بھیجتے ہیں اور لوگ مجھ سے مقدمات کا فیصلہ کرائیں گے حالانکہ مجھے اس کا کچھ علم نہیں۔

حضرت نے فرمایا: قریب آ ؤ۔

میں قریب گیا۔

پس آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینہ پر پھیرا بعد اس کے فرمایا کہ اے اللہ! ان کی زبان کو ثابت قدم رکھ اور ان کے قلب کو ہدایت کر پس قسم! اس ذات کی جس نے دانہ سے درخت نکالا اور جان کو پیدا کیا۔ اس کے بعد کہ مقدمہ کے فیصلے کرتے ہوئے مجھے شک نہیں۔ (اسد الغابہ ج ۲ حصہ ۷ ص ۶۰۳)

شیرِ خدا ؓ کا علم مبارک

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کے دروازہ ہیں پس جو شخص علم کو چاہے وہ اس کے دروازہ سے آئے۔ (اسد الغابہ ج ۲ حصہ ۷ ص ۶۰۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان

شعبہ نے ابواسحاق سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن یزید سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم باہم چرچا کیا کرتے تھے کہ اہل مدینہ میں سب سے زیادہ عہدہ قضا کا علم رکھنے والے علی بن ابی طالب ہیں۔ (اسد الغابہ ج ۲ حصہ ۷ ص ۶۰۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا علم

سعید بن مسیب نے کہا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب کے سوا کوئی ایسا شخص نہ تھا جو کہ کہے مجھ سے سوالات کرو۔
(اسد الغابہ ج ۲ حصہ ۷ ص ۶۰۳)

علم کے نو حصے

یحییٰ بن معین نے عبدہ بن سلیمان سے انہوں نے عبدالملک بن سلمان سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے عطاء سے پوچھا کہ کیا اصحاب محمد (ﷺ) میں علی بن ابی طالب سے زیادہ کوئی شخص عالم تھے عطاء نے کہا: خدا کی قسم! میں نہیں جانتا اور ابن عباس نے (حضرت) علی رضی اللہ عنہ کو نو حصہ علم کے دیئے گئے تھے اور دسواں حصہ جو لوگوں کو ملا تھا اس میں بھی وہ شریک تھے۔ (اسد الغابہ ج ۲ حصہ ۷ ص ۶۰۳)

☆......☆......☆

حیاتِ حضرت علی رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بڑے مرتبہ ومقام والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے آپ خلیفۂ چہارم تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ قرب رکھنے والے صحابی تھے۔ آپ کی کنیت ابوالحسن بھی ہے اور ابوتراب بھی۔ آپ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور داماد اور بعض نے فرمایا کہ مردوں میں سب سے پہلے آپ ایمان لائے مگر حق یہ ہے کہ آپ بچوں میں سب سے پہلے ایمان لائے جبکہ مردوں میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لائے۔ سوائے غزوہ تبوک کے آپ نے تمام غزوات میں حصہ لیا۔ آپ کے فضائل بے شمار ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والدین

آپ کے والد کا نام ابوطالب جبکہ آپ کی والدہ کا نام نامی اسم گرامی فاطمہ بنت اسد ہے۔

ابوطالب کا نام عبدمناف بن عبدالمطلب، عبدالمطلب کا نام شیبہ بن ہاشم، ہاشم کا نام عمرو بن عبدمناف، عبدمناف کا نام مغیرہ بن قصی اور اُن کا نام زید تھا علیؓ کی کنیت ابوالحسن تھی ان کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی تھیں۔

(طبقات ابن سعد۔ خلفائے راشدین وصحابہ کرام حصہ ۳)

(فائدہ) اسد الغابہ معرفۃ الصحابہ میں ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی قریشی ہاشمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے ابوطالب کا نام عبدمناف تھا اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ابوطالب ہی ان کا نام تھا اور کنیت بھی اور ہاشم کا نام عمرو تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھیں کنیت ان کی ابوالحسن تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور آپ کے داماد یعنی آپ کی صاحبزادی فاطمہ سیدۃ النساء کے شوہر اور آپ کے فرزندوں کے والد تھے۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ حصہ ۷ ص ۵۹۶ ج ۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کعبہ شریف میں پیدا ہونے

حضرت علامہ مولانا عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ میں ابوالحسن مالکی کی تصنیف الفصول الملوہبہ فی معرفۃ الائمہ میں دیکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شکم مادر سے جوف کعبہ میں پیدا ہوئے تھے چنانچہ یہ فضیلت خداتعالیٰ نے خاص کر آپ کے حصہ میں کی تھی اور قصہ یہ ہوا کہ فاطمہ بنت اسد کو شدت سے دردِزہ شروع ہوا۔ ابوطالب نے ان کو کعبہ کے اندر داخل کر دیا اس کے بعد ایک ہی درد میں حضرت علی رضی الہل عنہ تولد ہو گئے۔ آپ کی ولادت جمعہ کے روز ماہ رجب میں عام

الفیل سے تیسویں سال واقع ہوئی اس وقت حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت خدیجہ کے ساتھ نکاح کو تین برس ہو چکے تھے۔
(نزہۃ المجالس جلد۲ ص ۴۰۴)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں

قریش قحط کی مصیبت میں گرفتار ہوئے اور ابو طالب کثیر العیال آدمی تھے حضرت نبی کریم نے اپنے چچا سے کہا اٹھیے ساتھ دیجیے ابو طالب کو ان کے عیال سے کسی قدر سبکدوش کر کے ان کی مصیبت آسان کریں۔ انہوں نے کہا اچھا چنانچہ حضرت عباس نے جعفر کو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو لے لیا۔ (نزہۃ المجالس اردو ج۲ ص ۴۰۴)

(فائدہ) اس وقت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر رہنے لگے۔

قبول اسلام و نماز

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے جو اسلام لائے وہ علیؓ ہیں۔ عفان بن مسلم نے کہا کہ سب سے پہلے میں نے نماز پڑھی وہ علیؓ ہیں۔ عفان بن مسلم نے کہا کہ سب سے پہلے جس نے نماز پڑھی وہ علیؓ ہیں۔ مجاہد سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے نماز پڑھی وہ علیؓ ہیں حالانکہ وہ دس سال کے تھے۔ محمد بن عبدالرحمٰن بن زرارہ سے مروی ہے کہ علیؓ اس حالت میں اسلام لائے کہ وہ نو سال کے تھے۔ حسن بن زید بن حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ علی بن ابی طالب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسلام کی دعوت دی تو وہ نو سال کے تھے۔

حسنؓ بن زید نے کہا لوگ بیان کرتے ہیں کہ نو سال سے بھی کم کے تھے۔ انہوں نے اپنے بچپن میں کبھی بتوں کی پرستش نہیں کی

حبۃ العرنی سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو کہتے سنا کہ میں پہلا شخص ہوں جسنے نماز پڑھی (یزید نے کہا کہ) یا اسلام لایا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ لوگوں میں خدیجہؓ کے بعد جو سب سے پہلے اسلام لائے وہ علیؓ ہیں۔

محمد بن عمرو نے کہا ہمارے اصحاب متفق ہیں کہ سب سے پہلا اہل قبلہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کیا وہ خدیجہؓ بنت خویلد ہیں۔ ہمارے نزدیک تین آدمیوں کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے کہ ان میں سے کون پہلے اسلام لایا ابو بکرؓ و علیؓ و زیدؓ بن حارثہ، ہم کسی صحیح روایت میں علیؓ کا اسلام گیارہ سال کی عمر سے پہلے کہیں پاتے۔ (طبقات ابن سعد)

حیدر کرار رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا

ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ہمیں ابو جعفر یعنی عبید اللہ بن احمد نے اپنی سند کو یونس بن بکیر تک پہنچا کر خبر دی وہ ابن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا پھر حضرت علی بن ابی طالب ایک دن کے بعد یعنی جبکہ حضرت خدیجہ اسلام لا چکیں اور آپ کے ہمراہ نماز پڑھ چکیں اس کے ایک دن بعد آئے وہ کہتے تھے میں نے دیکھا کہ دونوں نماز پڑھ رہے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ "اے محمد! یہ کیا چیز ہے؟

حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: یہ خدا کا دین ہے جو اس نے اپنے لیے پسند کیا ہے اور جس کی تبلیغ کے لیے پیغمبروں کو بھیجا۔ میں تمہیں اللہ کی طرف اور اس کی پرستش کی طرف بلاتا ہوں اور لات و عزیٰ کے انکار کی ترغیب دیتا ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ تو ایک ایسی بات ہے جو میں نے آج سے پہلے نہ سنی تھی لہٰذا میں اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا تھا جب تک (اپنے والد گرامی) ابو طالب سے اس کا ذکر نہ کر لوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ناپسند ہوئی کہ قبل اس کے آپ اپنے معاملہ کا اظہار کرنا چاہیں افشائے راز ہو جائے۔ پس آپ نے فرمایا کہ اے علی! اگر تم اسلام نہیں لائے ہو تو اس راز کو پوشیدہ رکھو پس حضرت علی رضی اللہ عنہ اس شب کو خاموش رہے پھر اللہ نے ان کے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی اور وہ صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے محمد! شب کو آپ نے مجھ سے کیا فرمایا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے یہ کہا تھا کہ تم اس بات کی شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہی ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور لات وعزیٰ کا انکار کرو اور خدا کے ساتھ شرک کرنے سے بری ہو جاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو منظور کر لیا اور اسلام لائے۔

حضرت ابو طالب کے خوف سے پوشیدہ طور پر آپ کے پاس آیا کرتے تھے اور اپنا اسلام مخفی رکھتے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خدا کا ایک انعام یہ بھی تھا کہ انہوں نے قبل از اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پرورش پائی۔

(اسد الغابہ جلد ۲ حصہ ۷ ص ۵۹۷)

اسلام لاتے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک

یونس ابن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے مجھ سے عبداللہ بن نجیح نے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ مجاہد روایت کرتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ دس برس کی عمر میں اسلام لائے تھے۔ (اسد الغابہ ۲۷ حصہ ۷ ص ۵۹۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے پہلے مسلمان

حضرت ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ہمیں ابراہیم بن محمد بن مہران فقیہ وغیرہ نے اپنی سند کو ابو عیسیٰ یعنی محمد بن عیسیٰ ترمذی سے انہوں نے محمد بن حمید سے انہوں نے ابراہیم بن مختار سے وہ شعبہ سے، وہ ابو بلج سے، وہ عمرو بن میمون سے، وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا سب سے پہلے جو شخص ایمان لایا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اور ایسا ہی مقسم نے بھی ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ دوسرے دن اسلام لائے

ابو بلج کا نام یحییٰ بن ابی سلیم تھا نیز وہ کہتے تھے ہم سے ابو عیسیٰ نے بیان کیا وہ کہتے تھے علم سے اسماعیل بن موسیٰ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے علی بن عباس نے مسلم ملائی سے، انہوں نے انس بن مالک سے روایت کر کے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے نبی دو شنبہ (سوموار) کے دن مبعوث ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سہ شنبہ (منگل) کے دن اسلام لائے۔

نیز وہ کہتے تھے ہم سے محمد بن عیسیٰ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے محمد بن بشار نے اور ابن مثنی نے بیان کیا وہ دونوں کہتے تھے ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے شعبہ نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے ابو حمزہ سے جو انصار میں سے ایک شخص تھے انہوں نے زید بن ارقم سے روایت کر کے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے۔

(اسد الغابہ ج ۲ حصہ ۷ ص ۵۹۸)

(فائدہ) اس میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ اسلام لائے یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا کوئی اور اس سلسلے میں محققین نے اس اختلاف کا فیصلہ یوں کیا ہے کہ آزاد مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول فرمایا، غلاموں میں سب سے پہلے حضرت زید رضی اللہ عنہ، عورتوں میں سب سے پہلے ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اسلام لائیں اور بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔

حاشیہ

اسد الغابہ اردو ترجمہ کے حاشیے میں لکھا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (ازالۃ الخلفاء) میں لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے اسلام لانا اس سبب سے فضیلت ہے کہ جو پہلے اسلام لایا ہوگا وہ اپنے سے بعد والوں کے اسلام کا ذریعہ بنا ہوگا اس لحاظ سے یہ فضیلت حضرت صدیق ہی کے حصہ میں رہی کیونکہ اس نے بعد اسلام کے مبلغ دین میں کوشش کی اور ان کی کوشش سے بڑے بڑے لوگ اسلام لائے یہ کوشش نہ اور کسی سے ظاہر ہوئی نہ ہو سکتی تھی۔ (حاشیہ اسد الغابہ اردو ترجمہ ج ۲ حصہ ۷ ص ۵۹۶)

☆......☆......☆

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہجرت

ہمیں عبید اللہ بن احمد نے اپنی سند کے ساتھ یونس بن بکیر سے انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کر کے خبر دی وہ کہتے تھے کہ آپ اس بات کے منتظر رہتے تھے کہ جبریل علیہ السلام آئیں اور آپ کو اندر کی طرف سے مکہ سے نکلنے اور مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم پہنچائیں یہاں تک کہ جب کفار قریش جمع ہوئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ضرر کرنے کی تدبیر شروع کی تو جبریل آپ کے پاس آئے اور آپ کو حکم دیا کہ آج شب کو آپ اس مکان میں نہ رہیں جس میں رہتے تھے پس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ آج تم میرے بستر پر سو رہنا اور میری ہی سبز چادر اوڑھنا چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے اس حال میں کہ کفار آپ کے دروازہ پر جمع تھے۔

ابن اسحاق نے بیان کیا کہ پھر اس کے بعد لوگ پے در پے ہجرت کرنے لگے اور سب کے آخر میں جو شخص ہجرت کر کے آیا اور جس نے اپنے دین میں ذرا بھی لغزش نہیں کھائی وہ علی بن ابی طالب تھے وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ ؐ نے ان کو مکہ میں چھوڑ دیا تھا اور حکم دیا تھا کہ میرے بستر پر سو جاؤ اور تین دن تک ان کو وہاں رہنے کا حکم دیا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ جن لوگوں کے حقوق (لوگ آپ کے پاس اپنی چیزیں بطور امانت رکھا کرتے تھے۔ قبل از نبوت آپ کی امانت پر سب کو وثوق تھا) میرے اوپر ہیں وہ ادا کر دینا۔

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا بعد اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر مل گئے۔

فرشتوں کو حفاظت کا حکم

صاحب اسد الغابہ کا بیان ہے کہ ہمیں ابو العباس یعنی احمد بن عثمان بن ابی علی زرزاری نے اپنی سند کے ساتھ استاد ابو اسحاق یعنی احمد بن محمد بن ابراہیم ثعلبی مفسر سے نقل کر کے خبر دی وہ کہتے تھے میں نے بعض کتابوں میں دیکھا ہے کہ رسول اللہ نے جب ہجرت کا ارادہ کیا تو علی بن ابی طالب کو مکہ میں اپنا فرض ادا کرنے کے لیے اور اپنا امانتوں کے واپس کرنے کے لیے جو حضرت کے پاس تھیں چھوڑ دیا تھا اور جس شب کو آپ غار کی طرف چلے ہیں اور مشرکوں نے آپ کا گھر گھیر لیا ہے اس شب کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ میرے بستر پر سو اور ان سے فرمایا کہ میری حضر میں چادر سبز رنگ کی اوڑھ لینا انشاء اللہ کوئی تکلیف تم کو ان لوگوں سے نہ پہنچ سکے گی چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا یہ اللہ نے جبریل و میکائیل علیہم السلام پر وحی بھیجی میں نے تم دونوں کے درمیان میں مواخات کرا دی اور ایک کی عمر بہ نسبت دوسرے کے طویل کر دی ہے اب بتاؤ تم دونوں میں سے کون ایسا ہے جو اپنے ساتھی کو اپنی زندگی دے دے مگر ہر ایک نے اپنی زندگی کو ترجیح دی پھر اللہ عزوجل نے ان پر وحی بھیجی کہ کیا کیا تم دونوں علی بن ابی طالب کے مثل بھی نہیں ہو میں نے ان کے اور اپنے نبی محمد کے درمیان میں مواخات کرائی ہے (جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ) علی (رضی اللہ عنہ) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بستر پر لیٹے ہیں اور اپنی جان کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر فدا کرتے ہیں اور ان کی زندگی کو اپنی زندگی پر ترجیح دیتے

ہیں اچھا زمین پر جاؤ اور دشمنوں سے ان کی حفاظت کرو۔ چنانچہ وہ دونوں زمین پر آئے حضرت جبریل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر کے پاس کھڑے ہوئے اور میکائیل پاؤں کے پاس۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ ندا کر رہے تھے کہ مبارک ہو مبارک ہو اے ابن ابی طالب تمہارا مثل کون ہے اللہ عزوجل ملائکہ کے سامنے فخر کرتا ہے پس اللہ عزوجل نے اپنے رسول پر جب کہ وہ مدینہ کی طرف جا رہے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں یہ آیت نازل کی۔

ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات اللّٰه

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور کے گھر والوں کو لے کر مدینہ پہنچے

علامہ ابن اثیر...... نے بیان کیا ہے کہ ہمیں محمد بن قاسم بن علی بن حسن بن هبة اللہ دمشقی نے اجازۃً خبر دی وہ کہتے تھے مجھے میرے والد نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابو اعز قراتکین بن اسعد نے خبر دی وہ کہتے تھے کہ ہم سے ابو محمد جوہنی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے ابو حفص بن شاہین نے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ ہم سے احمد بن محمد بن سعید ہمدانی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے احمد بن یوسف نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے احمد بن یزید نخعی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے عبید اللہ بن مندر نے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھ سے معاویہ بن عبداللہ بن عبید اللہ بن ابی رافع نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا ابورافع سے نقل کر کے بیان کیا نیز عبید اللہ بن حسن کہتے تھے مجھ سے محمد بن عبداللہ بن علی بن ابی رافع نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے انہوں نے ابورافع سے نیز عبید اللہ بن حسن نے کہا ہے مجھ سے محمد بن عبید اللہ بن علی بن ابی رافع نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے دادا سے، انہوں نے ابورافع سے نبی کی ہجرت کے متعلق روایت کر کے بیان کیا ہے کہ آپ نے (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) کو پیچھے چھوڑ دیا تھا تاکہ وہ آپ کے گھر والوں کو لے کر آئیں اور انہیں حکم دیا تھا کہ جس کی امانتیں اور وصیتیں آپ کے پاس ہیں وہ ان کو ادا کر دینا چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا۔

نیز جس شب کو آپ چلے اس شب کو حکم دیا تھا کہ میرے بستر پر سو رہو اور فرمایا کیا میرے بستر پر رہو گے تو قریش مجھ کو تلاش نہ کریں گے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے بستر پر لیٹ گئے کفار قریش آپ کے بستر پر نظر لگائے ہوئے تھے۔ حضرت علی کو اس پر لیٹ رکھ کر سمجھتے تھے کہ نبی لیٹے ہوئے ہیں یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس بستر پر دیکھا تو کہنے لگے کہ اگر محمد باہر گئے ہوئے ہوتے تو علی کو ضرور اپنے ساتھ لے جاتے۔ بس اسی خیال میں وہ نبی کی تلاش سے باز رہے نبی نے حضرت علی کو حکم دیا تھا کہ تم مدینہ میں آ کر مجھ سے ملنا چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے گھر والوں کو لے کر چلے شب کو چلتے تھے اور دن کو پوشیدہ ہو جاتے تھے یہاں تک کہ مدینہ پہنچ گئے جب نبی کریم کو ان کے آنے کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا کہ علی کو میرے پاس بلاؤ۔

لوگوں نے عرض کیا کہ وہ آنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

پس آپ خود ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو دیکھ کر لپٹا لیا اور ان کے پیروں کی جو حالت دیکھی کہ ورم کر گئے ہیں اور ان سے خون ٹپک رہا ہے تو آپ راہ محبت رونے لگے۔ بعد اس کے آپ نے اپنا لعاب دھن اپنے ہاتھ میں لے کر ان کے پیروں پر مل دیا اور ان کو عافیت کی دعا دی پس اس وقت سے کبھی ان کے پیروں میں کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

(اسد الغابہ ج ۲ حصہ ۷ ص ۶۰۰ ۔۔۔ ۵۹۹)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مواخات نبوی

صاحب اسد الغابہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمیں ابو اسحاق یعنی ابراہیم بن محمد وغیرہ نے خبر دی وہ اپنی پسند کے ساتھ ابو عیسیٰ ترمذی سے نقل کرتے تھے کہ انہوں نے کہا ہم سے یوسف بن موسیٰ قطان بغدادی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے علی بن قادم نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے علی بن صالح بن حی نے حکیم جبیر سے انہوں نے جمیع بن عمیر تیمی سے انہوں نے حضرت ابن عمر سے روایت کی وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان میں مواخات کرائی پس علی آئے اور انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان میں مواخات کرائی مگر میری مواخات آپ نے کسی سے نہیں کرائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے بھائی ہو دنیا و آخرت میں (اسد الغابہ ج ۲ حصہ ۷ ص ۶۱۰)

(فائدہ) محمد بن عیسیٰ نے بیان فرمایا وہ کہتے تھے ہم سے نصر بن علی جہضمی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے علی بن جعفر بن مہر نے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھے میرے بھائی موسیٰ بن جعفر نے اپنے والد جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے والد محمد بن علی (یعنی امام باقر) سے انہوں نے اپنے والد علی بن حسین (زین العابدین) سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا علی بن ابی طالب سے روایت کر کے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) حسن و حسین کا ہاتھ پکڑا اور بتایا کہ جو شخص مجھ سے محبت رکھتا ہو اور ان دونوں کے باپ اور ماں سے محبت رکھتا ہو وہ قیامت کے دن میرے ہمراہ میرے ہی درجہ میں ہو گا۔

(اسد الغابہ ج ۲ ص ۷ ص ۶۱۱)

اس حدیث مبارکہ میں پنجتن پاک سے محبت کرنے کا اجر بیان کیا گیا ہے۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے آئے تو آپ نے مہاجرین میں بعض کا بعض سے اور انصار و مہاجرین میں عقد مواخاۃ کر دیا الغرض ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا) مواخاۃ جو کچھ تھی وہ بدر سے پہلے ہی تھی آپ نے اس کے درمیان حق و غمخواری و ہمدردی پر عقد مواخاۃ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور علیؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبداللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت اپنے اصحاب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تو آپ نے علیؓ کے شانے پر اپنا ہاتھ رکھ کے فرمایا تم میرے بھائی ہو تم میرے وارث ہو میں تمہارا وارث ہوں جب آیت میراث نازل ہوئی تو اُس نے اس مواخاۃ کی وراثت کو قطع کر دیا۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ اور ابی طالب اور سہل بن حنیف کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ (اسد الغابہ اردو ترجمہ ج ۲ حصہ ۷ ص ۶۰۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی غزوہ احد میں شمولیت

مشہور و معروف مورخ اسلام عز الدین بن الاثیر ابی الحسن علی بن محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ہمیں ابو احمد یعنی عبدالوہاب بن علی امین نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابو الفتح یعنی محمد بن عبدالباقی بن احمد بن سلیمان نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابو الفضل احمد بن حسن بن سرون اور ابو طاہر احمد بن حسن بن احمد باقلانی نے اجازۃً خبر دی وہ دونوں کہتے تھے

ہمیں ابوالحسن بن احمد بن شاذان نے خبر دی وہ کہتے تھے کہ ابو محمد حسن بن محمد یحییٰ بن حسن بن جعفر بن عبداللہ بن حسین نے علی بن ابی طالب کے سامنے تحریر پڑھی گئی پھر دادا ابوالحسین بن یحییٰ۔ حسن بن جعفر کہتے تھے کہ مجھے محمد بن علی اور محمد بن یحییٰ نے محمد بن جنید سے روایت کر کے لکھا ہے کہ وہ کہتے تھے ہمیں حسن بن حنادہ نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے سعید بن مسیب سے روایت کر کے خبر دی وہ کہتے تھے کہ غزوۂ احد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سولہ (۱۶) زخم لگے تھے اور ہر زخم ان کو زمین پر گرا دیتا تھا پھر ان کو حضرت جبریل علیہ السلام اٹھاتے تھے۔

نیز وہ کہتے تھے مجھ سے میرے دادا نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے بکیر بن عبدالوہاب نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے محمد بن عمر نے بیان کیا۔ وہ کہتے تھے کہ ہم سے اسمٰعیل بن عیاش حمصی نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے ثعلبہ بن مالک سے روایت کر کے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ سہل بن عبادہ ہر مقام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جھنڈا لیتے تھے مگر جب لڑائی کا وقت آتا تو علی ابن ابی طالب جھنڈا لیتے تھے۔ (اسد الغابہ ج ۲ حصہ ۷ ص ۶۰۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق اشعار

اسد الغابہ میں ہے کہ ہمیں ابو محمد قاسم بن علی بن حسن بن ہبۃ اللہ حافظ نے خبر دی وہ کہتے تھے ابوالحسین بن فراء اور ابو غالب اور ابو عبداللہ نے ہمیں خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں بناء نے خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے ابو جعفر بن مسلمہ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہمیں سے ابو طاہر مخلص نے خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے احمد بن سلیمان نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے زبیر بن بکار نے بیان کیا کہ اسید بن ابی اناس بن زنیم نے حضرت علی کے متعلق یہ اشعار کہے تھے اس کا مقصود ان اشعار میں ہے کہ مشرکین قریش کو عار و ننگ دلا کر حضرت کے قتل (شہید کرنے) پر آمادہ کرے وہ اشعار یہ ہیں۔

فی کل مجمع غایة اخزاکم	جذع ابر علی المذا القرح
للّٰہ درکم الماتنکروا	قدینکر التی الکریم و یستحی
ھاربن فاطمة الذی افناکم	ذبحا و قتلة قعصة لم تذبح
اعطوہ خرجا واتقوا بضریبة	مغل الذلیل ربیعة لم ترلج
ابن الکھول و این کل دعامة	فی المعضلات واین زین الابطح
افناھم قعصا وضربا یفری	بالسیف یعمل حدہ لم یصفح

ترجمہ اشعار: ہر مجمع میں انتہا درجہ ذلیل کیا۔ اس نوجوان نے جو عمدہ گھوڑوں پر سوار ہو کے آتا ہے۔ خدا تمہارا بھلا کرے کیا تم کو یہ ناگوار نہیں ہے بزرگ قبیلہ کو کبھی کوئی بات ناگوار گزرتی ہے مگر وہ شرم کرتا ہے یہ فاطمہ (بنت اسد) کا بیٹا (یعنی علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ) ہے جس نے تم کو فنا کر دیا۔ اس نے تم کو ذبح کر ڈالا اور اس شکار کی طرح مارا جو جلدی میں ذبح نہ ہو سکے۔ (اچھا) اب اس کو خراج دو اور اس کی مار سے بچو ذلیلوں کی مانند اور بیعت کر لو۔ جس میں کچھ بھلائی نہ ہو گی۔ کہاں ہیں وہ پختہ عمر سردار قوم کے جو مشکلات میں کام آتے تھے اور امت ابطح کی زینت تھے سب کو (فاطمہ کے بیٹے) نے فنا کر دیا اور خوب مار ماری۔ ایسی تلوار سے مارا جس کی باڑھ نہیں مڑی (اسد الغابہ ج ۲ حصہ ۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنا

ہمیں ابوالفضل یعنی منصور بن ابی الحسین مدینی نے اپنی سند کے ساتھ احمد بن علی بن مثنی تک خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے ابو موسیٰ نے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ ہم سے محمد بن مروان عقیلی نے عمار بن ابی حفصہ سے انہوں نے عکرمہ سے روایت کر کے خبر دی وہ کہتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ غزوۂ احد سے جب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہٹ گئے (غزوۂ احد کے موقع پر ابلیس لعین نے یہ بات مشہور کر دی کہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ یہ خبر سنتے ہی مسلمانوں کا غم کے مارے برا حال ہو گیا۔ حتیٰ کہ انہیں کوئی سدھ بدھ نہ رہی کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں جیسے اکثر ایسے حالات میں اکثر لوگوں کی حالت ہو جاتی ہے اس طرح مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اکثر صحابہ کرام اسی مصلحت میں وہاں سے ہٹ آئے کہ اپنی قوت فراہم کر کے پھر آئیں غرض وہاں سے ہٹ جانے والوں کی بھی نیت بخیر تھی اسی لیے ان پر ان حالات کے باعث اعتراضات کرنا قطعاً مناسب نہیں) تو میں نے شہداء کی لاشوں میں دیکھنا شروع کیا۔ میں نے ان میں رسول اللہ کو نہ پایا۔

پس میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ خدا کی قسم! رسول اللہ بھاگنے والے نہ تھے لیکن اللہ کا غضب ہم پر نازل ہوا سبب اس حرکت کے جو ہم نے کی پس اللہ نے نبی کو اٹھالیا۔ پس اب میرے لیے بہتر یہی ہے کہ میں لڑوں یہاں تک کہ قتل (شہید) کر دیا جاؤں۔ لہٰذا میں نے اپنی تلوار کی میان توڑ ڈالی اور کفار پر حملہ کیا پس وہ لوگ میری طرف جھک پڑے۔ تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان میں تھے۔ (اسد الغابہ ۲۴ حصہ ۷ ص ۲۰۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مشرکوں کے سر اڑانا

ہمیں ابوعبداللہ بن محمد بن محمد بن سرایا فقیہ وغیرہ نے اپنی سند کو محمد بن اسماعیل (امام بخاری رحمہ اللہ علیہ) تک پہنچا کر خبر دی کہ وہ کہتے تھے ہم سے احمد بن سعید نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے ابوعبداللہ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے اسحاق بن منصور نے سلولی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے ابراہیم بن یوسف نے اپنے والد سے انہوں نے ابواسحاق سے روایت کر کے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ ایک شخص نے براء بن عازب سے پوچھا میں سن رہا تھا کہ کیا علی بدر میں شریک تھے انہوں نے کہا: ہاں خوب ظاہر اور کھلے ہوئے شریک تھے۔

ہمیں یحییٰ بن محمود نے خبر دی وہ کہتے تھے کہ مجھ کو میرے چچا کے دادا ابوالفضل جعفر بن عبدالواحد ثقفی نے خبر دی وہ کہتے تھے مجھے میرے والد کے چچا ابوطاہر اور ابوالفتح نے خبر دی۔ وہ دونوں کہتے تھے ہمیں ابوبکر بن زاذان نے خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے ابوعروبہ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے ابورفاعہ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے محمد بن حسن معروف بہ جیمی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے ابوعوانہ نے اعمش سے انہوں نے حکم سے انہوں نے مصعب بن سعد سے انہوں نے سعد سے روایت کی وہ کہتے تھے میں نے ان کو یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ تلوار لیے ہوئے مشرکوں کے سر اڑاتے تھے اور بطور رجز کے یہ کہتے جاتے شحشح اللیل کانی جنی (رات دوڑ چلی جا رہی ہے گویا میں میوہ توڑ رہا ہوں) (اسد الغابہ ج ۲ حصہ ۷ ص ۱۰۰)

تفصیلات اسی شرح میں مناسب موقع پہ بیان کی جائیں گی۔

حضرت ابوبکر صدیق و عمر و علی المرتضیٰ کی خلافت کی پیشین گوئی

صاحب اسد الغابہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمیں عبدالوہاب بن ھبۃ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن احمد سے نقل کر کے خبر دی وہ کہتے تھے مجھ میرے والد نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے اسود بن عامر نے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھ سے عبدالحمید بن ابی جعفر یعنی فراء نے اسرائیل سے انہوں نے ابو اسحاق سے انہوں نے زید بن یثیع سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے (ایک مرتبہ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ ہم آپ کے بعد کس کو خلیفہ بنائیں

حضرت (نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ اگر ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) کو تم خلیفہ بناؤ گے تو ان کو دنیا کی طرف سے بے رغبت اور آخرت کی طرف راغب پاؤ گے اور اگر تم عمر کو خلیفہ بناؤ گے تو ان کو صاحب قوت اور امین پاؤ گے وہ اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کریں گے اور اگر تم علی کو خلیفہ بناؤ گے مگر میں سمجھتا ہوں کہ تم ایسا نہ کرو گے تو ان کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے وہ تمہیں راہ راست پر چلائیں گے (اسد الغابہ ج ۲ حصہ ۷ ص ۶۱۲)

(فائدہ) اس روایت مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کی بہار بھی ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کے متعلق اہلسنت و جماعت کے موقف کے دلائل تفصیلاً مجدد ملت فیض ملت شیخ القرآن والتفسیر محدث اعظم بہاولپور حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف (غایۃ المامول فی علم الرسول) میں ملاحظہ فرمائیے۔ جو کہ مکتبہ اویسیہ سیرانی مسجد جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور اور ادارہ تالیفات اویسیہ سیرانی روڈ نزد سیرانی مسجد بہاولپور سے منگوائی جا سکتی ہے۔

خلافت کے سلسلے میں اہم ہدایت

جب عبداللہ بن احمد بن عبدالقاہر نے خبر دی وہ کہتے تھے میں ابو غالب یعنی محمد بن حسن باقلانی نے اجازۃً خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابو علی بن شاذان نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں عبدالباقی بن قانع نے خبر دی۔ وہ کہتے تھے ہم سے محمد بن زکریا علائی نے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ ہم سے عباس نے بن بکار نے شریک سے انہوں نے سلمہ سے انہوں نے صنابحی سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے خبر دی کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے علی) تم کعبہ کی مثل ہو (جاؤ) کہ لوگ اس کے پاس آتے ہیں وہ کسی کے پاس نہیں جاتا پس اگر قوم تمہارے پاس آئے اور خلافت تمہارے حوالے کرے تو قبول کر لینا اور اگر وہ لوگ تمہارے پاس نہ آئیں تو تم ان کے پاس نہ جانا یہاں تک کہ وہ خود تمہارے پاس آئیں گے۔

پہلے تینوں خلفاء کے متعلق شیر خدا رضی اللہ عنہ کا بیان

ہمیں یحییٰ بن محمود نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں حسن بن احمد نے خبر دی ان کے سامنے پڑھا جاتا تھا اور میں سن رہا تھا وہ کہتے تھے ہمیں ابو نعیم نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابو علی یعنی محمد بن احمد بن حسن نے خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے ابراہیم بن یوسف صیرفی نے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھ سے میرے والد صیرفی نے یحییٰ بن عروہ مرادی سے نقل کر کے بیان کیا وہ کہتے تھے میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو میں سمجھتا تھا کہ سب سے زیادہ خلافت کا مستحق میں ہوں مگر جب مسلمانوں کا اتفاق ابوبکر پر ہو گیا تو میں نے (ان کے احکام کو) سنا اور اطاعت کی پھر میں نے خیال کیا کہ ابوبکر میرے سوا اور کسی کو خلافت نہ دیں گے مگر انہوں نے عمر کو دے دی پس میں نے (ان کے

احکام کو) سنا اور اطاعت کی پھر عمر جب زخمی ہوئے میں نے خیال کیا کہ وہ میرے سوا اور کسی کو خلیفہ نہ کریں گے مگر انہوں نے خلافت کو چھ آدمیوں میں دائر کر دیا جن میں سے ایک میں ہی تھا پس لوگوں نے عثمان کو خلیفہ بنا دیا۔ تو میں نے (ان کے احکام کو بھی) سنا اور اطاعت کی پھر جب عثمان شہید ہوئے تو لوگ میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے بیعت کی خوشی سے اور کوئی جبر نہ تھا پھر انہوں نے میری بیعت توڑ دی تو خدا کی قسم میں نے کچھ چارہ کار نہ دیکھا سوا اس کے تلوار ہاتھ میں کی جائے یا کفر کیا جائے اس چیز کا جو اللہ عزوجل نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کیا ہے۔ (اسد الغابہ ج ۲ حصہ ۷ ص ۶۱۳)

(فائدہ) اس روایت سے بہت عمدہ عمدہ نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ منجملہ ان کے یہ کہ شیخین کی طرف سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حسن ظن تھا کہ ان کی طرف یہ خیال نہ کیا کہ وہ اپنے کسی عزیز کو خلافت دے جائیں گے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے کو سب سے زیادہ مستحق خلافت سمجھنا محض اس وجہ سے تھا کہ عقد خلافت شارع کی طرف سے نہیں ہوا تھا بلکہ روایت گزر چکی ہے جس وجہ سے آپ کا خیال تھا کہ میں سب سے زیادہ خلافت کا مستحق ہوں مگر جب یک بعد دیگرے خلفاء ہوئے اور آپ نے ان کی خلافت کو درست تسلیم کیا اور ان کی اطاعت کی۔

عثمانؓ بن عفان کی شہادت اور علیؓ بن ابی طالب کی بیعت

لوگوں نے بیان کیا کہ جب ۱۸ ذی الحجہ یوم جمعہ ۳۵ھ کو عثمانؓ ابن عفان شہید کر دیئے گئے اور شہادت عثمانؓ کی صبح کو مدینے میں علیؓ سے بیعت خلافت کر لی گئی تو ان سے طلحہؓ و زبیرؓ، سعدؓ بن ابی وقاص سعیدؓ بن زید بن عمرو بن نفیل، عمارؓ بن یاسر، اسامہؓ بن زید، سہلؓ بن حنیف، ابو ایوبؓ انصاری، محمد بن مسلمہؓ، زیدؓ بن ثابت، خزیمہؓ بن ثابت اور ان تمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہم نے جو مدینے میں تھے بیعت کر لی۔ (طبقات ابن سعد حصہ سوم ص ۳ ۲۱)

بیعت کے متعلق حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کا بیان

طلحہؓ و زبیرؓ نے بیان کیا کہ انہوں نے جبراً بغیر رضامندی کے بیعت کی ہے دونوں مکے روانہ ہو گئے اور وہیں ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں، پھر وہ دونوں حضرت عائشہؓ کے ہمراہ خون عثمانؓ کے قصاص کے لیے مکے سے بصرے روانہ ہوئے۔ یہ واقعہ علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو وہ مدینے سے عراق گئے مدینے پر سہل بن حنیف کو خلیفہ بنا گئے۔

(طبقات ابن سعد حصہ سوم ص ۳ ۲۱)

علیؓ نے انہیں لکھا کہ ان کے پاس آ جائیں اور مدینے پر ابو الحسن المازنی کو والی بنا دیا۔ وہ ذا قا میں اترے، عمارؓ بن یاسر اور حسنؓ بن علیؓ کو اہل کوفہ کے پاس بھیج کر اُن سے اپنے ہمراہ چلنے کی مدد چاہی وہ لوگ علیؓ کے پاس آ گئے اور انہیں بصرے لے گئے۔

یوم الجمل

انہوں نے طلحہؓ، زبیرؓ اور عائشہؓ کا اور ان لوگوں کا جو اہل بصرہ وغیرہ ہم میں سے اُن کے ہمراہ تھے۔

شہید

یوم الجمل ماہ جمادی الآخر ۳۶ھ میں مقابلہ کیا اور اُن پر فتح مند ہوئے اُس روز طلحہؓ و زبیرؓ وغیرہما شہید کر دیئے گئے، مقتولین کی تعداد تیرہ ہزار تک پہنچ گئی علیؓ بصرے میں پندرہ شب قیام کر کے کوفے واپس ہو گئے۔ (طبقات ابن سعد حصہ ۳ ص ۲۱۳-۲۱۴)

جنگ صفین

علی رضی اللہ عنہ، معاویہؓ بن ابی سفیان اور جو شام میں اُن کے ہمراہ تھے اُن کے ارادے سے نکلے، معاویہؓ کو معلوم ہوا تو وہ اُن لوگوں کے ہمراہ جو اہل شام میں سے اُن کے ساتھ تھے روانہ ہوئے صفر ۳۷ھ میں بمقام صفین اُن لوگوں نے مقابلہ کیا۔

طرفین برابر چند روز تک قتال کرتے رہے عمارؓ بن یاسر خزیمہؓ بن ثابت اور ابو عمرہ المازنی جو علیؓ کے ہمراہ تھے قتل کر دیئے گئے۔

اہل شام قرآن اٹھا کر جو کچھ اس میں ہے اس کی طرف عمروؓ بن العاص کے مکر کی وجہ سے دعوت دینے لگے عمرو بن العاص نے معاویہؓ کو اس جنگ کا مشورہ دیا تھا اور وہ اُنہی کے ہمراہ تھے۔

لوگوں نے جنگ کو ناپسند کیا اور باہم صلح کی دعوت دی، انہوں نے دو حکم باہمی فیصلے کے لیے مقرر کیے، علیؓ نے اپنی طرف سے ابو موسیٰ اشعری کو اور معاویہؓ نے عمروؓ بن العاص کو۔

ان لوگوں نے باہم ایک تحریر لکھی کہ وہ لوگ سال کے شروع میں مقام اذرح میں پہنچیں اور اس امت کے معاملے میں غور کریں لوگ متفرق ہو گئے معاویہؓ اہل شام کی الفت کے ساتھ لوٹے اور علیؓ اختلاف اور کینے کے ساتھ کوفے واپس آئے۔

علیؓ پر اُن کے اصحاب اور ہمراہیوں نے خراج کیا، انہوں نے کہا کہ سوائے اللہ کے کوئی حکم نہیں اور حروراء میں لشکر جمع کیا اسی وجہ سے وہ "الحروریہ" کہلائے، علیؓ نے اُن کے پاس عبداللہ بن عباس وغیرہ کو بھیجا انہوں نے ان لوگوں سے بحث و حجت کی تو ایک بڑی جماعت نے رجوع کیا، مگر ایک جماعت اپنی رائے پر قائم رہی۔

وہ لوگ نہروان چلے گئے، انہوں نے راستہ روک دیا اور عبداللہ ابن خباب بن الارت کو قتل کر دیا۔ علیؓ اُن کی جانب روانہ ہوئے اُن کو انہوں نے نہروان میں قتل کر دیا، اُن میں سے ذو الثدیہ کو بھی انہوں نے قتل کر دیا۔ یہ ۳۸ھ کا واقعہ ہے۔

علیؓ کوفے واپس ہوئے، اُس روز سے اُن کی شہادت تک (رحمہ اللہ) لوگوں کو اُن پر خوارج کا خوف رہا۔

لوگ شعبان ۳۸ھ میں اذرح میں جمع ہوئے۔ وہاں سعد بن ابی وقاص ابن عمرؓ اور دوسرے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آئے۔ عمرو بن العاص نے ابو موسیٰؓ اشعری کو آگے کیا، انہوں نے گفتگو کی اور علیؓ کو معزول کر دیا، عمروؓ بن العاص نے گفتگو کی انہوں نے معاویہؓ کو برقرار رکھا اور اُن سے بیعت کر لی، لوگ اسی قرارداد پر متفرق ہو گئے۔

(طبقات ابن سعد حصہ سوم خلفائے راشدین اور صحابہ کرام ص ۲۱۴)

عبدالرحمن بن ملجم المرادی اور علیؓ کی بیعت اور آپ کا اُس کو رد کرنا

ارشاد جناب علویؓ: لتخضبن ھذہ من ھذہ

"اس سر سے یہ ڈاڑھی ضرور خون میں رنگین ہو گی"

ابن ملجم کی بیعت لینے سے انکار

ابو الطفیل سے مروی ہے کہ علیؓ نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی تو عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی آیا، اُس کو انہوں نے دو مرتبہ رد کیا، وہ اُن کے پاس پھر آیا تو انہوں نے کہا کہ اس اُمت کے بدبخت ترین شخص کو میرے قتل سے کوئی نہیں روکے گا، یہ ڈاڑھی اس

سر کے خون سے ضرور ضرور خضاب کی جائے گی یا رنگی جائے گی۔ پھر اُنہوں نے یہ دو شعر بیان کیے:

(اشدد) حیازیمک الموت فان الموت آتیک

موت کے لیے اپنے سینے کو مضبوط کر لے، یعنی صبر کو۔ کیونکہ موت تیرے پاس آنے والی ہے

ولا تجزع من القتل اذا حل بوا دیلک

اور قتل سے پریشان نہ ہو جب وہ تیری وادی میں اُترے

محمد بن سعد (مؤلف) نے کہا کہ ابو نعیم کے علاوہ دوسرے راویوں میں اسی حدیث میں اور اسی سند سے علیؓ بن ابی طالب سے اتنا اور اضافہ کیا کہ "واللہ یہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھے وصیت ہے"۔ محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ علیؓ بن ابی طالب نے المراوی سے یہ شعر کہا:

ارید حباءہ ویرید قتلی هذیرك من خلیلك من مراد

میں اس کو عطا کرنا چاہتا ہوں اور وہ میرا قتل چاہتا ہے میری ضیافت تیرے مرادی دوست کی طرف سے ہوگی۔

(طبقات ابن سعد۔ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام حصہ سوم ص ۲۱۵)

(فائدہ) یہی روایت معمولی سے فرق کے ساتھ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ کی ج ۲ حصہ ۷ ص ۶۱۷ پر بھی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے متعلق نبی کریم کا فرمان

نصر اللہ بن سلامہ بن سالم ہیتی نے خبر دی کہ وہ کہتے تھے ہمیں قاضی ابو الفضل یعنی عمر بن یوسف ارموی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے ابو الغنائم یعنی عبد الصمد بن علی مامون نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں حافظ علی بن عمر نے خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے ابو الحسن یعنی علی بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن یحیٰی بن زاہر بن یحیٰی برازی نے بصرہ میں خبر دی وہ کہتے تھے مجھ سے احمد بن محمد بن زیاد قطان رازی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے عبد اللہ بن زاہر بن یحیٰی نے بیان کی وہ کہتے تھے مجھ سے میرے والد نے اعمش نے انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے ابو سناف دولی سے انہوں نے حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کر کے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھ سے صادق مصدوق نے بیان فرمایا کہ تم نہ مرو گے یہاں تک کہ ایک ضرب تمہاری اس پر اشارہ داڑھی اور سر کی طرف فرمایا ماری جائے گی اور اس امت کا شقی ترین شخص تجھ کو قتل (شہید) کرے گا جیسا قبیلہ ثمود کے فلاں شقی ترین نے خدا کی اونٹنی کے پیر کاٹے تھے۔ (اسد الغابہ ج ۲ حصہ ۷ ص ۶۱۶)

(فائدہ) علی بن عمر نے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث اعمش عن زید بن اسلم ابی سناف عن علی غریب سے اسد کی روایت میں عبد اللہ بن زہرا اپنے والد سے منفرد ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو عبد اللہ بن جعفر نے زید انہوں نے ابو سناف سے بہ نسبت اس کے زیادہ کامل روایت کیا ہے۔ (اسد الغابہ ج ۲ حصہ ۷ ص ۶۱۶)

بدبخت ترین قاتل

عبید اللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت) علی سے فرمایا: اے علی اگلوں اور پچھلوں میں بد بخت ترین کون ہے۔ انہوں نے کہا اللہ اور اُس کا رسولؐ زیادہ جانتا ہے فرمایا اگلوں کا سب سے زیادہ بد بخت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے ہاتھ پاؤں کاٹنے والا تھا اور پچھلوں کا بد بخت ترین وہ ہوگا جو تمہارے نیزہ مارے گا اور آپ نے اس مقام پر اشارہ کیا جہاں وہ نیزہ

مارے گا۔

ام جعفر سریہ علیؓ سے مروی ہے کہ میں علیؓ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہی تھی، یکا یک انہوں نے اپنا سر اُٹھایا، پھر اپنی ڈاڑھی پکڑ کر اُسے ناک تک بلند کیا اور کہا کہ "تیرے لیے خوشی ہے کہ تو ضرور ضرور خون میں رنگی جائے گی۔" پھر جمعے کے دن اُن پر حملہ کیا گیا۔ (طبقات ابن سعد حصہ سوم ص ۲۱۷)

غزوہ بدر کے دن شہادت کی پیشین گوئی

عکرمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے بیان فرمایا کہ وہ کہتے تھے کہ (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) نے نبی کریم سے عرض کیا کہ آپ نے غزوہ احد میں جب مجھے شہادت نصیب نہ ہوئی اور بہت سے لوگ شہید ہو گئے فرمایا تھا کہ شہادت تو تمہارے پیچھے ہے پس تم کیونکر صبر کرو گے جب تمہاری داڑھی خون سے رنگین کی جائے گی تو یا رسول اللہ! اگر میری یہی حالت قائم رہی جواب ہے تو وہ وقت صبر کرنے کا نہ ہوگا بلکہ خوش ہونے اور بزرگی حاصل کرنے کا وقت ہوگا۔ (اسد الغابہ حصہ ۷ ج ۲ ص ۶۱۶)

حضرت علیؓ کو شہید کی سازش کی اطلاع

ابی مخلہ سے مروی ہے کہ قبیلۂ مراد کا ایک آدمی علیؓ کے پاس آیا جو مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے، اُس نے کہا کہ دربان مقرر کیجیے کیونکہ مراد کے لوگ آپ کو شہید کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہر شخص کے ساتھ دو فرشتے ہیں جو اُس کی اُن چیزوں سے حفاظت کرتے ہیں جو مقدر نہیں ہیں، جب شے مقدر آتی ہے تو وہ اُس شخص اور اُس شے کے درمیان راستہ چھوڑ دیتے ہیں اور موت ایک محفوظ ڈھال ہے۔

عبیدہ سے مروی ہے کہ علیؓ نے کہا کہ تمہارے بدبخت ترین شخص کو آنے سے کوئی نہیں روکے گا، وہ مجھے قتل کرے گا۔ اے اللہ میں لوگوں سے بیزار ہو گیا ہوں اور لوگ مجھ سے بیزار ہو گئے ہیں، اس لیے مجھے ان سے راحت دے اور اُنہیں مجھ سے راحت دے۔

عبداللہ بن سبع سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو کہتے سنا کہ آپ نے سر سے ڈاڑھی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ضرور ضرور یہ ڈاڑھی اس سر کے خون سے رنگی جائے گی، پھر بدبخت ترین کا کیوں انتظار کیا جاتا ہے۔

لوگوں نے کہا یا امیر المومنین ہمیں اس کی خبر دیجیے تو ہم اُس کے خاندان کو ہلاک کر دیں۔ آپ نے فرمایا اس وقت واللہ تم میری وجہ سے قاتل کے علاوہ اور کو قتل کر دو گے۔

اُن لوگوں نے کہا کہ پھر ہم پر کسی کو خلیفہ بنا دیجیے تو انہوں نے کہا نہیں میں تمہیں اس چیز کی طرف چھوڑ دوں گا جس چیز کی طرف تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا ہے۔

اُن لوگوں نے کہا کہ پھر آپ اپنے رب سے کیا کہیں گے جب اُس کے پاس حاضر ہوں گے۔ اُنہوں نے کہا کہ میں کہوں گا، اے اللہ میں نے تجھی کو اُن لوگوں میں چھوڑ دیا، اگر تو چاہے تو انہیں درست کر دے اور چاہے تو اُنہیں تباہ کر دے۔

(طبقات ابن سعد۔ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام حصہ ۳ ص ۲۱۶)

قاتل حضرت علیؓ کے متعلق ابن الحنفیہ کی روایت

ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ حمام میں ہمارے پاس ابن ملجم آیا میں اور حسنؓ و حسینؓ حمام میں بیٹھے ہوئے تھے، جب وہ داخل ہوا تو گویا وہ دونوں (حسنؓ و حسینؓ) اُس سے کھٹک گئے اور پوچھا کہ تجھے کس نے اجازت دی کہ ہمارے پاس آئے، میں نے اُن دونوں سے کہا کہ تم اپنی جانب سے اسے چھوڑ دو، کیونکہ میری جان کی قسم، وہ تمہارے ساتھ جو کچھ کرنا چاہتا ہے وہ اس سے زیادہ تکلیف دہ ہے جو اس نے کیا۔

جب وہ دن ہوا کہ اُسے گرفتار کر کے لایا گیا تو ابن الحنفیہ نے کہا کہ آج میں اس کو اُس دن سے زیادہ پہچاننے والا نہیں ہوا۔ جس دن یہ ہمارے پاس حمام میں داخل ہوا تھا (بعض میں نے اُسی روز اسے پہچان لیا تھا کہ یہ حضرت علیؓ کو شہید کرے گا) علیؓ نے فرمایا کہ یہ اسیر ہے، اس لیے اس کی ضیافت اچھی طرح کرو اور اسے اچھا ٹھکانا دو اگر میں بچ گیا تو قتل کروں گا یا معاف کروں گا۔ اگر میں مر گیا تو اُسے میرے قصاص میں قتل کر دو اور حد سے آگے نہ بڑھو کیونکہ حد سے آگے بڑھنے والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا۔

(طبقات ابن سعد خلفائے راشدین حصہ سوم ص ۲۱۷)

تین خارجیوں میں عہد و پیمان

مولائے ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ علیؓ نے میرے بڑے بیٹے کو اپنی وصیت میں لکھا کہ اُس ابن ملجم کے پیٹ اور شرمگاہ میں نیزہ نہ مارنا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ خوارج میں سے تین آدمی نامزد کیے گئے، عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی جو قبیلہ حمیر میں سے تھا، اُس کا شمار قبیلہ مراد میں تھا جو کندہ کے بنی جبلہ کا حلیف تھا البرک بن عبداللہ التمیمی اور عمرو بن بکیر التیمی۔

یہ تینوں مکے میں جمع ہوئے انہوں نے یہ عہد و پیمان کیا کہ ان تینوں آدمیوں کو ضرور ضرور قتل کر دیں گے علی بن ابی طالب، معاویہ ابن ابی صفیان، عمرو بن العاص اور بندگان خدا کو ان سے راحت دیں گے۔

عبدالرحمٰن بن ملجم نے کہا کہ میں علیؓ بن ابی طالب کے لیے تیار ہوں، البرک نے کہا کہ میں معاویہؓ کے لیے تیار ہوں اور عمرو بن بکیر نے کہا کہ میں تم کو عمرو بن العاص سے کفایت کروں گا۔

انہوں نے اس پر باہم عہد و پیمان کر لیا اور ایک نے دوسرے کو بھروسا دلا دیا کہ وہ اپنے نامزد ساتھی کے کار خیر (شہید کرنے) سے باز نہ رہے گا اور اُس کے پاس روانہ ہو جائے گا، یہاں تک کہ وہ اسے قتل کر دے گا یا اُس کے لیے اپنی جان دے دے گا۔

انہوں نے باہم شب رمضان میعاد مقرر کر لی اور ہر شخص اُس شہر کی طرف روانہ ہو گیا جس میں اُس کا ساتھی (یعنی وہ شخص جسے وہ قتل کرنا چاہتا تھا) موجود تھا۔ (طبقات ابن سعد حصہ ۳ ص ۲۱۸)

قطام بنت شجنہ کا مہر

عبدالرحمٰن بن ملجم کوفے آیا وہ اپنے خارجی دوستوں سے ملا مگر اُن سے اپنے قصد کو پوشیدہ رکھا، وہ انہیں دیکھنے جاتا تھا اور وہ لوگ اُسے دیکھنے آتے تھے۔ اُس نے ایک روز تیم الرباب کی ایک جماعت دیکھی جس میں ایک عورت قطام بنت شجنہ بن

عدی بن عامر بن عوف بن ثعلبہ بن سعد ابن ذہل بن تیم الرباب تھی۔ علیؓ نے جنگ نہروان میں اُس کے باپ اور بھائی کو قتل کیا تھا۔
وہ عورت ابن ملجم کو پسند آئی تو اس نے اُسے پیام نکاح دیا، اُس نے کہا کہ میں اس وقت تک تجھ سے نکاح نہ کروں گی جب تک تو مجھ سے وعدہ نہ کرلے۔ عبدالرحمٰن بن ملجم نے کہا کہ تو مجھ سے جو کچھ مانگے گی۔ میں وہی تجھے دوں گا، اس عورت نے کہا کہ تین ہزار درہم اور علی بن ابی طالب کا قتل۔
ابن ملجم نے کہا کہ واللہ مجھے اس شہر میں سوائے قتل علیؓ بن ابی طالب کے اور کوئی چیز نہیں لائی اور جو تو نے مانگا میں تجھے دوں گا وہ شبیب بن بجیرۃ الاشجعی سے ملا اُسے اپنے ارادے سے آگاہ کیا اور اپنے ساتھ رہنے کی دعوت دی۔ اُس نے اس کی یہ بات مان لی۔

ابن ملجم اور اشعث بن قیس الکندی

عبدالرحمٰن بن ملجم اس شب کو جس کی صبح کو اُس نے علی کے قتل کا مصمم ارادہ کیا تھا رات بھر اشعث بن قیس الکندی سے اُس کی مسجد میں سرگوشی کرتا رہا جب اطلاع فجر کے قریب ہوا تھا اس سے اشعث نے کہا، صبح نے تجھے ظاہر کردیا، بس کھڑا ہو۔ عبدالرحمٰن بن ملجم اور شعیب بن بجیرہ کھڑے ہوگئے۔ انہوں نے اپنی تلواریں لے لیں اور آئے اس دروازے کے مقابل بیٹھ گئے جس سے علیؑ نکلتے تھے۔

حضرت علیؓ کی خواب میں رسول اللہ سے ملاقات

حسنؓ بن علیؓ نے کہا کہ میں صبح سویرے اُن کے (علیؓ کے) پاس آیا اور بیٹھ گیا، فرمایا میں رات بھر اپنے گھر والوں کو جگاتا رہا پھر میری آنکھوں (کی نیند) نے مجھ پر قبضہ کرلیا، حالانکہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خواب میں) میرے سامنے آئے، عرض کی یارسول اللہ مجھے آپ کی امت سے کس قدر تعب وفساد حاصل ہوا۔ فرمایا اللہ سے اُن کے لیے بددعا کرو' میں نے کہا اے اللہ مجھے اُن کے بدلے وہ دے جو اُن سے بہتر ہو اور اُن کو میرے بدلے وہ دے جو مجھ سے بدتر ہو۔

(طبقات ابن سعد)

حضرت علیؓ پر حملہ

اتنے میں ابن النباح مؤذن آئے انہوں نے کہا کہ نماز (تیار ہے) میں نے ان کا (علیؓ کا) ہاتھ پکڑا تو وہ کھڑے ہوکر اس طرح چلنے لگے کہ ابن النباح اُن کے آگے تھے اور میں پیچھے، جب دروازے سے باہر ہوگئے تو انہوں نے ندا دی کہ اے لوگو! نماز، نماز، اسی طرح وہ ہر روز کیا کرتے تھے، جب نکلتے تو ہمراہ اُن کا درہ ہوتا اور لوگوں کو جگایا کرتے تھے۔
دو آدمیوں نے اُنہیں روکا کسی ایسے شخص نے جو وہاں موجود تھا، کہا کہ میں نے تلوار کی چمک دیکھی اور کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا کہ اے علی حکم اللہ ہی کے لیے ہے نہ کہ تمہارے لیے میں نے دوسری تلوار دیکھی پھر دونوں نے مل کر مارا عبدالرحمٰن ابن ملجم کی تلوار پیشانی سے سر تک لگ کر اُن کے بھیجے تک پہنچ گئی لیکن شعیب کی تلوار وہ محراب میں پڑی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت

اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ میں بیان ہے کہ ہمیں ابو احمد عبدالوہاب بن علی امین وغیرہ نے اجازۃ خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں

ابوالفتح محمد بن عبدالباقی بن احمد بن سلیمان نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابوالفضل بن خیرون نے اور ابو طاہر یعنی احمد بن حسن باقلانی نے اجازۃً خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابوعلی بن شاذان نے خبر دی وہ کہتے تھے یہ روایت ابومحمد یعنی حسن بن محمد بن یحییٰ بن حسن بن جعفر بن عبیداللہ بن حسن بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کے سامنے پڑھی گئی وہ کہتے تھے کہ مجھ سے میرے دادا ابوالحسین یعنی یحییٰ بن حسن نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے سعید بن نوح نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے ابونعیم یعنی فضل بن دکین نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے عبدالجبار بن عباس نے عثمان بن مغیرہ سے روایت کر کے بیان کیا وہ کہتے تھے جب رمضان کا مہینہ آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک شب کو حسن کے یہاں ایک شب حسین کے یہاں ایک شب عبداللہ بن جعفر کے یہاں کھانا کھانے لگے مگر تین لقموں سے زیادہ نہ کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ (میں چاہتا ہوں کہ مجھے) موت اس حال میں آئے کہ میں بھوکا ہوں اب میری موت میں صرف ایک شب یا دو شب باقی ہیں۔

نیز وہ کہتے تھے مجھے میرے دادا نے خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے زید بن علی نے عبیداللہ بن موسیٰ سے روایت کر کے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے حسن بن کثیر نے اپنے والد سے روایت کر کے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ حضرت علی نماز فجر کے لیے نکلے تو بطین ان کے سامنے چیخنے لگیں ہم لوگ ان کو ہٹانے لگے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کو چھوڑ دو کیونکہ یہ رو رہی ہیں اور آپ باہر چلے گئے اور زخمی ہو گئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی وہ سال وہ مہینہ وہ شب جانتے تھے جس میں وہ شہید ہوں گے۔ (واللہ اعلم)
(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ج ۲ حصہ ۷ ص ۶۱۸)

خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

ابوعون ثقفی نے ابوعبدالرحمٰن سلمی سے روایت کر کے خبر دی وہ کہتے تھے مجھ سے حسین بن علی نے کہا کہ حضرت علی فرماتے تھے شب کو میرے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کی امت سے میں نے بہت تکلیف اور زحمت اٹھائی۔ حضرت نے فرمایا تو تم ان کے لیے بددعا کرو پس میں نے دعا کی کہ یا اللہ! مجھے ان کے عوض میں ایسے لوگ دے جو ان سے بہتر ہوں اور ان کو میرے عوض میں ایسا شخص دے جو مجھ سے بدتر ہو پھر حضرت علی باہر نکلے تو ان کو ایک شخص نے مارا۔

اس روایت میں حسین بن علی کا نام ہے حالانکہ صحیح حسن ہے ہمیں عبدالوہاب بن ہبۃ اللہ بن عبدالوہاب بن اجازۃً خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابوبکر انصاری نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابومحمد جوہری نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابوعمر بن حیویہ نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں احمد بن معروف نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں حسین بن فہم نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں محمد بن سعد نے خبر دی وہ کہتے تھے خوارج میں سے تین شخص باہم متفق ہو گئے۔ عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی جو قبیلہ حمیر کا اور بنی مراد میں ان کا شمار ہے بنی جبلہ کے حلیف تھے جو کندہ کی ایک شاخ ہے اور برک بن عبداللہ تمیمی اور عمر بن بکیر تمیمی یہ تینوں آدمی مکہ میں جمع ہوئے اور باہم عہد و پیمان کیا کہ ان تین شخصوں کو ضرور قتل کرنا چاہیے۔ (۱) علی بن ابی طالب (۲) معاویہ اور (۳) عمرو بن عاص کو اور بندگان خدا کو ان تینوں سے نجات دینا چاہیے۔

ابن ملجم نے کہا میں علی کو قتل کر دوں گا۔

برک نے کہا: میں معاویہ کا کام تمام کر دوں گا۔

عمرو بن بکیر نے کہا: میں عمرو بن عاص کے لیے کافی ہوں۔
اور خوب مضبوطی کے ساتھ معاہدہ کیا کہ کوئی شخص اپنے نام بردہ کے قتل سے باز نہ رہے یا قتل کرے یا خود مارا جائے۔
سترہویں رمضان کی شب کو ان لوگوں نے یہ معاہدہ کیا اور ہر شخص اپنے اپنے نام بردہ کے شہر کی طرف چلا۔
عبدالرحمٰن بن ملجم کوفہ آیا اور اپنے خارجی دوستوں سے ملا مگر ان سے ظاہر نہیں کیا کہ میں اس (ملعون) ارادہ سے آیا ہوں۔ یہ برابر ان کی ملاقات کو جاتا تھا اور وہ اس کی ملاقات کو آتے تھے۔
ایک روز بنی تیم رباب کے کچھ لوگوں کی ملاقات کو گیا وہاں نے ایک عورت کو دیکھا جس کا نام قطان بنت شجنہ بن عدی بن عمر بن عوف بن ثعلبہ بن سعد بن ذیل بن تیم رباب تھا۔ حضرت علی نے اس عورت کے باپ اور بھائی کو نہروان میں قتل کیا تھا یہ عورت ابن ملجم کو پسند آئی اور ابن ملجم نے اس سے نکاح کی درخواست کی وہ کہنے لگی میں تیرے ساتھ نکاح نہ کروں گی تاوقتیکہ تو میرا مہر نہ مقرر کرے۔''
ابن ملجم نے کہا: تو جو مانگے گی میں دوں گا
اس عورت نے کہا: تین ہزار روپیہ اور علی بن ابی طالب کا قتل میں چاہتی ہوں
ابن ملجم نے کہا: میں تو یہاں علی بن ابی طالب کے قتل کے لیے آیا ہوں اچھا جو تو مانگتی ہے میں نے تجھے دیا پھر ابن ملجم شبیب بن بجیرہ اشجعی سے ملا اور اس کو اپنے ارادہ سے آگاہ کیا اور اس سے کہا کہ تو میرے ساتھ ہو جا۔ اس بد بخت نے اس کو منظور کر لیا۔
جس شب کی صبح کو حضرت علی مرتضٰی کے قتل کا ارادہ کیا تھا اس شب کو رات بھر ابن ملجم اشعث ابن قیس کندی سے سرگوشی کرتا رہا یہاں تک کہ فجر طلوع ہوئی اور شعث نے اس سے کہا کہ دیکھ صبح ہوگئی پس ابن ملجم اور شبیب بن بجرہ دونوں اٹھے اور اپنی تلواریں لیے ہوئے اس ڈیوڑھی کے مقابل آ کر بیٹھ گئے جس سے حضرت علی نکلا کرتے تھے۔
حضرت حسن بن علی رحمہ عنہ فرماتے تھے کہ پس اس دن بہت تڑکے اپنے والد ماجد (رضی اللہ عنہ) کے حضور میں گیا اور ان کے پاس بیٹھ گیا۔ مجھ سے فرمایا کہ آج رات بھر میں اپنے گھر والوں کو جگاتا رہا کچھ دیر بے اختیار بیٹھے ہی بیٹھے نیند آ گئی میں نے دیکھا کہ رسول اللہ تشریف رکھتے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آپ کی امت سے یہ یہ تکلیفیں اٹھائیں۔
حضرت نے مجھ سے فرمایا: تم ان کے لیے بددعا کرو۔
میں نے عرض کیا کہ یا اللہ! مجھے ان کے عوض میں ایسے لوگ دے جو ان سے بہتر ہوں اور ان کو میرے عوض میں ایسا شخص دے جو ان کے حق میں مجھ سے بدتر ہو۔ اسی حالت میں ابن تیاح مؤذن آ گئے اور انہوں نے کہا نماز تیار ہے پس ابن تیاح (حضرت والد ماجد کے) آگے آگے چلتے تھے اور میں ان کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا جب وہ دروازہ سے نکلے تو الصلوٰۃ الصلوٰۃ پکارنے لگے اسی طرح ہر روز کیا کرتے تھے اور اپنے ساتھ اپنا درہ لے کر نکلتے تھے۔ لوگوں کو جگاتے تھے پس اثنائے راہ میں دو شخص ملے اور تلوار کی چمک معلوم ہوئی اور کسی کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے علی! تیرا (خوارج کا یہ مذہب ہے کہ خدا کے سوا اور کسی کو حاکم بنانا جائز نہیں)
حکم نہیں ہے بلکہ حکم اللہ ہی کا ہے۔

اس کے بعد میں نے دوسری تلوار دیکھی ان دونوں نے ایک ساتھ تلواریں ماریں مگر ابن ملجم کی تلوار ان کی پیشانی پر لگی جو ابروے مبارک تک اتر آئی اور دماغ تک پہنچ گئی اور الشعث کی تلوار مسجد کی محراب پر پڑی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا گیا کہ خبردار یہ شخص جانے نہ پائے اور لوگ ہر طرف سے ان دونوں پر دوڑ پڑے مگر الشعث بھاگ گیا اور ابن ملجم کو پکڑ کر حضرت علی کے پاس لایا گیا حضرت علی نے فرمایا کہ اس کو عمدہ کھانا دو اور نرم فرش پر سلاؤ اگر میں زندہ رہا تو مجھے اپنے خون کی بابت اختیار ہے چاہوں گا معاف کروں گا چاہوں گا قصاص لوں گا اور اگر میں مرگیا تو اس کو بھی مجھ سے ملا دینا میں رب العلمین کے یہاں اس سے جھگڑلوں گا۔

ام کلثوم بنت علی کہنے لگیں کہ اے دشمن خدا! تو نے تو امیر المؤمنین کو قتل کر دیا وہ (بد بخت) بولا نہیں میں نے تو تمہارے باپ کو قتل کیا ہے۔

ام کلثوم نے کہا: خدا کی قسم! میں امید رکھتی ہوں کہ امیر المؤمنین کو (اس زخم سے) کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔

اس (کم بخت) نے کہا: پھر تم کیوں روتی ہو؟

پھر اس نے کہا: خدا کی قسم! میں نے اس تلوار کو ایک مہینہ تک زہر میں بسایا ہے اگر اب بھی مجھ کو دھوکہ دے گی جو اللہ اس کو غارت کرے اور اشعث بن قیس نے اپنے بیٹے قیس بن اشعث کو جب حضرت علی زخمی ہوئے بھیجا کہ اے بیٹے! دیکھ آؤ۔ امیر المؤمنین کی کیا حالت ہے؟

چنانچہ قیس دیکھنے گئے اور لوٹ کر کہا کہ میں نے دیکھا ان دونوں آنکھیں سر میں گھس گئی ہیں۔

اشعث نے کہا: خدا کی قسم! دماغ میں صدمہ پہنچ گیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن اور ہفتہ کے دن زندہ رہے اور شب یکشنبہ انیسویں رمضان 80ھ تک زندہ رہے اس کے بعد وفات پائی اللہ کی رضامندی ان پر نازل ہو۔

غسل و کفن

ان کو حسن اور حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے غسل دیا اور تین کپڑے کفن میں دیئے گئے جن میں قمیض نہ تھی۔

(اسد الغابہ ج ۴ حصہ ۷ ص ۶۲۰۔۶۱۹)

حضرت علیؓ کی نماز جنازہ

شعبی سے (متعدد سلسلوں سے مروی ہے کہ حسنؓ بن علیؓ نے علیؓ بن ابی طالب پر نماز پڑھی، انہوں نے ان پر چار تکبیریں کہیں، علیؓ کوفے میں مسجد جامع کے نزدیک اس میدان میں جو ابواب کندہ کے متصل ہے لوگوں کے نماز فجر سے واپس ہونے سے پہلے دفن کر دیئے گئے حسنؓ بن علیؓ اُن کے دفن سے واپس ہوئے تو انہوں نے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی، لوگوں نے اُن سے بیعت کر لی، علیؓ کی خلافت چار سال اور نو مہینے رہی۔

حضرت علیؓ کی عمر

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ جس روز علیؓ کی وفات ہوئی وہ تریسٹھ برس کے تھے۔ عبداللہ بن محمد بن عقیل سے مروی ہے کہ مہینے کے سال میں جب ۸۱ء شروع ہو گیا تو میں نے محمد بن الحنفیہ کو کہتے سنا کہ میں اپنے والد کی عمر سے بڑھ گیا میں نے کہا کہ ان کا

سن جس روز وہ شہید کیے گئے (برحمتہ اللہ) کتنا تھا، انہوں نے کہا کہ تریسٹھ برس، محمد بن عمر الواقدی) نے کہا کہ یہی ہمارے نزدیک ثابت ہے۔

خلق الاعمیٰ (نابینا) نے اپنی دادی سے روایت کی کہ میں اور ام کلثومؓ بنت علیؓ علی رضی اللہ عنہ پر رورہی تھیں۔

حضرت امام حسنؓ کا خطبہ

ہبیرہ بن بریم سے مروی ہے کہ میں نے حسنؓ بن علیؓ کو دیکھا کہ انہوں نے کھڑے ہوکر لوگوں کو خطبہ سنایا اور کہا کہ اے لوگو کل ایک ایسا شخص تم سے جدا ہوگیا کہ نہ اولین اس سے آگے بڑھے نہ آخرین اسے پائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے میدان جنگ میں بھیجتے تھے اور اسے جھنڈا دیتے تھے، وہ اس وقت تک واپس نہیں کیا جاتا تھا تاوقتیکہ اللہ اسے فتح نہیں دیتا تھا۔ جبرئیلؑ اس کے داہنی طرف رہتے تھے اور میکائیل اس کی بائیں طرف اس نے نہ چاندی چھوڑی نہ سونا، سوائے سات سو درہم کے جو اس کی عطا سے بچ گئے، جن سے اس کا ارادہ خادم خریدنے کا تھا۔

عیرہ بن بریم سے مروی ہے کہ جب علیؓ بن ابی طالب کی وفات ہوئی تو حسنؓ بن علیؓ کھڑے ہوئے منبر پر چڑھے اور کہا کہ اے لوگو! رات وہ شخص اٹھالیا گیا جس سے نہ اولین آگے بڑھے اور نہ آخرین اسے پائیں گے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں بھیجتے تھے اس کی داہنی طرف سے جبریل اسے پناہ میں لیتے تھے اور بائیں طرف سے میکائیل وہ اس وقت تک نہیں پلٹتا تھا جب تک اللہ اسے فتح نہ دے دیتا، اس نے سوائے سات سو درہم کے کچھ نہ چھوڑا، جس سے اس کا ارادہ خادم خریدنے کا تھا وہ اس شب کو اٹھالیا گیا جس میں عیسیٰؑ بن مریمؑ کی روح کو معراج ہوئی یعنی رمضان کی سترہویں شب۔

عبدالرحمن بن ملجم کا انجام

لوگوں نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن ملجم قید خانے میں رہا، جب علیؓ انتقال فرما گئے (رضوان اللہ علیہ و برکاتہٗ) اور دفن کردیے گئے تو حسنؓ بن علیؓ نے عبدالرحمٰن بن ملجم کو بلا بھیجا، اُسے قید خانے سے نکالا کہ قتل کریں، لوگ جمع ہوگئے اور اُس کے پاس مٹی کا تیل، بوریے اور آگ لائے، اُن لوگوں نے کہا ہم اسے جلائیں گے تو عبداللہؓ بن جعفرؓ، حسینؓ بن علیؓ اور محمدؓ بن الحنفیہ نے کہا کہ ہمیں چھوڑ دو کہ ہم اس سے اپنا دل ٹھنڈا کرلیں۔

عبداللہ بن جعفر نے اُس کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے مگر اُس نے فریاد نہ کی اور نہ کچھ کلام کیا۔ اُس کی آنکھوں میں گرم سلائی پھیری مگر اُس نے فریاد نہ کی اور کہنے لگا کہ تم اپنے چچا کی آنکھوں میں ایسی تیز اور تکلیف دہ سلائی سے سرمہ لگاتے ہو پھر اس نے سورۃ ''اقراء باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق'' آخر تک پڑھی، اُس کی دونوں آنکھیں بہہ رہی تھیں۔

عبداللہ نے حکم دیا تو اُس کی زبان کھینچی گئی تاکہ اُسے کاٹیں، اُس نے فریاد کی کہا گیا کہ ہم نے تیرے ہاتھ پاؤں کاٹے اور تیری آنکھیں نکالیں، اے اللہ کے دشمن مگر تو نے فریاد نہ کی، جب ہم تیری زبان کی طرف گئے تو تو نے فریاد کی۔ اُس نے کہا میری یہ فریاد صرف اس لیے ہے کہ میں پسند نہیں کرتا کہ دنیا میں اس حالت میں ہچکیاں لوں کہ اللہ کا ذکر نہ کرسکوں۔

اُنہوں نے اس کی زبان کاٹ ڈالی اور ایک کھجور کے پٹارے میں بند کرکے آگ میں جلادیا، اُس زمانے میں عباسؓ بن علیؓ اتنے چھوٹے تھے کہ اُن کے بلوغ کا زمانہ بھی نہ آیا تھا۔

ابن ملجم کا حلیہ

عبدالرحمٰن بن ملجم گندم گوں خوش رو تھا، دانتوں میں کھڑکیاں تھیں، اُس کے بال کان کی لوؤں تک تھے، پیشانی میں سجدوں کا نشان تھا۔

حضرت عایشہؓ کا اظہار افسوس

لوگوں نے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر سفیان ابن امیہ بن ابی سفیان بن امیہ بن عبد شمس حجاز لے گئے۔ عائشہؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے کہا ؎

فالقت عما ھا و استقرت بھا النوی کاقرّعینا بالایاب المسافر

اُس نے عصائے سفر رکھ دیا، جدائی کے دن ختم ہو گئے وہی مسرت حاصل ہوئی جیسے مسافر کی آنکھ اپنے گھر واپس آنے پر ٹھنڈی ہوتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد

اولاد میں بیٹے حسنؓ اور حسینؓ تھے، بیٹیاں زینبؓ کبریٰ، اُم کلثومؓ کبریٰ تھیں ان سب کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔

ایک بیٹے محمد اکبرؓ بن علیؓ تھے جو ابن الحنفیہ تھے، ان کی والدہ خولد بنت جعفر بن قیس بن مسلمہ بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن الدول بن حنفیہ بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائیل تھیں۔

ایک بیٹے عبداللہ بن علیؓ تھے، جن کو مختار بن ابی عبید نے المذار میں شہید کر دیا۔ ایک بیٹے ابوبکرؓ بن علیؓ تھے جو حسینؓ کے ساتھ شہید کر دیئے گئے ان دونوں کی کوئی اولاد نہ تھی ان دونوں کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود بن خالد بن ثابت بن ربعی بن سلمٰی بن جندل ابن نہشل بن دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ ابن تمیم تھیں۔

چار بیٹے عباسؓ اکبر بن علیؓ، عثمانؓ، جعفرؓ اکبر اور عبداللہ تھے، جو حسینؓ بن علیؓ کے ساتھ شہید کر دیئے گئے، ان کا بھی کوئی پس ماندہ نہ رہا۔ ان چاروں کی والدہ ام البنین بنت حزام بن خالد بن جعفر ابن ربیعہ بن الوحید بن عامر بن کعب بن کلاب تھیں۔

ایک بیٹے محمد اصغرؓ بن علیؓ تھے جو حسینؓ کے ساتھ شہید کر دیئے گئے ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

دو بیٹے یحییٰ وعون فرزندان علیؓ تھے اور ان دونوں کی والدہ اسما بنت عمیس الخثعمیہ تھیں۔

عمرؓ اکبر بن علیؓ، رقیہؓ بنت علیؓ، ان دونوں کی والدہ صہبا تھیں جو ام حبیب بنت ربیعہ بن بجیر بن العبد بن علقمہ بن الحارث بن عتبہ ابن سعد بن زہیر بن جشم بن بکر بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب ابن وائل تھیں، وہ قیدی تھیں خالد بن الولید کو اس وقت میں جب انہوں نے عین التمر کے نواح میں بنی تغلب پر حملہ کیا تھا۔

ایک بیٹے محمد اوسط بن علیؓ تھے، ان کی والدہ امامہ بنت ابی العاص ابن الربیع بن عبد العزیٰ بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں، امامہ کی والدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں اور زینب کی والدہ خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی تھیں۔

دو بیٹیاں ام الحسنؓ بنت علیؓ اور رملہ کبریٰ تھیں اور ان دونوں کی والدہ ام سعید بنت عروہ۔

دوسری بیٹیاں ام ہان بنت علیؓ، میمونہ، زینب، صغریٰ، رملہ، صغریٰ، ام کلثوم، صغریٰ، فاطمہ، امامہ، خدیجہ، ام الکرام، ام سلمہ، ام جعفر، جمانہ اور نفیسہ تھیں، وہ سب متفرق امہات اولاد سے تھیں۔

علیؓ کی ایک بیٹی کا نام نہیں بتایا گیا، وہ ایسی لڑکی تھیں جو ظاہر نہیں ہوئیں، ان کی والدہ محیاہ بنت امرئ القیس بن عدی بن عدی بن ادی ابن جابر بن کعب بن علیم تھیں جو قبیلۂ کلب سے تھیں۔ بچپن میں وہ مسجد جایا کرتی تھیں تو اُن سے پوچھا جاتا تھا کہ تمہارے ماموں کون ہیں؟ وہ کہتی تھیں "وہ وہ" اس سے ان کی مراد کلب دستی تھی (جو ایک قبیلے کا نام ہے)۔

علیؓ بن ابی طالب کی تمام صلبی اولاد میں چودہ بیٹے اور نو بیٹیاں تھیں اُن کے پانچ بیٹوں سے نسل چلی حسنؓ و حسینؓ (فرزندان فاطمہؓ) محمد بن الحنفیہ، عباس بن الکلابیہ اور عمر ابن التغلبیہ سے محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) نے کہا کہ ان کے علاوہ ہمیں علی رضی اللہ عنہ کے اور بیٹے صحت کے ساتھ نہیں معلوم ہوئے۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت علیؓ بن ابی طالب کا حلیہ

شعبی سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا وہ چوڑی ڈاڑھی والے تھے جو اُن کے دونوں شانوں تک پھیلی ہوئی تھی، سر میں چندیہ پر بال نہ تھے، اُن کے سر پر چھوٹے چھوٹے بال تھے۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا مجھ سے میرے والد نے کہا کہ اے عمرو کھڑے ہو اور امیر المومنین کو دیکھو میں کھڑا ہو کر اُن کی طرف گیا تو انہیں ڈاڑھی میں خضاب کرتے نہیں دیکھا وہ بڑی ڈاڑھی والے تھے۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علی کو دیکھا جو سفید ڈاڑھی اور سفید سر والے تھے۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا، ان کی چندیہ پر بال نہ تھے، وہ سفید داڑھی والے تھے، مجھے میرے والد نے اُٹھایا تھا۔

عامر سے مروی ہے کہ علیؓ ہم لوگوں کو رستے سے ہنکا دیتے، ہم لوگ بچے تھے، وہ سفید سر اور سفید داڑھی والے تھے۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ جب آفتاب ڈھل گیا تو علیؓ کے ساتھ جمعے کی نماز پڑھی میں نے دیکھا کہ وہ سفید داڑھی والے تھے، سر کے دونوں کنارے بالوں سے کھلے ہوئے تھے۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو سفید سر اور سفید داڑھی والا دیکھا۔

عامر سے مروی ہے کہ میں نے کبھی کوئی آدمی علیؓ سے زیادہ چوڑی داڑھی والا نہیں دیکھا جو اُن کے دونوں شانوں کے درمیان بھری ہوئی تھی اور سفید تھی۔

سوادہ بن حنظلہ القشیری سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ علیؓ کی داڑھی زرد تھی۔

محمد بن الحنفیہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ علیؓ نے مہندی کا خضاب لگایا پھر اُسے ترک کر دیا۔

ابورجا نے کہا کہ میں نے علیؓ کو دیکھا اُن کی چندیہ پر بال نہ تھے۔ حالانکہ سر میں بہت بال تھے، یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا انہوں نے بکری کی کھال پہن لی ہے۔

قدامہ بن عتاب سے مروی ہے کہ علیؓ کا شکم بڑا تھا، شانے کی ہڈی کا سرا بھی بڑا اور موٹا تھا، ہاتھ کی مچھلی بھی موٹی تھی اور

کلائی پتلی، پنڈلی کی مچھلی موٹی تھی اوراس کی ہڈی ٹخنے کے پاس سے پتلی تھی، میں نے انہیں ایام سرما میں اس حالت میں خطبہ پڑھتے دیکھا کہ وہ ایک سن کا کرتہ پہنے اور دو بیرونی چادریں اوڑھے اور باندھے تھے،اس کتان (السی کے درخت) کا عمامہ باندھے تھے جو تمہارے دیہات میں بنا جاتا ہے۔

اندام بن سعد القمی سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کو علیؓ کے اوصاف بیان کرتے سنا کہ وہ ایسے آدمی تھے جو متوسط قامت سے زاید تھے، چوڑے شانے والے لمبی ڈاڑھی والے تھے اگر تم چاہو تو جب اُن کی طرف دیکھو تو کہو کہ وہ گورے ہیں اور جب تم انہیں قریب سے اچھی طرح دیکھو تو کہو کہ وہ گندم گوں ہیں جو گورے ہونے سے زیادہ قریب ہیں۔

اسحاق بن عبداللہ بن ابی فردہ سے مروی ہے کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علی سے کہا کہ علی کا حلیہ کیا تھا انہوں نے کہا کہ وہ گندم گوں شخص تھے جن کی گندم گونی شدت سے تھی بھاری اور بڑی آنکھوں والے بڑے پیٹ والے تھے، چندیہ پر بال نہ تھے، قریب قریب پست قد تھے۔

ابوسعید تاجر پارچہ، دبیر سے مروی ہے کہ علیؓ مختلف زمانوں میں بازار میں آتے تھے تو انہیں سلام کیا جاتا تھا جب لوگوں نے انہیں دیکھا تو کہا کہ (ربوذ اشکنب اند) ان الفاظ کے معنی بیان کیئے گئے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ بڑے پیٹ والے ہیں تو انہوں نے کہا کہ اس کے اوپر کے حصے میں علم ہے اور نیچے کے حصے میں کھانا۔

عامر سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کا سر اور ڈاڑھی ایسی سفید تھی گویا روئی کا گالا ابوالحجاج کے پانے والے ایک شخص سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کی آنکھوں میں سرمے کا اثر دیکھا۔

ابوالرضی القیسی سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو بہت مرتبہ اس حالت میں دیکھا کہ وہ ہمیں خطبہ سناتے تھے اور ایک عمامہ تہ بند و چادر اوڑھے لپیٹے تھے، چادر کو سب طرف سے لپیٹے ہوئے نہ تھے، اُن کے سینے اور پیٹ کے بال نظر آتے تھے۔

(خلفائے راشدین اور صحابہ کرام طبقات ابن سعد حصہ سوم ۲۰۹۔۔۔۲۲)

☆......☆......☆

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لباس

حضرت علی رضی اللہ عنہ نہایت سادہ لباس پہنا کرتے تھے۔

مسعر بن ابی بحر نے اپنے کسی استاد سے روایت کر کے بیان کیا وہ کہتے تھے میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جسم اطہر پر ایک موٹی تہ بند دیکھی جس کی نسبت وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے پانچ درہم میں خریدی ہے جو کوئی مجھے ایک درہم نفع دے گا میں اس کے ہاتھ اسے بیچ ڈالوں گا۔

وہ یہ بھی کہتے تھے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ درہم تھیلی میں دیکھے جن کی بابت انہوں نے یہ کہا کہ یہ ہمارے فرض سے بچ رہے ہیں جو صاحب ضرورت ہو وہ ان کو لے لے۔(اسد الغابہ اردو ترجمہ ج ۲ حصہ ۷، ۶۰۵)

آستینوں کی لمبائی

خالد ابی امیہ سے مروی ہے کہ میں نے اس حالت میں علیؓ کو دیکھا ہے کہ اُن کی تہ بند گھٹنوں سے ملی ہوئی تھی۔ عبداللہ بن ابی الہذیل سے مروی ہے کہ میں نے علی کوری کا کرتہ پہنے دیکھا، جب وہ اُس کی آستین کھینچتے تھے تو ناخن تک پہنچ جاتی تھی، جب ڈھیلا کر دیتے تھے تو وہ (ابروایت یعلی) اُن کی نصف کلائی تک پہنچ جاتی تھی اور (بروایت عبداللہ بن نمیر) نصف ہاتھ تک پہنچ جاتی تھی۔ (طبقات ابن سعد)

موٹا لباس اور بے دھلا کرتا

عطا ابی محمد سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو انہیں موٹے کپڑوں کا بے دھلا کرتہ پہنے دیکھا۔ ابوالعلا مولائے اسلمین سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو ناف سے اوپر تہ بند باندھتے دیکھا۔

عمرو بن قیس سے مروی ہے کہ علیؓ کو پیوند لگی ہوئی تہ بند باندھے دیکھا گیا تو اُن سے کہا گیا اُنہوں نے کہا کہ وہ دل کو خاکسار بنائی ہے اور مومن اس کی پیروی کرتا ہے۔ (طبقات ابن سعد)

(فائدہ) درج بالا روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے موٹے کپڑے بھی پہنے اور کبھی کبھی بے دھلے کپڑے بھی پہن لینے میں ہرج نہیں سمجھتے تھے۔ تہبند ہمیشہ ناف سے اوپر باندھنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا طریقہ مقدس ہے۔ نیز پیوند لگے لباس پہننا بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سنت مبارکہ ہے بلکہ اس کے بے شمار فوائد ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دل میں خاکساری پیدا ہوتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بازاروں میں گشت:

حر بن جرموز نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے علیؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ محل سے نکل رہے تھے۔ اُن کے جسم پر دو قطری کپڑے تھے، ایک تہ بند جو نصف ساق (آدھی پنڈلی) تک تھی اور ایک چادر پنڈلی سے اونچی اُسی تہ بند کے قریب تھی، اُن کے ہمراہ درّہ (چرمی ہنٹر) تھا، جسے وہ بازاروں میں لے جاتے تھے اور لوگوں کو اللہ سے ڈرنے اور بیع میں خوبی کا حکم دیتے تھے اور کہتے تھے کہ کیل (پیمانہ) اور ترازو کو پورا کرو، گوشت میں نہ پھونکو۔

علی بن ربیعہ سے مروی ہے کہ علیؓ کے جسم پر دو قطری چادریں دیکھیں۔

کڑتا

حمید بن عبداللہ الاصم سے مروی ہے کہ میں نے فروخ مولائے بنی الاشتر سے سنا کہ میں نے علیؓ کو بنی دیوار میں اس حالت میں دیکھا کہ میں بچہ تھا، اُنہوں نے مجھ سے کہا کیا تم مجھے پہچانتے ہو میں نے کہا ہاں آپ امیر المومنین ہیں ایک اور شخص آیا تو کہا کیا تم مجھے پہچانتے ہو، اُس نے کہا نہیں، پھر اُس سے اُنہوں نے ایک زائل کرتا خرید کر پہنا، کرتے کی آستین کھینچی تو وہ اتفاق سے پھٹ کر اُن کی انگلیوں کے ساتھ رہ گئی۔ اُنہوں نے اس سے کہا کہ میں سی دوں جب اس نے سی دی تو کہا کہ سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے علی بن ابی طالب کو کپڑا پہنایا۔ (طبقات ابن سعد)

تہ بند

ایوب بن دینار ابو سلیمان المکتب سے مروی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ علیؓ بن ابی طالب کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ بازار میں جارہے تھے جسم پر ایک تہ بند تھی جو نصف ساق تک تھی۔ چادر پشت پر تھی، میں نے اُن کے جسم پر دو نجرانی چادریں دیکھیں۔

ام کثیرہ سے مروی ہے کہ علیؓ کی اس حالت میں دیکھ کر اُن کے ہمراہ درّہ تھا، جسم پر ایک سنبلانی چادر تھی، موٹے کپڑے کا کرتا اور موٹے کپڑے کی تہ بند تھی نصف ساق تک تہ بند تھی اور کرتا۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ علیؓ بن ابی طالب اپنے ہاتھ میں درّہ لے کر بازار میں گشت کررہے تھے، اُن کے لیے ایک سنبلانی کرتا لایا گیا، جسے انہوں نے پہن لیا، اُن کی آستینیں اُن کے ہاتھوں سے باہر تک لٹکیں حکم دیا تو وہ کاٹ دی گئیں یہاں تک کہ ہاتھوں کے برابر ہوگئیں، پھر انہوں نے اپنا درّہ لیا اور گشت کرنے کے لیے چلے گئے۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ علیؓ نے چار درہم میں ایک سنبلائی کرتا خریدا، درزی آیا کرتے کی آستین کھینچی اور اتنے حصے کے کاٹنے کا حکم دیا جو اُن کی انگلیوں سے آگے تھا۔

ہرمز سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو ایک سیاہ پٹی سر میں باندھے ہوئے دیکھا، معلوم نہیں اُس کا کونسا سرا زیادہ لمبا تھا، وہ جو اُن کے سامنے تھا یا وہ جو پیچھے، سیاہ پٹی سے اُن کی مراد عمامہ تھی۔

جعفر کے مولا سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ اُن کے سر پر سیاہ عمامہ تھا جس کو وہ اپنے آگے اور پیچھے لٹکائے ہوئے تھے۔ ابی العنبس عمرو بن مروان نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے علیؓ کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا جسے وہ اپنے پیچھے لٹکائے ہوئے تھے۔

ابی جعفر انصاری سے مروی ہے کہ جس روز عثمانؓ شہید ہوگئے میں نے علیؓ کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا انہوں نے کہا کہ میں نے انہیں خلیۃ النسا میں بیٹھے دیکھا، اُس روز جس دن عثمانؓ شہید ہوئے میں نے انہیں کہتے سنا کہ سارے زمانے میں تم لوگوں کی تباہی ہو۔

عطا ابی محمد سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا وہ باب صغیر سے نکلے جب آفتاب بلند ہوگیا تو انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں اُن کے جسم پر سکری کی طرح موٹے کپڑے کا کرتہ تھا جو ٹخنوں کے اوپر تھا، اُس کی آستینیں انگلیوں تک تھیں اور انگلیوں کی جڑ کھلی ہوئی نہ تھی۔ (خلفائے راشدین اور صحابہ کرامؓ طبقات ابن سعد حصہ سوم ۲۱۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور غلام کا لباس

ولید بن قاسم کا بیان ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم سے مطیر بن ثعلبہ تیمی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ابوالنوار پارچہ فروش نے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور ان کے ہمراہ ان کا غلام بھی تھا۔ انہوں نے دو کرتے کپڑے کے خریدے پھر اپنے غلام سے فرمایا کمان میں سے جو چاہے تو لے لے چنانچہ ایک اس نے لے لیا اور دوسرا علی نے پہن لیا پھر حضرت نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور فرمایا کہ جس قدر آستین میرے ہاتھ سے بڑی ہے اس کو کاٹ دو۔ چنانچہ غلام نے کاٹ دیا بس انہوں نے اس کرتہ کو پہن لیا اور چلے گئے۔ (اسد الغابہ ج ۲ حصہ ۷ ۶۰۵)

(فائدہ) یہ ہے آقا وغلام میں مساوات کا برتاؤ اور آپ کی سادگی۔ ؎

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زھد

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کبھی مال جمع نہیں کیا اور دلیل اس کی ان کے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا وہ بیان ہے جو ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بیان میں ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ صرف چھ سو درہم چھوڑ گئے تھے جس سے انہوں نے ایک غلام خرید لیا تھا۔ (اسد الغابہ ج ۲ حصہ ۷ ص ۶۰۵)

حضرت علیؓ نے کبھی عمارت نہیں بنائی

روایت ہے کہ مجھے ابو محمد بن ابو القاسم (مشقی نے خبر دی وہ کہتے تھے مجھے میرے والد نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں فقیہ ابو محمد یعنی ہبۃ اللہ بن سہل نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ہمارے دادا ابو المعالی یعنی عمر بن محمد بن حسین نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ہمارے والد نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں زاہر نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابو بکر یعنی احمد بن حسین نے خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے حافظ ابو عبداللہ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے ابو قتیبہ یعنی سالم بن فضل آدم نے مکہ میں بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے اپنے والد سے روایت کر کے بیان کیا وہ کہتے تھے میں نے ابو نعیم سے سنا وہ کہتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہ کبھی اینٹ کے اوپر اینٹ رکھی اور نہ کبھی لکڑی کے اوپر لکڑی رکھی (یعنی کبھی کوئی عمارت نہیں بنائی) مدینے سے ان کے لیے غلہ گٹھڑیوں میں آتا تھا (اسد الغابہ اردو ترجمہ ج ۲ حصہ ۷ ص ۶۰۵)

(فائدہ) اس سے آج کل کے حکمران عبرت حاصل کریں جو اپنے زبان سے تو بڑے بڑے بلند بانگ دعوے عوام کی خدمت کے کرتے ہیں مگر سب جھوٹ محض دلفریب نعروں کے ذریعے لوگوں کو خوش کرتے ہیں فرمایا اور عوام کے جذبات سے کھیل کر ان سے ورشہ حاصل کرتے ہیں اور جب حکومت کے اختیارات حاصل ہوجاتے ہیں تو محض زباندانی کی کرشمہ زیاں تو رہ جاتی ہیں۔ خدمت کا جذبہ ان سے یوں غائب ہوجاتا ہے جیسے گدھے کے سر سے سینگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے احوال ملاحظہ فرمایئے کہ مدینہ سے گٹھڑیوں میں مدینہ سے غلہ آتا تھا مگر یہاں سب کچھ چھین لیا جاتا ہے۔ غریبوں سے منہ کا نوالہ بھی چھین لیا جاتا ہے۔

☆......☆......☆

کرامات حضرت علی رضی اللہ عنہ

کرامات اولیاء اللہ حق ہیں

انبیائے کرام کے معجزات اور اولیائے کرام کی کرامات حق ہیں ان کے متعلق چونکہ چنانچہ کی پھر پھیر کر کے انکار کرنے کی سعی کرنا لاحاصل ہے اور قسمت کی محرومی کے سوا کچھ نہیں بدبختی ہے کیونکہ انبیائے کرام معجزات کا انکار ہمیشہ سے کافروں کا وطیرہ رہا ہے اور اولیائے کرام کی کرامات سے بھی انکار منکرین اولیائے کرام کا طریقہ ہے حق تعالیٰ حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اولیائے کرام کی کرامات سے انکار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اولیائے کرام کا ثبوت نص قطعی یعنی قرآن مجید کی واضح آیات سے روز روشن کی طرح عیاں ہے اور احادیث مبارکہ میں بھی اولیائے کرام کا ثبوت ملتا ہے پھر بھی اگر کسی بدبخت کو اولیائے کرام کی کرامات سے انکار کا مرض لاحق ہے تو وہ اپنی بدبختی اور بدنصیبی کا ماتم کرے۔

اولیائے کرام کی کرامات کے متعلق تفصیلی بحث مطلوب ہو تو ہماری تصانیف (فیضان الفرید، فیضانِ حضرت اویس قرنی اور حیات الفرید) میں ملاحظہ کیجیے انشاء اللہ تعالیٰ حقیقت واضح ہو جائے گی۔

کرامات اولیاء اللہ

کرامات اولیاء حق ہے اس کا منکر گمراہ ہے۔ (بہار شریعت جلد اول حصہ اول)

تمام خرق عادات اولیاء اللہ سے ممکن

مردہ زندہ کرنا، مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا، مشرق سے مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا غرض تمام خرق عادات اولیاء سے ممکن ہیں سوائے اس معجزہ کے جس کی بابت دوسروں کے لیے ممانعت ثابت ہو چکی ہے جیسے قرآن مجید کے مثل کوئی سورت لے آنا، دنیا میں بیداری میں اللہ عزوجل کے دیدار یا کلام حقیقی سے مشرف ہونا اس کا جو اپنے یا کسی ولی کے لیے دعویٰ کرے کافر ہے (بہار شریعت جلد اول حصہ اول ص ۵ فیضان الفرید ص ۱۱۴)

دیوبند مکتبہ فکر کے نزدیک کرامت کی حقیقت

کرامت یہ ہے کہ کسی نبی کے متبع کامل سے خلاف عادت الٰہی کوئی بات ظاہر ہو اور اسباب طبیعت سے وہ اثر پیدا نہ ہوا ہو خواہ وہ اسباب جلی ہوں یا خفی ہوں بس اگر وہ امر خلاف عادت نہ ہو یا اسباب طبیعت جلی یا خفی سے ہو تو وہ کرامت نہیں۔

(واقعات و کرامات اکابر علماء دیوبند ص ۱۹۔ فیضان الفرید ص ۱۱۶)

کرامت ولی کے لیے اللہ کی نعمت

اولیاء کے ہاتھوں کرامات کا ظہور اللہ کے حکم سے ہوتا ہے جس سے مقصود یہ بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندے کے ہاتھوں خلاف عادت کا ظاہر کرا کر اس کی عزت بڑھانا چاہتا ہے اور یہ کرامات ولی کے لیے اللہ کی نعمت ہوتی ہے (ہیں)
(واقعات و کرامات اکابر علمائے دیوبند ص ۱۹ فیضان الفرید ص ۱۱۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کرامات

کرامات چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع کامل سے ظاہر ہوتی ہیں اس لیے کرامات کا انکار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ کرامت کا ظہور بھی ایک حیثیت سے ولی کے لیے اللہ تعالیٰ کی نعمت ہوتی ہے۔ مگر افسوس کہ بعض لوگ عجیب وغریب چہ میگوئیاں کرتے سنائی دیتے ہیں دیکھو جی! جیسی کرامات لوگ ولیوں کی بیان کرتے ہیں ایسی کرامات صحابہ کرام سے کیوں ظاہر نہیں ہوئیں حالانکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی بکثرت کرامات ظاہر ہوئی ہیں۔ نمونہ کے طور پر یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی چند کرامات ملاحظہ فرمائیے۔

گرتی دیوار گرنے سے رک گئی

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے جعفر بن محمد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مقدمہ فیصلہ کے لیے آیا آپ اس کی سماعت کے لیے ایک دیوار کے نیچے بیٹھ گئے ایک شخص نے عرض کیا کہ جناب والا یہ دیوار گرا ہی چاہتی ہے (آپ یہاں سے اٹھ جائیے)

آپ نے فرمایا: تم اپنا کام کرو میری حفاظت کرنے والا میرا خدا ہے

چنانچہ آپ نے مقدمہ سنا اور فیصلہ سنا کر جب آپ وہاں سے اٹھ گئے تو دیوار گر پڑی۔

(تاریخ الخلفاء تاریخ الخلفاء اردو ترجمہ ص ۲۶۶)

اصحاب قبور سے گفتگو

سیدنا امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی کرامات میں سے ایک کرامت کا ذکر آیا بیہقی نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی روایت کے ذریعے روایت کیا ہے۔ حضرت سعید فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ طیبہ کے قبرستان میں جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ کے ساتھ گئے۔ آپ نے زور سے فرمایا: یا اہل القبور! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیا تم ہمیں اپنی خبریں بتاؤ گے یا ہم تمہیں بتائیں؟

راوی فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ آواز سنی: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا امیر المومنین۔ آپ ہمیں ارشاد فرمائیں کہ ہمارے بعد کیا ہوا؟

حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہاری بیویاں دوسری شادی کر چکی ہیں، تمہارے مال تقسیم ہو گئے ہیں تمہارے بچے یتیموں میں شمار ہونے لگ گئے ہیں۔ وہ عمارات جنہیں تم نے بڑا پختہ بنوایا تھا آج تمہارے دشمنوں کا مسکن بنی ہوئی ہیں۔ یہ تین خبریں جو ہمارے پاس ہیں۔ اب ذرا تم اپنی خبریں ہمیں بتاؤ۔

ایک مردے نے سرکار ولایت کو جواب دیا حضور! کفن پھٹ گئے ہیں بال بکھر گئے ہیں چمڑے اکھڑ گئے ہیں آنکھوں کے پپوٹے پانی بن کر رخساروں پر بہہ گئے ہیں نتھنوں سے پیپ اور پیلا پانی رواں ہے جو نیکیاں پہلے بھیجی تھیں وہ تو مل گئی ہیں اور جو مال پیچھے چھوڑا تھا وہ سراسر خسارہ بن گیا ہے بس یہاں رہن پڑے ہیں۔

جامع کرامات اولیاء اور الامام المحقق علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ عبدالرزاق نے حجر المدری کی زبانی لکھا ہے کہ مجھ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک روز فرمایا کہ اگر کوئی شخص تمہیں حکم دے کہ مجھ پر لعنت بھیجو تم کیا کرو گے؟

میں نے عرض کیا کیا ایسا بھی ہونے والا ہے؟

آپ نے فرمایا: ہاں ایسا بھی ہوگا

پھر میں نے عرض کیا: ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟

آپ نے فرمایا: تم لعنت بھیجو یعنی ایسے کام پر لعنت بھیجو اور مجھ سے جدا نہ ہونا۔

چند ہی سال اس بات کو گزرے تھے کہ محمد بن یوسف (برادر حجاج بن یوسف ثقفی) نے جو یمن کا حاکم تھا حکم دیا کہ (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) پر لعنت بھیجی جائے۔

میں نے لوگوں سے کہا کہ امیر یمن کہتا ہے کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کریں لہٰذا تم اس پر (حاکم یمن پر) لعنت بھیجو کہ خدا اس پر لعنت کرے، میری اس بات کو ایک شخص کے سوا کوئی اور نہ سمجھ سکا (کہ میں نے اصل میں حاکم یمن پر لعنت بھیجنے کو کہا ہے) (تاریخ الخلفاء ص ۲۶۶۔۲۶۷)

ایک نجومی کی تردید

حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی شہر میں گئے اس میں ایک منجم تھا جو غیب سے واقف کا مدعی تھا اس کے پاس بہت سے لوگ جمع ہوتے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: تم میری میرے یہاں ضیافت ہے اس کے بعد آپ نے اس کو ایک روٹی دی اور ایک روٹی آپ نے لی۔ آپ نے فرمایا آؤ ہم میں سے ہر ایک اپنی اپنی روٹی کو توڑ کر اس کھانے میں تر کردے۔ (یعنی ایک برتن میں توڑ کر ڈالیں)

اس کے بعد آپ نے اس سے کہا کہ اپنی روٹی کو میری روٹی سے الگ کرلے۔

اس نے کہا: مجھے معلوم نہیں

آپ نے فرمایا: روٹی جسے تو نے اپنے ہاتھ سے توڑا تھا اس کے پہچاننے سے تو عاجز رہا پھر تو غیب کا کیسے دعویٰ کرتا ہے۔

اس نے کہا: اے امیر المؤمنین آپ اپنی روٹی کو پہچانتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: نہیں لیکن میں اپنے معبود خدا سے درخواست کرتا ہوں کہ اسے ممتاز کردے اس کے بعد آپ کی روٹی اوپر آ گئی۔ اس شہر کے تقریباً تین ہزار آدمیوں نے اس روٹی میں سے کھایا۔ (نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۴۱۰)

تندرستی حاصل ہونی

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات میں لکھا ہے کہ جناب حیدر کرار اور ان کے دونوں شہزادوں (سیدنا حسن و سیدنا حسین رضی اللہ عنہ) نے آدھی رات کو کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا۔

(۱) يَا مَنْ يُّجِيبُ دُعَاءَ الْمُضْطَرِّ فِي الظُّلَمِ — يَا كَاشِفَ الضُّرِّ وَالْبَلْوَى مَعَ السَّقَمِ

(۲) وَفْدُكَ حَوْلَ الْبَيْتِ وَانْتَهُوا — يَا مَنْ اِلَيْهِ رَجَاءُ الْخَلْقِ فِي الْحَرَمِ

(۳) هَلْ لِّي بِجُوْدِكَ فَضْلُ الْعَفْوِ عَنْ ذَلَلِيْ — وَالطَّيْرِ لِلْاَوْ كَازِ حِيْنَ تَصَوَّبَ

(۴) اِنْ كَانَ عَفْوُكَ لَا يَرْجُوْهُ ذُوْ خَطَاءٍ — فَمَنْ يَّجُوْدُ عَلَى الْعَاصِمْنَ بِالنِّعَمِ

ترجمہ: اے ذاتِ اقدس! جو تاریکیوں میں مضطرب و بے تاب کی دعا سنتی ہے اے ذات اقدس! جو چاروں کی تکلیف اور ضرر دور فرماتی ہے۔

تیری خدمت میں حاضری دینے والے کعبہ کے اردگرد سو گئے ہیں لیکن اے زندہ وکائنات کے بارے کوئی کبھی نہیں سویا کرتا۔

کیا تو محض اپنی سخاوت سے میری لغزشوں پر اپنی معافی کا وسیع دامن پھیلا دے گا، حرم میں تیری ہی ذات کی امید میں لے کر تو مخلوق اکھٹی ہے۔

اگر خطا کار تیری معافی کے امیدوار نہ ہوں تو پھر گنہگاروں پر تیرے سوا اور کون نعمتوں کی بارش برسائے گا۔

جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے کسی کو حکم دیا ان اشعار والے کو تلاش کرو۔ وہ اس کے پاس پہنچا اور کہا امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری دو۔ وہ اپنا پہلو گھسیٹتا جناب امیر کے سامنے آ کھڑا ہوا آپ نے پوچھا: میں نے تیری التجائیں تو سنی ہیں اب ذرا اپنا واقعہ بھی سنا دے۔

وہ عرض کرنے لگا: میں لہو ولعب اور گناہ میں مبتلا ایک آدمی تھا۔ میرے والد مجھے نصیحت فرماتے کہا کرتے کہ اللہ کی کچھ سختیاں ہیں اور کچھ گرفتیں ہیں جو ظالموں سے دور نہیں ہیں۔ جب انہوں نے بار بار نصیحتیں کیں تو میں آپ سے باہر ہو گیا اور انہیں پیٹ ڈالا۔ انہوں نے قسم کھائی کہ مجھے بددعا دیں گے اور استغاثہ لے کر دربار خداوندی میں مکہ مکرمہ جائیں گے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور مجھے بددعا دی۔ ابھی دعا پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ میرا دایاں پہلو سوکھ گیا۔ میں اپنے کیے پر سخت نادم تھا۔ میں نے بڑی مدارات نے انہیں راضی کرنا چاہا۔ انہوں نے وعدہ فرمایا کہ وہ وہاں ہی میرے حق میں دعا کریں گے جہاں مجھے بددعا تھی۔ میں نے انہیں اونٹنی پیش کی اور انہیں اس پر سوار کر دیا۔ اونٹنی بھاگ کھڑی ہوئی اور انہیں دو چٹانوں کے درمیان پھینک دیا۔ وہ وہاں وفات پا گئے۔

جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کریم! تجھ سے راضی ہیں۔ اگر باپ راضی اس نے کہا: بخدا باپ تو راضی تھا۔

جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ اٹھے، کئی رکعتیں (نفل) پڑھیں اور کئی مخفی دعائیں فرمائیں اللہ کریم ہی جانتا ہے پھر فرمایا کہ مبارک ہو کھڑا ہو جا، وہ اٹھا، چلنے لگا اور پہلے کی طرح صحت یاب ہو گیا پھر جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اگر تو باپ کے راضی ہو جانے کی قسم نہ کھاتا تو میں تیرے لیے دعا نہ مانگتا۔ (جامع کرامات اولیاء ج اول ص ۴۴۳ تا ۴۴۵)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی انگشتری اور درندہ

حضرت علامہ مولانا عبدالرحمٰن صفوری شافعی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے شعرار والملح میں دیکھا ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا میں سفر کرنا چاہتا ہوں لیکن مجھے درندہ کا خوف ہے آپ نے اسے اپنی انگشتری دے دی اور اس سے فرمایا کہ جب تیرے پاس آئے تو کہہ دینا کہ یہ علی بن ابی طالب کی انگشتری ہے اس کے بعد وہ شخص سفر کو گیا اور اسے راہ میں ایک درندہ ملا۔ اس نے درندہ سے کہا کہ اے درندہ یہ امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی انگشتری ہے جب درندہ نے

آپ کی انگشتری دیکھی۔ درندہ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کچھ بھنبھنایا پھر زمین کی طرف اس نے ایسا ہی کیا پھر مشرق کی طرف ایسا ہی کیا پھر مغرب کی طرف ایسا ہی کیا۔ پھر دوڑتا ہوا بھاگ گیا۔

(فائدہ) اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو والدین کی گستاخی کو اپنا وطیرہ بناتے ہیں ماں باپ کا کہنا نہیں مانتے بلکہ ماں باپ پہ ظلم و ستم ڈھاتے ہیں ہمارے اردگرد نظر دوڑائیں تو کئی ایسے مناظر آپ کی آنکھوں کے سامنے آجائیں گے کہ باپ کے گریبان ہوگا اور اولاد کا ہاتھ، اولاد ماں باپ کو پیٹتی ہوئی نظر آئے گی۔ ماں باپ کو اولاد گالیاں بکتی نظر آئے گی خدمت ماں باپ کی جو کہ انسان کی بخشش کا ذریعہ اور وسیلہ ہے جوانی کی سرحدوں کو چھوتے ہیں انہیں جوانی دیوانی کی ہوا لگتی ہے تو کئی ایسے بدبخت بھی ہوتے ہیں جو بدبختی کے اسباب سمیٹنے لگتے ہیں۔ بدبختی کی نحوست کے باعث اپنی دنیا بھی برباد کر بیٹھتے ہیں اور آخرت بھی بہرحال آج وقت ہے ہمیں سنبھلنے اور سنورنے کا لہٰذا آج سنبھل جایئے والدین کا احترام کیجیے۔ والدین کی خدمت کر کے اپنی دنیا بھی سنوارنے کی کوشش کیجیے اور آخرت بھی برباد ہونے سے بچا لیجیے۔ وقت گزرنے کے بعد کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گا سوائے پچھتاوے کے لہٰذا آج مہلت کو غنیمت جانیے اور اس سے فائدہ اٹھایئے۔

اس کا بیان ہے کہ جب میں سفر سے واپس آیا تو یہ ماجرا میں نے علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا آپ نے بیان فرمایا وہ کہتا تھا کہ اس کے حق کی قسم! جس نے اس کو بلند کیا۔ جس نے اس کو پست کیا جس نے اس کو طلوع کیا جس نے اس کو غائب کیا۔ میں اُن شہریوں میں نہ رہوں گا جہاں علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) سے میری شکایت کریں۔ (نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۱۴۔۲۱۳)

شیر خوارگی میں سانپ کو مار ڈالا

منجملہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کرامات کے یہ بھی ہے کہ جب وہ (یعنی حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ) حالت شیر خوارگی میں پالنے میں تھے تو ایک بار سانپ نے آپ کا ارادہ کیا آپ نے پالنے سے اتر کر اُسے مار ڈالا۔ آپ کی والدہ کو اس سے نہایت تعجب ہوا میں نے ایک ہاتف کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ شیر ہے۔ آپ نے پالنے سے اتر کر اپنے دشمن کو مار ڈالا۔ ابن جوزی نے اس کو نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے آپ کہتے تھے وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا۔

(نزہۃ المجالس ج ۳ ص ۲۱۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بددعا کا اثر

طبرانی اور ابونعیم نے زاذان کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کچھ فرمایا ایک شخص نے آپ کی اس بات کو جھٹلایا تو آپ نے فرمایا اگر تو جھوٹا ہے تو میں تیرے لیے بددعا کروں؟

اس نے کہا: ضرور بددعا کیجیے چنانچہ آپ نے اسی وقت اس کے لیے بددعا کی۔ ابھی وہ شخص اپنی جگہ سے ہلا بھی نہ تھا کہ اندھا ہوگیا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۶۷)

شکم مادر میں

حضرت علامہ مولانا عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ شکم مادر میں آڑے ہو جاتے تھے اور ان کو بت کے سجدہ سے روک دیتے تھے۔ (نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۱۴)

کٹا ہوا ہاتھ جڑ گیا

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تھوڑی ہی کرامات کا ذکر کیا ہے سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ سے یہ کرامت منقول ہے کہ آپ کے محبوب میں سے ایک سیاہ رنگ کے غلام نے چوری کی اسے پکڑ کر سرکار مرتضوی میں لے آئے۔ آپ نے اسے فرمایا: کیا تو نے چوری کی ہے؟

کہنے لگا: جی ہاں۔

جناب نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔

وہ جب وہاں سے نکلا تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ابن الکواء رضی اللہ عنہ ملے۔

ابن الکواء نے پوچھا: تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے؟

کہنے لگا: امیر المؤمنین یعسوب المسلمین ختنِ رسول اور زوج بتول علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے کاٹا ہے۔

ابن الکواء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انہوں نے تیرا ہاتھ کاٹ دیا ہے اور تو ان کی مدح کرتا ہے؟ جواب میں کہنے لگا: میں ان کی مدح کیوں نہ کروں۔ انہوں نے میرا ہاتھ حق کی وجہ سے کاٹا ہے اور مجھے یہ سزا دے کر جہنم سے بچایا ہے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے یہ بات سن کر مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کو بتائی۔ آپ نے اسی کالے غلام کو طلب فرمایا اس کا ہاتھ اس کی کلائی کے ساتھ رکھا اور ایک رومال سے ڈھانپ دیا اور کئی دعاؤں سے نوازا آسمان سے آواز آئی۔ ہم مجمع والوں نے سنی کہ ہاتھ سے کپڑا ہٹا دے۔ ہم نے کپڑا اٹھایا تو ہاتھ بالکل ٹھیک ہو چکا تھا۔

(جامع کراماتِ اولیاء اردو ترجمہ ج اول ص ۴۴۵)

شیر خدا رضی اللہ عنہ کا علم مبارک

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے آسمانوں کی راہوں کی نسبت دریافت کرلو کیونکہ زمین کے راستوں سے میں انہیں زیادہ جانتا ہوں۔

اس وقت آپ کے پاس جبرائیل علیہ السلام ایک آدمی کی صورت بن کر آئے اور کہنے لگے اگر آپ سچے ہیں تو بتلایئے کہ جبرائیل کہاں ہیں؟

آپ نے آسمان کی طرف دائیں اور بائیں دیکھا پھر اسی طرح زمین کی طرف دیکھا اور فرمانے لگے کہ میں نے انہیں آسمان اور زمین میں نہیں پایا شاید تم ہی ہو۔ (حیات الفرید ص ۳۷۔ نزھۃ المجالس ج ۲ ص ۳۱۴)

(فائدہ) یہ ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ پاک کا کرشمہ کہ آن کی آن میں ایک ہی جگہ کھڑے کھڑے تمام آسمانوں اور زمینوں کے ذرہ ذرہ کو دیکھ لیا اور پھر نوری فرشتے کو پہچان لیا عام آدمی کے بہروپ میں بھی آپ نے حضرت جبریل کو پہچان لیا۔

یہ ہے خدمت گاروں کا علم آقا کا علم کیا ہوگا۔

مکھیاں چلی گئیں

حضرت نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کو ایک کافر قوم کے پاس بھیجا جن

کے یہاں شہد کی مکھیاں بکثرت تھیں۔ انہوں نے آپ کی تکذیب کی آپ نے کہا: اے شہد کی مکھیو! تم ان لوگوں سے نکل کر چلی جاؤ کیونکہ یہ سرکش ہیں اس کے بعد مکھیاں وہاں سے اڑ گئیں اور وہ محتاج ہو گئے اور انہیں شہد کی مکھیوں کی بشدت حاجت تھی کیونکہ ان کی روزی اسی پر منحصر تھی اس کے بعد انہوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلا بھیجا کہ آپ اپنے قاصد کو ہمارے پاس بھیج دیجیے حضرت محمد ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا اور وہ لوگ اسلام لے آئے۔ پھر آپ نے فرمایا: اے شہد کی مکھیو۔ چلی آؤ اس کے حق کی بدولت جس نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے وہ سب کی سب چلی آئیں۔ (نزہۃ المجالس اردو ترجمہ جلد دوم ص ۴۱۵)

شہد کی مکھیوں کی امداد

ایک بار آپ کسی غزوہ میں تھے کفار آپ پر غالب آئے ان کے پاس شہد کی مکھیاں بکثرت تھیں خدا نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ علی بن ابی طالب کی مدد کے لیے نکلو وہ نکلیں اور قوم کو کاٹنے لگیں یہاں تک کہ خدا نے انہیں ہلاک کر ڈالا۔

(نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۴۱۵)

گھوڑے پر بیٹھنے سے پہلے قرآن مجید مکمل پڑھنا

روایت صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جب آپ سواری کرتے وقت گھوڑے کی رکاب پر پاؤں رکھتے تو تلاوت قرآن مجید شروع کرتے تھے اور دوسرا پاؤں رکاب میں رکھتے تھے تو پورے قرآن مجید کی تلاوت مکمل کر لیتے۔ اسی طرح دوسری روایت مبارکہ کے مطابق آپ گھوڑے پر پوری طرح بیٹھنے سے پہلے قرآن مجید مکمل پڑھ لیا کرتے تھے۔

(حیات الفرید ص ۳۸ بحوالہ شواھد النبوۃ شریف از حضرت العلام نو الدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ)

دریائے فرات کا پانی اتر گیا

اہل کوفہ نے عرض کیا: یا امیر المومنین! اس سال دریائے فرات زیادہ چڑھ آیا۔ خوب سیلاب آیا۔ اس وجہ سے ہماری کھیتیاں تباہ و برباد ہو گئیں کتنی اچھی بات تھی کہ آپ دعا فرما دیں۔ دریا کا پانی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ والوں کی بات سن کر اپنے گھر تشریف لے گئے۔ لوگ آپ کا انتظار کرنے لگے اچانک آپ باہر تشریف لائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک زیب تن کیا ہوا تھا۔ عمامہ شریف سر پر پہن رکھا تھا۔ آپ کے ہاتھ مبارک میں عصا مبارک تھا۔ آپ نے ایک گھوڑا منگوایا۔ اس پر سوار ہو کر چلے۔ اپنے بیگانے سبھی آپ کے ساتھ پیچھے پیچھے چل پڑے۔ جب آپ دریائے فرات کے کنارے پہنچے تو گھوڑے سے نیچے اترے۔ دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر اٹھے عصا مبارک ہاتھ میں لیا۔ دریائے فرات کے پل پر تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ آپ نے عصا مبارک سے پانی کی طرف اشارہ کیا تو ایک فٹ پانی کی سطح نیچے ہو گئی۔

آپ نے ارشاد فرمایا: کیا اتنا پانی کافی ہے؟

لوگوں نے عرض کیا: نہیں امیر المؤمنین ابھی بھی پانی زیادہ ہے۔

آپ نے پھر عصا مبارک سے پانی کی طرف اشارہ کیا تو پھر پانی ایک فٹ نیچے ہو گیا۔ جب تین فٹ پانی کی سطح کم ہو گئی تو لوگوں نے عرض کیا: یا امیر المؤمنین! بس اتنا پانی کافی ہے۔ (شواھد النبوۃ ص ۲۸۲۔ حیات الفرید ص ۳۹۔۴۰)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر

حضرت عثمان بن مغیرہ سے روایت ہے کہ جب رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک شب حسن رضی اللہ عنہ کے یہاں ایک شب حسین رضی اللہ عنہ کے یہاں اور ایک شب عبداللہ بن جعفر کے گھر سے کھانا کھانے لگے مگر تین لقموں سے زیادہ نہ کھاتے تھے۔ آپ فرماتے تھے (میں چاہتا ہوں کہ مجھے) موت اس حال میں آئے کہ میں بھوکا ہوں اب میری موت میں صرف ایک شب یا دو شب باقی ہیں۔ (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۲ ص ۶۱۸)

حضرت حسن بن کثیر نے اپنے والد سے روایت کر کے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ حضرت علی نماز فجر کے لیے نکلے تو بطین ان کے سامنے چیخنے لگیں ہم لوگ ان کو ہٹانے لگے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کو چھوڑ دو کیونکہ یہ رو رہی ہیں اور آپ باہر چلے گئے اور زخمی ہو گئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وہ سال وہ مہینہ وہ شب جانتے تھے جس میں وہ شہید ہوئے تھے۔ واللہ اعلم (اسد الغابہ جلد ۲ ص ۶۱۸۔ حیات الفرید ص ۴۱)

بددعا کا اثر:

آپ کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ آپ نے ایک حدیث بیان کی تو ایک آدمی نے اس کی تکذیب کی آپ نے اسے کہا اگر تو جھوٹا ہوا تو میں تجھ پر بددعا کروں گا اس نے کہا بددعا کرو۔ آپ نے اس پر بددعا کی تو جلدی اس کی بصارت جاتی رہی۔ (الصواعق المحرقہ اردو ترجمہ ص ۴۳۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت کی خود خبردی

اسحاق بن اسماعیل نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے اسحاق بن سلیمان نے فطر بن خلیفہ سے انہوں نے ابوالطفیل سے روایت کر کے بیان کیا کہ حضرت علی نے ایک مرتبہ لوگوں کو بیعت کے واسطے جمع کیا پس عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی (حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاتل) آیا آپ نے دو مرتبہ اس کو واپس کر دیا اس کے بعد فرمایا کہ اس امت کے شقی ترین شخص کو کون سی چیز روک رہی ہے خط کی قسم یہ داڑھی اس (سر کے خون) سے رنگین کی جائے گی۔ بعد اس کے انہوں نے یہ شعر پڑھا۔

اشدد حیازیمك للموت فان الموت لاقیکا

ولا تجزع من القتل اذا حل لوادیکا۔

اے دل! موت کے لیے اپنا سامان درست کر لے کیونکہ موت تجھے ملنے والی ہے اور قتل سے ہراسان نہ ہو جب وہ تیرے سامنے آجائے۔ (اسد الغابہ ج ۲ حصہ ۷ ص ۶۱۷)

برقعہ پوش کی حقیقت

حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مراۃ الاسرار کے حوالے سے حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی کتاب اقتباس الانوار کے ص ۱۱۳ پر رقم طراز ہیں کہ ایک دن شاید حضرت امیر المؤمنین مذاق کر رہے تھے اور آنحضرت کی بھی عادت شریفہ تھی کہ کبھی کبھی مذاق فرمایا کرتے تھے حضرت سلمان فارسی بھی موجود تھے انہوں نے ایک بات کی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ بچپن یا جوانی کے دوران کی بات ہے اس پر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا اے سلمان! کیا تم ازروعہ جنگل کا

واقعہ بھول گئے ہو۔انہوں نے کہا کہ نہیں

فرمایا:وہ برقعہ پوش میں ہی تھا

یہ سن کر حضرت سلمان فارسی نے معافی مانگی۔

اصل واقعہ یوں ہے کہ حضرت سلمان فارسی کی عمر چار سو سال تھی آپ کا وطن فارس تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولادت سے دو سو سال پہلے حق تعالیٰ کے ایک اشارے کے مطابق وہ اپنے شہر سے نکلے اور ہادی کی تلاش میں ایک دن بیابان جنگل سے گزر رہے تھے جس کا نام ازروعہ تھا کہ یکا یک ان پر ایک خونخوار شیر نے حملہ کردیا۔چونکہ وہاں پر امداد کرنے والا کوئی نہ تھا۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دل میں خیال پکا کرلیا کہ اب موت یقینی ہے۔اسی وقت غیب سے ایک برقعہ پوش سوار برآمد ہوا۔جس نے شیر پر نیزے سے حملہ کرکے دور بھگا دیا۔اس واقعہ کا صرف اور صرف حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو علم تھا جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس وقت یاد دلایا تھا۔

(فائدہ) حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی فرماتے ہیں کہ اس وقت شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روحانیت نے ولادت سے دو سو برس قبل وجود مثالی میں ظاہر ہوکر حضرت سلمان فارسی کو شیر کے پنجے سے نجات دلائی ہوگی۔(تجلیات خواجگان چشت ص ۶۵۔۶۴)

ایک مرد کامل کے آنے کی پیشین گوئی

سید المحدثین نے تحفۃ الاخبار میں عبداللہ بن عباس سے نقل کیا ہے کہ جب ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ذی قار کے مقام پر ٹھہرے اور لشکر کوفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ آج میں لشکریا ہوجانے چاہئیں اور ہر لشکر میں ایک ہزار مرد شامل ہونے چاہئیں۔یہ بات میرے دل میں موجود تھی۔حضرت ولایت مآب نے یہ بات اپنی فراست سے بھانپ لی اور حکم دیا کہ اس صحرا میں دو نیزے گاڑ دیئے جائیں اور ہر وہ شخص جو امیر المؤمنین کے لشکر میں شامل ہونا چاہتا ہے وہ ان دو نیزوں کے درمیان سے گزرے اور لوگوں سے فرمایا کہ بطور تحقیق واحتیاط بعد میں آنے والے تمام لوگ لواحقین میں شامل رہیں۔

جب مغرب کا وقت ہونے لگا تو آپ کے فرمان کے مطابق ایک شخص کم ہوا۔لکھنے والوں نے تعجب کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا کہ جوان سب کے بعد آئے گا وہ ایک مرد کامل ہوگا جو بعد میں آئے گا اور جس کے شامل ہونے سے تعداد پوری ہوجائے گی یکا یک راستے پر بیٹھے پہرے دار نے ایک بوڑھے کو دیکھا کہ وہ بڑے تجسس سے آرہا تھا۔وہ پیادہ رو تھا۔اس کی پشت پر سامانِ سفر بندھا تھا گردن میں پانی کا کوزہ لٹک رہا تھا۔ضعیف وناتواں چہرہ زرد تھا اور راستے کے غبار سے اٹا ہوا تھا۔

زادِ راہ عاشقاں در دست روئے زرد آہ!

راہ زمین گو نہ است بسم اللہ کو وارد عزم راہ!

راہِ عشق کے مسافروں کے عجب رنگ ڈھنگ ہوتے ہیں سامان سفر ہاتھوں میں لٹکا رکھا ہے چہرہ زرد ہے سانس پھولی ہوئی ہے اور ایک عزم جوان کے ساتھ بڑھے چلے جارہے لوگوں نے اس بوڑھے کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا۔سنت کے مطابق سلام ودعا کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اُن سے اُن کے نام کے بارے میں پوچھا انہوں نے کہا: میں اویس قرنی ہوں۔حضور ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم میری بیعت کس لیے کرنا چاہتے ہو؟

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خود کو آپ کی سرداری میں دینا چاہتا ہوں تا کہ اپنا سر آپ کی چوکھٹ پر جھکا دوں کیونکہ جب اس سر نے میرے بس میں رہنا ہی نہیں تو بہتر یہ ہے کہ میں اس کو آپ کے قدموں پر نچھاور کر دوں۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے لشکروں اور حامیوں کی طرف متوجہ ہوئے تو عبدالغنی بن سعید نے کہا کہ قرنی قاف پر زیر لگا کر بولا جانے والا ایک دوسرا اویس ہے اور جس کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ نے خبر دی وہ کوئی اور ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیش ہوئے اور جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ وہ بڑے معزز مسلمانوں میں سے تھے۔

حمزہ نے اصبغ بن زید سے روایت کی کہ اویس رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے اور اپنی بوڑھی والدہ کی نگہداشت کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے سے قاصر رہے تھے اویس رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ہمراہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے پیش ہوئے اصبغ بن زید نے کہا کہ جنگ صفین کے دن وہ حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو پیش ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ کون ہے؟ جو موت کے واسطے میرے ہاتھ پر بیعت کرے۔ چنانچہ ننانوے اشخاص نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ انہوں نے کہا ایک آدمی اور آئے گا اور پھر پورے ہوں گے۔ وہ شخص ایسا ہوگا کہ چہرے پر چادر ہوگی۔ سر منڈا ہوگا چنانچہ جب اس شخص نے حضرت امیر کے ہاتھ پر موت کی شہادت کی بیعت کی تو لوگوں نے کہا یہی اویس قرنی ہیں چنانچہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جنگ میں حصہ لیا اور شہادت پائی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب آواز دینے والے نے آواز دی کہ اے بندگانِ خدا سب نے صفیں باندھ لیں۔ حضرت اویس نے اپنی تلوار کھینچ لی اور لڑنے لگے۔ ان کی پیٹھ پر سامان کا تھیلا بندھا تھا اور اس کو اتار پھینکا اور اے لوگو! کہتے ہوئے پل پڑے۔ جیسے ہی آگے بڑھے تو ان کے جگر پر ایک نیزہ لگا اور شہید ہو گئے گویا ابتدا سے آغاز جنگ ہی سے شہید ہوئے واللہ علم الصواب

(لطائف نفیسہ در فضائل اویسیہ کا ترجمہ تاجدار یمن خواجہ اویس قرن ص ۲۰۸۔۲۰۷)

(فائدہ) بہر حال حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا عام حالات میں وصال با کمال ہوا یا میدان جنگ میں شہادت دی۔ اس سلسلے میں بکثرت روایات اس امر کی مؤید ہیں کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں لڑتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔

فیضان حضرت اویس قرنی

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور آپ کے حالاتِ زندگی کے متعلق تفصیلی مطالعہ کی ضرورت ہو تو الفقیر القادری ابو احمد غلام حسن اویسی کی تصنیف کردہ تصنیف لطیف (فیضان حضرت اویس قرنی) کا مطالعہ کیجیے۔ اس میں آپ کی حیات اور شہادت کے متعلق تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ نیز آپ کی کرامات اور آپ کے ملفوظات اور ان کی شرح بہترین انداز میں بیان کی گئی ہے نیز حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے ملفوظات کے سلسلے میں الفقیر القادری ابو احمد غلام حسن اویسی کی تصنیف (ملفوظات حضرت اویس قرنی) کا مطالعہ کیجیے۔

☆......☆......☆

ملفوظات حضرت علی رضی اللہ عنہ

مجلس علم کی فضیلت:

مَجْلِسُ الْعِلمِ رَوْضَةُ الْجَنَّةِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: علم کی مجلس مبارکہ جنتی باغ ہے۔

تیزیٔ طبیعت کی مذمت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مُهْلِكَةُ الْمَرْءِ حِدَّةُ طَبْعِهٖ

طبیعت کی تیزی انسان کے لیے مہلک ہے۔

شریروں کی صحبت کی مذمت:

قال قال مُصَاحِبَةُ الْاَشْرَارِ رُكُوْبُ الْبَحْرِ

آپ نے فرمایا: اشرار کی صحبت دریا کی سواری ہے۔

خاموش کی فضیلت:

قَالَ: مَا نَدَمَ مَنْ سَكَتَ

آپ نے ارشاد فرمایا: خاموشی اختیار کرنے والا شرمسار نہیں ہوتا۔

کریموں کی مجلس

قَالَ مَجْلِسُ الْكِرَامِ حُصُوْنُ الْكَلَامِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کریموں کی مجلس کلام کا قلعہ ہے۔

انسان کی منقبت

قَالَ: مَنْقَبَةُ الْمَرْءِ تَحْتَ لِسَانِهٖ

فرمایا: انسان کی تعریف اس کی اپنی زبان کے نیچے ہے۔

نوجوانوں کی صحبت کی مذمت

قَالَ: مَجَالَسَةُ الْاَحْدَاثِ مُفْسِدَةُ الدِّيْنِ

فرمایا: نوجوانوں کی مجلس دین میں فساد برپا کرنے والی ہے۔

قیام اللیل کی فضیلت:

قَالَ :نُوْرُ الْمُؤْمِنِ قِيَامُ اللَّيْلِ

فرمایا: مومن کا نور (اس کے لیے) رات کے وقت عبادت کرنا ہے۔

موت کو بھولنے کی مذمت

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نِسْيَانُ الْمَوْتِ صَدْءُ الْقَلْبِ

موت کو بھول جانا دل کا زنگ ہے۔

قبر کا نور

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نُوْرُ الْقَبْرِ فِي الصَّلٰوةِ فِي الظُّلَمِ

قبر کیلئے نور اندھیرے میں نماز ادا کرنے میں ہے۔

(فائدہ) اس لیے مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامو! آج وقت ہے۔ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق نماز ادا کیجیے تاکہ بعد از مرگ پچھتانا نہ پڑے۔

جدائی کی گھڑی

قَالَ :نَارُ الْفُرْقَةِ اَحَرُّ مِّنْ نَّارِ جَهَنَّمَ

فرمایا: جدائی کی گھڑی شدید تیز جہنم کی آگ سے بھی زیادہ تیز ہے۔

بڑھاپے کا نور

قَالَ :نُوْرُ شَيْبِكَ لَا تُظْلِمْهُ بِالْمَعْصِيَّةِ

فرمایا: اپنے بڑھاپے کا نور گناہ کے ذریعے سیاہ نہ کر۔

(فائدہ) آج کل ہماری عجیب حالت ہوگئی ہے کہ بوڑھا ہونے کے باوجود گناہوں سے توبہ نہیں کرتے بڑھاپا کے متعلق قدرے تفصیلات ہماری تصنیف لطیف (فیضان الفرید) میں ملاحظہ فرمائیے۔

سچائی کی فضیلت

قَالَ :نُوْرُ الْوَجْهِ فِي الصِّدْقِ

فرمایا: چہرے کا نور صدق (سچائی) میں ہے۔

(فائدہ) دوستو! آج دعوتِ فکر ہے کہ جھوٹ بولنا فیشن بن گیا ہے خصوصاً موبائل فون کے فیشن کی وجہ سے ہم نہ بولتے بولتے بھی دانستاً یا نادانستاً جھوٹ بول جاتے ہیں۔ ہمیں احساس تک نہیں ہوتا کہ ہم جھوٹ بول رہے ہیں۔ مثلاً فون پہ بات ہو رہی ہے مدِ مقابل نے پوچھ لیا کہ کہاں ہو؟ کہا تم تو جھوٹ موٹ میں کہہ دیا کہ گھر پہ ہوں حالانکہ وہ اس وقت گھر نہیں ہوتے کہیں اور ہوتے ہیں۔

حکایت

تقریباً تین سال قبل الفقیر القادری ابواحمد اویسی بزرگانِ دین کے مزارات کی زیارت کے سلسلہ میں ایک قافلے کے ہمراہ اسلام آباد اور مری تک گیا۔ چار پانچ دن بعد واپس گھر آیا۔ شام کے بعد میرے ایک عزیز نے فون کیا کہ بھائی کہاں ہو؟ الفقیر نے جواب دینے کی بجائے اس سے پوچھ لیا کہ تم اس وقت کہاں ہو وہ اس وقت ہمارے گھر کے دروازے میں داخل ہو چکا تھا کہنے لگا میں اس وقت لاہور ہی ہوں۔ اس وقت الفقیر نے دیکھا کہ وہ ہمارے ہی گھر آ رہا ہے۔ عرض کیا میاں صاحب یہ کیا جھوٹ بول رہے ہو حالانکہ تو اس وقت میرے سامنے میرے ہی گھر کی طرف آ رہا ہے۔ اس نے سامنے دیکھا تو واقعی وہ مجھے اپنے سامنے پا کر بڑا شرمندہ ہوا۔ خدارا اس بے لذت گناہ سے توبہ کیجیے۔

غوروفکر کرنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تَغِیْبُ اِلٰی نَفْسِكَ حِیْنَ شَابَ رَاسُكَ

جب تیرا سر سفید ہو (سر کے بال سفید ہو جائیں) تو پھر اس وقت (خصوصیت سے) اپنے نفس پر غور وفکر کر۔

تیرا مددگار

قَالَ: وَالَاكَ مَنْ لَّمْ يُعَادِكَ

فرمایا: تیری مدد وہی شخص کرے گا جسے تو دشمن نہ رکھے گا۔

احسان کب ظلم بن جاتا ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وَضْعُ الْاِحْسَانِ فِے غَيْرِ مَوْضِعِهٖ ظُلْمٌ

بے جا جگہ پر احسان کرنا بھی ظلم ہے۔

(فائدہ) اس لیے احسان وہاں کرنا چاہیے جہاں واقعی احسان کی ضرورت ہے اور جس پر احسان کیا جا رہا ہے وہ تسلیم بھی کرے۔ اگر کسی مغرور اور تکبر قسم کے شخص پر احسان کیا جائے گا یا چور، ڈاکو اور ظالم پر احسان کیا جائے تو ایسا شخص مزید گناہوں کی دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے ایسے شخص پہ احسان کرنا اس پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔

احسان جتانے والے کا صدقہ

قَالَ: وِزْرُ صَدَقَةِ الْمَنَّانِ اَكْثَرُ مِنْ اَجْرِهٖ

فرمایا: احسان جتانے والے کا گناہ اس کے صدقہ کرنے کے ثواب سے زیادہ ہے۔

(فائدہ) اس لیے کسی پر احسان کر کے اسے کسی پر ظاہر بھی نہیں کرنا چاہیے اور بار بار اس شخص کو احسان جتا کر شرمندہ بھی نہیں کرنا چاہیے۔ اسی طرح نیکی کر کے اس کی شہرت کرتے پھرنا بھی اچھا کام نہیں۔ کیا خوب کسی نے کہا ہے کہ نیکی کر دریا میں ڈال۔ کسی پہ نیکی یا احسان کر کے اس نیکی یا احسان کو بھول جانا چاہیے کہ جیسے وہ نیکی یا احسان کیا ہی نہیں۔

احمق کی حکومت جلد ختم ہوتی ہے

قَالَ وَلَایَۃُ الْاَحْمَقِ سَرِیْعُ الزَّوَال

فرمایا: بے وقوف کی حکومت جلد ہی ختم ہو جاتی ہے۔

اطمینان

قَالَ :نَمْ اٰمِناً تَکُنْ فِیْ اَمْھَدِ الْفَرْشِ

فرمایا: قبر میں بہترین فرش پر اطمینان سے سوجا۔

بدصورت بد خلق کی خدمت

قَالَ وَیْلٌ لِّمَنْ سَآءَ خُلُقُہٗ وَقُبُحَ خَلْقُہٗ

فرمایا: برے اخلاق والا بدصورت کے لیے خرابی ہے۔

(فائدہ) معلوم ہوا کہ ظاہری شکل وصورت خواہ جتنی بھی خوبصورتی کا شاہکار ہو مگر باطنی حالت خراب ہے تو ظاہری خوبصورتی کسی کام کی نہیں۔اس لیے ظاہر کے ساتھ ساتھ بندے کو اپنا باطن بھی خوبصورت بنانے کی سعی کرنی چاہیے۔

تنہائی برے ہم نشین سے بہتری ہے

قَالَ :وَحْدَۃُ الْمَرْءِ خَیْرٌ مِّنْ جَلِیْسِ السُّوْءِ

فرمایا: برے ہم نشیں سے تنہائی بہتر ہے۔

(فائدہ) کیونکہ تنہائی میں اگر فائدہ نہ ہوا تو نقصان بھی نہیں ہوگا جبکہ برا ہم نشیں بندے کو برائی کی طرف راغب کر دیتا ہے حتی کہ بندہ گناہوں کی دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے۔ برے کی صحبت انسان کو اسی طرح برا بنا دیتی ہے جیسے ڈاکو کی صحبت انسان کے لیے ڈکیتی کے راستے ہموار کرتی ہے۔زانی کی صحبت انسان کو زنا کی طرف مائل کرتی ہے اسی طرح تمام برائیاں کرنے والوں کی صحبت کا نتیجہ بھی برا ہی نکلتا ہے۔ برے کی صحبت کے نقصانات اور اچھوں کی صحبت کے فوائد کے تفصیلی مطالعہ کے لیے الفقیر القادری ابو احمد اویسی کی تصنیف لطیف (فیضان حضرت اویس قرنی) کا مطالعہ کیجیے۔

سوال کس سے کرنا چاہیے

غافل سے پوچھ:

قَالَ وَاسْأَلْ مَنْ تَغَافَلَ عَنْکَ

فرمایا جو تجھ سے غفلت اختیار کیے ہوئے ہے اس سے پوچھ۔

غنا کی فضیلت

قَالَ :نَیْلُ الْمُنٰی فِی الْغِنٰی

فرمایا: غنا میں کامیابی ہے۔

حسد کی مذمت

قَالَ :وَيْلٌ لِّلْحَسُوْدِ مِنْ جَسَدِهٖ

فرمایا: حاسدوں کے لیے ان کے حسد کی وجہ سے ہی خرابی ہے۔

رزق دیا جاتا ہے

وَقَالَ وَلِىٌّ الطِّفْلِ مَرْزُوْقٌ

اور فرمایا ولی بچے کا بھی رزق عطا کیا گیا ہے

صالحین سے کینہ رکھنے کا برا انجام

وَقَالَ :وَيْلٌ لِّمَنْ وَتَرَالْاَحْرَارَ

فرمایا: اس کی خرابی ہے جس نے احرار (صالحین) سے دشمنی رکھی۔

(فائدہ) تفصیلات کے لیے مجدد ملت، فیض ملت شیخ القرآن والحدیث مفسر اعظم پاکستان، محدث بہاولپور حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف (باادب بانصیب اور بےادب بےنصیب اور گستاخوں کا برا انجام) کا مطالعہ کیجیے۔

فکر و غم

وَقَالَ هُمُوْمُ الْمَرْءِ بِقَدْرِ هِمَّتِهٖ

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا انسان کا غم اس کی اپنی ہمت کے مطابق ہے۔

دشمن کی نصیحت

قَالَ هَيْهَاتَ مَنْ نَّصَحَهُ الْعَدُوُّ

اس پر نہایت افسوس ہے جسے دشمن نے نصیحت کی۔

(فائدہ) انسان کو اپنا مقام مدنظر رکھنا چاہیے گناہوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ایسی غلاظت میں اتر جانا انسان کے لیے انتہائی برا فعل ہے کہ جس سے بچا ہی نہ جا سکے اور دشمن بھی نصیحت کرنے لگے کہ دیکھ یہ تیرے لیے قطعاً مناسب کام نہیں ہے۔

نفس سے بھاگنے کی فضیلت

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: هَرْبُكَ مِنْ نَّفْسِكَ اَنْفَعُ مِنْ هَرْبِكَ الْاَسَدَ

تیرا اپنے نفس سے بھاگنا شیر سے بھاگنے کے زیادہ مفید ہے۔

انسان کی سرداری

قَالَ :هَامَةُ الْمَرْءِ هِمَّتُهٗ

فرمایا: انسان کی ہمت ہی اس کی سرداری ہے۔

(فائدہ) کیا خوب کسی نے کہا ہے کہ ہمت مرداں مدد خدا

اگر انسان ہمت کرے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی مدد کرتا ہے۔

آدمی کی قیمت

قَالَ :هِمَّةُ الْمَرْءِ قِيمَتُهُ

فرمایا: انسان کی ہمت ہی اس کی اپنی قیمت ہے۔

(فائدہ) اس جہان فانی میں ہمت کرنے والا انسان ہی اکثر کامیابی کی سیڑھیاں پڑھتا ہے اور جو ہمت سے کام نہیں لیتا بلکہ ہمیشہ سست روی کا شکار ہوتا ہے وہ اکثر ناکامی کی دلدل میں گرتا ہے اور باہمت انسان اپنی ہمت کے بل بوتے پر ہمیشہ کامیاب وکامران رہتا ہے۔

حریص کی مذمت

قَالَ هَلَكَ الْحَرِيْصُ وَهُوَلَا يَعْلَمُ

حرص کرنے والا ہلاکت میں پڑا (اس کے باوجود) وہ اس حقیقت کو نہیں جانتا۔

انسان کی پہچان

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: هَاتَ مَاعِنْدَكَ تعرَف بِهٖ

جو کچھ تیرے پاس ہے وہ لے آ تا کہ اس سے تیری پہچان ہے۔

غوروفکر کی فضیلت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: هَمُّ السَّعِيْدِ اٰخِرَتُهٗ

نیک بخت کا فکر کرنا (دراصل) اس کی آخرت (اچھی) ہونے کا سبب ہے۔

جھوٹے کی بندگی نہیں

وَقَالَ لَا كَرَامَةَ لِلْكَاذِبِ

فرمایا: جھوٹے کو بزرگی حاصل نہیں ہوتی۔

(فائدہ) الحمدللہ یہی وجہ ہے کہ اہلسنت و جماعت کے علاوہ کسی فرقے میں اولیاء کرام نہیں ہوئے۔ جتنے بھی اولیاء کرام ہوئے ہیں الحمدللہ! اہلسنت و جماعت ہی رب کائنات کے بتائے ہوئے صحیح راستے پر چل رہے ہیں اسی لیے اہلسنت ہی میں سے اکثر بزرگ ہوئے ہیں یہ اہلسنت و جماعت کی حقانیت کی بین دلیل ہے۔

تفصیلات کے لیے فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف مذہب اہل سنت و جماعت کا مطالعہ کیجیے۔

ہمیں اہلسنت سے پیار ہے

الحمدللہ! اسی لیے ہمیں جماعت اہلسنت سے پیار ہے کہ یہ ولیوں والی جماعت ہے بہرحال اہلسنت و جماعت کو بھی چاہیے کہ ہر ایک اپنی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ الگ بنانے کی بجائے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں تاکہ مخالفین کے شر سے بچنے کی سعی مل جل کر کی جائے اتفاق واتحاد میں برکت ہے۔

علامہ اقبال نے بھی اتفاق واتحاد کا درس دیتے ہوئے کیا خوب فرمایا ہے کہ

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے۔
نیل کے ساحل سے لے کرتا بخاک کاشغر

بہرحال بقول علامہ اقبال آج ہمیں یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ

اگر ہو جذبہ تعمیر زندہ
تو پھر کس چیز کی ہم میں کمی ہے۔

میرے غیور سنی بزرگو، دوستو اور بھائیو (قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ)
نے ہمیں سبق دیا تھا ایمان، اتحاد اور تنظیم

تو یہی سبق سبق ہمارے دوست پڑھتے رہے آپس میں منظم ہوتے ہوئے وہ قوت حاصل کر لی کہ ہمارے بزرگوں نے اس وقت کی نام نہاد سپر پاور سے اپنا وطن عزیز پاکستان آزاد کرا لیا آج پھر ہمیں آپس میں اتفاق واتحاد پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

بتان رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ نورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

اس لیے آج ضرورت ہے کہ ہم سب ایک ہو جائیں اور ایک ہو کر ہی دشمنوں اور مخالفوں کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے ایک ہو کر ہی ہم اپنا تحفظ کر سکتے ہیں ایک ہو کر ہی اسلام کی خدمت کی جا سکتی ہے ورنہ کہیں مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے بنا کر شائع کیے جا رہے تو کہیں اسلام اور اسلامی احکام کے خلاف فلمیں بنائی جا رہی ہیں ہم سوائے احتجاج کے کچھ نہیں کر سکتے اور اگر احتجاج کر بھی لیں تو اس احتجاج کی طرف توجہ کون کرے گا۔ کوئی بھی نہیں۔ مسلمانو! آج تو ہمیں اسلام کی خاطر ایک ہونے کی ضرورت ہے آج تو ہمیں مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اتفاق واتحاد سے رہنے کی ضرورت ہے

علامہ اقبال بیان فرماتے ہیں کہ

ہوس نے کر دیا ٹکڑے ٹکڑے نوع انساں کو
اخوت کا بیان ہو جا محبت کی زباں ہو جا

اگر آج بھی ہم نے فرقہ بندیاں نہ چھوڑیں جوڑ توڑ کی سیاست سے آج بھی ہم باز نہ آئے تو یہ ہمارے لیے اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف ہوگا علامہ اقبال کے پیغام کے لیے اور حقیقت سمجھنے کی کوشش کیجیے۔

اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا تمہارا
دیکھو زمانہ چال قیامت کی چل گیا
فطرت افراد سے اغماض تو کر لیتی ہے مگر
کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو کبھی معاف

آج ہمیں خصوصی طور پر حقائق سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ہم کس طرف جارہے ہیں ہمارے سیاست دان ہمیں کس طرف لے جارہے ہیں۔کہیں ہم اپنی تہذیب سے دور تو نہیں ہوتے جارہے آج کا ننھا سا بچہ جب انگریزوں کے لباس میں ملبوس ہو کر سکول جاتا ہے تو یہ کس کی تہذیب کو لیے ہوئے گھر سے نکلتا ہے سکول جاتا ہے سارا دن سکول میں گزارتا ہے اور واپس گھر آتا ہے۔ بہر حال اتنا ہی عرض کر دینا کافی سمجھتا ہوں کہ مسلمانو! آج وقت ہے اپنی زبان کا تحفظ کیجیے اپنی تہذیب کا خیال کیجیے۔اپنے تمدن کو اپنایئے۔کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری آئندہ نسلوں کو یہ بھی پتہ نہ چلے کہ مسلمانوں کا تہذیب وتمدن کیا ہے یہود وہنود اور نصاریٰ کا تہذیب وتمدن کیا ہے ہمارے تہذیب وتمدن رہن سہن اور کفار کے تہذیب وتمدن میں کیا فرق ہے۔بہر حال علامہ اقبال نے مغربی تہذیب کو بہت قریب سے دیکھا تھا اسی لیے ان کی تہذیب سے ہمیں دور رہنے کا درس واشگاف الفاظ میں دیا۔ہمیں ان کی تہذیب کے کھوکھلے پن سے آگاہ کرتے ہوئے سمجھانے کی کوشش کی کہ جس تہذیب کے تم دلدادہ ہو وہ تہذیب خود ہی ڈوب جائے گی علامہ اقبال نے بیان فرمایا۔

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

جماعت اہلسنت سے اتحاد

اس لیے تمام سنی تنظیموں کو چاہیے کہ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر اتفاق واتحاد کا مظاہرہ کریں۔تاکہ مذہب اسلام کے خلاف ہر اٹھنے والی سازش کو ناکام بنانے کے لیے لائحہ عمل تیار کیا جاسکے۔

جماعت اہلسنت ضلع پاک پتن شریف

الحمدللہ جب سے جماعت اہلسنت پاک پتن شریف کے امیر حضرت علامہ پیر سید خلیل الرحمٰن شاہ صاحب مدظلہ العالی بنے ہیں جماعت اہلسنت وجماعت میں اتفاق واتحاد پیدا کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔اس کے نتائج اچھے نکل رہے ہیں۔اہلسنت وجماعت میں افہام وتفہیم کی فضا پیدا ہو رہی ہے مل بیٹھ کر کام کرنے کا جذبہ ابھر رہا ہے اللہ کرے اسی طرح تمام اہلسنت ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر دین اسلام کی خدمت کا جذبہ لے کر اٹھیں کہ ان کی للکار سے تمام باطل قوتوں کے قلعے لرز اٹھیں اور اسلام کا بول بالا ہو۔

عقل مند محتاج نہیں ہوتا

قَالَ لَا فَقْرَ لِلْعَاقِلِ

فرمایا عقلمند کو محتاجی نہیں ہوتی۔

بے مروتی کی مذمت

قَالَ لَادِيْنَ لِمَنْ لَّا مُرُوَّةَ لَهٗ

بے مروت کا دین نہیں۔

حاسد کو سکون نہیں ملتا

لَا رَاحَتَ لَحسُوْدٍ

حسد کرنے والے کو راحت وسکون حاصل نہیں ہوتا۔

قانع کو غم نہیں

قَالَ لَا غَمَّ للقَانِعِ

فرمایا قناعت کرنے والے کو (کسی بھی قسم کا) غم نہیں ہوتا۔

عورت کے لیے وفا نہیں

قَالَ لَا وَفَآءَ لِلْمرْأةِ

فرمایا: عورت کے لیے وفا نہیں

(فائدہ) یہ عام عورت کا معاملہ ہے ورنہ عورتوں میں بے شمار عورتیں ایسی بھی گزری ہیں کہ جن کی وفا کی گواہی غیر مسلم اقوام بھی دیتی ہیں۔ آپ نے عام عورتوں کی بے وفائی سے بچنے کے لیے یہ فرمایا ہے کہ ہر عورت کو باوفا سمجھ کر اس کے نہ ہو جائیں کئی بے وفا عورتیں ہوتی ہیں ان سے بچنا چاہیے۔

ایمان اور امان

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لَآ اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَ لَهٗ

اس کا ایمان (سلامت نہیں رہتا) جسے امان (حاصل) نہیں ہوتی۔

مقدر مل کے رہے گا

قَالَ يَاتِيْكَ مَا قُدِّرَلَكَ

فرمایا: جو کچھ تیرے مقدر میں کیا گیا ہے وہ (سب کچھ) تجھے حاصل ہوگا۔

غنٰے اور فضل

لَا غنٰے لِمَنْ لَّا فَضْلَ لَهٗ

غنٰے نہیں جسے فضل اور بزرگی حاصل نہیں ہوتی۔

بدکار کے لیے بدگوئی نہیں

لَاقَذَفَ لِلْفَاحِشِ

بدکار کے لیے قذف (بدگوئی) نہیں ہے۔

ناامیدی راحتِ نفس

قَالَ یَاسُ الْقَلْبِ رَاحَةُ النَّفْسِ

فرمایا: قلبی مایوسی نفس کے لیے راحت وسکون ہے۔

احسان کی فضیلت

قَالَ یَسُدُّالْمَرْقُوْمَةُ بِالْاِحْسَانِ اِلَیْهِمْ

فرمایا: احسان کے ساتھ (برا عمل) لکھا ہوا بھی مٹ جاتا ہے۔

صابر کامیاب

قَالَ یَصِیْرُاَمْرُ الصَّبُوْرِ اِلٰی مُرَادِهٖ

فرمایا: صابر کے کام اپنی مراد کو پہنچ جاتے ہیں یعنی صابر کامیابی سے ہمکنار رہوتا ہے۔

صدق کی فضیلت

قَالَ یَبْلُغُ الْمَرْءُ بِالصِّدْقِ مَنَازِلَ الْکِبَارِ

فرمایا انسان صدق کے سبب بڑی بڑی منازل پر پہنچتا ہے۔

رزق انسان کو تلاش کرتا ہے

قَالَ یَطْلُبُكَ الرِّزْقُ کَمَا تَطْلُبُهٗ

فرمایا: رزق تجھے اسی طرح تلاش کرتا ہے جیسے تو رزق کو تلاش کرتا ہے۔

بدبختوں کا فکر

وَقَالَ هَمُّ الشَّقِیِّ دُنْیَاهُ

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بدبخت کا فکر کرنا بھی اس کی دنیا ہی ہے۔

صدقہ عمر میں اضافے کا سبب ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یَزِیْدُ الصَّدَقَةُ فِی الْعُمْرِ

صدقہ خیرات عمر میں اضافہ کرتا ہے۔

مقام خوف پر امن

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یَامَنُ الْخَآئِفُ اِذَا وَصَلَ مَاخَافَہٗ

ڈرنے والا جب خوف کی جگہ پہنچتا ہے تو امن وسکون پالیتا ہے۔

خودبینی کی مذمت

قَالَ هَلَاكُ الْمَرْءِ فِي الْعُجْبِ

فرمایا: انسان کی ہلاکت خود بینی میں ہے۔

صحبت صالحین کی فضیلت

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یَسْعَدُ الرَّجُلُ بِمُصَاحَبَةِ السَّعِيْدِ

نیک بختوں کی صحبت سے آدمی نیک بخت ہو جاتا ہے۔

(فائدہ) درج بالا تمام ملفوظات دیوان حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آخر میں دے گئے ہیں چونکہ یہ نثر میں بیان ہوئے ہیں اس لیے انہیں یہاں بیان کر دیا ہے۔

ملفوظات حضرت علی رضی اللہ عنہ

یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چند مزید ملفوظات ملاحظہ فرمایئے اور ان کے مطابق عمل پیرا ہونے کی کوشش کیجیے تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

دنیا مردار

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ دنیا مردار ہے جو شخص دنیا میں کچھ لینا چاہے تو وہ کتوں کے ساتھ اختلاط کرنے پر اپنے نفس کو مجبور کرے۔

جھوٹے گواہ کی سزا

آپ نے فرمایا: جب بھی کبھی میرے پاس جھوٹے گواہ آئے ہیں تو میں نے ان کو سخت سزائیں دی ہیں۔
(تاریخ الخلفاء)

عمل صالح کی ترغیب

آپ نے بیان فرمایا وہ کام کرو جو بارگاہِ الٰہی میں قبول ہو اور عمل صالح کرنے میں زیادہ سے زیادہ سعی کرو۔ کیونکہ عمل صالح بغیر تقویٰ قابل قبول نہیں ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جس عمل میں خلوص نہ ہو وہ کیسے قابل قبول ہو سکتا ہے۔
(تاریخ الخلفاء ص ۲۷۰)

صاحبان علم کی حالت

یحییٰ بن جعدہ کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے حاملین قرآن، قرآن پر عمل بھی کرو اس لیے کہ عالم وہی

شخص ہے جو علم پر عمل بھی کرے اور اپنے عمل کو علم کے مطابق بنائے وہ وقت قریب ہے کہ ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو علم تو حاصل کریں گے لیکن ان کا علم ان کے حلقوم سے نیچے نہیں اترے گا اور ان کا باطن انکے ظاہر کے مخالف ہوگا ان کا عمل ان کے علم سے بالکل متضاد ہوگا وہ حلقہ باندھ کر بیٹھیں گے اور ایک دوسرے پر فخر ومباہات کریں گے اور نوبت یہاں تک پہنچے گی کہ ایک شخص اپنے پاس بیٹھنے والے پر محض اس کے برابر بیٹھنے پر غصہ ہوگا اور کہے گا کہ وہ اس کے برابر سے اٹھ کر دوسری جگہ بیٹھے ان لوگوں کے اعمال ان کی مجلسوں سے خدا تک نہیں پہنچیں گے۔(یعنی شرف قبولیت نہیں پائیں گے)

(تاریخ الخلفاء اردو ترجمہ ص ۲۷۰)

امر خیر پر توفیق بہترین رفیق

آپ نے فرمایا کہ امر خیر پر توفیق (اگر حاصل ہو جائے تو) بہترین رہبر ہے خوش اخلاقی بہترین دوست ہے۔

عقل وشعور بہترین ساتھی ہیں۔

ادب بہترین میراث ہے۔

اندوہ وغم اصل میں تکبر سے بھی زیادہ بدتر ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۷۰)

مصیبت کی انتہا

آپ نے فرمایا: رنج ومصیبت بھی ایک مقام پر پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے جب کسی پر مصیبت پڑتی ہے تو وہ اپنی انتہا تک ضرور پہنچ کر رہتی ہے لہٰذا عاقل کو چاہیے کہ جب اس پر کوئی مصیبت آئے تو اس کے دفعیہ کی کوشش نہ کرے یہاں تک کہ اس کی مدت گزر جائے ورنہ اختتام مدت سے پہلے دفعیہ کی تدابیر اپنے ساتھ اور مصیبتیں لے کر آتی ہیں۔ (تاریخ الخلفاء)

سخاوت کی حقیقت

ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ سخاوت کسے کہتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: بغیر طلب کے کچھ دینا سخاوت ہے اور مانگنے والے کو دینا بخشش اور داد ودہش ہے (تاریخ الخلفاء)

معصیت کی سزا

آپ نے فرمایا کہ معصیت کی سزا یہ ہے کہ عبادت میں سستی پیدا ہو جاتی ہے۔ معیشت میں تنگی اور لذت وحظ میں کمی آجاتی ہے۔ حلال کی خواہش اس شخص میں پیدا ہوتی ہے جو حرام کی کمائی چھوڑ دینے کی مکمل اور بھرپور کوشش کرتا ہے۔

(تاریخ الخلفاء)

آپ کے وسائل

فرمایا: سب سے بڑی تونگری عقل کی توانائی ہے۔

حماقت سے زیادہ کوئی مفلسی اور تنگ دستی نہیں

غرور وتکبر سب سے سخت وحشت ہے۔

سب سے عظیم خلق کرم ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۷۳)

دوسری چار باتیں

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ دوسری چار باتیں بھی فرما دیجیے۔

(۱) آپ نے فرمایا: احمق کی محبت سے بچو کیونکہ وہ تم کو نفع پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے لیکن پہنچ جاتا ہے ضرر

(۲) جھوٹے سے پرہیز کرو کیونکہ وہ بعید کو قریب اور قریب کو بعید کر دیتا ہے۔

(۳) بخیل سے اعراض کرو کیونکہ وہ تم سے ان چیزوں کو چھڑا دے گا جن کی تم کو احتیاج ہے۔

(۴) فاجر سے کنارہ کش رہو کیونکہ وہ تمہیں تھوڑی سی چیز کے بدلے فروخت کر ڈالے گا۔ (تاریخ الخلفاء)

زیادہ ہوشیاری

آپ نے فرمایا: زیادہ ہوشیاری دراصل بدگمانی ہے (تاریخ الخلفاء)

محبت اور عداوت

آپ نے فرمایا: محبت دور کے لوگوں کو قریب عداوت قریب کے لوگوں کو دور کر دیتی ہے ہاتھ جسم سے بہت قریب ہے لیکن گل سڑ جانے پر کاٹ دیا جاتا ہے اور پھر اس کو داغنا پڑتا ہے۔ (ابو نعیم تاریخ الخلفاء)

یاد رکھنے کی پانچ باتیں:

آپ نے فرمایا ہماری یہ پانچ باتیں یاد رکھو۔

(۱) کوئی شخص گناہ کے سوا کسی چیز سے خوفزدہ نہ ہو۔

(۲) صرف اللہ تعالیٰ ہی سے امیدیں اور آرزوئیں وابستہ رکھو۔

(۳) کسی چیز کے سیکھنے میں شرم نہ کرو۔

(۴) عالم کو کسی مسئلہ کے دریافت کرنے پر (جبکہ وہ اس سے کما حقہ واقف نہ ہو) یہ کہنے میں شرم نہیں کرنا چاہیے کہ میں اس مسئلہ سے واقف نہیں۔

(۵) صبر اور ایمان کی مثال سر اور جسم جیسی جب صبر جاتا رہتا ہے تو ایمان رخصت ہو جاتا ہے گویا جب سر اُڑ گیا تو جسم کی طاقت بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ (تاریخ الخلفاء بحوالہ سنن ابن منصور)

کامل فقیہہ

فرمایا: کامل فقیہہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ کرے اور لوگوں کو گناہ کرنے کی ڈھیل نہ دے نیز ان کو عذاب الٰہی سے محفوظ بنانے کا اطمینان نہ دلائے۔ لوگوں کو قرآن حکیم پڑھنے کی طرف مائل کر دے یاد رکھو جس عبادت کی عبادت گزار کو خود خبر نہ ہو اس میں خیر کبھی نہیں ہو سکتی۔ وہ علم نہیں جس کو اچھی طرح سمجھا نہ گیا۔ یہ پڑھنا نہیں کہلاتا۔
(تاریخ الخلفاء ص ۲۷۵)

پسند

فرمایا: جو شخص لوگوں میں انصاف کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی دوسروں کے لیے بھی

پسند کرے (تاریخ الخلفاء بحوالہ ابن عساکر)

شیطان کی طرف سے سات باتیں

آپ نے فرمایا کہ یہ سات باتیں شیطان کی طرف سے ہوتی ہیں (شیطانی حرکات میں)

(۱) بہت زیادہ غصہ (۲) زیادہ پیاس (۳) جلد جلدی میں آنا (۴) قے آنا (۵) نیکی چھوٹنا

(۶) بول و براز (۷) یادالٰہی میں نیند کا غلبہ (تاریخ الخلفاء)

انار دانہ مقوی معدہ

فرمایا: انار کے دانے کو اس کی جھلی کے ساتھ کھانا چاہیے جو دانوں پر لپٹی ہوتی ہے یہ مقوی معدہ ہے۔ (تاریخ الخلفاء)

مومن کی بے وقعتی

فرمایا: لوگ ایک ایسا زمانہ بھی دیکھیں گے کہ مومن شخص کو غلام سے بھی زیادہ ذلیل سمجھا جائے گا۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۷۶)

طمع کی مذمت

فرمایا: طمع ذلت کی قید ہے۔ (نزھۃ المجالس ص ۴۰۸ ج ۲)

گوشت کھانے کی فضیلت

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: گوشت کھایا کرو کیونکہ وہ بصر کا جلاء، رنگ صاف کرتا ہے اور خوش خلقی پیدا کرتا ہے جو چالیس روز تک اسے چھوڑے رہے وہ بد خلق ہو جاتا ہے۔ (نزھۃ المجالس ج ۲ ص ۴۱۸)

دوسروں پر بھروسا کرنے کا اکثر انجام

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بہت سے لوگ جو اپنے کاروبار میں دوسروں پر بھروسا رکھتے ہیں انجام کار شرمسار کرتے ہیں اور بہت سے باامن لوگ آخر کو خائف ہوتے ہیں۔ (اقوال حضرت علی ص ۳۷۱)

اللہ اس شخص پر رحم کرے

جناب امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ

☆ خدا تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جس نے اپنی قدر کو پہچانا اور اپنی حالت سے آگے نہ بڑھا۔

☆ خدا تعالیٰ اس مرد پر رحم کرے جو اپنے گناہوں کا خیال کرتا ہے اور اپنے رب سے ڈرتا ہے۔

☆ خدا تعالیٰ اس مرد پر رحم کرے جو آثار قدرت میں فکر کرتا ہے اور اس سے عبرت پذیر اور سلسلہ کائنات کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتا اور اس سے بصیرت حاصل کرتا ہے۔

☆ خدا تعالیٰ اس آدمی پر رحم کرے جس نے موت سے پیش دستی کی اور ہمیشہ رہنے کے گھر اور عزت کے مقام کے لیے نیک عمل کمائے۔

☆ خدا تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جس نے فرصت کے وقت کو غنیمت سمجھا نیک عمل کرنے میں جلدی کی اور دنیا میں

مسافروں کی طرح تھوڑا سا سامان رکھا۔

☆ خدا تعالیٰ اس مرد پر رحم کرے جو خواہش نفس پر غالب آئے اور دنیا کے پھندوں سے بھاگ کر نکل جائے۔

☆ خدا تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو خدا تعالیٰ کے کسی حکم کو سنے تو اسے یاد اور محفوظ رکھے اور جب ہدایت کی طرف بلائیں تو اس کے نزدیک ہو جائے اور ہادی کی کمر کو پکڑ کر سب آفتوں سے نجات پائے۔

☆ خدا تعالیٰ اس پر رحم کرے جس نے اس بات کا یقین کر لیا کہ اس کی جان موت کی طرف جا رہی ہے پھر اس نے نیک عمل کرنے میں جلدی کی اور اپنی امیدوں کو چھوٹا کر دیا۔

☆ خدا تعالیٰ اس مرد پر رحم کرے جس نے حق کو دیکھ کر اس کی تائید اور ظلم کو دیکھ کر اس کی تردید کی اور ظالم کے برخلاف مظلوم کی مدد میں سعی مزید کی۔

☆ خدا تعالیٰ اس مرد پر رحم کرے جو نیکی کرنے میں موت سے پیش دستی کرے امیدوں کو جھوٹا سمجھے اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا مندی کے لیے خالص عمل کمائے۔

☆ خدا تعالیٰ اس مرد پر رحم کرے جو حق کو زندہ کرے باطل کو مار ڈالے ظلم کو مٹائے اور عدل و انصاف کو قائم کرے۔

☆ خدا تعالیٰ اس آدمی پر رحم کرے جو اپنے نفس کو لگام دے کہ اسے خدا تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچائے اور اس کی باگ ڈھیلی کر کے حق تعالیٰ کی اطاعت کی طرف اسے کھینچ لے جائے۔

☆ خدا تعالیٰ اس مرد پر رحم کرے جس نے نفس کی اپنی خواہشوں کی طرف کشائش کو قلع و قمع کیا پھر اس کو اس خرابی میں پڑنے سے بچا لیا اور اس کو لگام دے کر خدا تعالیٰ کی اطاعت میں کھینچ لیا۔

☆ خدا تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جس نے اپنی حیاتی سے موت کے لیے فنا سے بقا کے واسطے اور دنیائے فانی سے آخرت باقی کے واسطے کچھ کما لیا۔

☆ خدا تعالیٰ اس آدمی پر رحم کرے جو حرام کاموں سے پرہیز رکھے لوگوں کے بوجھ اور تاوان سر پر اٹھائے اور نیک اعمال کی غنیمت حاصل کرنے میں جلد بازی کرے۔ (اقوال حضرت علی) ص ۳۶۸ ـ ۳۶۷)

دعا سے پہلے درود شریف پڑھنا

فرمایا: جب تجھے بارگاہ الٰہی میں کوئی حاجت پیش آئے تو پہلے پیغمبر خدا ﷺ پر درود پڑھ پھر اپنی حاجت کو مانگ کیونکہ اللہ کریم کی شان سے یہ بعید ہے کہ تو اس سے دو چیزوں کا سوال کرے اور وہ ایک کو پورا فرمائے اور دوسرا رد کر دے۔

(اقوال حضرت علی رواہ ندص ۲۸۸)

عقل مند کی رائے کی پیروی کر

فرمایا: جب تجھے اپنی رائے میں کچھ خرابی معلوم ہو تو کسی عقل مند کی رائے کی پیروی کر تب وہ خرابی دور ہو جائے گی۔

(احوال حضرت علی رضی اللہ عنہ ص ۲۸۹)

پرھیزگاری کی جڑ

فرمایا پرہیزگاری کی جڑ گناہوں سے پرہیز کرنا اور حرام چیزوں سے بچنا ہے۔(اقوال حضرت علی رضی اللہ عنہ ص ۱۸۰)

تقویٰ سے خالی شخص

فرمایا: جو شخص تقویٰ کے لباس سے خالی ہوتا ہے وہ دنیا کے کسی لباس سے آراستہ نہیں ہوسکتا۔
(اقوال حضرت علی رضی اللہ عنہ ۶۴۸)

اللہ تعالی کی اطاعت

فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر کاربند ہوتا ہے وہ کسی فائدے سے محروم نہیں ہوتا اور نہ کوئی دشمن اس پر غالب آسکتا ہے۔(اقوال حضرت علی ص ۶۴۸)

بھلائی سے دور شخص

تمام لوگوں میں حاجت روائی کا زیادہ مستحق وہ شخص ہے جو معافی کا خواستگار ہو اور ان میں سے سب سے بھلائی سے زیادہ دور وہ شخص ہے جو کینہ اور فضول باتوں پر عاشق ہے۔ (اقوال حضرت علی رضی اللہ عنہ ص ۱۷۸)

نیکی کا مستحق

فرمایا: تیری نیکی کا زیادہ مستحق وہ شخص ہے جو تیرے ساتھ نیکی سے غافل نہ ہے اور تیرے شکر کا زیادہ سزاوار وہ ہے جو نعمت بڑھائے اور اس کی زیادتی کو نہ روکے۔ (اقوال حضرت علی رضی اللہ عنہ ص ۱۷۸)

بزرگ خصلتیں

فرمایا: سخاوت اور شجاعت نہایت بزرگ خصلتیں ہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عطا فرماتا ہے جو اس کے پیار اور برگزیدہ ہیں۔(اقوال حضرت علی رضی اللہ عنہ ص ۸۲)

اچھی نیکی

فرمایا: اچھی نیکی وہ ہے جو محتاج کے ساتھ ہو اور اچھا اخلاق وہ ہے جو جھگڑے سے دور اور اس سے بے لاگ؟
(اقوال حضرت علی رضی اللہ عنہ ص ۳۴۸)

بہترین صدقہ

فرمایا بہترین صدقہ وہ ہے جو پوشیدہ اور مخفی ہو اور اچھی ہمت وہ ہے جو بلند اور عالی ہو۔
(احوال حضرت علی رضی اللہ عنہ ص ۳۴۶)

لالچی جھوٹا ھے

فرمایا: وہ شخص بھی جھوٹا ہے جو ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اور پھر دنیا کی حرص اور لالچ میں پڑ کر جھوٹی قسمیں کھاتا اور لہو (کھیل) کے جھوٹے اسباب میں پڑتا ہے۔ (اقوال حضرت علی رضی اللہ عنہ ۵۲۰)

دنیا کی کامیابی کی مذمت

فرمایا: جو شخص دنیا کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو وہ سراسر رنج اور غم میں مبتلا ہو جاتا ہے اور جو شخص اس میں ناکام رہتا ہے وہ شب و روز اس کے لیے تگ و دو کرتا اور تکلیف اٹھاتا ہے۔

اگر دنیا نباشد درد مندیم
وگر باشند بمہرش پائے بندیم

(اقوال حضرت علی رضی اللہ عنہ ص ۶۵۴)

دین کے معاملات میں سستی کرنے کی مذمت

فرمایا: جو شخص دین کے معاملات میں سستی کرتا ہے وہ ذلت اٹھاتا ہے اور جو شخص حق کا مقابلہ کرتا ہے وہ ضعیف اور کمزور ہو جاتا ہے۔ (اقوال حضرت علی رضی اللہ عنہ ص ۶۵۵)

نفسانی خواهش

فرمایا: جو شخص اپنے نفس کو ہر ایک خواہش پورا کرنے کی رخصت دے دیتا ہے وہ اسے گمراہی اور تاریکی کے رستوں میں لے جاتا ہے۔

نفس سے ترقی کی مذمت

فرمایا: جو شخص اپنے نفس کے ساتھ نرمی سے برتاؤ کرتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کی نافرمانیوں اور حرام کاریوں میں پھنستا ہے۔
(اقوال حضرت علیؓ ۶۵۵)

(فائدہ) تفصیلی طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ملفوظات کے مطالعہ کے لیے مشتاق بک کارنر لاہور کی شائع کردہ کتب اقوال حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ انسائیکلوپیڈیا اور نہج البلاغہ کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے حق تعالیٰ الفقیر کی یہ محبت قبول فرما کر توشہ آخرت بنائے آمین بجاہ النبی الکریم الامین

اب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منسوب اشعار مع شرح ملاحظہ فرمایئے ان تمام اشعار سے انکار کر دینا بھی قطعاً مناسب نہیں ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان اشعار میں کچھ ایسے اشعار بھی گھسیٹ دیئے گئے ہوں کہ جو آپ کے کلام سے نہ ہوں کیونکہ بعض ایسے اشعار بھی ہیں کہ جن کے طرز تکلم ہی سے واضح ہو جاتا ہے کہ ایسا کلام آپ کا نہیں ہو سکتا۔

فقط طالب دعا
الفقیر القادری ابو احمد غلام حسن اویسی
مدرسہ فیض اویسیہ چک نمبر ۱۱ کے بی
تحصیل و ضلع پاکپتن شریف

☆......☆......☆

مذمتِ اصل خالی اور فضیلت علم

(۱) اَلنَّاسُ مِنْ جِهَةِ التِّمْثَالِ اَكْفَآءُ   اَبُــوْهُــمْ اٰدَمُ وَالْاُمُّ حَــوَّآءُ

☆ تِمْثَال۔ صورت، ظاہری شکل وصورت ☆ اَكْفَاءُ۔ کفو کی جمع یعنی برابر ہے یکساں ہے ☆ اَبُوْهُمْ۔ ان کے باپ مراد حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ☆ اُمٌّ۔ ماں مراد حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ☆ اَلنَّاس۔ لوگ

مطلب:

بظاہر شکل وصورت کے لحاظ سے تمام انسان ایک جیسے ہیں ان میں کوئی فرق نظر نہیں آتا تمام انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام اور ہر ایک کی والدہ محترمہ حضرت حوا رضی اللہ عنہا ہیں۔

شکل وصورت کے لحاظ سے (سبھی) لوگ ایک جیسے ہیں۔ ان (سبھی) کے والد گرامی حضرت آدم علیہ السلام اور والدہ ماجدہ حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

اس لیے فخر وغرور اور تکبر جیسی گندی صفات کو اپنے قریب بھی نہیں پھٹکنے دینا چاہیے۔ فخر وغرور اور تکبر انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتا۔ اس سے انسان کی دنیا بھی تباہ ہو جاتی ہے اور آخرت بھی برباد۔ اس لیے محض شکل وصورت کی بناء پر اپنی حقیقت سے انحراف کسی طرح بھی مناسب نہیں۔

فائدہ:

اپنی ذات وصفات کو اچھا جاننے کو اور دوسروں کو اپنے سے حقیر جانتے ہوئے اس بات کا اظہار کرنا تکبر ہے اس کا مقابل تواضع وانکسار ہے۔ تکبر اچھا بھی ہے اور برا بھی مسلمان کا اپنے آپ کو تمام کفار سے اچھا جاننا اور انہیں مسلمانوں سے حقیر جاننا تاکہ ان کی ہیبت دل پہ چھا نہ جائے یہ اچھا تکبر ہے۔ کسی مسلمان بھائی سے اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہوئے اسے ذلیل وحقیر سمجھنا یہ برا ہے۔ نبی کے مقابل تکبر اختیار کرنا کفر ہے۔ جیسے شیطان لعین نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابل تکبر کیا۔

مذمت تکبر:

وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ

(مشکوٰۃ شریف باب الغضب والکبر۔ بخاری شریف، مسلم شریف)

حضرت حارث ابن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں جنتی لوگ نہ

بتاؤں ہر کمزور جسے کمزور سمجھا جائے اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھائے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم پوری کر دے۔ کیا میں تمہیں آگ والے (جہنمی لوگ) نہ بتاؤں؟ ہر سخت دل بدکار متکبر۔

(۲) وَاِنَّمَا اُمَّهَاتُ النَّاسِ اَوْعِيَةٌ ۔۔۔ مُسْتَوْدَعَاتٌ وَّلِلْاَحْسَابِ اٰبَآءُ

☆اُمَّهَاتُ۔ اُم کی جمع مائیں ☆مُسْتَوْدَعَات۔ مستودہ کی جمع یعنی ودیعت کی جگہیں ☆اَوْعِيَةٌ۔ برتن۔ ظرف

مطلب:

اور تمام لوگوں کی مائیں نطفہ کے ٹھہراؤ کی جگہ ہیں اور نطفہ والی امانت رکھنے کی جگہ ہیں۔ نسل اور خاندانی سلسلہ باپ سے ہوتا ہے۔

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ اگر ماں کی فضیلت کی بناء پر اگر کوئی مبتلا ہے تو یہ اس کی بھول ہے ٹھیک ہے ماں سے نسبت بھی انسان کے لیے مفید ہے مگر یہ بھی یاد رہے کہ مائیں تو نطفہ کے ظروف ہیں حسب کا اعتبار باپ کی طرف سے ہے۔ مگر اس شعر کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ماں کی عظمت سے ہی انکار کر دیا جائے۔

ماں کی عظمت:

ماں کی عظمت کو واضح کرتے ہوئے مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے

ابو احمد غلام حسن اویسی نے عرض کیا ہے۔

جنت ماں دی خدمت وچ ہے آؤ حاصل کر لو سارے
ماں دی خدمت جنت دی ہوا آؤ حاصل کر لو سارے
ماں دی خدمت بھل نہ جاویں، بھئی سدھا رستہ جنت دا
ماواں نی ٹھنڈیاں چھانواں آؤ حاصل کر لو سارے
ماں دا رتبہ دساں کی تینوں، آ پڑھ لے فرمان نبی دا
جنت ماواں دے قدماں تلے ہے، آؤ حاصل کر لو سارے
اج دا ویلا ہتھ نہیوں آنا، بعد گزرے توں پچھتانا
شاناں تے عظمتاں رب کولوں آؤ حاصل کر لو سارے
جنتی میوے حاصل کر لے، سوہنیا ماں دی خدمت نال
رب دیاں رحمتاں دی آؤ حاصل کر لو سارے
ابو احمد اویسی دی سن لے پکار، ماں دا رتبہ ارج سنبھال
ماں دی خدمت نال سبھے رتبے آؤ حاصل کر لو سارے

☆......☆......☆

(۳) فَاِنْ یَّکُنْ لَّهُمْ مِّنْ اَصْلِهِمْ شَرَفٌ   یُفَاخِرُوْنَ بِهٖ فَالطِّیْنُ وَالْمَآءُ

☆ اصْلِهِمْ۔ ان کی اصل یہاں ان کے انساب مراد ہیں ☆ شَرَفٌ۔ عزت، شان، عظمت یعنی قابل فخر عزت و احترام ☆ طِیْنُ۔ مٹی ☆ مَآءُ۔ پانی

مطلب:

پس اگر لوگوں کو فخر کے لائق عزت واحترام محض خاندانی اعتبار سے حاصل ہے تو یہ کوئی حقیقتاً قابل فخر عزت نہیں ہے کیونکہ ان کی اصل تو محض مٹی اور پانی ہے۔ (اس لحاظ سے سبھی برابر ہیں) پھر اس بناء پر محض حسب پہ فخر وغرور اور تکبر اختیار کرنا کہاں کی عقلمندی ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام:

تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی سے ہوئی عمدۃ المفسرین، فخر المحدثین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ ابوالشیخ اور محدثین نے آں حضرت علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب حق تعالیٰ نے چاہا کہ آدم کو پیدا کرے جبرائیل کو بھیجا اور فرمایا کہ تمام روئے زمین سے خواہ سفید ہو خواہ سیاہ، خواہ سرخ ہو خواہ شور خواہ شیریں خواہ نرم، خواہ سخت ایک مٹھی خاک اٹھالا اس مشت خاک سے ایک مخلوق پیدا کروں گا جس وقت جبرائیل زمین کے پاس گیا اور چاہا کہ ایک مشت خاک اٹھاوے۔ زمین نے پوچھا کہ کس واسطے مجھ سے تو اتنی مٹی کم کرتا ہے جبرائیل نے کہا کہ حق تعالیٰ تجھ سے ایک مخلوق پیدا کرے گا کہ خلافت زمین کی اس کو بخشے گا اور وہ ایسا ایسا کرے گا اور ثواب اور عتاب میں وہ پڑے گا۔

زمین نے کہا۔ میں اللہ تعالیٰ کی عزت کے ساتھ پناہ پکڑتی ہوں اس بات سے کہ ایک مشت مجھ سے اٹھاوے کہ کچھ اس سے جہنم میں جلے۔

جبرائیل پھر واپس آیا اور عرض کی کہ بار خدایا زمین نے ساتھ عزت تیری کے پناہ پکڑی میں تیرے نام اور عزت کے ادب کے مٹی نہ اٹھا سکا اور خالی پھر آیا۔

حق تعالیٰ نے میکائیل کو بھیجا۔ میکائیل بھی اسی طرح پھر آئے۔ پھر اسرافیل کو بھیجا۔ وہ بھی اسی طرح پھرے پھر ملک الموت کو بھیجا۔ ملک الموت نے زاری زمین کی سنی اور نہ عاجزی سنی اور کہا کہ میں تابعدار اللہ کے حکم کا ہوں۔ تیرے زاری کرنے سے اطاعت اللہ کے حکم کی نہیں چھوڑتا ہوں حق تعالیٰ نے روحوں کے قبض کرنے کا کام اسی واسطے اس کو سونپا اور فرمایا کہ اس مشت خاک کو جس جگہ کہ خانہ کعبہ فی الحال موجود ہے جمع کرو بعد اس کے فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس خاک کا گارا۔

بقیہ واقعہ:

اسی سبب سے ہے کہ آدمی کو غم اور الم بہت رہتے ہیں اور خوشی کم ہوتی ہے۔ بعد اس کے کیچڑ کو خشک کیا جیسے کمہار کا کچا برتن خشک ہوتا ہے اور ہوا کے چلنے سے آواز کرتا ہے چنانچہ اور جگہ اس کو فرمایا۔

صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ۔

بعد اس کے فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس خشک گارے کو درمیان مکہ اور طائف کے وادی نعمان میں کہ متصل عرفات کے لے جا کر ڈالیں اور حق تعالیٰ نے دست قدرت اپنے سے اس گارے سے قالب آدم کا بنایا اور صورت اس کی تیار کی۔ فرشتوں نے کبھی ایسی صورت نہ دیکھی تھی تعجب سے آس پاس پھرتے تھے اور خوبصورتی اس کی سے حیران ہوتے تھے۔

شیطان کا آنا:

ابلیس بھی اس قالب کو دیکھنے کے واسطے آیا اور گرداگرد اس کے پھرا اور کہا۔ اس قالب سے کیا تعجب کرتے ہو کہ ایک جسم ہے کہ اندر سے خالی ہے اور جگہ جگہ اندر اس کے خلل ہیں بغیر پُر کرنے کے اندرونہ اس کا سیر نہیں ہوسکتا اور بسبب ضعف کے زمین پر گر پڑے اور اگر سیر ہو جاوے تو پٹھے اس کے کھنچنے لگیں اور چلنے پھرنے میں سستی پیدا ہووے پس اس قالب خاکی سے اس حال میں کچھ کام نہ ہوگا مگر سینہ اس میں بائیں طرف ایک حجرہ ہے بغیر دروازے کا۔ اس کو میں نہیں جانتا ہوں اور کیا چیز اس میں پوشیدہ ہے شاید کہ وہی لطیفہ ربانی کا ہو کہ بسبب اس کے استحقاق خلافت کا حاصل کرے۔

بعد اس کے حکم روح کو ہوا کہ اس قالب میں آوے اور اس کے گڑھوں میں بھر جاوے۔ جب روح قالب کے پاس پہنچی اور دیکھا کہ جگہ تنگ اور تاریک ہے اس کے اندر جانے سے ٹھہر گئی۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبراً قالب میں داخل کیا۔ اب تک روح سر میں آئی تھی کہ حضرت آدم علیہ السلام کو چھینک آئی اور الہام سے کلمہ الحمدللہ کا زبان سے نکلا حق تعالیٰ نے جواب میں فرمایا یرحمک اللہ۔

(تفسیر عزیزی اردو ترجمہ جلد اول ص ۳۰۷۔۳۰۶)

فائدہ:

تمام انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی اور پانی سے ہوئی۔ اس لیے محض خاندانی اعتبار سے فخر و تکبر اختیار کرنا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ تخلیق کے لحاظ سے سبھی مساوی ہیں۔ تخلیق کے لحاظ سے جب سبھی برابر ہیں تو پھر خاندانی لحاظ سے فخر اور غرور کرنا کہاں درست۔ اس لیے محض خاندان کی وجہ سے تکبر نہیں کرنا چاہیے۔ یہ نقصان کا باعث ہے۔

کافروں اور فرعونوں کا وطیرہ:

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تکبر کافروں اور فرعونوں کا وطیرہ ہے۔ جبکہ تواضع انبیاء کرام اور صلحاء عظام کا شیوہ۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تکبر کو کافروں کا شیوہ و وصف قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ:

اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ○

یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ تکبر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ذیشان ہے کہ:

وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ○

اور قارون، فرعون اور ہامان کو ہم نے ہلاک کیا اور جب موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس واضح دلائل لے کر آئے تھے تو

انہوں نے زمین میں تکبر کیا لیکن وہ کہاں بھاگ سکتے تھے۔ (تنبیہ الغافلین ج ۲ ص ۲۲۷)

متکبرین کا انجام:

حضرت فقیہہ رحمتہ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن تکبر کرنے والے ایسے آئیں گے کہ ان کی صورتیں تو مردوں جیسی ہوں گی مگر جسم چیونٹی کی طرح حقیر ہوں گے ہر طرف سے ذلت ان کے لیے ہوگی۔ وہ جہنم کی آگ میں چلیں گے۔ دوزخیوں کی پیپ پئیں گے۔ (تنبیہ الغافلین ج ۲ ص ۲۲۴)

جناب نور احمد سیال صاحب نے کریما سعدی کا ترجمہ کیا خوب بیان کیا ہے کہ

وڈائی نہ ہر گز کریں پتر بھل کے
جو ھک ڈینھ کریسیا شرمسار کھل کے

وڈائی عقلمند چنگی نہ جانن
عقل والے ایندے عجب مان جانن

وڈائی ہے عادت وڈے جاہلاں دی
وڈائی انھی مت ہوندی صاحب دلاں دی

وڈائی عزازیل کوں خوار کیتا
تے لعنت دے پنجرے گرفتار کیتا

کہیں کوں وڈائی دی عادت ہے جے کر
اناں سرے چ اوندھے ہے کوڑا تکبر

وڈائی برائی دی ہے ست توبہ
اتے بے حیائی دی ہے تت توبہ

(ذیشان کریما (فارسی سے سرائیکی) ص ۸)

فائدہ:

اس لیے راہ تکبر اختیار کرنے سے بچنا چاہیے۔ دیکھیے پھل والا درخت اگر اپنے آپ کو جھکا لے تو اس کے پھل اور عزت و وقار میں اضافہ ہوتا ہے اور اگر اکڑ کر کھڑا ہی رہے تو وہ خراب ہو جاتا ہے کیونکہ اس کی ٹہنیاں پھل کے وزن سے ٹوٹ پھوٹ جاتی ہیں۔ یعنی وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا۔ اور متکبر انسان دنیا میں بھی ذلیل وخوار ہوتا ہے اور آخرت میں بھی بنائیں اور چالیس دن اس خاک پر مینہ برستا رہا۔ انتالیس دن تو غم اور رنج کا مینہ برسا اور ایک دن خوشی کا اور اسی سبب سے کہ آدمی کو غم اور الم بہت رہتے ہیں اور خوشی کم ہوتی ہے۔

(تفسیر عزیزی اردو ترجمہ جلد اول ص ۳۰۶)

اسی لیے کسی پنجابی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ:

چار دناں دی چاننی ہوندی فر ہنیریاں راتاں
کہنا میاں محمد والا ہر دم سوچ وچاراں

(۳) وَاِنْ اَتَيْتَ بِفَخْرٍ مِّنْ ذَوِىْ نَسَبٍ فَاِنَّ نِسْبَتَنَا جُوْدٌ وَّ عُلْيَاءُ

☆ذَوِیْ نَسَبٍ۔ نسب والے☆نِسْبَتَنَا۔ ہماری نسبت ہمارا نسب ۔ہمارا تعلق☆جُوْدٌ۔ سخاوت۔ بخشش۔ فراخدلی کرم☆عُلْيَا۔ اعلیٰ۔ بلند۔ اونچی

مطلب:

اگر تم اپنے نسب والوں یعنی آباؤ اجداد کی وجہ سے اپنی شان فخریہ طور پر بیان کرتے ہو تو پھر یہ فخر چہ معنی دارد؟ بلکہ اس سے تو بڑا فخر ہمیں حاصل ہے کیونکہ ہمارا نسب تو سخاوت اور رتبے کی بلندی ہے۔

اگر تم مظاہر اعلیٰ نسب والوں سے نسبت کی بناء پر فخریہ طور پر (اپنی) بڑائی بیان کرتے ہو تو بھی ایسی بڑائی نہیں جو ہم سے بازی لے جائے بلکہ تم اس قابل فخر دلیل سے اعلیٰ (دلیل ہمارے پاس ہے کہ) فخر ہمیں میسر ہے کیونکہ تمہارے اعلیٰ نسب سے بھی زیادہ اعلیٰ نسب ہمیں حاصل ہے۔

حضرت علیؓ کا نسب اعلیٰ:

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب عام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کئی حیثیت سے افضل و اعلیٰ تھا مثلاً آپ کے سلسلہ نسب میں اکثر بزرگ ایسے گزرے ہیں جو سخاوت کی وجہ سے مشہور و معروف ہیں ان کا رتبہ بھی عام لوگوں سے اعلیٰ تھا۔ آپ کے والد گرامی کے متعلق علمائے کرام میں سے اکثر خاموشی اختیار فرماتے ہیں علاوہ ازیں آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک کے متعلق ہمارا اہلسنت و جماعت کا متفقہ مؤقف یہ ہے کہ سبھی مومن ہو گزرے ہیں اور سبھی جنتی نبی کریم رؤف الرحیم کے آباؤ امہات سبھی جنتی۔

حدیث مبارکہ:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ اٰدَمَ قَرْنًا حَتّٰی كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ كُنْتُ مِنْهُO

(رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ شریف باب فضائل سید المرسلین الفصل الاول)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں اولاد آدم کے ہر بہتر طبقہ سے مبعوث ہوا ہوں حتیٰ کہ اس طبقہ تک جس سے میری آمد ہوئی۔

فائدہ:

اس حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خانصاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یعنی آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک میرا نور جس قبیلہ و خاندان میں رہا وہ ہمیشہ دنیا بھر میں تمام خاندانوں سے بہتر تھا اس

میں اچھی خصلتیں، شرافت، نجابت تھی اور جن کے پٹھوں یا پیٹوں پہ نور رہا وہ زنا اور کفر و شرک سے محفوظ رہے از آدم علیہ السلام تا حضرت عبداللہ حضور انور کا دادا، دادی کافر نہ ہوئے۔ سب موحد مومن رہے حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین مومن تھے۔ جناب خلیل نے فرمایا: رَبَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ یہاں وَالِدَيَّ سے آپ کے باپ تارخ اور والدہ متلی بنت نمر مراد ہیں اور وَاغْفِرْ لِاَبِيْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّالِّيْنَ میں آپ کے چچا آزر مراد ہے والد اور اب کا فرق خیال رہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج ۸ ص ۳_۲)

شرح حدیث از شاہ عبدالحق محدث دھلوی رحمتہ اللہ علیہ:

خیر سے مراد فضائل حمیدہ اور فضائل شریفہ ہیں چنانچہ اہل عقل و کرم مدح کرتے ہیں۔ اس سے دین و ایمان مراد نہیں (کما قالوا) یہ معاملہ قرآن کا ہے۔ معاملہ آپ کے آباء کرام کا وہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تک تمام کفر کی میل اور نجاست شرک سے پاک رہے جیسا کہ فرمایا میں پاکیزہ صلبوں سے ارحام میں منتقل ہوتا رہا۔ اس پر متاخرین علماء حدیث نے بہت دلائل تحریر کیے ہیں۔ اللہ کی قسم یہ ایسا علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان متاخرین کے ساتھ مخصوص فرمایا۔

(اشعۃ اللمعات شریف اردو ترجمہ ج ۷ ص ۱۳۶)

فائدہ:

شیخ محقق حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کو دعائیں دیتے ہوئے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ شیخ جلال الدین سیوطی کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے اس مسئلہ پر رسائل تحریر فرما کر اسے خوب واضح فرمایا اور مدعی کو ظاہر و برباد فرما دیا ماشاء اللہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ اس نور پاک کو تاریک جگہ رکھا جاتا اور روز قیامت آپ کے آباء کی تحقیر و رسوائی کی جائے۔

(اشعۃ اللمعات اردو ترجمہ ج ۷ ص ۱۳۶)

حدیث شریف:

وَعَنِ الْعَبَّاسِ اَنَّهٗ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنَّهٗ سَمِعَ شَيْئًا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا ○

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ آپ کی خدمت اقدس میں آئے۔ محسوس ہوتا تھا کہ انہوں نے کوئی بات سنی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف پر تشریف فرما ہو کر فرمایا۔ میں کون ہوں؟

فَقَالُوْا۔ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

پس عرض کیا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

قَالَ۔ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

فرمایا: محمد بن عبدالمطلب ہوں۔

فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلَقَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِهِمْ

بے شک اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا تو اس نے ان میں سے مجھے بہترین بھی کر دیا۔

ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَیْنِ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِهِمْ قَبِیْلَةً

پھر انہیں دو گروہوں میں کیا تو مجھے ان میں سے بہتر قبیلہ عطا فرمایا۔

ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُیُوْتًا فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِهِمْ بَیْتًا

پھر ان کے خاندان بنائے تو مجھے بہتر بیت (ہاشمی خاندان) میں کر دیا۔

فَاَنَا خَیْرُهُمْ نَفْسًا وَخَیْرُهُمْ بَیْتًا

پس میں ان سے ذات اور خاندان کے اعتبار سے افضل ہوں۔

(ترمذ شریف۔ مشکوٰۃ شریف باب فضائل سید المرسلین ۵۵۰۸)

شرح:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار کی طرف سے طعن ہوا کہ عرب کے دیگر بڑے بڑے آپؐ سے نبوت کے زیادہ مستحق تھے تو آپؐ نے اس موقع پر اپنا مقام خصوصاً نسب شریف کا اعلیٰ و اولیٰ اور حق ہونا بیان فرمایا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۷ ص ۱۴۷)

فائدہ:

اس حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خانصاحب نعیمی احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ بعض بد باطن منافقوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب و حسب شریف پر کچھ طعنہ کیا تھا جیسے آج عیسائی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ جناب حاجرہ کی نسل سے ہیں اور حضرت حاجرہ بی بی سارہ یا حضرت ابراہیم کی لونڈی تھیں۔ حضرت عباس کو یہ طعن سن کر بہت صدمہ ہوا اور حضور انور سے اس کی شکایت کی۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۱۹)

فائدہ:

اس سے واضح ہوا کہ مدنی تاجدار کے حسب نسب پہ طعن کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ کفار کے طعن سن کر صدمہ ہونا صحابہ کرام کا طریقہ ہے الحمدللہ یہی طریقہ مبارک ہمیں صحابہ کرام کے عقائد سے وراثت میں ملا ہے اسی لیے اہلسنت و جماعت ہی حق پر ہے کہ الحمدللہ اہلسنت و جماعت کے عقائد نبی کریم کی احادیث مبارکہ اور صحابہ کرام کے عقائد سے مطابقت رکھتے ہیں۔

مدنی تاجدار، احمد مختار ﷺ کے آباء و امہات کے ایمان کے متعلق تفصیلات کے لیے مجدد ملت فیض ملت فیض شیخ القرآن و الحدیث حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف (ابوین مصطفیٰ) اور حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ کے رسائل کا مطالعہ کیجیے۔

خلاصہ:

بہر حال واضح ہوا کہ ظاہری لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے جو کچھ فرمایا صحیح فرمایا جو

کہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ آپ کے نسب مبارکہ مد مقابل کے نسب سے زیادہ افضل واعلیٰ ہے۔

شرف سادات:

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب اس شعر مبارک سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو دنیوی لحاظ سے جو خصوصیات انسان کو حاصل ہوتی ہیں انہیں تو تسلیم کرتے ہیں مثلاً ظاہری پڑھے لکھے کا مقام تو تسلیم کرتے ہیں۔ وزارت و صدارت کے عہدے کی پاسداری کو تو تسلیم کرتے ہیں۔ عہدۂ جج کا لحاظ تو کرتے ہیں۔ کم وبیش اسناد کا لحاظ تو کرتے ہیں کتنے افسوس کی بات ہے اگر لحاظ نہیں کرتے تو شرف سادات کا لحاظ و پاس نہیں کرتے۔ بلکہ بڑے بھونڈے الفاظ میں انکار کرتے ہیں۔

مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے خانوادۂ پاک کا اعزاز و اکرام:

سید نصیر الدین نصیر گیلانی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

حضور سرور کائنات، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا خانوادہ پاک احترام وادب سے دیکھا جاتا ہے کہ اس کے رگ و پے میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا خون اطہر گردش کر رہا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کی عظمت وحرمت تو اپنی جگہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواج مطہرات جن کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ آپ کے حسب ونسب میں سے ہوں ان کے حق میں قرآن حکیم کا یہ فیصلہ ہے۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ

اے نبی اکرم کی ازواج! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔

اگر ظاہر پر محمول کیا جائے تو ازواج مطہرات اور دوسری تمام عورتوں میں نسوانی لوازم اور معمولات کے اعتبار سے تو کوئی فرق نہ تھا اور کسی ایک کو بھی (ماسوائے جناب زینب رضی اللہ عنہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نزدیک ترین نسبی قرابت حاصل نہیں تھی۔ صرف وہ سرور موجودات کے دائرۂ زوجیت میں داخل ہو چکی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کے اس شرف کا یہ مقام اور یہ اعزاز ہے کہ ان کے لیے یہ کلمات نازل فرمائے کہ تم دنیا کی دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ مقصد یہ کہ اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں نہ آتیں تو تم دوسری عورتوں ہی کی طرح ہوتیں۔

ثابت ہوا کہ احمد مجتبیٰ کی ذات ہی ایک ایسا محور شرف اور مرکز فضیلت ہے کہ اس کے گرد گھومنے والے سیاروں کو مقام صحابیت پر فائز کیا جاتا ہے۔ اس کے دائرۂ زوجیت میں داخل ہونے والی خوش نصیب خواتین کو (ازواج مطہرات) کا مقدس لقب دیا جاتا ہے اور ان کے بطن اطہر سے جلوۂ افروز ہونے والے نور پاروں سیدہ زہرہ، سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم، حسن و حسین، قاسم وابراہیم رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے سید، شریف، آل محمد آل رسول یا اہل بیت جیسے وجد آفرین الفاظ بولے جاتے ہیں۔ اللہ اللہ یہ شرف اور اوج مقام ازواج مطہرات۔ (نام ونسب ص ۷۶)

فائدہ:

دیکھیے نسبت کی بہاریں ہیں۔ کپڑا کپڑا ہی ہے کسی کے گلے میں ہو پھٹ جائے، چیتھڑا بن جائے تو گلی میں گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا جاتا ہے کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔ مگر اسی تھان سے قرآن مجید کے لیے کاٹا گیا کپڑا جب قرآن مجید لپیٹ لیا جاتا ہے

تو اب اس غلاف کا بھی احترام کیا جاتا ہے اینٹیں بعض اوقات ایک ہی بھٹے میں تیار ہوتی ہیں، ایک ہی ٹرالے پر لائی جاتی ہیں، کچھ مسجد کے اندر لگائی جاتی ہیں تو وہاں سمیت جوتی کوئی نہیں جاتا ہے۔ انہیں میں سے اگر لیٹرین میں لگائی جائیں تو ہر کوئی جوتے سمیت جاتا ہے کیونکہ مسجد کے اندر لگائی گئی اینٹوں کو مسجد سے نسبت ہوگئی اس لیے ان کا احترام کیا جاتا ہے اسی طرح مکہ و مدینہ بھی بظاہر عام شہروں جیسے شہر ہی ہیں۔ مگر انہیں مدنی تاجدار سے نسبت ہوگئی تو یہ شہر ایسی عظمتوں والے بن گئے کہ ہر مومن یہ خواہش رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان شہروں کی زیارت کرا دے قبلہ فیض مجسم، فیض ملت، مجدد دور حاضر شیخ القرآن والتفسیر محدث بہاولپور حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رحمتہ اللہ علیہ نے مدینہ طیبہ کو مخاطب کرتے ہوئے کیا خوب بیان فرمایا ہے ملاحظہ فرمائیے۔

اے سرزمین مصطفیٰ

اے سر زمین مصطفیٰ ، عظمت تیری پہ جاں فدا
اللہ اللہ ہے شان کیا کیا محبوب تجھ کو مل گیا

رحمت خدا کی ہے سدا محبوب تجھ پہ بانٹتا
تجھ کو ملا وہ مرتبہ ، قدسی بھی ہیں تیرے گدا

سب نوریوں کی ٹولیاں ، شام و سحر آتی ہیں یہاں
ہیں یہ ترانے گائیں ، صلی علی صل علی

حق نے دیا مرتبہ قدموں کی پیاری دھول کا
ہر ذرہ شہر مصطفیٰ کا خاک شفا خاک شفا

وہ یاد ہے کیا وقت تھا یثرب تجھے کہتے تھے
محبوب نے دے کر قدم ، تجھ کو کہاں پہنچا دیا

ایمان میرے کی ہے تو ملجاؤ ماوا جاپناہ
تجھ سے ہی میرا چین ہے تجھ میں ہے میرا دل ربا

تخت سلیماں بھی جھکا ، جب اس نے دیکھا دور سے
تو عرش سے ہے بالاتر اے بوسہ گاہ انبیاء

تبع حمیری کون تھا ، تھی دھاک جس کی ملک میں
سب عظمتیں دیکھ کر تیرا شیدا بن گیا

اک اویسی ہی نہیں ہر مسلمان کی صدا
جب موت آئے یا خدا ، ہو مقام مدینہ طیبہ

(کلام اویسی ص ۴۔۳)

فائدہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت شہر کو ہو جائے تو وہ شہر تمام شہروں سے افضل ہو جاتا ہے۔اس کی افضلیت کو تسلیم کرنا ضروری ہو جاتا ہے جیسے جو فضائل مدنی تاجدارؐ نے مکہ شریف کے بیان کیے ہیں ان کا تسلیم کرنا ضروری ہے۔اسی طرح مدینہ شریف کے جو فضائل مدنی تاجدارؐ نے بیان فرمائے ہیں ان کو تسلیم کرنا بھی مومنوں کی شان ہے اسی طرح سادات کرام کو جو نسبت تاجدار کی حاصل ہے اسے تسلیم کرنا بھی مومنوں پر لازم ہے۔سادات کرام آل پاک ہیں اور آل پاک کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں مگر وہی تسلیم کرے گا جو صاحب ایمان ہے۔اسی لیے سادات کرام کا احترام ضروری ہے اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو اس سلسلے میں چونکہ چنانچہ کی ہیر پھیر کے ذریعے خود بھی آل پاک کے احترام سے گریزاں رہتے ہیں اور اوروں کو بھی اس بے ڈھنگی چال پہ چلانے کی کوشش کرتے ہیں۔

تعظیم سادات ضروری ھے:

قال ابو بکر بن عیاش رضی اللہ عنہ و سَمِعْتُ سیدی عَلِیَّانِ الخواص رحمۃ اللہ علیہ یَقُوْلُ مِنْ حقِّ الشَّرِیْفَ عَلَیْنَا ان نفدیہ بار وا حنا السریان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ سلم ودَمِہ الکریمین فیہ فھو بضعۃٌ مِّنْ رَسُوْلِ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم وللبعض فی الاجلال والتَّعْظِیمِ وَالتَّوقِیْر ماللکل وحرمۃ جزئہ بعد موتِہٖ صلی اللہ علیہ وسلم کحرمۃ جزئہ حَیًّا عَلٰی حدِّ سواءٍ

(نام ونسب ص ۱۶۵ بحوالہ نور الابصار از علامہ شیخ شبلنجی ص ۱۰۶ مطبوعہ)

ترجمہ: ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میں نے حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ (سے سنا کہ وہ کہتے تھے شریف (یعنی سید) کا ہم پر یہ حق ہے کہ ہم اس پر اپنی جانیں فدا کریں کہ اس میں فخر موجودات حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے لحم اطہر اور خون مقدس کی تاثیرات پائی جاتی ہیں۔احترام وتعظیم کا حکم جزو کے لیے بھی کل کے مانند ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جسد اطہر کے جزو کا احترام بالکل اسی طرح ہے جس طرح حیات مبارکہ میں اس جزو کی عزت وتوقیر تھی۔

مزید کہتے ہیں کہ:

قعال بعض العلماء و من حقوق الشرفاء علینا و ان بعد وافی النسب ان ثر رضاھم علیٰ اھوائنا و شھواتنا و نعظمھم و نؤقر ھم ولا نجلس فوق سریر و ھم علی الارض۔

ترجمہ: بعض علماء فرماتے ہیں کہ سادات اگر چہ نسب میں بعید بھی ہوں۔اس کے باوجود ہم پر ان کے حقوق ہیں منجملہ یہ کہ

ہم اپنی آرزوؤں اور خواہشات پر ان کی رضا کو مقدم سمجھیں اور ان کی تعظیم و توقیر بجا لائیں اور جب وہ زمین پر بیٹھے ہوں تو ہم چار پائیوں پر نہ بیٹھیں۔ (نام و نسب ص ۱۶۵ بحوالہ نور الابصار از علامہ الشیخ شبلنجی ص ۱۰۶ مطبوعہ مصر)

اعتراض:

بعض لوگ شرف نسب کو تسلیم نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہے کہ:

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ

ترجمہ: بے شک تم میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

جواب:

علامہ فیض احمد فیض صاحب اپنی تالیف مہر منیر میں لکھتے ہیں کہ صاحب روح المعانی اس آیت کی تفسیر میں علامہ مناوی اور علامہ ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ یہ آیت نہ تو شرف نسب کے خلاف ہے اور نہ وہ احادیث ہی اس مضمون کے منافی ہیں جن میں فخر کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ البتہ یہود و ہنود کی طرح اپنی برتری نسب کا اظہار اور از راہ تکبر دوسروں کو اپنے برابر کا انسان نہ سمجھنا بالکل ناروا و نامناسب ہے ہاں تحدیث نعمت کے طور پر نسب ذاتی کا اظہار شرف تو خود سید الانام نے بھی فرمایا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا:

عن و ثلة بن الاسقع قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللّٰه صطفی کنانة من ولد اسماعیل و اصطفی قریشاً من کنانة و اصطفیٰ من قریش بنی هاشم و اصطفانی من بنی هاشم (رواه مسلم)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل سے کنانہ کو چن لیا پھر کنانہ میں سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھے منتخب فرمایا۔

علامہ آلوسی رحمتہ اللہ علیہ نے تمام مخالف اقوال کا جواب دے کر آخر میں یہ فیصلہ فرمایا۔

وبا لجملة شرف النسب مما اعتبر جاهلية و السلاماً۔

یعنی خلاصہ بحث یہ ہے کہ نسب کا شرف جاہلیت اور اسلام دونوں میں معتبر تسلیم کیا گیا ہے۔

(نام و نسب ص ۵۶ بحوالہ مہر منیر باب اول ص ۱۰ مطبوعہ لاہور)

شرف نسب کا ثبوت احادیث مبارکہ سے:

یہ بیان کردہ آیت مبارکہ مطلقاً شرف نسب کے خلاف نہیں۔ اگر ایسی ہی بات ہوتی جیسے مخالفین سمجھتے ہیں تو مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم اپنے شرف کے متعلق بیان نہ کرتے۔ چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمایئے۔

سخاوت اور رتبے کی بلندی:

اس شعر مبارک سے یہ بھی واضح ہوا کہ آپ کے آباء و اجداد میں سخاوت اور رتبے کی بلندی ملی تھی۔ یہاں آپ اسی کا

اظہار فرمار ہے ہیں حضرت ہاشم کا اصل نام عمرو تھا وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے حجاج کو مکہ میں کھانا کھلایا جو ثرید کہلاتا ہے سیرت ابن ہشام میں ہے کہ ہاشم مالدار تھا لوگوں کا بیان ہے کہ جب حج کا زمانہ آتا تو ہاشم قریش کے مجمع میں کھڑا ہو جاتا اور کہتا اے قریش تم اللہ تعالیٰ کے ہمسائے ہو اور اس کے گھر والے ہو زمانہ حج میں تمہارے پاس اللہ کے ذاکر اور حجاج آئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اور تمام مہمانوں میں تعظیم کے سب سے زیادہ مستحق وہی ہیں لہٰذا چندہ جمع کرو جس سے تم ان کے لیے اتنے دنوں کا کھانا تیار کر سکو جتنے دن ان کا یہاں رہنا ضروری ہے۔ خدا کی قسم! اگر میری آمدنی اس کے لیے کافی ہوتی تو میں اس کا بار تم پر نہ ڈالتا پس قریش کا ہر شخص استطاعت کے مطابق اپنی آمدنی سے نکالتا اور اس سے حاجیوں کے لیے کھانا تیار کرالیتا یہاں تک کہ وہ اپنے گھروں کو لوٹ جاتے کہتے ہیں کہ ہاشم ہی پہلا شخص تھا جس نے حجاج کو مکہ میں وہ کھانا کھلایا جو ثرید کہلاتا ہے اس کا نام تو عمرو تھا لیکن اپنی قوم کو مکہ میں روٹیاں چورا کر کے کھلانے کے سبب سے ان کا نام ہاشم مشہور ہو گیا۔

عَمْرُ الَّذِیْ هَشَمَ الثَّرِیْدَ لِقَوْمِهٖ
قَوْمٍ بِمَکَّةَ مُسْنِتِیْنَ عِجَافٍ

عمرو (ہاشم) وہی ہے جس نے روٹی چورا کر کے ثرید اپنی اس قوم کو کھلایا قوم مکہ میں قحط زدہ اور دبلی پتلی ہو گئی تھی۔

(سیرت ابن ہشام جلد اول اردو ترجمہ ص ۱۶۲)

(۱) ہشم: روٹی کو توڑنے اور چورا کرنے کو کہتے ہیں۔ ہاشم جو روٹیاں چورا کر کے شوربے میں بھگو کر کھائے۔)

(۲) شوربے میں روٹی کے ٹکڑے توڑ کر بھگو کے کھلائے جائیں تو اسے ثرید کہتے ہیں۔

وَاِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَآءِ

اور بے شک علماء انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں۔

وَاِنَّ الْاَنْبِیَآءِ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِیْنَا رًا وَّلَا دِرْهَمًا وَ اِنَّمَا وَرَّثُو الْعِلْمَ

انبیاء کرام نے کسی دینار و درہم کا وارث نہ بنایا۔ انہوں نے صرف علم کو وارث بنایا۔

فَمَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ

پس جس نے علم اختیار کیا اس نے پورا حصہ لیا۔

(رواہ احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجۃ والدارمی۔ مشکوٰۃ المصابیح کتاب العلم الفصل الثانی)

فائدہ:

اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنے کی ضرورت ہے جو علمائے کرام کے خلاف لاف زنی کرتے نہیں تھکتے ان کی زبانیں مشائخ عظام کے خلاف تیز قینچی کی طرح چلتی ہیں کوئی شاعری کے رنگ میں بکواس کرتا ہے تو کوئی من گھڑت حکایات اور لطائف سنا کر۔ اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے دور میں بھیاڑ والی حکایت انگریزی دور سے جہلاء میں بہت مشہور ہے اس کے سلسلے میں الفقیر القادری کی تصنیف حیات الفرید میں بھی کچھ وضاحت کی گئی ہے اور فیضان الفرید

میں بھی اور فیضان اویس قرنی میں تو تاریخی حوالے سے یہ حکایت من گھڑت ثابت کی ہے۔ اگر حق تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو انشاء اللہ تاریخی نقطہ سے اس حکایت کی حقیقت کسی تصنیف میں واضح کروں گا حق تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

اس سے بھنڈ اور ڈوم قسم کے لوگ بھی عبرت حاصل کریں جو علمائے کرام کے خلاف من گھڑت قصے کہانیاں اور شعر و شاعری کے ذریعے لوگوں کو خوش کر کے اپنے دین وایمان کا نقصان کرتے ہیں اور مومنین کے ایمان پہ بھی ڈاکے مارتے پھرتے ہیں۔ مسلمانو! ہوشیار رہو۔ پیسے بھی دیتے ہو اپنے دین وایمان کے نقصان کے اسباب بھی اکٹھے کرتے ہو خدارا! ایسے امور کے خلاف جہاد کیجیے تاکہ کل بروز قیامت مجرب کر پاؤ۔

غیر مسلموں کی سازش اور من گھڑت لطائف:

آج کل دین اور دین کے متعلقات کے خلاف غیر مسلموں کی سازش ہے کہ دین اور دین کے متعلقات مثلاً علماء کرام، قرآن، دین اسلام کے احکام وغیرہ کے خلاف من گھڑت لطائف اور حکایات لوگوں میں عام پھیلا دی گئی ہیں اور لوگ بڑے شوق اور رغبت سے سنتے اور سناتے ہیں اس طرح وہ اپنی ذہن میں وقت پاس کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنی سادہ لوحی اور لاعلمی کی بناء پر وقت پاس نہیں کر رہے ہوتے بلکہ اس وقت میں خود فیل ہو رہے ہوتے ہیں اپنی زندگی کا قیمتی وقت برباد کر رہے ہوتے ہیں جیسے طالب علم اپنی سوچ کے لحاظ سے کھیل کود میں مصروف ہو کر وقت پاس کر رہے ہوتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی کا قیمتی سرمایہ برباد کر رہے ہوتے ہیں کچھ ایسا ہی ہمارے بعض پڑھے لکھے اور عام لوگوں کا حال ہوتا ہے من گھڑت لطائف سن کر اور سنا کر اپنے آپ کو برباد کرنے میں مصروف ہوتے ہیں اسی لیے کہتے ہیں کہ نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہے۔ خبردار ہوشیار ہو جایئے غیر مسلموں کی چالوں کو سمجھنے کی کوشش کیجیے دین اور دین کے متعلقات کے متعلق من گھڑت حکایات اور لطائف نہ خود سنیے نہ سنایئے بلکہ سننے اور سنانے والوں کو سمجھانے کی کوشش کیجیے، بھنڈ، ڈوم اور اسی طرح ڈراما گیر لوگوں کی حوصلہ افزائی کرنے کی بجائے حوصلہ شکنی کیجیے۔

☆......☆......☆

فضائل علماء ومشائخ

(۴) لَا فَضْلَ اِلَّا لِاَهْلِ الْعِلْمِ اِنَّهُمْ عَلَی الْهُدٰی لِمَنِ اسْتَهْدٰی اَدِلَّاءُ

☆فَضْل۔ فضیلت بزرگی، بخشش مہربانی ☆عَلَی الْهُدٰی۔ ہدایت پر ☆اِسْتَهْدَ اِسْتَهْدَاءً۔ ہدایت طلب کرنا، ہدایت مانگنا

مطلب:

بزرگی اور فضیلت تو صرف علمائے کرام کو حاصل ہے۔ کیونکہ وہی (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ہدایت پر ہیں۔ ہدایت کے طلبگاروں کو راہ ہدایت یعنی صراط مستقیم دکھانے والے راہنما ہیں۔

فائدہ:

یہاں علمائے کرام اور مشائخ عظام کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ دیکھیے جن علمائے کرام اور مشائخ عظام کی عظمت رب کائنات بیان کرے۔ حبیب الرحمٰن جن کی عظمت بیان کرنے والے ہوں۔ جن کی فضیلت حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا بیان فرمائیں ان کے متعلق اگر کوئی بھنگی چرسی، افیمی، شرابی یا کافر کوئی لاف زنی کرے تو بات کس کی مانی جائے گی۔ حقیقت وہی ہوگی جو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے بیان فرمائے حبیب الرحمٰن نے بیان فرمائی مدنی تاجدار ﷺ نے بھی بے شمار فضائل بیان فرمائے۔

علمائے کرام انبیائے کرام کے وارث:

کثیر ابن قیس سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ میں حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دمشق میں بیٹھا تھا کہ آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور بولا کہ اے ابو درداء رضی اللہ عنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ سے آپ کے پاس صرف ایک حدیث کے لیے آیا ہوں مجھے خبر ملی ہے کہ آپ حضور ﷺ سے وہ روایت فرماتے ہیں اس کے سوا میں کسی اور کام کے لیے نہیں آیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرماتے ہوئے سنا۔

مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَطْلُبُ فِيْهِ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِيْقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ

تلاش علم کرتے ہوئے کوئی راہ طے کرے تو اللہ اسے بہشت کے راہوں سے کوئی راہ چلائے گا۔

وَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ

اور بے شک فرشتے طالب علم کی رضا کے لیے پر بچھاتے ہیں۔

وَاِنَّ الْعَالِمَ يَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالْحِيْتَانُ فِيْ جَوْفِ الْمَاءِ

اور بے شک عالم کے لیے آسمانوں اور زمین کی چیزیں اور پانی میں مچھلیاں دعائے مغفرت کرتی ہیں۔

وَاِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰى سَآئِرِ الْكَوَاكِبِ

اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں شب میں چاند کی فضیلت سارے تاروں پر

☆......☆......☆

(۵) وَقِيْمَةُ الْمَرْءِ مَاقَدْ كَانَ يُحْسِنُهُ وَالْجَاهِلُوْنَ لِاَهْلِ الْعِلْمِ اَعْدَآءُ

☆قِيْمَةُ۔ قدر، مرتبہ، مقام☆مَرْءِ۔ انسان☆قَدْ۔ تحقیق، بے شک، یقیناً☆يُحْسِنُهُ۔ وہ اچھے طریقے سے سر انجام دے، بہترین طریقے سے پورا کرے☆جَاهِلُوْنَ۔ جاہل کی جمع ہے۔ عالم کے متضاد معنی میں استعمال ہوا ہے☆اَهْلِ الْعِلْمِ۔ اہل علم، علم والے مراد علماء بھی ہو سکتے ہیں اور مشائخ عظام بھی مراد ہو سکتے ہیں☆اَعْدَآءُ۔ عدو کی جمع یعنی دشمن

مطلب:

انسان کا مقام، مرتبہ اور شان تو وہ کمال ہے جسے وہ بہترین طریقے سے سر انجام دے جبکہ جہلاء علمائے کرام کے مخالفین اور دشمن ہیں۔

فائدہ:

اسی لیے علمائے کرام کے خلاف زبان درازی کر کے نقصان کرتے رہتے ہیں معلوم ہوا کہ علمائے کرام کے خلاف خواہ مخواہ کا پروپیگنڈہ کرنے والے خواہ گریجوایٹ ہی کیوں نہ ہوں۔ ڈبل ایم اے، ٹرپل ایم اے ہی کیوں نہ ہوں۔ ڈبل، ٹرپل ایم اے ہونے کے باوجود جو لوگ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ کے خلاف بلا وجہ خواہ مخواہ علمائے کرام کے خلاف الاف زنی کا مرتکب ہوتے ہیں۔ وہ حقیقتاً جاہل ہیں۔ خدارا! ایسے پڑھے لکھے جہلاء سے بھی اپنے آپ کو دور رکھیے کہیں یہی پڑھے لکھے جہلاء آپ کے دین وایمان کے سلسلے میں چور اور ڈاکو کا کردار ادا نہ کر سکیں۔

الٹی سیدھی چالیں:

دین اسلام اور دین اسلام کے خلاف ایسی الٹی سیدھی چالیں شیطان ہی سکھاتا ہے اور شیطان ہمارا دشمن ہے۔ لہٰذا ایسی الٹی سیدھی شیطانی چالوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ شیطان دشمن ہے اس لیے دشمن کی دوستی نما دشمنی سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

دوست اور دشمن کو پہچانئے:

تنبیہ الغافلین میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں داعی اور مبلغ بنا کر بھیجا گیا ہوں مگر ہدایت پر چلانا میرے ذمہ نہیں اسی طرح ابلیس برائی کی مزین کرنے کے لیے پیدا ہوا ہے مگر گمراہی پر چلانا اس کے ذمہ نہیں یعنی وہ تو صرف وسوسے ڈالتا ہے اور گناہ کو خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے اور اس سے زیادہ اس کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے۔ پس بندے کو چاہیے کہ وہ اپنے دشمن کی مخالفت پر کمربستہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا

بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے اور تم بھی اسے دشمن سمجھو۔ چنانچہ عقلمند کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے دشمن کے حوالے سے اپنے دوست کو پہچانے اور دوست کی معاونت کرے جبکہ دشمن کی مخالفت کرے۔

کسے کہتے ہیں کہ چار باتیں جاہل کی پہچان ہیں۔

(۱) بلاوجہ غصہ

(۲) جھوٹی باتوں میں نفس کی اتباع کرنا

(۳) غیر ضروری جگہ پر مال خرچ کرنا

(۴) دشمن کے مقابلے میں دوستوں کو نہ پہچاننا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر شیطان کی اطاعت کو پسند کرنا اور یہ بہت ہی برا تبادلہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّیَّتَهٗۤ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِیْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا ۝

”تو کیا مجھے چھوڑ کر شیطان اور اس کی ذریت کو اپنا دوست بناتے ہو جبکہ وہ تمہارے دشمن ہیں اور یہ ظالموں کے لیے بہت برا بدلہ ہے۔“

(تنبیہ الغافلین اردو ترجمہ ج ۲ ص ۳۶۶۔۳۶۵)

ابن آدم کی طبائع:

حضرت وہب ابن منبہ فرماتے ہیں کہ ابلیس حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ملا تو آپ نے ابلیس سے پوچھا کہ تو نے ابن آدم کی طبائع کو کیسے پایا؟ ابلیس نے جواب دیا کہ اولاد آدم کی ایک قسم تو آپ کی طرح معصوم لوگوں کی ہے جن کا ہم کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے البتہ دوسری قسم ہمارے ہاتھوں میں یوں ہے جیسے بچوں کے ہاتھ میں گیند ہمیں تو ان کے نفوس ہی کافی ہیں جبکہ تیسری قسم ہمارے لیے وبال جان بنی ہوئی ہے ہم محنت کر کے ان میں سے کسی ایک سے اپنا کام نکلواتے ہیں مگر وہ استغفار پڑھ کر ہمارے کیے کرائے کو غارت کر دیتا ہے ایسے لوگوں سے نہ تو ہم مایوس ہیں اور نہ ہی اسے اپنی مرضی کا کام لے سکتے ہیں۔

(تنبیہ الغافلین ج ۲ ص ۳۶۶)

شیطان کے دوستوں کی پہچان:

شیطان کے دوستوں اور شیطان کے دشمنوں کی آسان سی پہچان یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ جل جلالہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ احکام کے مطابق حیات مستعار کے لحات گزاریں۔ دین و دینی احکام اور دین کے متعلقات سے محبت کریں وہ شیطان کے دشمن ہیں اللہ و رسول سے محبت رکھنے والے ہیں اور جو لوگ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے کی بجائے مخالفانہ رویہ اختیار کریں۔ دین اسلام اور دین اسلام کے متعلقات کے متعلق معاندانہ رویہ اختیار کریں وہ شیطان کے دوست ہیں۔

☆......☆......☆

(۲) فَقُمْ بِعِلْمٍ وَّ لَا تَبْغِیْ لَهٗ بَدَلًا ۔۔۔ فَالنَّاسُ مَوْتٰی وَاَهْلُ الْعِلْمِ اَحْیَآءُ

☆قُمْ۔ قام سے امر☆فَقُمْ بِعِلْمٍ۔ مراد علم کی خدمت کر☆لَا تَبْغِیْ۔ نہ تلاش کر، نہ طلب کر، نہ مانگ☆مَوْتٰی۔ مردہ☆اَحْیَآءُ۔ زندہ

مطلب:

پس صحیح علم کی خدمت کر اس خدمت کا صلہ طلب کرتے ہوئے مال کسی سے نہ مانگ۔ کیونکہ علماء کرام و مشائخ عظام اور دیگر علوم دین جاننے والوں کے علاوہ سبھی لوگ مردہ ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ صرف اہل علم ہی زندہ ہیں ان کے علاوہ سبھی مردہ ہیں۔ کیونکہ وہ زندگی کی حقیقت سے آشنا نہیں ہیں۔ صرف اہل علم ہی زندہ ہیں۔

فائدہ:

باقی لوگ بے شک اللہ تعالیٰ کی زمین پر زندوں کی مانند چل پھر رہے ہیں مگر مردہ اور اہل علم ہی زندہ ہیں بعد از وصال باکمال بھی لوگوں کی نظریں دیکھیں یا نہ دیکھیں مگر وہ زندہ ہیں۔ کیونکہ وہ حقیقت حیات سے آشنا ہیں۔ وہ حق تعالیٰ کے قرب سے سرفراز ہوتے ہیں۔ دنیوی بھول بھلیوں میں بھٹک کر اپنی حیات مستعار کی چند گھڑیاں برباد نہیں کرتے اس لیے اہل علم کے لیے بھی دعوت فکر ہے۔ کہ اہل علم کو بھی اہل علم کی شان کے لائق اور سرانجام دینے چاہئیں۔ علمائے کرام کے خلاف لاف زنی اور اعتراضات کے کچھ جوابات فقیر القادری ابو احمد غلام حسن اویسی نے اپنی تصانیف (حیات الفرید، فیضان الفرید اور فیضان حضرت اویس قرنی) میں عرض کیے ہیں کچھ تفصیلات کے لیے ان کتابوں کا مطالعہ کیجیے۔

☆......☆......☆

صحبتِ جہلاء نقصان دہ

(۲) وَلَا تَصْحَبْ اَخَا الْجَهْلِ وَاِیَّاكَ وَاِیَّاهٗ ۔۔۔ فَكَمْ مِنْ جَاهِلٍ اَرْدٰی حَكِیْمًا حِیْنَ اٰخَاهٗ
یُقَاسُ الْمَرْءُ بِالْمَرْءِ اِذَا مَا هُوَ مَاشَاهٗ ۔۔۔ وَلِلشَّیْءِ مِنَ الشَّیْءِ مَقَایِیْسٌ وَّ اَشْبَاهٗ
وَلِلْقَلْبِ عَلَی الْقَلْبِ دَلِیْلٌ حِیْنَ یَلْقَاهٗ

☆لَا تَصْحَبْ۔ صحبت اختیار نہ کرنا☆اَخَا اَزْ مواخاۃ۔ یعنی بھائی چارا کرنا، دوستی کرنا، پیار کرنا، محبت کرنا☆اَرْدٰی۔ ہلاک کیا، تباہ و برباد کیا☆حَکِیْمًا۔ حکیم، سمجھدار، دانا☆حِیْنَ۔ وقت، زمانہ، عرصہ☆مَرْءِ۔ انسان، آدمی☆مقائیس۔ وہ چیزیں کہ جس کے ذریعے اندازہ لگایا جاتا ہے☆اَشْبَاہ۔ مشابہ ہوتی ہیں☆یَلْقَا۔ وہ دونوں ملتے ہیں، ملاقات کرتے ہیں۔

مطلب:

جہلاء کی صحبت اختیار نہ کر بلکہ ان سے پرہیز کر کیونکہ ان کی صحبت انسانیت کے لیے زہر قاتل سے کم نہیں۔ اکثر جہلاء نے ہر اس دانا آدمی کو بھی تباہ و برباد کر دیا جس نے ان سے دوستی اور محبت کی۔

جبکہ دو انسان اکٹھے چلتے ہیں تو انہیں ایک دوسرے پر قیاس کر لیا جاتا ہے۔ کیونکہ اکثر چیزیں ایک دوسرے کے لیے ایک

دوسرے کو پہچاننے کا یا اندازہ لگانے کا پیمانہ ہوتی ہیں۔

اور جب دو دل ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو پھر انہیں ایک دوسرے سے راہ ملتی ہے۔

جہلاء کی صحبت کے نقصانات:

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے شعر میں بیان فرمایا ہے کہ جاہلوں کی صحبت سے بچنا چاہیے۔ کیونکہ جاہل تمہیں بھی اپنے جیسا جاہل بنا کر ہی چھوڑیں گے اس لیے ان سے بچنے کی کوشش کر کیونکہ جاہلوں کی صحبت انتہائی نقصان دہ ہے بلکہ جیسے انسان کی صحت کے لیے زہر قاتل انتہائی نقصان دہ ہوتی ہے اسی طرح جہلاء کی صحبت بھی زہر قاتل سے کم نہیں بلکہ کئی گنا زیادہ نقصان دہ ہے۔ اکثر جہلاء نے ان سے دوستی اور محبت رکھنے والے دانا آدمی کو بھی تباہ و برباد کر دیا ہے۔ اس لیے کہیں ایسا نہ ہو کہ جہلاء کی صحبت تجھے بھی لے ڈوبے اس لیے جہلاء کی صحبت سے بچنا انتہائی ضروری ہے۔

حضرت علامہ علی محمد اویسی مدظلہ العالیٰ کا واقعہ:

الفقیر القادری ابواحمد اویسی کے استاد محترم جناب حضرت علامہ علی محمد اویسی مدظلہ العالی خطیب اعظم ہوتہ (تحصیل و ضلع پاک پتن شریف) نے ایک اپنا واقعہ بیان کیا کہ سادہ طبیعت کا ایک آدمی ہر جمعرات کو اپنے عزیز و اقارب کے ایصال ثواب کے لیے ختم دلوایا کرتا تھا اتفاقاً ایک دن اسے گھر کے پاس ہی ایک مولوی نما آدمی ملا یعنی اس نے داڑھی رکھی ہوئی تھی اس سے کہا کہ آج جمعرات کا دن ہے میں نے عزیز و اقارب کا ختم شریف پڑھانا ہے اس نے کہا کہ لاؤ کھانا میں ختم پڑھ دیتا ہوں۔ اس نے چند قرآنی آیات پڑھیں اور دعا مانگے بغیر ہی کہہ دیا کہ بس ختم ہو گیا۔ اس دیہاتی نے کہا۔ یہ کیا ہے؟ ہمارے مولوی صاحب ہمارے استاد ہیں۔ وہ جب ختم پڑھتے ہیں تو ایک آیت ایسی پڑھتے ہیں جس میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آتا ہے وہ بھی چوم کر انگوٹھے آنکھوں کو لگاتے ہیں اور ہم بھی انگوٹھے چوم کر آنکھوں کو لگاتے ہیں اور آخر میں وہ دعا بھی مانگتے ہیں تو نے نہ تو انگوٹھے چوم کر آنکھوں کو لگائے اور نہ ہی دعا مانگی ہے۔ میں تم سے ختم نہیں پڑھاتا میں تو اپنے استاد صاحب سے ہی ختم شریف پڑھاؤں گا۔

فائدہ:

صحبت کے اثرات مسلم ہیں اس لیے اچھی صحبت اختیار کرنی چاہیے اور بری صحبت سے بچنا چاہیے

صحبت کے اثرات کے متعلق مزید تفصیلات کے لیے ہماری تصنیف فیضان الفرید کا مطالعہ کیجیے۔

صحبت پہچان:

شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا ہے جب دو انسان اکٹھے چلتے ہیں آپ کا یہ فرمانا مقید نہیں کہ محض بیان کی حیثیت سے ہے اس چلنے سے مراد زندگی گزارنا۔ اکٹھے رہنا، اٹھنا، بیٹھنا، گپ شپ لگانا، آنا جانا، وغیرہ سبھی کچھ شامل ہے۔ یعنی جب دو انسان اکٹھے چلتے پھرتے ہیں اٹھتے بیٹھتے ہیں کہیں آتے جاتے ہیں۔ اکثر یا کبھی کبھی اکٹھے دیکھے جاتے ہیں تو ان کو ایک دوسرے پر قیاس کر لیا جاتا ہے۔ جیسا ایک ہوتا ہے اسی طرح دوسرے کو بھی قیاس کر لیا جاتا ہے۔ جس قماش کا آدمی بڑا ہوتا ہے چھوٹے کو بھی اسی قماش کا سمجھ لیا جاتا ہے ایک اچھا ہو تو دوسرے کو بھی اچھا سمجھ لیا جاتا ہے۔ اور ایک برا ہو چور یا ڈاکو یا بدمعاش قسم کا ہو تو دوسرے کو بھی ویسا ہی سمجھ لیا جاتا ہے۔

اس لیے اپنے دوست اچھے لوگوں کو بناؤ۔ برے لوگوں سے دوستی نہ لگاؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ چوروں، ڈاکوؤں اور بدمعاش کی وجہ سے کہیں تمہیں بھی ویسا نہ سمجھا جانے لگے۔ اٹھنا بیٹھنا اور دوستی اچھے لوگوں کے ساتھ کرو تا کہ تم بھی اچھے سمجھے جاؤ۔

متعدد دفعہ یہ بات تجزیہ میں آئی ہے کہ غلط سوسائٹی کی وجہ سے لوگ نفرت کرنے لگتے ہیں بعض اوقات غلط سوسائٹی کی وجہ سے انسان بہت نقصان اٹھا بیٹھتا ہے حتیٰ کہ بعض اوقات تو بندہ دین و ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور اچھی صحبت کی وجہ سے انسان کی عاقبت بھی سنور جاتی ہے۔ جیسے دیوبند مکتبہ فکر کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے دھوبی کا واقعہ بیان کیا ہے۔

حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا دھوبی:

(ملفوظ ۱۳۳) ایک مولوی کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا آپ تو اسی پر تعجب کر رہے ہیں میں نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی سے خود اس سے زیادہ عجیب ایک حکایت سنی ہے جس میں توجیہ کی بھی ضرورت ہے اور کوئی بیان کرتا تو شاید یقین ہونا بھی مشکل ہوتا اور بہت ممکن تھا کہ میں سن کر رد کر دیتا وہ یہ کہ ایک دھوبی کا انتقال ہوا جب دفن کر چکے تو منکر نکیر نے آ کر سوال کیا۔

من ربك ما دينك من هذا الرجل

وہ جواب میں کہتا ہے کہ مجھ کو کچھ خبر نہیں میں تو حضرت غوث اعظمؒ کا دھوبی ہوں اور فی الحقیقۃ یہ جواب اپنے ایمان کا اجمالی بیان تھا کہ میں ان کا ہم عقیدہ ہوں جو ان کا خدا وہ میرا خدا جو ان کا دین وہ میرا دین۔ اسی پر اس کی نجات ہو گئی۔ باقی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا ایمان بھی اجمالی تھا محض تعبیر اجمالی تھی۔

(الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ یعنی ملفوظات حکیم الامت ج ۲ ص ۱۰۱)

اچھی صحبت کا فائدہ:

افاضات الیومیہ میں ہی ہے کہ مولوی عبدالمجید صاحب نے سوال کیا کہ حضرت والا کی خدمت میں بچے آ کر بیٹھتے ہیں ان کو کوئی نفع ہوتا ہے۔

فرمایا کہ برابر ہوتا ہے صحبت میں بیٹھنے سے انس ہوتا ہے اور انس پر موقوف ہے نفع کا ہونا۔

فرمایا کہ انس کے نافع ہونے پر ایک قصہ یاد آ گیا ہے ضلع مظفر نگر کا رہنے والا ایک ہندو ایک مسلمان کی صحبت میں رہ کر مسلمان ہو گیا اور وطن سے جلا وطن ہو کر کانپور پہنچ گیا۔ اہل باطل کو فکر رہتی ہی ہے تکثیر کی اس بیچارے کا کوئی ٹھکانا نہ تھا ایسے ہی پھر رہا تھا کہ ایک قادیانی صاحب مل گئے وہ اس کو اپنے گھر لے گئے بڑی خاطر کی۔ اس کے بعد اپنی نماز سکھانی چاہی اس نے کہا کہ یہ تو اور طرح کی نماز ہے میں نہیں پڑھوں گا میرا دوست تو اور طرح کی نماز پڑھتا تھا وہی مجھ کو سکھائی ہے وہی پڑھتا ہوں اور پڑھوں گا یہ جواب دے کر میرے پاس آ گیا۔ میں اس وقت کانپور میں مقیم تھا اور آ کر یہ سب واقعہ بیان کیا یہ حفاظت اس ہی کی بدولت ہوئی اور کفر سے نکل کر اسلام میں داخل ہو گیا یہ سب انس ہی کے کرشمے ہیں۔

دو دلوں کے ملنے سے راہ ملتی ہے:

جب دو دل ملتے ہیں تو پھر ایک دوسرے سے ایک دوسرے کو راہ ملتی ہے۔ وہ دو دل ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں۔ انہیں ایک دوسرے سے محبت ہونے لگتی ہے۔ ایک کو دوسرے سے راہ ملتی ہے اگر وہ دونوں دل اچھے ہوں تو ایک دوسرے کے ملنے سے مزید بہتری پیدا ہوتی ہے۔ ایک اچھا اور دوسرا گندگیوں سے لبریز ہو تو بعض اوقات اچھے کا اثر برے پہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے برا بھی اچھائی کی طرف راغب ہو جاتا ہے اور بعض اوقات برے کی برائی کا اثر اچھے پہ بھی موثر ثابت ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ برا اچھے کو بھی لے ڈوبتا ہے۔ یعنی جب دو دل ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں تو ایک دوسرے سے متاثر ہوتے ہیں اسی اثر کی وجہ سے ان پہ نئی راہیں کھلتی ہیں جو ان کے لیے معرفت کے حصول کا سبب بھی بن سکتا ہے اور جہنم کے عمیق گڑھے میں پھینکے جانے کا سبب بھی۔

اسی طرح بعض اوقات دل دوسرے کی دلی کیفیات بھانپ جاتا ہے اور قلبی احوال سے آشنا ہو کر دوسرے کو بتا بھی دیتا ہے مثلاً۔

حکایت:

حضرت اویس قرنی سے جب حضرت ہرم رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوئی تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ہرم اور ان کے والد گرامی کا نام لے کر بلایا۔ حضرت ہرم رضی اللہ عنہ یہاں فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا آپ نے میرا اور میرے باپ کا نام کیسے جانا اور مجھے کس طرح پہچانا جبکہ آپ نے اس سے پہلے مجھے کبھی نہ دیکھا آپ نے فرمایا مجھے اس نے بتایا کہ جس کے علم و خبر سے باہر کوئی چیز نہیں میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا جبکہ میرے نفس نے تیرے نفس سے بات کی بالتحقیق مومنوں کی روحیں ایک دوسرے کو پہچان لیا کرتی ہیں اگرچہ بظاہر ایک دوسرے کو نہ ملی ہوں۔

(خلاصہ از ذکر اویس ص ۲۳۰)

یہ روایت بیان کر کے مجدد دور حاضر شیخ القرآن والتفسیر محدث بہاولپور حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی نے بیان فرمایا ہے کہ مولانا اسماعیل شرح تعرف میں لکھتے ہیں کہ:

''شاید خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے بقول کہ:

''دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔'

اللہ تعالیٰ سے ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ سے تمنا کی ملاقات کی ہو اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی آرزو پوری کرنے کے لیے ہرم بن حیان کے دل میں بھی ان کے شوق کا جذبہ پیدا کر کے خواجہ کی کشش محبت سے ان کی تلاش پر مائل کر دیا ہو اور جناب خواجہ صاحب رضی اللہ عنہ موجب لقاء الٰہی ہرم بن حیان کے نام و نسب سے واقف ہو چکے ہیں۔

دل کو دلوں سے راہ ملتی ہے:

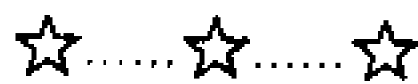
جب دو دل ملتے ہیں تو پھر ایک دوسرے سے راہ ملتی ہے وہ ایک دوسرے سے قریب ہوتے ہیں تو انہیں ایک دوسرے سے محبت ہونے لگتی ہے اس طرح دلوں کو ایک دوسرے سے راہ ملتی ہے۔ اگر وہ دونوں دل ہی اچھے ہوں تو ایک دوسرے کے لیے

مزید بہتری کا سبب بنتے ہیں۔ ایک دوسرے کے لیے معاون اور مبارک ثابت ہوتے ہیں۔ اگر ایک اچھا اور دوسرا گندگیوں سے لبریز ہو تو اچھے میں بھی بگاڑ پیدا ہو سکتا ہے اور اچھے کی وجہ سے برے کے بگاڑ کا بھی خاتمہ ہو سکتا ہے یعنی جب دو دل ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کو متاثر کرتے ہیں۔ اسی اثر کی بنا پر ان پہ نئی راہیں کھلتی ہیں۔ جو ان کے لیے جہنم کے عمیق گڑھے میں پھینکے جانے کا سبب بھی بن سکتی ہیں اور معرفت حق کا باعث بھی بن سکتی ہیں

فائدہ:

اس لیے آدمی کو چاہیے کہ کوشش کرے کہ نیک لوگوں کے قریب کی سعی کرے تا کہ ان کے اثرات اچھے ظاہر ہوں بروں کی صحبت سے دوری اختیار کریں تا کہ بروں کے اثرات سے بچا جا سکے خصوصاً برے برائی پھیلانے میں پورا زور اور تمام وسائل اختیار کرتے ہیں۔ اسی طرح شرابیوں اور نشہ بازوں سے بچیں کہیں ایسا نہ ہو کہ نشہ کی لعنت گلے کا ہار نہ بن جائے۔ نشہ کی برائی انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتی بے شمار نوجوان نشے کے ہاتھوں اپنی جوانی لٹا بیٹھے عزت اور وقار داؤ پہ لگا دیا حتیٰ کہ نشے کی لعنت نے ان کی زندگی بھی داؤ پہ لگا دی۔ کئی نوجوان نشے میں ایسے ملوث ہوئے کہ انہیں عزیز و اقارب کا کیا پتہ رہنا وہ اپنے آپ سے بھی بیگانہ ہو گئے اور موت کے منہ میں چلے گئے۔ عزیز و اقارب کو معلوم بھی نہ ہو سکا کہ ہمارا عزیز زندہ بھی ہے یا موت کا شکار ہو گیا۔

بہر حال دلوں کے ملنے سے اللہ والوں کی ارواح ایک دوسرے کی روح کو بھی پہچان لیتی ہیں جیسا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے جب حضرت ہرم رحمتہ اللہ علیہ ملے تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ہرم رضی اللہ عنہ کو ان کے نام اور ان کے باپ کا نام لے کر مخاطب کیا تو حضرت ہرم رحمتہ اللہ علیہ نے حیران ہو کر پوچھا تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ تیری روح کو میری روح نے پہچان لیا۔ یہ ملفوظ شریف اور دیگر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات شریف الفقیر القادری ابو احمد غلام حسن اویسی کی تصنیفات (ملفوظات حضرت اویس قرنی، تذکرہ اویس قرنی) میں ملاحظہ فرمایئے۔ آپ کی حیات مبارک آپ کے ملفوظات اور وصایا شریف کے متعلق تفصیلات اور بہترین شرح الفقیر القادری کی تصنیف لطیف (فیضان اویس قرنی) میں ملاحظہ فرمایئے۔



بے وفا زمانہ کی شکایت اور بے اعتبار دوستوں کی مذمت

(۷) تَغَیَّرَتِ الْمَوَدَّۃُ وَالْاِخَاءُ ۔۔۔ وَقَلَّ الصِّدْقُ وَانْقَطَعَ الرَّجَاءُ

وَاَسْلَمَنِی الزَّمَانُ اِلٰی صَدِیْقٍ ۔۔۔ کَثِیْرِ الْغَدْرِ لَیْسَ لَہٗ رِعَاءُ

☆تَغَیَّرَتِ الْمَوَدَّۃُ۔ دوستی میں تبدیلی پیدا ہو گئی، فرق پیدا ہو گیا، انقلاب برپا ہو گیا ☆اِخَاءُ۔ بھائی چارہ، ☆قَلَّ۔ کم ہو گئی قلیل ہوئی، تھوڑی ہو گئی، کمی آ گئی ☆صِدْق۔ سچائی ☆انْقَطَعَ۔ قطع ہو گئی، منقطع ہو گئی، ٹوٹ گئی ☆رَجَاء۔ امید ☆اَسْلَمَنِیْ الزَّمَانُ۔ زمانے نے مجھے حوالے کر دیا، زمانے نے مجھے سپرد کر دیا ☆صَدِیْق۔ دوست ☆غَدْر۔ بے وفا ☆رِعَاءُ۔

۔۔ رعایت، رعایت

مطلب:

دوستی اور بھائی چارہ میں تغیر وتبدل پیدا ہو گیا کیونکہ آج کل تمام دوستیاں دنیوی مفادات کو سامنے رکھ کر لگائی جاتی ہے یہی حال بھائی چارے کا بھی ہے سچائی کمیاب اور نایاب ہو گئی ہے۔اسی لیے امید ٹوٹ گئی ہے ایسی دوستی اور بھائی چارے کے سلسلے میں امید ہی ختم ہو گئی ہے۔کسی پنجابی شاعر نے جھوٹے دوست کی دوستی کے متعلق کیا خوب فرمایا ہے۔

جھوٹے یار دی یاری نالوں چنگے یارا کیلے۔کیونکہ اکیلے رہنے سے بندہ مزید مسائل کا شکار تو نہیں ہوتا بلکہ جھوٹے اور بے وفا دوستوں کی وجہ سے بندہ نہ جانے کتنے قسم کے مسائل کا شکار ہو جاتا ہے۔ایسے مسائل کا شکار ہونے سے بہتر یہی ہے کہ ایسے دوست سے دوری اختیار کی جائے۔اسی میں بہتری اور بھلائی ہے۔جو کہ بے شمار خرابیوں سے نجات کا سبب ہے۔

حکایت:

دو دوستوں کا اکٹھے بیٹھنا اٹھنا تھا وہ اکثر اکٹھے اٹھتے بیٹھتے اِدھر اُدھر آتے جاتے نظر آتے ایک دوست کو کچھ پیسوں کی ضرورت پڑی۔کچھ سامان کی بھی ضرورت پڑ گئی۔وہ بھی دے دیا۔اس طرح اچھی بھلی رقم بن گئی۔جب دوسرا دوست پیسوں کا تقاضا کرتا تو مقروض ادھر ادھر کی باتیں کر کے ٹال جاتا ہے ادھر سے لینے ہیں وہ مل جاتے ہیں تو ادا کر دوں گا ادھر سے لینے ہیں وہ بس آج یا کل مل جائیں گے تو میں خود آپ کے گھر حاضر ہو کر پیش کر دوں گا اس طرح یہ سلسلہ تقریباً سال دو سال گزر گئے وہ دوست جھوٹ پہ جھوٹ بولتا رہا۔کئی دفعہ جس سے پیسے لینے تھے اس پہ بڑے مشکل لمحات آئے مگر مقروض صاحب کو احساس نہ ہوا۔

ایک دن جس دوست نے پیسے لینے تھے فون کیا اس نے جواباً کہا کہ آئندہ اتوار ان شاءاللہ آپ کے پاس حاضری ہو گی تو ان شاءاللہ آپ کے پیسے بھی پیش کر دوں گا اور ایک کام ہے اس پہ بھی غور کریں گے۔یہ تو محض زبانی کلامی وعدہ تھا نہ آیا کافی دنوں بعد یاددہانی کے لیے جب بھی فون کیا جاتا وہ فون سے کال ہی کاٹ دیتا۔

فائدہ:

ایسے دوست کس کام کے محض زبانی کی مہارت پہ نازاں سیدھے سادھے لوگوں کو دوستی کے دام میں پھنسا کر اپنی ضروریات پوری کر لیتے ہیں بعد میں تو کون اور میں کون کہہ کر جدا ہو جاتے ہیں۔ایسے دوستوں کا فائدہ نہیں ایسے دوستوں سے اکیلا ہونا ہی بہتر ہے بلکہ ایسے دوستوں کا ساتھ یقیناً نقصان دہ ہے۔اس لیے ایسے بے وفا دوستوں سے دوری اختیار کرنی چاہیے۔

زمانے نے مجھے ایسے بے وفا دوست کے سپرد کر دیا جو بہت زیادہ بے وفا ہے اس میں تو کسی قسم کی رورعایت بالکل نہیں (بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس میں رورعایت کا مادہ ہی نہیں (ایسے دوست سے دوستی اور بھائی چارے کی کیا توقع کی جاسکتی ہے۔ایسے دوست سے پھر بھی قربت رکھنا انتہائی نقصان دہ ہے) اس لیے ایسے دوست کو چھوڑ دینا چاہیے۔

یہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرما رہے ہیں۔اس دور اور آج کل کے دور میں بڑا فرق ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے دور کی بات کی..........فرما رہے ہیں آج کل لوگوں کے احوال یکسر ہی بدل گئے ہیں۔ایسے حالات اس سے پہلے تو زمانے کے متعلق مدنی تاجدار احمد مختار ﷺ کا ارشاد گرامی ملاحظہ فرمائیے۔

فائدہ:

زمانے سے مراد یہاں وہ زمانہ مراد نہیں بلکہ زمانہ موجود بے وفا، دغا باز، دوغلا پالیسی اختیار کرنے والے لوگ مراد ہیں ورنہ زمانہ کے متعلق مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی ملاحظہ فرمایئے۔

زمانہ کو برا نہ کہنے کا حکم:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی یُؤْذِیْنِیْ ابْنُ اٰدَمَ یَسُبُّ الدَّهْرَ وَاَنَا الدَّهْرُ بِیَدِیَ الْاَمْرُ اُقَلِّبُ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَo

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آدم کا بیٹا مجھے تکلیف دیتا ہے زمانے کو گالیاں دیتا ہے۔ حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں رات اور دن کا ادل بدل میں ہی کرتا ہوں۔

شرح حدیث:

اس حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (یو ذینی ابن ادم) آدم کا بیٹا مجھے رنج واذیت دیتا ہے اور ایسا کرتا ہے جو مجھے ناپسند ہے اور جس میں میں راضی نہیں ہوں اور وہ یہ ہے کہ (یسب الدھر) وہ زمانے کو گالی دیتا ہے، جیسا کہ لوگوں کی عادت ہے کہ رنج ومحنت اور بلاء و مصیبت کے وقت زمانے کی شکایت کرتے ہیں اور اسے بُرا کہتے ہیں۔ (وانا الدھر) حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں یعنی اس کا فاعل، مدبر اور متصرف میں ہی ہوں جبکہ زمانہ کو گالی دینا زمانہ کی فاعلیت اور اس کے تصرف کے اعتقاد کا مشعر ہے تو گویا دھر فاعل متصرف کا نام ہوا فرمایا: میں ہی دھر ہوں یعنی تم لوگ جو زمانے کو فاعل ومتصرف کرتے ہو وہ فاعل ومتصرف میری ذات ہے یا مضاف محذوف ہے یعنی انا مقلب الدھر زمانے کو ادل بدل کرنے والا میں ہوں۔

علامہ کرمانی نے کہا کہ انا الدھر سے مراد انا المدبر ہے یعنی زمانہ میں تبدیلیاں میں لانے والا ہوں۔ بعض علماء کرام نے فرمایا کہ دھر اللہ تعالیٰ شام کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک نام ہے لیکن علامہ خطابی نے اس کا انکار کیا ہے تاہم قاموس سے اس کی صحت مفہوم ہوتی ہے اور قطع نظر اس سے کہ دھر اللہ تعالیٰ کا نام ہو اس میں معنوی بلاغت وجودت نہیں مگر اس صورت میں کہ دھر بمعنی فاعل ومتصرف ہو۔

اور ایک روایت میں انا الدھر بہ نصب بھی آتا ہے اور زمانہ کو گالی میں ایذاء اور رنج پہنچانے کا پہلو بایں طور ہے کہ اس کی مذمت اور اسے گالی دینا اس کی طرف نسبت تصرف کا اظہار کرتا ہے۔

یا اس بناء پر ہے کہ اس کی مذمت اور اسے گالی دینا دراصل جناب الٰہی کی طرف لوٹتا ہے کہ جب فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہے تو زمانے کو گالی دینا حقیقت میں خدا تعالیٰ کو گالی دینا ہوگا جس طرح کہ علماء نے فرمایا ہے کہ (بیدی الدھر) زمانہ میں رونما ہونے والے ہر کام کی باگ ڈور دراصل میرے دست قدرت میں ہے۔

ایک روایت میں (بَیْدِیَّ) شد کے ساتھ بھی وارد ہوا ہے (اقلب اللیل والنھار) میں ہی رات دن کو گھماتا اور پھرتا ہوں۔

چرخ را دور شبا روزی دہم　　　شب برم روز آورم روزی دہم

ترجمہ: آسمان کو دن رات کے گھومنے کے چکر میں میں ڈالتا ہوں۔ رات لے جاتا ہوں، دن ڈھالاتا ہوں اور روزی میں عطا کرتا ہوں۔ (اشعۃ اللمعات اردو ترجمہ جلد اول ص ۲۴۱۔۲۴۰)

فائدہ:

یاد رکھیے یہاں جو ایذاء کا بیان ہے ناراض کرنے کے معنی میں ہے۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خانصاحب نعیمی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ ایذاء سے مراد ناراض کرنا ہے یعنی میرے متعلق باتیں کرتا ہے جس سے میں ناراض ہوتا ہوں ورنہ خدا تعالیٰ دکھ درد اور تکلیف سے پاک ہے۔

تنبیہ:

اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں خصوصاً عورتیں کہ عورتیں مردوں سے بھی زیادہ بے صبری کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ جب کسی کا بیٹا فوت ہو جائے اور پوتا فوت ہو جائے تو بسا اوقات وہ طوفان کھڑا ہوتا ہے کہ روکنے سے بھی رکنے کا نام نہیں لیتا مثلاً کافی سالوں کی بات ہے کہ ہمارے ہی گاؤں میں ایک بچہ فوت ہوا۔ تو بچے کی دادی حضرت عزرائیل علیہ السلام کو گالیاں دینے لگی بلکہ اس سے بھی آگے قدم اٹھایا اللہ تعالیٰ کو گالیاں بکنے لگی۔ یہ تو محض ایک مثال عرض کی ہے ورنہ اکثر جاہل قسم کی عورتوں کا یہ وطیرہ ہوتا ہے۔ خدارا ایسے امور سے بچیئے اور دوست احباب، عزیز و اقارب کو بھی سمجھایئے۔ ایسے مظاہر انسان کو نہ دنیا کا چھوڑتے ہیں نہ ہی آخرت کا۔ ایسے کفریات سے اپنی زبان کی حفاظت کیجیے۔

بہر حال حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور مبارک کے احوال بیان فرمائے ہیں مگر یہاں تو حالات یکسر تبدیل ہو چکے ہیں آج کل کے حالات کا رونا کیا روئیں۔ بس اللہ تعالیٰ سے حالات کی درستی کرنے کی دعا ہمہ وقت مانگتے رہیں اسی میں ہی فائدہ ہے۔ ورنہ دوستی کیا اور دوستی کے تقاضے کیا جیسے آج کل کوئی ان دو لفظوں سے واقف ہی نہیں۔

☆......☆......☆

کسی چیز کو دوام حاصل نہیں

(۸)　سَيُغْنِيْنِيْ الَّذِيْ اَغْنَاهُ عَنِّيْ　　فَلَا فَقْرٌ يَدُوْمُ وَلَا ثَرَاءُ

وَلَيْسَ بِدَآئِمٍ اَبَدًا نَعِيْمٌ　　كَذَاكَ الْبُؤْسُ لَيْسَ لَهُ بَقَاءُ

☆سَيُغْنِيْنِيْ الَّذِيْ۔ عنقریب وہ ذات کہ جس نے مجھ سے غنی کر دیا۔ بے پرواہ کر دیا۔ ☆اَغْنَاهُ عَنِّيْ۔ اس سے مجھے بھی بے پرواہ کر دے گی ☆فَقْرٌ۔ ناداری، غریبی محتاجی ☆يَدُوْمُ۔ ہمیشہ رہتی ہے ☆بِدَآئِمٍ اَبَدًا۔ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی ☆نَعِيْمٌ۔ نعمت انعام میں ملی ہوئی چیز نعمت والا ☆كَذَاكَ۔ اسی طرح ☆بُؤْسٌ۔ مصیبت ☆بَقَاءُ۔ دوام ہمیشہ رہنا ہمیشگی، دوام پائداری۔

مطلب:

مجھے امید ہے کہ جس ذات نے اسے مجھ سے بے پرواہ کر دیا ہے۔ وہی ذات مجھے بھی اس سے بے پرواہ کر دے گی۔ مفلسی، غریبی اور تنگدستی ہمیشہ نہیں رہتی اسی طرح دولت مندی اور خوشحالی بھی ہمیشہ نہیں رہتی اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے میں پر امید ہوں کہ انشاءاللہ وہ ذات مجھے بھی اس سے بے پرواہ کر دے گی۔

اور نعمت ہمیشہ نہیں رہتی اسی طرح مصیبت بھی ہمیشہ نہیں رہتی۔ اس لیے جیسے نعمت کے ایام گزر گئے ہیں اسی طرح مصیبت کے ایام بھی گزر جائیں گے مصیبت کے دنوں میں بے صبری کا مظاہرہ اچھا کام نہیں بلکہ یہی چیزیں تیرے لیے نقصان دہ ہیں ہاں اگر مصیبت کے ایام من جانب اللہ سمجھ کر راہ صبر پر گامزن ہوگا تو حق تعالیٰ کی معیت حاصل ہو جائے گی جس کے باعث تیرے لیے مصیبت کے ایام گزارنے آسان ہو جائیں گے اور اچھے دن میسر آئیں گے۔ مصیبت کے دنوں میں آنے والے نعمت کے دنوں کا تصور تیرے لیے بے سکونی اور بے آرامی میں سکون کا باعث ہوگا۔ نیز یہ جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ جب یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو پھر مصیبت کے باعث اتنا پریشانی میں مبتلا کیا ہونا۔ پریشان ہونے سے مصیبت ٹل تو نہیں جاتی بلکہ مصیبت میں پریشان ہو جانا مزید الجھنے کا سبب بنتی ہے لوگوں کے سامنے جگ ہنسائی کا سبب بھی ہوتی ہے اگر مصیبت کے ایام میں مصیبت کا مقابلہ ڈٹ کر کرے گا تو لوگوں کے نزدیک تیرا مقام و مرتبہ بڑھ جائے گا۔ کہ دیکھیں فلاں پہ کیسے کیسے مصیبت کے پہاڑ ٹوٹے مگر مجال ہے کہ اس کے پائے استقلال میں ذرہ بھر بھی جنبش پیدا ہوئی ہو۔ اس طرح انسان کا مقام اور درجہ لوگوں کی نظر میں بھی بڑھ جاتا ہے۔

برصغیر میں مسلمانوں کی حالت زار:

برصغیر پاک و ہند پہ جب مسلمانوں سے سلطنت چھین لی گئی تو مسلمانوں پہ بڑے سخت قسم کے ایام شروع ہوئے۔ عرصہ بیت گیا علامہ اقبال نے مسلمانوں کی حالت زار دیکھی تو مسلمانوں کو سمجھاتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ ان مصائب و آلام اور سختی کے ایام میں بزدلانہ رویہ اختیار نہ کرو۔ یہ مشکلات اور مصائب و آلام کوئی مستقل تھوڑی ہیں یہ تو گردش لیل و نہار ہے کبھی دن کبھی رات، کبھی گرمی کبھی سردی۔ کبھی سختی کبھی نرمی۔ یہ دن تو بدلتے رہتے ہیں ارے مسلمان! یہ تو تیری پرواز کو مزید بلندی عطا کرنے کے لیے ہے تجھے گرانے کے لیے نہیں علامہ اقبال نے فرمایا۔

تندی باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

حقیقت:

بلکہ حقیقت بھی یہی ہے کہ مصائب و آلام، دُکھ درد، تکالیف کا پہنچنا یہ سب کچھ مسلمان کے لیے نئی آن اور نئی شان کے لیے ہے مسلمان کے گناہوں کی معافی اور درجات کی بلندی کے لیے ہے اس لیے ان سے گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے۔ ان مصائب و آلام، دکھوں اور مصیبتوں سے گھبرا جانا ایک مسلمان کی شان نہیں بلکہ مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ من جانب اللہ تصور کرتے ہوئے ڈگمگا جانے کی بجائے صبر اختیار کرے۔ کہ صبر باعث اجر ہے۔

صبر اور نماز سے مدد چاہنے کا فرمان رب کائنات:

ایسے لمحات میں رب کائنات کے فرمانِ ذیشان پہ لبیک کہتے ہوئے صبر اختیار کرنا چاہیے رب کائنات نے ارشاد فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ (پ۲البقرہ:۱۵۳)

اے ایمان والوصبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔(کنزالایمان)

صبر والوں کے لیے بشارت:

رب کائنات نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۟ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝ (پ۲۔البقرہ:۱۵۵تا۱۵۷)

ترجمہ: اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو کہ جب کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی طرف پھرنا یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت یہی لوگ راہ پر ہیں۔(ترجمہ کنزالایمان شریف)

فائدہ:

اس آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ خوف سے اللہ کا ڈر، بھوک سے رمضان کے روزے، مالوں کی کمی سے زکوٰۃ وصدقات دینا، جانوں کی کمی سے امراض کے ذریعہ موتیں ہونا، پھلوں کی کمی سے اولاد کی موت مراد ہے اس لیے کہ اولاد دل کا پھل ہوتی ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی بندے کا بچہ مرتا ہے اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کی وہ عرض کرتے ہیں کہ ہاں یارب! پھر فرماتا ہے تم نے اس کا پھل لے لیا عرض کرتے ہیں ہاں یارب! اس پر میرے بندے نے کیا کہا۔عرض کرتے ہیں اس نے تیری حمد کی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ پڑھا فرماتا ہے اس کے لیے جنت میں مکان بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔(تفسیر خزائن العرفان)

مصائب پہ صبر باعث اجر:

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ عقل مند کو چاہیے کہ مصیبت کے ثواب پر غور کرے روز قیامت جب وہ اس ثواب کو دیکھے گا تو کہے گا کاش کہ میری اولاد واقارب مجھ سے پہلے فوت ہو جاتے تو میں اس مصیبت پر صبر کا ثواب (اجر) حاصل کرتا۔ثواب کی نیت سے مصیبت پر صبر کرنے پر اللہ تعالیٰ نے عظیم ثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ

وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝

ترجمہ: اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی طرف پھرنا۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔

☆......☆......☆

سچی محبت اور بے وفائی

(۵) وَکُلُّ مَوَدَّةٍ لِلّٰهِ یَصْفُوْا ۔۔۔ وَلَا یَصْفُوْمِنَ الْفِسْقِ الْاَخَآءُ

(۶) اِذَا انْکَرْتَ عَهْدًا مِّنْ حَمِیْمٍ ۔۔۔ فَفِیْ نَفْسِی التَّکَرُّمُ وَالْحَیَآءُ

☆مَوَدَّةٍ۔ محبت، پیار، دوستی ☆یَصْفُوْ۔ پاک صاف ہوتی ہے ☆فِسْق۔ بدکرداری، نافرمانی، جرم، بدکاری، گناہ ☆اَخَاء۔ دوستی، محبت ☆اَنْکَرْتَ۔ انکر، جہل، ناآشنا ☆فَفِیْ نَفْسِیْ۔ پس میرے دل میں ☆اَلتَّکَرُّمُ۔ شرافت

مطلب:

جو بھی محبت اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے وہ ہر قسم کی آلائشوں سے پاک ہوتی ہے بدکاری سے دوستی میں پاکیزگی اور صفائی ستھرائی پیدا نہیں ہوسکتی۔[1]

فائدہ:

محض اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ اس میں انسان کی اپنی کوئی غرض نہیں ہوتی چونکہ محبت محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہوتی ہے اس میں دنیوی کوئی فرض نہیں ہوتی ہے انسان کی کوئی کوئی خواہش نہیں ہوتی اس لیے یہ محبت ہی دراصل محبت کہلانے کی مستحق ہے اور بظاہر محبت مگر اس محبت کی آڑ میں دنیوی اغراض ہوں وہ محبت دراصل محبت ہوتی ہی نہیں بلکہ وہ تو غرض ہوتی ہے۔ ایسی اغراض پہ مبنی محبت کو محبت کہنا ہی درست نہیں ہے۔ جب ایسی محبت محبت ہی نہیں تو پھر ایسی محبت کو محبت نہیں کہنا چاہیے محبت صرف اسی محبت کو کہنا چاہیے جو بغیر کسی قسم کے لالچ اور بغیر اغراض و دنیوی مقاصد کے ہو۔ ایسی محبت میں کسی قسم کی برائی نہیں ہوتی ایسی محبت ہر قسم کی آلائشوں سے پاک ہوتی ہے۔

---

[1] جب وقت تم اپنے عزیز دوست کی محبت کو بھول جاتے ہیں۔ ایسے حال میں عام آدمی کو کسی سے بھی لگن نہیں رہتی (اپنے آپ کے لیے چوری، قتل و غارت خون ریزی کا بازار گرم ہوجاتا ہے) تو میں ایسے حالات میں بھی محبت کرتا ہوں کیونکہ میرا دل عام لوگوں جیسا نہیں بلکہ میرے دل میں شرافت اور حیاء موجود ہے (جن میں شرافت و حیا نہیں وہ ایسی صفات سے خالی ہوتے ہیں)

اللہ کے لیے سچی محبت کی فضیلت:

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ:

وہ لوگ کہاں ہیں؟ جو میری عظمت اور جلال کے سبب آپس میں محبت رکھتے تھے۔ آج میں ان کو سائے میں رکھوں گا اپنے خاص فضل وکرم کے سائے میں جس دن (میرے فضل وکرم) کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں۔

(مسلم شریف۔ مشارق الانور مترجم ص ۵۵۳)

فائدہ:

جو آپس میں اللہ کے لیے محبت رکھتے ہیں ان کی محبت صرف خدا ہی کے واسطے ہے اور طمع دنیا اور خواہش نفسانی سے ان کی محبت پاک ہے وہ قیامت کو ایسا عمدہ درجہ پائیں گے کہ خدا کی حمایت اور عرش کے سائے میں ہوں گے۔

بدکاری کی نحوست:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدکاری کی نحوست بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ بدکاری کی یہ نحوست ہے کہ بدکاری کے باعث بندہ پاکیزگی سے محروم ہو جاتا ہے کیونکہ بدکاری انسان کو پاکیزگی زندگی گزارنے سے مانع ہوتی ہے بدکاری انسان کو جہنم کا ایندھن بناتی ہے۔ اس لیے جہنم کا شوقین ہی بدکاری میں بصد شوق مبتلا رہے اور جہنم سے نجات حاصل کرنے کا متمنی بدکاری سے توبہ کرکے پاکیزہ زندگی گزارنے کی سعی کرے۔

بدکاری کے دوستی پر اثرات:

بدکاری کے دوستی پر بھی برے اثرات مرتب ہوتے ہیں مثلاً یہی دیکھیے بدکاری میں مبتلا ہلکے کتے کی مانند ہو جاتا ہے جہاں سے بھی اسے مطلب حاصل ہوتا نظر آتا وہیں کوشش کرتا ہے۔ وہ یہ نہیں دیکھتا کہ یہ میرا دوست ہے اسے ہی اس سلسلے میں چھوڑ دوں نہیں اس کی سوچ محض مطلب برآری تک ہی محدود رہتی ہے وہ نتائج سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے بدکرداری ایک ایسا پھندا ثابت ہوتی ہے جس سے وہ نجات حاصل نہیں کرسکتا بلکہ وہ اس دلدل میں ایسا پھنستا ہے کہ وہ اس دلدل سے نکلنا بھی نہیں چاہتا۔ نجات تو وہ حاصل کرتا ہے جو نجات حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے جو نجات ہی حاصل کرنا نہ چاہے اسے کون نجات دلائے نصیب قسمت اور تقدیر اسے نکال لے جائے تو اور بات ہے۔

بدکار دوست احباب:

بدکاری کی ایک نحوست یہ بھی سایہ تانے رہتی ہے کہ اسے ان دوستوں سے واسطہ پڑتا ہے جو خود بھی بدکاری کی غلاظت کے بادشاہ کہلاتے ہیں ایسوں کے شکنجے میں جکڑا ہوا انسان بڑی مشکل سے ہی نجات حاصل کرسکتا ہے اس لیے یہی بہتر ہے کہ اوائل کے دور میں ہی انسان اپنے آپ کو بچائے۔

بدکاری سبب عذاب:

حدیث شریف حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا کہ زنا کرنے والا جتنی دیر تک زنا کرتا رہتا ہے اس وقت تک وہ مومن نہیں رہتا۔ (مشکوۃ شریف جلد اول، بحوالہ بخاری شریف و مسلم شریف)

فائدہ:

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی صاحب نے لکھا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ زنا کاری کرتے وقت ایمان کا نور اس سے جدا ہو جاتا ہے پھر اگر وہ اس کے بعد توبہ کر لیتا ہے تو اس کا نور ایمان پھر اس کو مل جاتا ہے ورنہ نہیں۔ (جہنم کے خطرات ص ۲۲)

زنا کی دنیوی اور اخروی برائیاں:

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے کہ زنا سے بچو کیونکہ اس میں تین دنیاوی برائیاں ہیں۔

1- زنا سے رزق میں بے برکتی ہوتی ہے۔

2- زانی نیکیوں کی توفیق سے محروم ہو جاتا ہے۔

3- لوگوں کے دلوں میں زانی کے لیے نفرت ہو جاتی ہے۔

اور تین اخروی برائیاں یہ ہیں۔

1- زانی پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوتا ہے۔

2- عذاب میں سختی ہوتی ہے۔

3- اسے نار کبریٰ یعنی دوزخ میں ڈالا جاتا ہے۔

ایک حدیث مبارکہ کے مطابق دنیا کی یہ آگ دوزخ کی آگ کا سترہواں حصہ ہے۔ (تنبیہ الغافلین حصہ دوم)

دوزخ کی کہانی حضرت جبرائیل علیہ السلام کی زبانی:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ مجھے دوزخ کی صورت حال بتایئے؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ تاریک سے تاریک ترین ہے اگر سوئی کے ناکہ برابر بھی اس کی آگ باہر آ جائے تو زمین پر موجود ہر شے جل جائے گی اور اگر اس کا ایک کپڑا زمین و آسمان کے درمیان لٹکا دیا جائے تو اس کی بدبو سے تمام زمینی مخلوق کے رزق بدبودار، کھٹے ہو جائیں گے اور قرآن میں مذکور وہاں کے انیس فرشتوں میں سے ایک فرشتہ بھی زمین پر آ جائے تو اس کی ہیبت سے تمام اہل زمین مر جائیں گے اور اگر ان کی زنجیر کی ایک کڑی زمین پر گرا دی جائے تو وہ تحت الثریٰ تک دھنس جائے پھر وہ رُکے گی نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرئیل میرے لیے اتنا ہی کافی ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے تو جبرائیل بھی رونے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل سے پوچھا کہ تم کیوں روئے ہو؟ تم تو اللہ تعالیٰ کے مقرب ہو؟

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی بھروسہ نہیں کہ مجھے یہ قرب الٰہی حاصل رہے گا یا نہیں میں بھی ہاروت و ماروت اور ابلیس لعین کی طرح آزمائش میں مبتلا کیا جاؤں گا۔ نیز جب اللہ تعالیٰ کے مقرب جبرئیل علیہ السلام

روتے ہیں تو پھر ایک عاصی وخطا کار انسان کو تو زیادہ ہی رونا چاہیے۔ (تنبیہہ الغافلین حصہ دوم)

اس لیے بدکاری سے بچنے کی سعی کرنی چاہیے تاکہ ایمان سلامت اور محفوظ رہے ایمان کی سلامتی جان کی سلامتی سے بھی زیادہ ضروری ہے کیونکہ ایمان سلامت ہے اور جان کو خطرہ لاحق ہو جائے تو ایمان کی سلامتی اور دین وایمان کے لیے جان قربان کر دینا شہادت ہے اور شہید تو شہادت حاصل کرنے کے باوجود نہیں مرتے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْن

بدکاری اور دوستی:

بدکاری دوستی کے لیے زہر قاتل ہے جہاں بدکاری کا ظہور ہوا دوستی ختم ہوگئی۔ بدکاری دوستی کے خاتمے کا باعث بنتی ہے اس لیے اس معاشرہ میں بے شمار ایسے واقعات دیکھنے اور سننے کو ملتے ہیں۔ بدکاری سے دوستی میں پاکیزگی اور صفائی ستھرائی پیدا نہیں ہوتی بلکہ گندگی میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ پاکیزگی اور صفائی ستھرائی کی تمنا ہے تو پھر بدکاری کی راہیں مسدود کر دے۔ بلکہ بدکاری سے دور ہو جا صفائی اور ستھرائی انشاء اللہ حاصل ہوگی۔ جب تم اپنے عزیز واقارب کی محبت سے اجنبی بن جاتے ہو۔ یعنی جب تم اپنے عزیز واقارب کی محبت کو بھی بھلا دیتے ہو تو میں پھر بھی تم سے محبت کرتا ہوں اس لیے کہ میرے دل میں شرافت اور حیا ہے۔

فائدہ:

واضح ہوا کہ عزیز واقارب سے اجنبی بننا اچھی روش نہیں، شرفاء کا طریقہ نہیں۔ حیاء والوں کا شیوہ نہیں بلکہ اگر اس کے متضاد پر غور کیا جائے تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ عزیز واقارب سے اجنبی وہی بنتا ہے عزیز واقارب کی محبت وہی دل سے بھلاتا ہے جو کمینہ اور بے حیاء ہوتا ہے۔ اس کی کمینگی اور بے حیائی اسے اپنے عزیز واقارب سے محبت نہیں کرنے دیتی۔ کمینگی اور بے حیائی وہ بری صفات ہیں جو انسان کو قریب کرنے کی بجائے اپنوں سے دور کر دیتی ہے باپ کو بیٹے سے دور کر دیتی ہیں اولاد کو والدین کا دشمن بنا دیتی ہیں۔ اپنوں کو بیگانہ بنا دیتی ہیں۔

عزیز واقارب سے حسن سلوک کا حکم:

اس شعر میں عزیز واقارب سے محبت کرنے کو ایک بہترین عمل قرار دیا گیا ہے جبکہ عزیز واقارب سے قطع تعلقی اور اجنبیت اختیار کرنے کی مذمت بیان کی گئی ہے آیئے صلہ رحمی کے فضائل ملاحظہ فرمایئے۔

خدمت والدین:

مسلم شریف میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث مبارکہ مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رَغِمَ اَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُ مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَحَدَهُمَا اَوْ كليهما فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ۔

ترجمہ: خاک میں ملا جس نے اپنے ماں باپ کو ضعیفی اور بڑھاپے میں پایا ایک کو یا دونوں کو۔ سو بہشت میں نہ داخل ہوا۔

فائدہ:

یعنی وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جو ضعیف ماں باپ کی خدمت کر کے بہشت حاصل نہ کرے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کی خدمت بہشت کا عمدہ وسیلہ ہے اوران کو تکلیف رسانی اور بے خدمتی دوزخ کا سبب ہے۔

(مشارق الانوار مترجم ص ۵۴۹)

بہشتی اعمال:

بہشت کے حصول کے لیے بے شمار اعمال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں ان میں سے چند اعمال کا تذکرہ الفقیر القادری ابواحمد غلام حسن اویسی نے اپنی تصنیف بہشتی اعمال میں کیا ہے۔

☆......☆......☆

بداخلاقی کا کوئی علاج نہیں

(۷) وَكُلُّ جِرَاحَةٍ فَلَهَا دَوَآءٌ ۔۔۔ وَسُوْءُ الْخُلْقِ لَيْسَ لَهُ دَوَاءٌ

☆جِرَاحَةٍ۔زخم☆دَوَاءٌ۔دوا☆سُوْءُ الْخُلْقِ۔بداخلاقی

مطلب:

ہر زخم کے لیے علاج ہے صرف بداخلاقی کا کوئی علاج نہیں اور ہر زخم کی دوائی ہے یعنی ہر زخم کا علاج ہے۔ بداخلاقی ایسا زخم (جرم) ہے کہ جس کے لیے کوئی دوا نہیں اور نہ اس کا کوئی علاج ہے۔

اس لیے بداخلاقی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ بداخلاقی انسان کو دنیا میں بھی نقصان پہنچاتی ہے اور آخرت میں بھی نقصان کا باعث ہے اس لیے بداخلاقی سے ہر ممکن بچنے کی سعی کرنی چاہیے۔ بداخلاقی سے اپنے بھی بیگانے بن جاتے ہیں۔ محبت کرنے والے بھی دشمن بن جاتے ہیں۔ بندے کا وقار قائم نہیں رہتا۔ بلکہ ہر شخص برا سمجھنے لگتا ہے۔ ویسے بھی بداخلاقی اکثر کفار کا طریقہ ہے۔

مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے لیے اچھے اچھے اخلاق اپنانے کا حکم اور برے اخلاق سے دور رہنے کا حکم ہے۔

اچھے اخلاق کے فضائل:

جبکہ اچھے اخلاق مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنائے اور آپ نے اچھے اخلاق اپنانے کا ہی حکم دیا اور یہی حکم رب کائنات کا بھی ہے۔ اچھے اخلاق اپنانے سے مخالف تو مخالف جان کے دشمن بھی جان فدا کرنے والے بن جاتے ہیں۔ مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کا بغور مطالعہ کرنے والوں سے مخفی نہیں کہ ایک غزوہ مبارکہ سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے سایہ تلے آرام فرما تھے کہ کہیں سے ایک کافر آنکلا اس نے تلوار نکالی آپ کو جگایا اور کہنے لگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بتائیے تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا۔ مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان مبارک سے فرمایا کہ میرا اللہ! آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی وہی

تلوار آپ نے اٹھائی اور فرمایا کہ اب تو بتا تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا۔ اس نے معافی مانگی تو آپ نے معاف فرمایا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ وہ مسلمان ہو گیا اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس نے کہا کہ آپ کے سامنے مقابلہ کے لیے کبھی نہیں آؤں گا۔ اسی طرح بوڑھی عورت کا واقعہ بڑا مشہور ہے کہ وہ برا بھلا بھی کہہ رہی تھی اس کے باوجود آپ اس کا سامان اٹھائے ہوئے اس کے ساتھ ساتھ اسے منزل مقصود پر چھوڑ کر واپس آنے لگے تو جب اس عورت کو حقیقت کا علم ہوا تو مسلمان ہو گئی۔ حضرت علامہ پیر سید شبیر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:

ملاقات حبیب ساڈی عید ہو گئی
ساڈا حج اکبری تیری دید ہو گئی

تیرا اچا اے نانواں نالے نئیں پرچھانواں
تیریاں تک اداواں میں مرید ہو گئی

فائدہ:

بہر حال اچھے اخلاق سے انسان کی دنیا بھی سنور جاتی ہے اور آخرت بھی۔ اس لیے ہمیں اچھے اخلاق اپنانے چاہئیں اور برے اخلاق سے بچنا چاہیے کہ ان سے دنیا بھی برباد ہوتی ہے اور آخرت بھی تباہ۔

ہر زخم کا علاج:

اسی لیے حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر زخم یعنی ہر دکھ تکلیف اور مصیبت کا علاج ہے مگر بد اخلاقی ایسا زخم ہے کہ جس کا کوئی علاج نہیں یہ ہر لحہ انسان کو تباہی و بربادی کے گڑھے کی گہرائی میں نیچے سے اور نیچے کی طرف دھکیلتا رہتا ہے یہاں تک کہ انسان کی واپسی ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو جاتی ہے۔

☆......☆......☆

بے وفا دوستوں کی حالت

(۸) وَرُبَّ اَخٍ وَّفَیتُ لَهٗ وَفِیًّا   وَلٰكِنْ لَّا یَدُوْمُ لَهُ الْوَفَآءُ

☆اَخٍ۔ بھائی ☆وَفَیتُ۔ میں نے وفاداری کی ☆وَفَاءُ۔ وفاداری ☆لَا یَدُوْمُ۔ پائیدار نہیں

مطلب:

ایسے بے شمار بھائی (نما دوست ہیں جو کہ دوستی کے نام پر جان قربان کرنے کے دعوے کرتے ہیں۔ بھائیوں سے بڑھ کر محبت جتاتے ہیں) میں نے ان سے وفاداری کی ہے مگر (افسوس کہ) جب وقت آیا تو ان کی وفاداری میرے ساتھ پائیدار ثابت نہیں ہوئی۔ بلکہ ان کی وفاداری بدل گئی ایسے لوگوں کی (زبانی کلامی) وفاداری پہ کون یقین کرے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت دائمی ہے ایسی محبت انسان کے لیے دنیا اور آخرت میں ہر مقام پہ کامیابی کی ضمانت ہے۔ رب کائنات اسی لیے ارشاد فرماتا ہے کہ:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْن

☆......☆......☆

(۹) یَدِ یْمُوْنَ الْمُوَدَّۃَ مَارَ اَوْنِیْ وَیَبْقَی الْوُدُّ مَا یَبْقَی اللِّقَاءُ

☆یَدِیْمُوْنَ۔ وہ باقی رکھتے ہیں☆مُوَدَّۃَ۔ محبت☆مَارَاَوْنِیْ۔ جب تک وہ مجھے دیکھتے ہیں☆یَبْقَی الْوُدَّ۔ محبت اس وقت تک باقی رہتی ہے☆مَایَبْقَی اللِّقَآءُ۔ جب تک ملاقات رہتی ہے

مطلب:

وہ جب تک مجھے دیکھتے رہتے ہیں یعنی جب تک میں ان کی نظروں کے سامنے رہتا ہوں وہ میرے ساتھ محبت کا سلسلہ قائم رکھتے ہیں یعنی جب میں ان کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہوں تو وہ میری محبت کو وہیں پھینک کر چلتے بنتے ہیں۔ ان کی محبت اس وقت تک ہی قائم رہتی ہے جب تک میرے ساتھ ان کی ملاقات باقی رہتی ہے۔ یعنی ملاقات ختم ہوتے ہی محبت بھی ختم۔ ایسی محبت چہ معنی دارد گویا آپ فرمانا یہ چاہتے ہیں کہ آج کل جو لوگ محبت کرتے ہیں ان میں سے اکثر کی محبت ناپائیدار ہوتی ہے۔ اس لیے ہر ایک کی محبت کا یقین نہ کر لینا۔ کیونکہ ہر ایک کی محبت پائیدار نہیں ہوتی۔ ہر محبت کا دعویدار سچا نہیں ہوتا اس لیے محبت کا سلسلہ خوب غور وفکر سے کام لیجیے۔ بظاہر محبت ضروری نہیں کہ حقیقی محبت ہی ہے۔ اکثر محبتیں دراصل غرضیں ہوتی ہیں محبتیں نہیں ہوتیں۔ یہی وجہ ہے کہ اغراض ومقاصد حاصل ہوتے ہی محبت ختم ہو جاتی ہے یا معمولی سا نقصان دیکھا محبت کا غبارہ ہوا سے خالی ہو گیا۔ اس لیے ایسی محبت کرنے والوں اور ایسی محبت کے دعویداروں سے کنارہ کرنا ہی مناسب ہے۔

گویا آپ کے فرمان کا مفہوم یہ ہے کہ دنیا بھی ناپائیدار ہے اور دنیا میں موجود ہر شے بھی فانی ہے۔ دنیا بھی بے وفا، اس میں موجود ہر چیز بھی بے وفا۔ اس لیے دنیا و مافیہا سے دل نہ لگا یہ چیزیں دل لگانے کی نہیں ہیں ارے اگر دل لگانا ہے تو باوفا سے دل لگا۔ محبت کرنی ہے تو کسی ایسی ہستی سے محبت کر جو تیرے لیے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے محبوبوں سے محبت کر کہ جن کی محبت پائیدار بھی ہے اور مفید ہی مفید ہے ان کی محبت میں نقصان کا شائبہ تک نہیں رب کائنات نے اپنے لافانی اور مقدس کلام مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

اے محبوب آپ فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تجھے محبوب بنا لے گا۔

☆......☆......☆

(۹) اَخِلاَّءٌ اِذَا سْتَغْنَیْتُ عَنْھُمْ وَاَعْدَاءٌ اِذَا نَزَلَ الْبَلَآءُ

☆اَخِلاَّءٌ۔ دوست، سچا دوست یا رصادق، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب مگر یہاں عام دوست مراد ہیں☆اَعْدَاءٌ۔ عَدُو کی جمع بمعنی دشمن☆نَزَلَ۔ نازل ہوتی ہے، اترتی ہے، آتی ہے

جب تک مجھے ان کی محبت کی ضرورت نہیں رہتی (اور مجھ سے ان کی ضروریات پوری ہونے کی انہیں ضرورت محسوس ہوتی ہے) اس وقت تک تو وہ میرے دوست بنے رہتے ہیں۔

اور جب مجھ پہ کوئی مصیبت آ جائے تو وہی تمام تعلقات اور محبت کے دعوے کرنے کے باوجود میرا ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ نہ صرف تعلقات توڑ دیتے ہیں بلکہ الٹا دشمن بن جاتے ہیں۔ ایسی محبتوں کا کیا فائدہ؟ جو دکھوں کے راج کے وقت ساتھ چھوڑ جائیں۔

دنیا مطلب دی:

دنیا میں ہر شخص ایک خاص نقطہ نظر سے دیکھتا اور سوچتا ہے۔ جس کا نقطہ نظر اسلام کے تابع ہوتا ہے وہ اپنی سوچ میں مگن رہتا ہے ہمہ وقت حق تعالیٰ کی عبادت اور مخلوق خدا کی مدد میں مگن رہتا ہے ہمہ وقت اس کی سوچوں اور فکروں کا محور و مرکز مدنی تاجدار، احمد مختار ﷺ کی ذات وصفات اور حق تعالیٰ کا قرب ہوتا ہے وہ ہمیشہ وقت اسی رنگ میں رنگے رہتے ہیں وہ دنیا و مافیہا سے کوسوں دور بھاگتے ہیں۔ حق تعالیٰ انہیں خاص انعامات سے نوازتا ہے حتیٰ کہ ان کے لیے دنیا اور آخرت میں بشارت ربانی واضح الفاظ میں قرآن مجید میں موجود ہے کہ:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

دنیا دار اپنے مقاصد اور مطالب کو مدنظر رکھتے ہیں۔ اپنا مطلب نکالنے کے لیے اولاد والدین کے گلے پہ چھری چلانے سے بھی گریز نہیں کرتی والدین اولاد سے بیزار ہوتے ہیں۔ اس دنیا میں ہر انسان اپنے ہی مطلب کا پجاری نظر آتا ہے۔ مطلب ابھی باقی ہے تو گدھے کو بھی باپ کہنے میں عزت تصور کرتے ہیں مطلب نکل گیا تو باپ کو بھی نہیں جانتے۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے منسوب اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ جب تک میرے دوستوں کو مجھ سے امیدیں وابستہ رہتی ہیں۔ میرے دوست رہتے ہیں مطلب نکل گیا ہے تو جانتے نہیں کے مصداق جب مطلب نہ رہا دوستی بھی ختم بلکہ بعض بڑے دشمن وہی ثابت ہوتے ہیں ایسے دوستوں کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ ایسے دوستوں سے دوری اختیار کرنی چاہیے۔

☆......☆......☆

(۹) وَاِنْ غُيِّبْتُ عَنْ اَحَدٍ قَلَانِيْ وَعَاقَبَنِيْ بِمَا فِيْهِ اكْتِفَاءُ

☆غُيِّبْتُ۔ میں نظر سے ہٹ جاتا ہوں، نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہوں یعنی میں نظر نہیں آتا ☆قَلَانِيْ۔ مجھ سے دشمنی کرنے لگتے ہیں ☆اکْتِفَاءُ۔ کافی، بہت زیادہ

مطلب:

ان کی نظروں سے میں اوجھل ہو جاتا ہوں تو وہی میرے سامنے دوستی کا دم بھرنے والے دشمنی پہ اتر آتے ہیں اور مجھے بے حد تکلیف پہنچاتے ہیں۔

میرے متعلق ان کا رویہ کہ میرے سامنے تو جی حضوری اور پیٹھ پیچھے دشمنی پہ اتر آنا مجھے بے حد تکلیف دیتا ہے۔ کسی شاعر نے ایسوں کو متنبہ کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ

دو رنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا
یا سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

منافق کے لیے اسی لیے کھلے کافر سے بھی زیادہ سزا بیان کی گئی ہے۔
سورۃ البقرہ کے شروع میں کفار کے متعلق صرف اور صرف دو آیات نازل جبکہ منافقین کی مذمت میں ۱۳ آیات نازل فرمائیں۔ واضح ہوا کہ ظاہری دشمن کے مقابلے میں منافق قسم کا دشمن زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ اسی لیے یہاں بھی بیان ہوا ہے کہ:

فائدہ:

ایسے یار ماروں سے بچنا چاہیے۔ کیونکہ ایسے یار مار انسان کے لیے زیادہ خطرناک ثابت ہوتے ہیں۔ غالباً حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب بیان فرمایا ہے کہ:

دنیا تے جو کم نہ آوے اوکھے سوکھے ویلے
ایسے بے فیض سنگی کولوں چنگے یار اکیلے

ابو احمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

بیلی بیلی تے ہر کوئی آکھے۔ سچا بیلی کوئی ہوندا
جان نذرانہ جو کوئی دھردا سچا بیلی سوئی ہوندا
اج کل دی یاری اکثر خواری توں چنگا رہسی بچ جا
نیڑے نہ جاویں تباہ ہو جاسیں ایہنا کولوں بچ جا

☆......☆......☆

(۱۲) اِذَامَارَأْسُ اَهْلِ الْبَيْتِ وَلّٰى بَدَالَهُمْ مِّنَ النَّاسِ الْجَفَاءُ

☆رَأسُ۔ سردار ☆اَهْلِ الْبَيْتِ۔ گھر والا ☆وَلّٰى۔ از تولیہ، پیٹھ پھرنا مراد اس دنیا سے منہ پھیرنا یعنی فوت ہو جاتا ☆ جُفَآءُ۔ زیادتی ظلم

مطلب:

جب گھر کا سردار اس جہان فانی سے کوچ کر جاتا ہے یعنی فوت ہو جاتا ہے۔ تو لوگ اس کے اہل خانہ پہ ظلم اور زیادتیاں کرتے ہیں۔

فائدہ:

اس شعر میں بھی حقیقت آشکارا کی گئی ہے کہ عام لوگوں کا وطیرہ یہی ہے اگر حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد کے احوال پہ نظر دوڑائیں۔ واقعہ کربلا کو اپنے تصور میں لائیں تو اس شعر کی صداقت کے مناظر گواہی دیں گے اور آج کل کے احوال پہ ذرا سا بھی غور کریں گے تو حقیقت واضح ہو جائے گی۔
جب تک کوئی کرتا دھرتا ہوتا ہے اسی وقت تک سبھی دوست احباب قربان ہو ہو جاتے ہیں۔ عزیز و اقارب بھی اپنا بنتے ہیں اپنائیت جتاتے رہتے ہیں۔ عزت و احترام بھی کرتے ہیں۔ رشتہ داری اور تعلقات کا احساس بھی کرتے ہیں۔ مگر خاندان کا سربراہ کہ جس کے باعث یہ سب کچھ تھا وہ اس جہان فانی سے چلا جاتا ہے یعنی فوت ہو جاتا ہے تو عزیز و اقارب بھی ہیں چلتے بنتے

اور منہ پھیر جاتے ہیں پھر کوئی نہیں جانتا بھی انجان بن جاتے ہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اکثر دشمنی کی انتہا پہ پہنچ جاتے ہیں۔

☆......☆......☆

بے وفا عورتوں کی مذمت

دَعْ ذِكْرَ هُنَّ فَمَا لَهُنَّ وَفَآءٌ ۔۔۔ رِيْحُ الصَّبَا وَعُهُوْدُهُنَّ سَوَآءٌ

يَكْسِرْنَ قَلْبَكَ ثُمَّ لَا يَجْبُرْنَهٗ ۔۔۔ وَقُلُوْبُهُنَّ مِنَ الْوَفَآءِ خَلَآءٌ

☆وَفَآءٌ۔ وفا، پورا کرنا، نباہ، ساتھ دینا، خیر خواہی، نمک حلالی، ابستگی، عقیدت مندی ☆رِيْحُ الصَّبَا۔ بادِ صبا، صبح کی ٹھنڈی ہوا جو شمال مشرق کی طرف سے آتی ہے۔ بہشتی ہوا، نسیم، پروا ہوا ☆عُهُوْد۔ وعدے ☆سَوَآءٌ۔ برابر ☆يَكْسِرْنَ۔ توڑتی ہیں ☆قُلُوْبُهُنَّ۔ ان کے دل ☆خَلَآءٌ۔ خالی

مطلب:

ان (بے وفا عورتوں) کو یاد نہ کر کیونکہ انہیں یاد کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ان میں وفا نہیں۔ بادِ صبا یعنی صبح کی ٹھنڈی ہوا جو شمال مشرق کی طرف سے آتی ہے اور ان بے وفا عورتوں کے وعدے دونوں کی حالت یکساں ہے۔ کیونکہ بادِ صبا بھی وہی چند گھڑیاں رہتی ہے اور بے وفا عورتیں بھی جلد نگاہیں پھیر جاتی ہیں۔ کیونکہ وہ ایک کے ساتھ گزارہ نہیں کرسکتیں اس لیے وہ تمہارے دل توڑتی ہیں اس کے بعد وہ تمہاری طرف دیکھتی بھی نہیں ہیں اور نہ ہی ہمدردی کے دو بول زبان سے ادا کر کے تمہارے دل کو جوڑتی ہیں اسی حالت میں تجھے چھوڑ کر چلتی بنتی ہیں۔ کیونکہ ان دلوں میں وفاداری نہیں ہوتی ان کے دل وفاداری سے خالی ہوتے ہیں۔

کیونکہ وہ کسی ایک کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتیں۔ بے وفا عورتیں تمہارے دلوں کو توڑتی تو ہیں پھر ان شکستہ دلوں کو اسی حالت میں رہنے دیتی ہیں یعنی پھر ان ٹوٹے دلوں کو جوڑتی بھی نہیں ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے دل وفا سے خالی ہوتے ہیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ایسی بے وفا عورتوں سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا اس لیے ایسی بے وفا عورتوں کا خیال دل سے نکال دو۔ ان سے وفا کی امید رکھنا ہی بے وقوفی کے سوا کچھ نہیں۔ جو اپنوں سے وفا نہیں کرتی۔ اپنوں سے بے وفائی کر کے ہی غیروں سے رابطہ کرتی ہیں۔ جو اپنوں سے وفا نہیں کرسکتیں کہ جن کے ساتھ وہ وابستہ رہیں۔ اپنے والدین سے وفا نہ کی۔ جنہوں نے ساری زندگی خود تکالیف برداشت کر کے انہیں پالا پوسا۔ بہن بھائیوں سے وفا نہ کی جنہوں نے ہر دکھ سکھ میں ساتھ دیا اپنے خاوندوں سے وفا نہ کی جنہوں نے اپنے گھر کا مالک بنا دیا ایسی بے وفا عورتوں سے وفا کی امید رکھنا ہی بے وقوفی ہے۔

حکایت:

ایک شخص ایک عورت پہ فدا ہو گیا قربت بڑھتی گئی ایک وقت ایسا آیا کہ وہ عورت اس خاوند کے ساتھ بھاگ جانے کے لیے تیار ہو گئی۔ وقت مقرر ہو گیا وہ عورت زیورات وغیرہ لے کر آ گئی تو اس آدمی کے ساتھ چلی تھوڑا ہی سفر طے ہوا تھا کہ مرد کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میرے ساتھ اس کا تعلق چند دن پہلے تو اس نے اپنے ماں باپ بھائی بہنوں اور دیگر عزیز و اقارب چھوڑ کر آ گئی

میرے ساتھ جا رہی ہے۔ اپنے والدین، بہن بھائیوں اور عزیز واقارب سے بے وفائی کر کے میرے ساتھ جا رہی ہے اور اگر خدانخواستہ کسی اور سے تعلقات اس کے قائم ہو گئے اور مجھے بھی چھوڑ گئی تو کیا ہو گا قسمت بھلی تھی کہ دل سے صدا پیدا ہوئی کہ اس طرح کسی اور کے ساتھ چلی جائے گی۔ جن لوگوں کے ساتھ اس نے اتنا عرصہ گزارا جن لوگوں نے خود تکالیف برداشت کیں اور اسے سہولیات بہم پہنچائیں۔ یہ جب ان سے بے وفائی کر آئی میرے ساتھ یہ کب وفا کر سکتی ہے۔ فوراً ہی اسے ساتھ لے جانے سے انکار کر دیا۔

☆......☆......☆

روزی تلاش کرنا

(۹) وَمَا طَلَبُ الْمَعِيْشَةِ بِالتَّمَنِّيْ ۔ وَلٰكِنْ اَلْقِ دَلْوَكَ فِي الدِّلَاءِ

تَجِئْكَ بِمَلْاِهَا يَوْمًا وَّ يَوْمًا ۔ تَجِئْكَ بِحَمْأَةٍ وَّ قَلِيْلِ مَآءٍ

☆وَمَا طَلَبُ۔ اور تلاش نہیں ہوتی اور طلب نہیں ہوتی ☆معیشۃ۔ معاش، زندگی، زندگانی، زیست، حیات، عیش، روز گار، روزی، مراد روزگار ☆بِالتَّمَنِّیْ۔ محض تمنا سے ☆دَلْوَكَ۔ اپنا ڈول ☆فِي الدِّلَاءِ۔ ڈول ڈالنے والوں کے ساتھ ☆ تَجِئْكَ۔ تیرے پاس آئے گا، تمہارے پاس آئے گا

مطلب:

روزی صرف تمنا کرنے سے ہی حاصل نہیں ہو جایا کرتی بلکہ اس سلسلے میں یعنی روزی حاصل کرنے کے لیے تم بھی ڈول ڈالنے والوں یعنی محنت کے ذریعے روزی حاصل کرنے والوں کے ساتھ مل کر تم بھی ڈول ڈالو یعنی تم بھی محنت کر کے روزی کماؤ۔ روزی تلاش کرو۔ روزی تجھے حاصل ہو گی یعنی ایسی پاکیزہ روزی ظاہری و باطنی امراض دور کرنے کا اہم ذریعہ ہے اسی لیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال کمائی کے فضائل بیان فرمائے ہیں۔

وہ ڈول کبھی تو تمہارے پاس بھرا ہوا آئے گا یعنی محنت کا پھل تجھے بھرپور حاصل ہو گا۔ وسیع روزی حاصل ہو گی اور کبھی تھوڑا سا پانی اور پانی کے ساتھ کیچڑ بھی آئے گا۔ یعنی روزی کے حصول کے لیے محنت سخت کرنا پڑے گی مگر اس کے بدلے روزی کم حاصل ہو گی۔ حاصل وہی ہو گا جو نصیبوں میں ہو گا۔ محنت لازم ہے۔

محنت میں عظمت:

اس کلام میں محنت بیان کی گئی ہے کہ محنت کرنے والوں کے ساتھ مل کر تو بھی حلال ذرائع اپناتے ہوئے روزی حاصل کرنے کی کوشش کر۔ ایسی کوشش رائیگاں نہیں جاتی۔ بلکہ خوب زندگی لاتی ہے۔ محنت میں عظمت حلال روزی کے فضائل جائز اور حلال ذرائع اپنانے کے لیے رب کائنات کے احکام کو مدنظر رکھا جائے۔

حدیث شریف:

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہ

رزق حلال کمانے والا اللہ کا دوست ہے

رزق حلال کے لیے کوشش:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دست سوال دراز کرنے سے بچنے کے لیے۔اور اور اہل وعیال کی کفالت نیز پڑوسیوں سے حسن سلوک کے لیے رزق حلال حاصل کرتا ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے یوں اٹھائے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند ہوگا اور جو شخص خزانہ بنانے اور دوسروں پر فوقیت جتانے کی غرض سے حلال رزق کماتا ہے قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ سے یوں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا۔

عبادت کے نو حصے حلال کمائی میں ہیں:

حضرت ثابت بنانی فرماتے ہیں کہ عافیت کی دس اقسام ہیں جن میں سے نو حصے تو خاموشی میں ہیں اور ایک عزلت نشینی میں ہے اسی طرح عبادت کے بھی دس حصے ہیں جن میں سے نو حصے حلال کی کمائی میں ہیں اور ایک وہ عبادت میں ہے۔

(تنبیہ الغافلین حصہ دوم)

کھیتی باڑی کرنے اور پودے لگانے کی فضیلت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے پودا لگایا یا کھیتی باڑی کی تا کہ اس سے انسان، جانور، پرندے یا چرندے کھائیں تو یہ اس کے لیے صدقہ ہو جاتا ہے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ اگر قیامت قائم ہو جائے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں پودا ہو اور اس میں اتنی قوت ہو کہ وہ اٹھنے سے پہلے اسے لگا سکتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ (پودا) لگا کر ہی اٹھے۔(تنبیہ الغافلین حصہ دوم ص ۱۷۳)

فائدہ:

مختصر یہ کہ محنت میں عظمت ہے محنت کی عظمت سے کسی کو بھی انکار نہیں انسان کا کام ہے محنت کرتا رہے محنت سے انسان جسمانی طور پر بھی تندرست وتوانا رہتا ہے اور روحانی طور پر بھی مسائل کا شکار نہیں ہوتا۔محنت میں بے شمار ظاہری، باطنی، جسمانی، روحانی، دنیوی اور اخروی فوائد پائے جاتے ہیں۔جو کچھ قسمت میں ہوتا ہے مل جاتا ہے۔

☆......☆......☆

شکوہ شکایت کی ممانعت

(۱) وَکَمْ سَاعٍ لِیُثْرِیَ لَمْ یَنَلْہُ ‏ وَاٰخَرُ مَا سَعٰی لَحِقَ الثَّرَآءُ

☆لِیُثْرِیْ۔ مال و دولت کے لیے☆لَمْ تَنَلْهُ۔ اسے نہیں پاتے☆لَحِقَ الثَّرَآءُ۔ بہت سی دولت حاصل کر لی☆

سَاعٍ۔ کوشش کرنے والا

مطلب:

کافی لوگ ایسے ہیں جو دولت کو حاصل کرنے کے متمنی بہت ہوتے ہیں مگر وہ حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ دولت حاصل کرنے کی کوشش بھی نہیں کی مگر دولت حاصل کر لی۔ کئی ایسے لوگ ہوتے ہیں جو ڈھیروں دولت حاصل کرنا چاہتے ہیں (اس سلسلے میں دن رات ایک کر دیتے ہیں مگر اس کے باوجود وہ دولت کے ڈھیر) حاصل نہیں کر سکتے اور کئی ایسے لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے دولت حاصل کرنے کی کوشش ہی نہیں کی مگر اس کے باوجود دولت انہیں حاصل ہو گئی۔ انہوں نے دولت پا لی۔ کیونکہ جو کچھ حاصل ہونا ہوتا ہے وہ رب کائنات اس جہان فانی میں حاضر ہونے سے پہلے ہی مقدر میں لکھ دیتا ہے اور وہ کچھ اسے حاصل ہو جاتا ہے۔ محنت ضروری کرنی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہاتھ پاؤں، آنکھیں وغیرہ جسمانی اعضاء مناسب طریقہ سے استعمال کرنے کے لیے دیئے ہیں پس محنت کے بے شمار فوائد ہیں۔ مگر محض دولت کے حصول کے لیے ناجائز ذرائع اختیار کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں بلکہ سراسر زیاں ہے محنت سے ہی رزق حلال حاصل ہوتا ہے۔ کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ یعنی کسب حلال کے ذریعے کمانے والا اللہ کا دوست ہے۔

☆......☆......☆

(۲) وَسَاعٍ یَّجْمَعُ الْاَمْوَالَ جَمْعًا لِیُوْرِثَهٗ اَعَادِیَهٗ سِقَاءُ

☆یَجْمَعُ۔ جمع کرتے ہیں☆جَمْعًا۔ جمع کرنا☆لِیُوْرِثَهٗ۔ تاکہ وارث بنا دے☆اَعَادِیَهٗ۔ اس کے دشمنوں کو☆

شِقَآءُ۔ بدبخت

مطلب:

کافی ایسے لوگ ہیں جو خوب کوشش کر کے اور خوب محنت کر کے دولت جمع کرتے ہیں تاکہ وہ اپنے حصے کی بدبختی اپنے سر سے ٹال کر اپنے مخالفوں اور دشمنوں کو بدبختی کا وارث بنا دیں۔ کئی محنتی (دن رات ایک کر کے) اپنی محنت کے ذریعے مال و دولت اکٹھی کرتے ہیں تاکہ ان کی بدبختی اس کے دشمنوں کو اس کا وارث بنا دے حقیقت بھی یہی ہے یہ دولت بذات خود انسان کی دشمن ہے اسی دولت اور مال کی وجہ سے چوریاں اور ڈکیتیاں ہوتی ہے راہ گیروں کو لوٹنے والے اسی دولت کے حصول کے لیے لوٹ مار کرتے ہیں۔ طاقتور کمزور کو اسی کے حصول کے لیے مارتا ہے۔ اسی کے حصول کے لیے بعض اوقات اولاد والدین کو قتل کر دیتی ہے اور بعض اوقات والدین اولاد کے درپہ آزار ہوتے ہیں۔ وہی اولاد اور عزیز و اقارب جو دنیا کے پجاری ہو کر اس کے دشمن بن جاتے ہیں جن کے پاس دولت ہوتی ہے۔ آئے دن ایسی خبریں سننے میں آتی رہتی ہیں۔

حکایت:

کہتے ہیں کہ رات کا وقت تھا کہ شام کے بعد جب اندھیرا چھا جاتا ہے ایک شخص اپنے گھر جا رہا تھا۔ راستے میں پیچھے ڈاکو لگ گئے۔ اس نے سوچا میرا گاؤں نزدیک ہے میں ذرا ذرا جلدی چلتا ہوا۔ ان سے نکل جاؤں گا ڈاکوؤں نے پیچھے سے پکار کر

روکنے کا حکم دیا مگر وہ اور جلدی قدم اٹھانے لگا۔ ڈاکو سمجھے کہ ذرا موٹی سامی معلوم ہوتی ہے جب انہوں نے دیکھا کہ یہ ہاتھوں سے جا رہا ہے انہوں نے دوڑ کر پکڑ لیا۔ ہاتھاپائی شروع ہوگئی۔ ناچار ڈاکوؤں میں سے ایک نے گولی چلا دی۔ وہ شخص مر گیا جب تلاشی لی تو جیب سے صرف پانچ روپے کا نوٹ نکلا۔ مرنے والا تو مر گیا اور مارنے والے بھی افسوس کرنے لگے۔

وارثوں کے لیے دولت اکٹھی کرنا:

اکثر لوگ جمع کی ہوئی پونجی سے فائدہ نہ خود اٹھاتے ہیں اور نہ کسی کو اس سے فائدہ اٹھانے دیتے ہیں۔ بلکہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اس جہان فانی سے چلتے بنتے ہیں۔ اس دولت کے خزانے کا انہیں کیا فائدہ اب وہی لوگ جو زندگی میں بعض اوقات دشمن ہوتے ہیں اس دولت کے وارث بنتے ہیں۔ مخالفین اور دشمنوں کا چھوڑی ہوئی دولت کا وارث بن جانا ان کی بدنصیبی ہے بدبختی ہے کہ محنت و مشقت زندگی بھر وہ اٹھاتے رہے ان کی بدنصیبی اور بدبختی نے اپنا رنگ دکھایا کہ زندگی میں جو مخالف تھے وہی اس کے وارث بنے ہیں اپنا وہی کچھ ہوتا ہے جو انسان کھا جاتا ہے یا کپڑے کی حالت میں پہن جاتا ہے یا فی سبیل اللہ خرچ کر جاتا ہے اور جو کچھ بچ جاتا ہے اس کے لیے اس سے بڑھ کر کیا عذاب ہوگا کہ زندگی بھر جو دشمنی پہ تلے رہے بعد از مرگ وہی اس کے وارث بنے۔

سعادت و شقاوت:

مگر اس شعر میں ان لوگوں کا تذکرہ اور ایسی دولت کا تذکرہ ہے کہ جو شقاوت قلبی کا باعث ہوتی ہے کیونکہ ایسی دولت اکثر کمائی بھی ایسے ہی طریقوں سے جاتی ہے اور اسے خرچ کے سلسلے میں بھی اکثر ایسے ہی طریقے اپنائے جاتے ہیں۔ مگر اس کے برعکس جو لوگ حق تعالیٰ اور رسول اللہ کے بتائے ہوئے طریقوں کو اپناتے ہوئے دولت کماتے ہیں اور خرچ کے سلسلے میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا مدنظر رکھتے ہیں ان کی دولت بھی اچھی ہوتی ہے بے شمار سعادتوں کا باعث بنتی ہے اور ایسے شخص کے وارث بھی اچھے ہوتے ہیں۔

☆......☆......☆

دو گروہ

(۳) وَمَا سِيَّانِ ذُوْخَبْرٍ بَصِيْرٌ وَّاٰخَرُ جَاهِلٌ لَيْسَا سَوَآءً

☆بَصِيْرٌ۔ روشن ضمیر، بصارت رکھنے والا، سمجھ بوجھ رکھنے والا ☆سَوَآءٌ۔ برابر ☆جَاهِلٌ۔ (ع۔صف) ان پڑھ، ناخواندہ، اجڈ، بداخلاق، بےادب، گستاخ، نادان، اناڑی، ناواقف، بےخبر، انجان۔

مطلب:

ایک تجربہ کار، روشن ضمیر انسان اور دوسرا جاہل یہ دونوں ایک جیسے نہیں ہو سکتے کیونکہ تجربہ کار اور روشن ضمیر نے اپنے تجربہ اور روشن ضمیری کے باعث اپنے بگڑے کام بھی سنوار لیتے ہیں جبکہ جاہل نے اپنی جہالت کی بنا پر اپنے بنے بنائے کام بھی بگاڑ لیتے ہیں۔

عظمت اولیاء و انبیاء:

تجربہ کار اور روشن ضمیر انسان کی مثال عام لوگوں کی نسبت اولیائے کرام اور انبیائے کرام کی ہے اور جہالت میں مبتلا لوگ جاہل کی مانند ہوتے ہیں۔ کہ محبوبان بارگاہ حق تجربہ کاری، روشن ضمیری اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہمہ وقت مشغولیت کی بنا پر اپنے بگڑے ہوئے کام بھی سنوارنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں جبکہ عام جہالت میں مبتلا لوگ اپنے بنے بنائے کام خراب کر لیتے ہیں اس لیے اولیاء کرام اور عام لوگ ایک جیسے نہیں اولیاء کرام اور انبیاء کرام سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے انہیں دنیا میں بھی اپنے انعامات سے نوازتا ہے قبر و حشر میں بھی انعامات سے نوازے گا اور قیامت کے دن انہیں خصوصی عنایات سے نوازے گا بلکہ ان کے باعث بے شمار گنہگاروں کی بھی بخشش فرما دے گا۔ محبوبان بارگاہ حق کی دعاؤں کے باعث گنہگاروں کی بخشش ہوتی ہے۔ اسی لیے حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہ سے دعائیں منگوانے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا: آپ کی حیات مبارکہ اور فضائل و مناقب کے سلسلے میں الفقیر القادری ابو احمد غلام حسن اویسی کی تصنیف لطیف فیضان اویس قرنی کا مطالعہ کیجیے۔ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی شان عطا فرمائی۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مناقب کتب احادیث میں بھی موجود ہیں درج ذیل چند احادیث بیان کی جاتی ہیں۔

فائدہ:

کسی مسلمان کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اپنے آپ کو جاہل کہے کیونکہ جاہل جہالت سے ہے اور جہالت کفر و شرک کی حالت پہ اکثر بولا جاتا ہے۔ اس سے وہ لوگ ضرور توجہ سے فرمائیں جو مسلمان بھی ہوتے ہیں۔

لوگوں میں حضرت علامہ وغیرہ کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں اور اپنے دینی علم کی نمائش کرتے کرتے بھی نہیں تھکتے اور کبھی کبھی نا سمجھی میں لفظ جاہل اپنے لیے بھی بول دیا کرتے ہیں۔

ابو جہل کو اس وقت ابو الحکم کے لقب سے کفار یاد کیا کرتے تھے مگر اپنی جہالت کی بناء پر ابو جہل کہا جانے لگا اور انشاء اللہ تا قیامت اس کا یہ نام مشہور و معروف رہے گا۔ اس کے اصل نام سے کوئی کوئی واقف ہے۔ نیز یہاں یہ حقیقت بھی جان لینی چاہیے کہ اکثر لوگوں کی زبان سے سننے میں آتا ہے کہ ابو جہل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ہے ایسا ہرگز نہیں ابو جہل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ہرگز نہیں کیونکہ اس کا نام عمرو بن ہشام ہے اور ہشام حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کا نام نہیں بلکہ آپ کے دادا کا نام تو عبد المطلب ہے۔ آپ کے دادا کا اسم گرامی عبد المطلب ہے تو واضح ہوا کہ ابو جہل یعنی عمرو بن ہشام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ہرگز نہیں۔ ایسا کہنا بد قسمتی کی سعی کرنے کے مترادف ہے حق تعالیٰ حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ والوں کی شان:

یہ اللہ والوں کی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اولیاء کرام اور انبیاء کرام بگڑے ہوئے کام بھی اپنی فہم و فراست سے کام لیتے ہوئے بنا لیتے ہیں، بگڑے کام سنور جاتے ہیں، ہم اہل سنت و جماعت اسی لیے محبوبان بارگاہ حق کا قرب تلاش کرتے ہیں کہ ان کے باعث اللہ تعالیٰ خصوصی مہربانی فرماتے ہوئے اپنے انعامات سے نوازتا ہے جبکہ جہلاء بنے بنائے کام اپنی بے وقوفی کی وجہ سے خراب کر بیٹھتے ہیں اسی لیے جہلاء اور اللہ والوں کے بہروپ میں جہلاء یعنی ہر قسم کے جہلاء سے دوری اختیار کرنی چاہیے۔ کیونکہ

ایسوں کا قرب اچھے بھلوں کو بھی لے ڈوبتا ہے۔ واضح ہوا کہ محبوبان بارگاہ حق اور جہلاء ایک جیسے نہیں۔ جب عام جہلاء اور اولیاء کرام برابر نہیں تو مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم سے برابری کے دعویداروں کے بے بنیاد دعوؤں کی کیا حقیقت کیا خوب کہا جاتا ہے کہ کیا پدی کیا پدی کا شوربا۔

جہلاء کو راہِ راست پہ لانے کی کوشش کرنا اوران کی نحوست سے بچنے کی سعی کرنا اولیاء کرام کا طریقہ ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر اولیائے کرام نے دنیاداروں کی مجالس اور محافل سے دوری اختیار کی بلکہ جہلاء سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی۔ اولیاء کرام میں سے اکثر دنیا اور دنیاداری کے امور سے اپنے آپ کو بچانے کی بہت کوشش کی حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ صرف دنیاداروں کی نظروں سے بچنے کے لیے ہی کبھی کہیں کبھی کہیں بسیرا کیا بالآخر موجودہ پاکپتن شریف جو اس وقت اجاڑ بیابان علاقہ تھا تفصیلات کے لیے الفقیر القادری ابواحمد کی تصانیف حیات الفرید) فیضان الفرید میں ملاحظہ فرمایئے۔ اوراسی طرح حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی ساری زندگی دنیا اور دنیاداروں سے دوری اختیار کی تفصیلات کے لیے ہماری تصانیف (ملفوظات حضرت اویس قرنی، فیضان حضرت اویس قرنی اور ہماری ہر ترتیب کتاب حیات حضرت اویس قرنی) کا مطالعہ کیجیے۔

محبوبان بارگاہ حق کی زیارت کرنا اوران سے دعائیں منگوانا دعا کی قبولیت کے اسباب میں سے اہم سبب ہے۔

محبوبانِ بارگاہِ حق سے دعا کرانا:

عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ خَیْرَ التَّابِعِیْنَ رَجُلٌ یُّقَالُ لَہٗ فَیَسْتَغْفِرْلَکُمْ۔

(صحیح مسلم شریف کتاب الفضائل)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے بہتر تابعین ایک شخص ہے جس کو اویس کہتے ہیں۔ اس کی ایک ماں ہے اوراس کو ایک سفیدی تھی تم اس سے کہنا کہ تمہارے لیے دعا کرے۔

شان اویس قرنیؓ:

عَنْ اُسَیْرِ ابْنِ جَابِرٍ قَالَ کَانَ عُمَرَ ابْنُ الْخَطَّابِ اِذَآ اَتٰی عَلَیْہِ اَمْدَادُ اَھْلِ الْیَمَنِ سَأَلَھُمْ اَفِیْکُمْ اُوَیْسُ بْنُ عَامِرٍ حَتّٰی اَتٰی عَلٰی اُوَیْسٍ۔

اسیر بن جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جب یمن سے مدد کے لوگ آئے (یعنی وہ لوگ جو ہر ملک سے اسلام کے لشکروں کی مدد کے لیے آتے ہیں جہاد کرنے کے لیے) تو آپ ان سے پوچھتے کہ تم میں اویس بن عامر بھی کوئی شخص ہے؟ یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود اویس کے پاس آئے۔

فَقَالَ اَنْتَ اُوَیْسُ ابْنُ عَامِرٍ۔

پس پوچھا کیا تمہارا نام اویس بن عامر ہے؟

قَالَ نَعَمْ۔

انہوں نے کہا۔ ہاں

قَالَ مِنْ مُّرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرْنٍ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم قبیلہ مراد سے ہو پھر قرن سے۔

قَالَ نَعَمْ۔

حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہاں۔

قَالَ فَكَانَ بِكَ بَرَصٌ فَبَرِئْتَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعِ دِرْهَمٍ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم کو برص تھا وہ اچھا ہو گیا مگر درہم برابر باقی ہے۔

قَالَ نَعَمْ۔

انہوں نے جواب دیا: ہاں۔

قَالَ لَكَ وَالِدَةٌ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تمہاری ماں ہے؟

قَالَ نَعَمْ۔

حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہاں

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ يَاْتِىْ عَلَيْكُمْ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَّعَ اَمْدَادِ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُّرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرْنٍ كَانَ بِهٖ بَرَصٌ فَبَرأَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعِ دِرْهَمٍ لَّهٗ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ فَاسْتَغْفِرْ لِىْ فَاسْتَغْفِرَ لَهٗ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے تمہارے پاس اویس بن عامر آوے گا یمن والوں کی کمکی فوج کے ساتھ۔ وہ مراد قبیلہ کا ہے جو شاخ ہے قرن کی اس کو برص تھا وہ اچھا ہو گیا مگر درہم برابر باقی ہے۔ اس کی ایک ماں ہے اس کا یہ حال ہے کہ اگر خدا کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو خدا اس کو سچا کرے۔ پھر اگر تجھ سے ہو سکے دعا کرانا اس سے تو دعا کرا۔ اپنے لیے تو دعا کرو میرے لیے اویس نے حضرت عمر کے لیے دعا کی بخشش کی۔

فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ اَيْنَ تُرِيْدُ۔

حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ان سے پوچھا: تم کہاں جانا چاہتے ہو؟

قَالَ الْكُوْفَةَ

انہوں نے کہا: کوفہ میں

قَالَ اَلَا اَكْتُبُ لَكَ اِلٰى عَامِلِهَا۔

حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا میں ایک خط تم کو لکھ دوں کوفہ کے حاکم کے نام۔

قَالَ اَكُوْنُ فِيْ غَبْرَآءِ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيَّ۔

انہوں نے کہا مجھے خاکساروں میں رہنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔

قَالَ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبَلِ حَجَّ رَجُلٌ مِّنْ اَشْرَافِهِمْ فَوَافَقَ عُمَرَ فَسَأَ عَنْ اُوَيْسٍ۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جب دوسرا سال آیا تو ایک شخص نے کوفہ کے رئیسوں میں سے حج کیا وہ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ملا حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اس سے (حضرت) اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا حال پوچھا۔

قَالَ تَرَكْتُهٗ رَثَّ الْبَيْتِ قَلِيْلَ الْمَتَاعِ۔

اس نے کہا: میں نے اویس کو اس حال میں چھوڑا کہ ان کے گھر میں اسباب کم تھا اور وہ تنگ تھے (خرچ سے)

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَاْتِيْ عَلَيْكُمْ اُوَيْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ اَمْدَادٍ مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ مُّرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرْنٍ كَانَ بِهٖ بَرَصٌ فَبَرَأَ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْهَمٍ لَهٗ وَالِدَةٌ بِهَا بَرٌّ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَ بَرَّهٗ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ۔

حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا آپ فرماتے تھے اویس بن عامر تمہارے پاس آئے گا یمن والوں کے امدادی لشکر کے ساتھ۔ وہ مراد میں سے ہے پھر قرن میں سے۔ اس کو برص تھا وہ اچھا ہو گیا صرف درہم برابر باقی ہے۔ اس کی ایک ماں ہے جس کے ساتھ وہ نیکی کرتا ہے۔ اگر اللہ پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اس کو سچا کرے پھر اگر تجھ سے ہو سکے کہ وہ دعا کرے تیرے لیے تو دعا کرا اس سے۔

فَاَتٰى اُوَيْسًا۔

پس وہ شخص یہ سن کر (حضرت) اویس (قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس آیا

فَقَالَ اسْتَغْفِرْلِيْ

پس اس نے کہا میرے لیے دعا کیجیے۔

قَالَ اَنْتَ اَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ فَاسْتَغْفِرْلِيْ۔

حضرت اویس (قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا تو ابھی نیک سفر کرکے آرہا ہے (یعنی حج سے) میرے لیے دعا کر۔

قَالَ اَسْتَغْفِرْلِیْ

اس شخص نے عرض کیا میرے لیے دعا کرو۔

قَالَ اَنْتَ اَحْدَثُ عَهْدًا بِسَفَرٍ صَالِحٍ فَاسْتَغْفِرْلِیْ

حضرت اویس (قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ تو ابھی نیک سفر کرکے آرہا ہے (یعنی حج سے) اس لیے میرے لیے دعا کر۔

قَالَ لَقِيْتَ عُمَرَ

(حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر) پوچھا: تو حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ملا

قَالَ نَعَمْ

وہ شخص بولا: ہاں ملا

فَاسْتَغْفَرَ لَهٗ فَفَطِنَ لَهُ النَّاسُ فَانْطَلَقَ عَلٰى وَجْهِهٖ

پس حضرت اویس (قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے دعا کی۔ اس وقت لوگ (حضرت) اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا درجہ سمجھے۔ وہ وہاں سے سیدھے چلے۔

قَالَ اُسَيْرٌ وَكِسْوَتُهٗ بُرْدَةٌ فَكَانَ كُلَّمَا رَاٰهُ اِنْسَانٌ۔

اسیر نے کہا ان کا لباس ایک چادر اتھا جب کوئی آدمی ان کو دیکھتا تو کہتا اویس کے پاس یہ چادرا کہاں سے آیا۔

ایک اور حدیث

فَقَالَ عُمَرُ هَلْ هٰهُنَا اَحَدٌ مِنَ الْقَرْشِ نَيِّيْنَ فَجَآءَ ذَاكَ الرَّجُلُ فَقَالَ عُمَرُ اِنَّ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْقَالَ اِنَّ رَجُلاً يَّاْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمِيْنَ يُقَالُ لَهٗ اُوَيْسٌ لَاَّ يَدَعُ بِالْيَمَنِ۔

غَيْرَ اُمٍ لَّهٗ قَدْكَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَدَعَا اللّٰهَ فَاَذْهَبَهٗ عَنْهُ اِلاَّ مَوْضِعَ الدِّيْنَا رِ اَوِالدِّرْهَمِ فَمَنْ لَّقِيَهٗ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْطِرْ لَكُمْ

(مسلم شریف کتاب الفضائل)

اسیر بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کوفہ کے لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ان میں سے ایک شخص تھا جو اویس سے ٹھٹھا کیا کرتا (کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ اولیاء اللہ میں سے ہیں اور اویس اپنا حال چھپاتے تھے نووی نے کہا عارفوں کا یہی طریقہ ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا قرن کا بھی کوئی آدمی ہے۔ وہ شخص آیا تب حضرت عمر نے کہا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس ایک شخص آئے گا یمن سے اس کا نام اویس ہے اور وہ یمن میں کسی کو نہ چھوڑے گا (اپنے عزیزوں میں سے) سوا اپنی ماں کے اس کو (برص کی) سفیدی ہوگئی تھی تو اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اللہ نے دور کر دی وہ سفیدی اس کے بدن سے مگر ایک دینار یا درم برابر باقی ہے۔ جو کوئی تم میں سے اس کو ملے تو اپنے لیے دعا کراوے اس سے۔

فوائد احادیث:

ان احادیث میں بے شمار فوائد بیان ہوئے ہیں ان میں سے چند فوائد ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے متعلق چونکہ چنانچہ کی بحث کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا کہ اس نام کا کوئی شخص نہیں ہوا یہ بالکل ہی غلط ہے کیونکہ مدنی تاجدار سے بڑھ کر علم والا انکار کرنے والوں میں کوئی نہیں آپ کا فرمان ذیشان ہی دلیل کے طور پر کافی ہے۔

(۲) بزرگانِ دین سے ٹھٹھا مخول نہیں کرنا چاہیے بلکہ نہایت ادب واحترام اور تعظیم سے پیش آنا چاہیے۔

(۳) اولیاء اللہ کے متعلق عامیانہ اور بازاری زبان استعمال کرنا سمجھداروں کا شیوہ نہیں۔

(۴) اولیائے کرام کو ٹھٹھا مخول کرنا بے خبروں، بے علموں اور جہلاء کا شیوہ ہے۔

(۵) اپنا حال چھپانا عارفین کا دستور ہے۔

(۶) محض زبانی کلامی جمع خرچ کے ذریعے عارفین کی صف میں شامل ہونے کی کوشش کرنے والے اپنے قول کے لحاظ سے فعل اور حقیقت کے لحاظ سے جھوٹے ہوتے ہیں۔

(۷) اولیائے کرام کی زیارت اور ملاقات کرنے کے لیے پوچھ گچھ کرنا اور کوشش کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بالخصوص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سنت مبارکہ ہے۔

(۸) بلکہ دیگر احادیث سے ثابت ہے کہ اولیائے کرام کی زیارت و ملاقات کرنے کے لیے طویل سفر کرنا حضرت عمر اور حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہما کا طریقہ مقدس ہے۔

(۹) اس حدیث مبارکہ اور دیگر ان حدیث مبارکہ سے مدنی تاجدار کے علوم غیبیہ کی جو بہار نظر آ رہی ہے اس سے ایمان والوں کو سرور قلب حاصل ہوتا ہے۔

(۱۰) معلوم ہوا کہ مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ کے متعلق اہلسنت و جماعت کا جو عقیدہ ہے وہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہے جیسا کہ اس حدیث مبارکہ سے بھی اہلسنت کا اس سلسلے میں عقیدہ اظہر من الشمس ہے۔ محض ضد اور ہٹ دھرمی اچھی نہیں۔

(۱۱) واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ اولیائے کرام کی دعائیں قبول فرماتا ہے۔ جیسے اولیائے کرام عرض کرتے ہیں حق تعالیٰ اسی طرح کر دیتا ہے۔ ابواحمد غلام حسن اویسی نے عرض کیا۔

سنڈا اے اللہ ولیاں دی سرکار دی دعا دا کیا کہنا
ایہہ حال اے خدمت گار دا سرکار دی شان دا کیا کہنا

([illegible])

(۱۲) اولیائے کرام رحمتہ اللہ علیہ اجمعین سے دعائیں کرانا اور مدنی تاجدار ﷺ کے فرمان ذیشان سے ثابت ہے۔ اسی لیے اہلسنت اولیائے کرام سے دعائیں کراتے ہیں تاکہ مدنی تاجدار ﷺ کے فرمان ذیشان پہ عمل ہو جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ الحمد للہ اسی طرح اہلسنت و جماعت کے عقائد و معمولات قرآن و سنت سے اخذ کیے ہوئے ہیں۔ کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو یہ اس کی سمجھ کا قصور ہے۔

الحمد للہ مدنی تاجدار، احمد مختار ﷺ کی تاریخ ولادت مقدسہ کی نسبت سے ۱۲ فوائد پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے حق تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات مبارکہ آپ کے ملفوظات، آپ کے وصایا مبارک اور سلسلہ اویسیہ کے متعلق تفصیلات اور ملفوظات و وصایا مبارک کی بہترین شرح کے سلسلے میں ہماری تصنیف لطیف فیضان اویس قرنی اور آپ کے ملفوظات پہ مبنی ملفوظات اویس قرنی کا مطالعہ ان شاءاللہ مفید ثابت ہوگا۔

☆......☆......☆

وَمَنْ یَّسْتَعْتَبِ الْحَدْثَانَ یَوْمًا ۔ یَکُنْ ذَاکَ الْعِتَابُ لَہٗ عِنَآء
وَیُزْرِیْ بِالْفَتَی الْاِعْدَامُ حَتّٰی ۔ مَتٰی یُصِبِ الْمَقَالَ یَقُلْ اَسَآءَ

☆حَدْثَانَ۔ حوادث زمانہ ☆عِتَابُ۔ مصیبت، ملامت، غصہ، قہر، ناراضگی ☆یُصِیب۔ از اصابتہ از صولب بمعنی ٹھیک اور درست بات کہنا ☆یُقُلْ۔ اسے کہا جاتا ہے ☆اَسَآءَ۔ برا کیا۔

(۴) حوادثات زمانے سے جو کوئی رضا تلاش کرنے کی کوشش کرے گا اس کے لیے وہی حوادثات زمانہ سے حاصل ہونے والی خوشی ہی مصیبت بن جائے گی۔

(۵) غربت اچھے بھلے انسان پہ دھبہ لگا دیتی ہے کہ لوگ کسی قسم کا عیب نہ ہونے کے باوجود ہزاروں کیڑے نکالتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر وہ صحیح بات بھی کہہ دے تو اسے بھی کہہ دیا جاتا ہے کہ اس نے ٹھیک نہیں کیا بلکہ برا کیا ہے۔ درست بات بھی برائی کے زمرے میں شمار کی جاتی ہے۔

مطلب:

حوادثاتِ زمانہ سے رضا کی تلاش:

بعض لوگوں کا نظریہ اور سوچ یہ ہوتی ہے کہ حوادثات زمانہ کو خوش کرنے سے انسان بے شمار فوائد حاصل کر سکتا ہے اور حوادثات زمانہ کے خلاف انسان کو کوئی بات نہیں کرنی چاہیے کیونکہ یہ انسان کے لیے بے شمار آلام و مصائب کا سبب بن سکتا ہے۔

یہ سوچ بالکل ہی غلط ہے یہ نظریہ سراسر خلاف عقل بھی ہے اور خلاف قیاس بھی کیونکہ یہ سب کچھ تو ختم ہونے والا ہے ختم ہو جانے والوں کو راضی کر کے کیا حاصل کرے گا۔ بلکہ ماسوا اللہ سب کچھ ہی فانی ہے اور فنا ہو جانا۔ اسے دوام حاصل نہیں اس لیے اس کے سبب کچھ حاصل نہ ہوگا بلکہ تیرا یہی فعل مصیبت ثابت ہوگا۔ اگر مصائب و آلام سے نجات حاصل کرنے کا متمنی ہے تو حوادثاتِ زمانہ کی رضا تلاش کرنے کی بجائے اس خالق و مالک کی رضا تلاش کر جو حوادثات زمانہ کا خالق و مالک ہے کہ جس کی رضا کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ حوادثات زمانہ کی رضا تلاش کرنے کی سعی تو تجھے لے ڈوبے گی۔ کہیں کا نہ چھوڑے گی۔ کامیابی تو خالق

کائنات کی رضا چاہنے میں ہے اس لیے حوادثات زمانہ کی رضا ترک کر کے رب کائنات کی رضا کا متلاشی بن۔ کیونکہ دنیا کو کوئی شخص بھی راضی نہیں کر سکتا بلکہ دنیا اور دنیا والے تو اکثر دشمن بن جاتے ہیں۔

شرح ۵:

غریب انسان کے لیے عیب بن جاتی ہے۔ ایسا عیب کہ جس سے نجات حاصل کرنا انتہائی دشوار ہو جاتا۔ غریب انسان پہ اعتماد بھی کوئی نہیں کرتا۔ غربت مارے کو ہر کوئی بری نظر سے دیکھتا ہے۔ غریب کو اکثر ذلیل کیا جاتا ہے اس کا جائز حق بھی اسے نہیں دیا جاتا بلکہ انکار کیا جاتا ہے۔ لوگوں کی محفل میں بیٹھا ہو تو بلا وجہ ہی اس میں سے کیڑے نکالے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ کوئی صحیح بات بھی کہہ دے تو اس کی درست بات کو بھی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جاتا ہے بلکہ اس کے بولنے کو برا سمجھا جاتا ہے۔ اس کی درست بات بھی قابل تسلیم نہیں سمجھی جاتی ہے۔ بلکہ برائی تصور کی جاتی ہے۔

☆......☆......☆

مردہ دل

(۶) لَيْسَ مَنْ مَّاتَ فَاسْتَرَاحَ بِمَيْتٍ ۔۔۔ اِنَّمَا الْمَيْتُ مَيِّتُ الْاَحْيَآءِ

☆مَاتَ۔ مر گیا ☆فَاسْتَرَاحَ۔ آرام سے ہے ☆اَحْيَآءِ۔ زندوں

مطلب:

جو شخص فوت ہو گیا اور اس جہان فانی سے رخصت ہونے کے باوجود وہ پھر بھی آرام وسکون میں ہے وہ مردہ نہیں (بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ مردہ نہیں بلکہ زندہ ہے) بے شک مردہ تو حقیقت میں وہ ہے جو (بظاہر تو) زندوں میں ہے لیکن مردہ دل ہے یعنی مردہ دراصل وہ ہے جس کا دل مردہ ہو چکا ہے۔

فائدہ:

اس شعر سے واضح ہوا کہ جو مرنے کے بعد بھی آرام وسکون میں ہے وہ مردہ نہیں بلکہ حقیقت میں وہ زندہ ہے اور جو اس دنیا میں بظاہر چل پھر رہا ہے مگر اس کا دل حق کی یاد سے غافل ہے تو اس کا دل مردہ ہے اور مردہ دل ہی دراصل مردہ ہے خواہ وہ اس زمین پر چلتا پھرتا بھی نظر آئے۔ بولتا ہوا سنائی بھی دے۔ دنیا والے اسے زندہ سمجھیں تو سمجھتے رہیں حقیقتاً وہ مردہ ہے۔

حقیقت میں مردہ وہ ہے جو دل کا مردہ ہے جبکہ جو راہِ مولا میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے والا ہے وہ مردہ نہیں بلکہ زندہ ہے کما قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید فرقان الحمید۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝

ترجمہ: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ (پ۲ سورۃ البقرہ ۱۵۴) ہاں تمہیں خبر نہیں (کنز الایمان)

معلوم ہوا کہ رب کائنات نے بھی اس امر کی گواہی دے دی ہے کہ راہ مولا میں شہید ہونے والا لوگوں کی نظروں میں خواہ

بجھ بھی ہو مگر رب کائنات کے نزدیک وہ مردہ نہیں بلکہ زندہ ہے۔

فائدہ:

موت کے بعد ہی اللہ تعالیٰ شہداء کو حیات عطا فرماتا ہے ان کی ارواح پر رزق پیش کیے جاتے ہیں انہیں راحتیں دی جاتی ہیں ان کے عمل جاری رہتے ہیں اجر و ثواب بڑھتا رہتا ہے حدیث شریف ہے اس کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں جنت کی سیر کرتی اور وہاں کے میوے اور نعمتیں کھاتی ہیں۔

مسئلہ: اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندوں کو قبر میں جنتی نعمتیں ملتی ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

فائدہ:

اسی لیے اہلسنت و جماعت کا عقیدہ محبوبانِ بارگاہِ حق کے متعلق یہ ہے کہ:

کون کہتا ہے کہ ولی مر گئے
قید سے چھوٹے اپنے گھر گئے

دل کی موت:

دل کی موت ہی اصل میں موت ہے کیونکہ دل کی موت والے انسان بظاہر بے شک دنیا والوں کی نظروں کے سامنے چلتے پھرتے ہیں مگر حقیقتاً وہ مردہ ہوتے ہیں کیونکہ حق تعالیٰ سے غفلت ہی حقیقت میں موت ہے مردہ دل حق تعالیٰ سے غفلت میں ہوتا ہے اس لیے دل کی موت انسان کی دنیا و آخرت کی تباہی کا سبب ہے اس لیے دل کی موت ہی مردہ ہونے کا باعث ہے خواہ دنیا میں وہ زندہ ہی ہو اور جو شخص حق تعالیٰ کی یاد میں ہمہ وقت مشغول رہنے والا ہوتا ہے اس کی موت بھی اسے حق تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں کر سکتی اس لیے اسے مردہ نہیں کہا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ شہید بظاہر دنیا والوں کی نظروں کے سامنے فوت ہو گیا اپنی جان راہِ حق میں بطور نذرانہ پیش کر دی اس کے باوجود رب کائنات کا ارشاد ہوا کہ خبردار اسے مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہے تمہیں اتنا شعور حاصل نہیں کہ تم ان کی زندگی کی حقیقت سمجھ سکو۔

☆.....☆.....☆

دنیا کو طلاق دینے کا حکم

(۸) طَلِّقِ الدُّنْيَا ثَلٰثاً وَّاطْلُبَنْ زَوْجاً سِوَاهَا إِنَّهَا زَوْجَةُ سُوْءٍ لَا تُبَالِيْ مَنْ اَتَاهَا
وَاِذَا نَالَتْ مُنَاهَا مِنْهُ وَلَّتْهُ قَفَاهَا

☆طَلِّقِ الدُّنْيَا۔ دنیا کو طلاق دے دو☆وَاطْلُبَنْ۔ اور تلاش کر☆زَوْجًا۔ بیوی عورت☆سِوَاهَا۔ اس کے علاوہ کوئی اور☆سُوْءٍ۔ بری☆مَنْ اَتَاهَا۔ کون اس کے پاس آتا ہے☆وَلَّتْهُ۔ پیٹھ پھیر لی

مطلب:

دنیا کو تین طلاقیں دے دیجیے دنیا کے علاوہ کوئی اور بیوی تلاش کیجیے۔ کیونکہ دنیا ایسی بری اور گندی بیوی ہے کہ اسے ایسی پرواہ بالکل نہیں کہ اس کے پاس کون آتا ہے یعنی دنیا ہرجائی ہے جہاں مطلب حاصل ہوا اور پھر اس سے پیٹھ پھیر لیتی ہے۔

حقیقت دنیا:

دنیا کی حقیقت بیان کرتے ہوئے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ:

کجھ نہ بجھے ، کجھ نہ سجھے دنیا گجھی بھاہ
سائیں میرے چنگا کیتا ، تاں بچھی و نجاہا

(فیضان الفرید)

دنیا ایک ایسی پوشیدہ آگ کی مانند ہے اس کی حقیقت کی سمجھ نہیں آتی کہ نہ تو یہ بظاہر نظر آتی ہے اور نہ ہی اس کی حقیقت سمجھ آتی ہے کہ یہ کیا چیز ہے؟ دنیا ایک پوشیدہ آگ ہے اس آگ سے بچنا نہایت مشکل کام ہے میرے مالک، میرے مولا نے بڑا اچھا کیا کہ اس سمجھ نہ آنے والی پوشیدہ آگ سے مجھے بچا لیا ورنہ میں اس سے نہ بچ سکتا جیسے دوسرے دنیا دار دنیا کی آگ میں جل رہے ہیں میں بھی انہیں کی طرح اس آگ میں جلتا رہتا تباہ و برباد ہو جاتا۔ دنیا ایک ایسی پوشیدہ آگ ہے جو بظاہر تو دیکھنے میں نظر نہیں آتی مگر بندے کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیتی ہے اس دنیا میں مگن ہونے سے رجحان اللہ تعالیٰ کی طرف ہونے کی بجائے شیطانی امور کی طرف ہو جاتا ہے روحانیت میں ترقی کی بجائے تنزلی شروع ہو جاتی ہے بظاہر نیک اعمال صالح معلوم ہوتے ہیں مگر ریاکاری کی نظر ہو کر راکھ کا ڈھیر بن جاتے ہیں۔

دنیا خوبصورت:

دنیا بظاہر بڑی خوبصورت ہے اس کی دل کشی پورے عروج پر ہے اس کی خوبصورتی دیکھ کر اسی میں دل لگا لینا قطعاً مناسب نہیں جب تک اس دنیا کی حقیقت سے آشنائی نہ حاصل کر لی جائے۔

دنیا مثل سانپ:

دنیا کو مثل سانپ سمجھئے۔ مثلاً سانپ کو دیکھیے بظاہر کتنا خوبصورت نظر آتا ہے ظاہری خوبصورتی کے باوجود ہم اس سے بچنے کی کوشش کیوں کرتے ہیں؟ محض اس لیے کہ سانپ کی خوبصورتی کا قرب حاصل کرتے کرتے ہم اپنی جان سے ہاتھ دھو سکتے ہیں کیونکہ بظاہر تو سانپ بڑا خوبصورت نظر آ رہا ہے مگر حقیقتاً بڑا زہریلا ہے۔ اس کا معمولی سا ڈسنا ہمارے لیے نقصان دہ ہے ہمیں زندگی سے ہاتھ دھونا پڑے گا محض ظاہری خوبصورتی انسان کو حقیقت سے آشنا نہیں کر سکتی بعض اوقات انسان اس کی دلفریبی میں آ کر دھوکہ کھا جاتا ہے جو کہ نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔

دوسری مثال:

دیکھیے! بظاہر آگ کا انگارہ کتنا خوبصورت ہے دہکتا انگارہ خوبصورتی کے لحاظ سے بڑا خوبصورت ہے مگر اس کا ظاہری قرب انسان کو جلا دیتا ہے اگر ہم اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اسے اپنے ہاتھوں میں اٹھا لیں اور اس سے کھیلنا شروع کر دیں تو یہ ہمیں

جلا دے گا جیسے ہم اس کے ساتھ پیار کریں گے حالانکہ بظاہر اسے بھی پیار کے جواب میں پیار ہی کرنا چاہیے اگر ہم اس آگ کے انگارہ کے ساتھ کھیلیں تو اس انگارے کو بھی چاہیے کہ محض کھیل کی حد تک ہی رہے مگر نہیں کبھی اس آگ کے انگارہ سے کھیلتے ہوئے اسے اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر دیکھیے اپنی خوبصورتی کے باوجود جونہی ہمارے ہاتھوں سے مس کرے گا فوراً ہمارے ہاتھوں جلائے گا کیونکہ اس کی فطرت جلانا ہے اس نے اپنی فطرت پہ ہی عمل کرنا ہے اس نے جلانا ہی ہے اس نے یہ نہیں دیکھنا کہ آپ تو اس کے ساتھ کھیلنا چاہتے ہیں یا آپ تو اس کے ساتھ دوستانہ بڑھانا چاہتے ہیں اس کا تمہارے ساتھ دوستانہ یہی ہے کہ وہ تجھے جلائے گا بظاہر خوبصورت نظر آنے والا انگارہ حقیقت کے لحاظ سے نقصان کا سبب بن سکتا ہے ہاں ذرا دور رہ کر ایک حد کے دوران رہتے ہوئے اسی سے فائدہ حاصل کرنا چاہے گا تو تیرے لیے کھانا پکانے کا سبب بھی بن سکتا ہے پانی گرم کرنے کا سبب بھی بن سکتا ہے چائے پکانے کے کام بھی آ سکتا ہے اسی طرح آگ سے ہزاروں فوائد حاصل کیے جا سکتے ہیں مگر زیادہ قرب نقصان کا سبب بن سکتا ہے۔

(خلاصہ از فیضان الفرید شرح دیوان بابا فرید ص ۶۹)

فائدہ:

یہی حال دنیا کا ہے۔

حدیث شریف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ

دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔

(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

دنیا کی حیثیت:

حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَوْ کَانَتِ الدُّنْیَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ مَاسَقٰی کَافِرًا مِّنْھَا شَرْبَۃً

اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو اس میں سے کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔

(رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

دنیا ملعون:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلَا اِنَّ الدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ وَمَلْعُوْنٌ مَافِیْھَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ وَمَا وَالَاہُ وَ عَالِمٌ اَوْمُتَعَلِّمٌ۔

(رواہ الترمذی وابن ماجہ ومشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

ہوشیار رہو دنیا لعنتی چیز ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ لعنتی ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور سوائے اس کے جواب کے

قریب کردے اور عالم کے اور طالب علم کے۔

فائدہ:

اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو علمائے کرام اور دینی علوم کو حاصل کرنے والے طلبہ کے خلاف زبان چلاتے رہنے کو اپنا فرض تصور کرتے ہیں۔

دنیا سے محبت کا نقصان:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کیا کوئی ایسا شخص ہے جو پانی پر چلے اور اس کے پاؤں نہ بھیگیں؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ نہیں یارسول اللہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یونہی دنیادار گناہوں سے محفوظ نہیں رہتا۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الفرقان)

دنیا سے محبت کا نتیجہ:

جو دنیا سے محبت کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچا لیتا ہے اور جو اپنی آخرت سے محبت رکھتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچا لیتا ہے تو باقی کو فناہ ہونے والی پر اختیار کرو۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الرقاق)

کلام باھو:

دنیا کی حقیقت بیان کرتے ہوئے سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب بیان فرمایا ہے کہ:

دین تے دنیا سکیاں بھیناں ، تینوں عقل نہیں سمجھیندا ہُو
دونویں اکس نکاح وچ آون ، تینوں شرع نہیں فرمیندا ہُو

جویں اگ تے پانی تھاں اکے وچ واسا نہیں کریندا ہُو
دو ہیں جہانیں مٹھا باہو جیہڑا دعویٰ کوڑا کریندا ہُو

(ابیات باہو ص ۳۱۹ شرح از پروفیسر سلطان الطاف علی)

☆......☆......☆

دنیوی محبت اخروی ندامت کا سبب

(۹) يَا عَاشِقَ الدُّنْيَا لِغَيْرِكَ وَجْهُهَا وَلَتَنْدُمَنَّ اِذَآ اَرَتْكَ قَفَاهَا

☆لِغَيْرِكَ۔ تجھ سے دوسرے کی طرف ☆وَجْهُهَا۔ اس کا چہرہ اس کا رخ ☆قَفَاهَا۔ اس کی پیٹھ ☆لَتَنْدُمَنَّ۔ تم یقیناً شرمندہ ہوگے۔

مطلب:

اے دنیا کے عاشق! (ذرا غور تو کرلے) اس کا رجحان تو کسی دوسرے کی طرف ہے یقیناً تو اس وقت شرمسار ہوگا جب وہ تجھے پیٹھ دکھائے گی (مگر اس وقت کو ہوش مندی تجھے کوئی فائدہ نہ دے گی۔ اس لیے ابھی وقت ہے سنبھلنے کی کوشش کرلے۔)

فائدہ:

دنیا بے وفا ہے اس سے وفا کی توقع کرنا فضول ہے یہ تو ہرجائی ہے آج تیرے پاس ہے کل کسی اور کے پاس ہوگی۔ جس کے پاس ہوگی اس کی ہوگی۔ تیری ہے جب یہ تیرے پاس ہے جب تجھ سے دور ہوئی تیری طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھے گی۔ پھر اسی کی ہوگی جس کے پاس ہوگی ابواحمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

زن زر تے زمین تے تیرا مر منا فضول ہے — ایہناں پیچھے مرن والا بندہ نا معقول ہے
ایہہ کسے دے یارئیں بن دے نہ ہی توں بیلی بن — ہرجائی پن سمجھ ایہناں دا جے مرد با اصول ہے

دنیا کا رجحان:

اس شعر کا مطلب یہ ہوا کہ اے دنیا کے طالب! جب تک تو دنیا کا عاشق رہے گا دنیا تیری نہیں بنے گی کیونکہ تو تو دنیا پہ مر مٹ گیا ہے دنیا کی خاطر اپنی آن کا بھی خیال نہ رکھا، اپنی شان بھی داؤ پہ لگادی، اپنے مقام کا بھی لحاظ نہ رکھا کہ جیسے بھی ممکن ہو دنیا کی دیوی رام ہو جائے مگر اسے تو کیسے رام کرنے میں کامیاب ہوسکتا ہے کہ اس کا تو رجحان ہی دوسری طرف ہے تو اس کی خاطر اپنا تن من دھن کا بھی خیال نہیں کرتا، اپنا ہمہ وقت کا سکون بھی برباد کیے ہوئے ہے ذلیل ورسوا بھی ہورہا ہے۔ ہر طرف سے دھکے بھی کھا رہا ہے ایک طرح سے اپنی ذات کا دشمن بن گیا ہے اور یہ دنیا پھر بھی دوسروں کی طرف رجحان کیے ہوئے ہے بلاشبہ یہ تجھے شرمسار کرے گی تو اسے چاہتے ہوئے اپنا سب کچھ داؤ پہ لگادے گا اور یہ تجھے پیٹھ دکھا جائے گی۔ وہ وقت آنے سے پہلے سنبھل جا۔

لفظ عشق کی حقیقت:

یہاں لفظ عاشق بیان ہوا ہے ساتھ ہی دنیا بیان کرکے واضح کیا گیا ہے کہ تنہا لفظ عاشق کے معانی برے نہیں ہیں۔ اس لفظ کا اچھے معنوں میں بھی استعمال ہوسکتا ہے۔ اس لیے خواہ مخواہ کی کھینچا تانی کرکے محاذ قائم کرلینا اچھا کام نہیں۔ اس سلسلے میں تحقیق مقصود ہے تو مجدد دور حاضر فیض ملت، فقیہہ ملت شیخ القرآن والتفسیر حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی کی تصنیف لطیف شرح درود تاج کا مطالبہ کیجیے۔ حضرت علامہ فیض ملت کے فیضان سے اس سلسلے میں تحقیق الفقیر القادری ابواحمد غلام حسن اویسی نے (فیضان الفرید) میں بھی بیان کی ہے۔

فیضان الفرید شرح دیوان بابا فرید میں بڑا بہترین مضمون پیش کرنے کی سعی کی ہے۔

☆......☆......☆

دنیا فانی ہے

(۱) تَحَرَّزْ مِنَ الدُّنْیَا فَاِنَّ فَنَائَھَا مَحَلُّ فَنَآءٍ لَا مَحَلُّ بَقَآءٍ

(۲) فَصَفْوَتُھَا مَمْزُوْجَۃٌ بِکُدُوْرَۃٍ وَرَاحَتُھَا مَقْرُوْنَۃٌ بِعَنَآءٍ

☆تَحَرَّزْ۔ پرہیز کرو، بچو☆مَحَلَّ فَنَآءٍ۔فنا ہونے کی جگہ☆بَقَآء۔ہمیشگی، دوام، پائداری باقی رہنا زندہ رہنا

☆فَنَاء۔نیستی، موت، ہلاکت، بربادی، نابود، نیست اصطلاح تصوف میں حدوث اور قدوم کے فرق کا دور کرنا۔

☆صَفْوَتُھَا۔اس کی صاف چیز☆مَمْزُوْجَۃٌ۔ملی ہوتی ہے۔☆ بِکُدُوْرَۃٍ۔گدلا پن سے☆رَاحَتُھَا۔اس کی راحت، اس کی آسائش، اس کے سکون☆مَقْرُوْنَۃ۔قریب کی گئی، نزدیک کی گئی، پاس یعنی میں

مطلب:

اے دنیا سے بچنے کی کوشش کرو کیونکہ دنیا فانی ہے فنا ہونے کی جگہ ہے۔اس کا صحن یعنی اس کا قرب بھی فنا کا مقام ہے اس کا سامنا بھی مقام فنا ہے یعنی اس کا قرب ہر لحاظ سے فنا ہی فنا ہے۔

بقا کا محل نہیں اس لیے اس کے دھوکے میں نہ آجانا

مطلب:

پس اس کی صاف ستھری چیز بھی حقیقتاً صاف ستھری نہیں ہے بلکہ اس میں بھی میل اور کدورت ملی ہوئی ہے۔اس کی آسائش جو تجھے آسائش ہی آسائش معلوم ہو رہی ہے۔یہ بھی حقیقتاً آسائش نہیں ہے بلکہ اس کی آسائش میں بھی تکلیف کی ملاوٹ ہے۔

دنیا فانی:

رب کائنات نے ارشاد فرمایا ہے۔

کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ ۝ صلے وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ ۝ ج فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝ ط

(پ ۲۷۔سورۃ رحمٰن ۲۶۔۲۷)

ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔کچھ بھی نہ بچے گا۔آسمان کی بلندیاں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائیں گی۔زمین اور زمین میں موجود ہر شے ریزہ ریزہ ہو جائے گی۔حالانکہ پہاڑوں کی سختی کو مثال کی حیثیت سے بیان کیا جاتا ہے۔جبکہ پہاڑوں کا جو حال عنقریب ہونے والا ہے اس کے متعلق رب کائنات کا ارشاد گرامی ہے کہ:

اَلْقَارِعَۃُ ۝ لا مَا الْقَارِعَۃُ ۝ ج وَمَآ اَدْرٰکَ مَاالْقَارِعَۃُ ۝ ط یَوْمَ یَکُوْنُ النَّاسُ کَالْفَرَاشِ

الْمَبْثُوْثِ ۙ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝

(پ ۳۰، سورۃ قارعہ)

دل دہلانے والی کیا وہ دہلانے والی۔ جس دن آدمی ہوں گے جیسے پھیلے پتنگے اور پہاڑ ہوں گے جیسے دھنکی روئی۔

(کنزالایمان)

فائدہ:

معلوم ہوا کہ سب کچھ فنا ہونے والا ہے اور فنا ہو جائے گا اس لیے دنیا اور دنیا کی ہر شے چونکہ فانی ہے۔ دنیا مقام فنا ہے بقا کا مقام نہیں اس کا قرب بھی فنا ہے کیونکہ فانی کا قرب بھی فنا ہوتا ہے اسی لیے فانی کے باعث خالق کائنات سے دوری کیوں کی جائے۔ اس دنیا کی بعض چیزوں کو دیکھ کر انسان سوچتا ہے کہ یہ چیز بہت خوبصورت اور صاف وشفاف ہے حالانکہ بظاہر خوبصورت اور صاف وشفاف نظر آنے والی بعض چیزیں اصلیت کے لحاظ سے ویسی ہی صاف وشفاف نہیں ہوتیں بلکہ میل اور کدورت سے بھری ہوئی ہوتی ہیں ان کی خوبصورتی اور شفافیت کے دھوکے میں نہ آجانا۔ دیکھیے سانپ کتنا خوبصورت چمکتا دمکتا ہار نظر آتا ہے مگر جو اسے اپنے گلے میں ڈالے تو اس کا کیا حشر ہوگا؟ انگارے بڑے خوبصورت نظر آتے ہیں مگر ان کی خوبصورتی سے متاثر ہو کر اگر کوئی انہیں ہاتھوں میں اٹھالے یا اپنی جیب میں ڈالنے کی کوشش کرے تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔

دنیا وچہ حسن دے چمکارے نظر جیہڑے آوندے نے
دوروں دوروں ویکھیاں دل نوں بڑے بھاوندے نے
ویکھن جد حقیقت اوہناں دی پھر پچھتاندے نے
ابو احمد اویسی دنیا فانی سچ بزرگ فرماوندے نے

(ابواحمد اویسی)

آسائش میں تکلیف کی ملاوٹ:

اس دنیا کی آسائش میں بھی تکلیف کی ملاوٹ ہے بندہ نہ سمجھے تو یہ اس کی ناسمجھی کا قصور اور عقل کا فتور ہے مثلاً چوری کرنے سے چند گھنٹوں میں ہزاروں، لاکھوں کا سامان حاصل ہو جاتا ہے مگر دنیا میں بدنامی، قانون کے ہاتھوں سزا اور کچھ نہ ہوا تو آخرت میں اللہ تعالیٰ کا عذاب۔ اسی طرح رشوت کے ذریعے حاصل کردہ مال کتنی آسانی سے حاصل ہو جاتا ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی (اَلرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ كِلَاهُمَا فِي النَّار) اسی طرح دیگر بظاہر دنیوی آسانیوں میں جو مشکلات ہیں ان کا ادراک کیجیے اور حقیقت سمجھنے کی کوشش کیجیے اسی میں بھلائی ہے۔

☆......☆......☆

دنیوی تکالیف پہ اظہار برداشت کی فضیلت

(۱) هِيَ حَالَانِ شِدَّةٌ وَّرُخَاءٌ ۔ وَ سِجَالَانِ نِعْمَةٌ وَّ بَلَاءٌ

(۲) وَالْفَتَى الْحَاذِقُ الْاَدِيْبُ اِذَامَا ۔ خَانَهُ الدَّهْرُ لَمْ يَخُنْهُ عَزَآءٌ

(۳) اِنْ اَلَمَّتْ مُلِمَّةٌ بِيْ فَاِنِّيْ ۔ فِي الْمُلِمَّاتِ صَخْرَةٌ صَمَّاءٌ

(۴) عَالِمًا بِالْبَلَاءِ عِلْمًا بِاَنْ ۔ لَيْسَ يَدُوْمُ النَّعِيْمُ وَالَّا وَآءٌ

☆حَالَانِ۔حال سے تثنیہ کا صیغہ دو حالتیں ☆شِدَّةٌ۔سختی ☆رُخَاءٌ۔نرمی ☆سِجَالَانِ۔دو ڈول ☆بَلَاءٌ۔مصیبت ☆فَتٰی۔جوان آدمی، دلیر، شجاع مراد، کامل ☆حَاذِق۔دانا، کامل، اپنے فن میں ماہر، استاد، تجربہ کار عموماً طبیب کی صفت کے طور پر استعمال ہوتا ہے مگر یہاں بمعنی ہوشیار زمانہ کی صفت کی حیثیت سے یہ لفظ بیان ہوا ہے ☆اَدِیْب۔ادب سکھانے والا، اتالیق، علم وادب جاننے والا زبان دان مگر یہاں ادیب از ادب۔ادب بمعنی ہوشیار۔
☆اَلَمَّتْ۔ازالمام بمعنی نازل ہونا، یعنی مصیبت نازل ہوتی ہے ☆صَخْرَةٌ۔پہاڑ ☆صَمَّاءُ۔سخت
☆عَالِمًا۔خوب واقف ہوں ☆نَعِیْمُ۔اسائش، نعمت، مال، نیکی پہنچ، رسائی وغیرہ مگر یہاں آسائش، آسانی قرار ہے۔

مطلب:

سختی اور نرمی دو حالتیں ہیں۔اسی طرح نعمت اور مصیبت بھی دو ڈول ہیں۔
یعنی سختی اور نرمی دو جدا جدا حالتیں ہیں اور یہ دونوں حالتیں ایک دوسری کی متضاد ہیں یا سختی ہوگی یا نرمی ہوگی۔ جب سختی ہوگی تو یہ یاد رکھیے کہ سختی نے ہمیشہ نہیں رہنا۔ایک نہ ایک دن سختی ختم ہو جائے گی اور نرمی آئے گی اسی طرح سختی کے ایام آ جائیں تو گھبرا نہ جانا کیونکہ سختی نے ایک دن ختم ہو جانا ہے سختی کی جگہ نرمی نے آ جانا ہے۔سختی کے ایام میں نرمی کی امید رکھو۔سختی دیکھ کر گھبرا نہ جانا۔
ابو احمد غلام حسن اویسی نے عرض کیا ہے۔

سختی میں گھبرانا نہیں ، اس نے ختم ہو جانا ہے
جاتے ہی اس کے نرمی نے آ جانا ہے
نرمی نے جب آنا ہے تو سختی سے گھبرانا کیا
آندھیاں جتنی بھی چلیں سب نے ختم ہو جانا ہے

مطلب:

جب کامل اور ہوشیار جوان آدمی سے بھی زمانہ (یعنی دنیا والے) خیانت کرے تو پھر بھی صبر اس کے ساتھ خیانت نہیں کرتا۔یہاں زمانہ سے مراد اس دنیا میں بسنے والے دنیا دار قسم کے لوگ ہیں۔

فائدہ:

اس شعر میں صبر کی فضیلت بیان کی گئی ہے بیان فرمایا گیا ہے کہ دنیا اور دنیا داروں کی بے وفائی ضرب المثل کی حیثیت رکھتی ہے۔ مگر صبر کا اپنا خاص مقام ہے۔ دنیا اور دنیا والے اپنے فن کا جتنا بھی مظاہرہ کر لیں مگر صبر کے فوائد و ثمرات مسلم ہیں۔ صبر کسی کے ساتھ بھی خیانت نہیں کرتا۔ جب کامل اور ہوشیار آدمی سے دنیا والے اپنے دنیوی رنگ ڈھنگ کے ساتھ پیش آتے ہیں تکلیف کا سبب بنتے ہیں دغا بازی، دھوکہ دہی اور لالچ کے شکار ہو کر تکالیف کا موجب بنتے ہیں کوئی بھی ساتھ نہیں رہتا تو جن کی دوستی صبر کے ساتھ ہوتی ہے صبر ان سے اپنی دوستی ہر حال میں نبھاتا ہے۔ صبر ساتھ نہیں چھوڑ جاتا اور نہ ہی خیانت کرتا ہے بلکہ اجر کا سبب بنتا ہے۔ صبر ہی سہارا دیتا ہے صبر کے باعث اجر و ثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ صبر کے باعث صبر کرنے والا ڈگمگانے کی بجائے استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے راہ حق میں آنے والی تمام تکالیف کا سامنا کرتے ہوئے دنیا و آخرت میں کامیاب ہوتا ہے۔

صبر باعث اجر:

بعض اوقات دنیا میں دکھ، تکالیف اور مصائب آلام کا آنا خالق و مالک کی طرف سے بطور آزمائش بھی ہوتا ہے۔ اگر مصائب و آلام پہنچیں تو ہمیں صبر و استقلال کا دامن تھامتے ہوئے کسی بھی آزمائش کے وقت بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس آزمائش میں فیل نہیں ہونا چاہیے بلکہ صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے کامیاب ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔ بہر حال رب کائنات کا ارشاد گرامی ہے کہ:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۙ

(پ۲۔ سورۃ البقرہ:۱۵۵)

اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو۔ (ترجمہ کنز الایمان)

فائدہ:

حدیث شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی بندے کا بچہ مرتا ہے اللہ تعالیٰ ملائک سے فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کی وہ عرض کرتے ہیں کہ ہاں یا رب پھر فرماتا ہے تم نے اس کے دل کا پھل لے لیا عرض کرتے ہیں ہاں یا رب!

رب فرماتا ہے اس پر میرے بندے نے کیا کہا؟

عرض کرتے ہیں اس نے تیری حمد کی اور انا للّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کے لیے جنت میں مکان بناؤ۔

قال اللّٰہ تعالیٰ

اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ۔

ترجمہ: اور جب ان پر مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی طرف پھرنا۔

اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ قف وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ٥

مطلب:

جب مجھ پہ کوئی مصیبت آتی ہے تو میں اس سے گھبرایا نہیں کرتا کیونکہ مصیبت کے وقت میں پہاڑ بن جاتا ہوں۔

فائدہ:

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ جب مجھ پہ مصیبت آتی ہے تو میں اس مصیبت سے گھبراتا نہیں بلکہ ہمت وحوصلہ سے کام لیتا ہوں، صبر و برداشت میرے پاس ایک ایسا ہتھیار ہے جو مجھے ٹوٹنے پھوٹنے نہیں دیتا جس کی وجہ سے میں عام لوگوں کی طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہیں ہوجاتا بلکہ مزید مضبوط ہوجاتا ہوں کہ پہاڑ بن جاتا ہوں بلکہ یہاں پہاڑ کا بن جانا انتہائی مضبوطی کو بیان کرنے کے لیے بیان کیا گیا ہے یوں سمجھئے کہ گویا آپ کے ارشاد گرامی کا مطلب یہ ہے کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو ہٹ جائے مگر میں مصیبت سے گھبرا کر راہِ حق سے نہیں ہٹ سکتا۔ دنیا اور دنیا کی کوئی طاقت میری ہمت اور میرے حوصلے کو شکست نہیں دے سکتی اور نہ ہی مجھے پریشانی میں مبتلا کرسکتی ہے۔

کیونکہ اللہ والے سمجھتے ہیں کہ یہ دُکھ، تکلیف یا مصیبت میرے پاس خود بخود نہیں آگئی بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی آئی ہے جب یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی تو پھر میں اس سے کیوں گھبراؤں۔ میرے محبوب کی طرف سے جو کچھ بھی آتا ہے مجھے اس سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ۔

تندی باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

گویا اس میں تو آزمائش ہے۔ آزمائش کے وقت بددل ہوجانا سراسر زیاں کا باعث ہے اس لیے ایسے وقت میں گھبرا جانا مردوں کا شیوہ نہیں استقامت علی الحق اختیار کرنے کی ضرورت ہے جو انشاء اللہ مقامات علیا کے حصول کا سبب ہے اس لیے ایسے نامساعد حالات مجھے تنگدل نہیں کرسکتے، مجھے پریشانی میں مبتلا نہیں کرسکتے۔ اسی لیے میں گھبراتا نہیں بلکہ مصیبت کے وقت میں پہاڑ بن جاتا ہوں۔

مطلب:

میں مصیبت کو اچھی طرح جانتا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ آسائش بھی ہمیشہ نہیں رہتی اور نہ ہی تکلیف اور مصیبت ہمیشہ رہتی ہے۔

فائدہ:

گویا اس شعر میں آپ بیان فرمارہے ہیں کہ دکھ اور سکھ کی حقیقت سے میں بخوبی واقف ہوں کیونکہ یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے کبھی دکھ آتے ہیں تو کبھی سکھ، مصیبت ہمیشہ نہیں رہتی ہے اسی طرح تکلیف بھی ہمیشہ نہیں رہتی بلکہ جب دکھ آتے ہیں تو جانے کے

لیے آتے ہیں جیسے دن اور رات کا دور چل رہا ہے۔ دن ہوتا ہے دھیرے دھیرے گزرتا رہتا ہے حتیٰ کہ شام ہو جاتی ہے رات چھا جاتی ہے ہر طرف اندھیرے کا راج ہو جاتا ہے خواہ جتنی بھی رات اندھیری ہو وہ بھی دھیرے دھیرے گزرتی جاتی ہے حتیٰ کہ زیادہ اندھیرا چھا جائے تو ہمیں صبح صادق دن کے قرب کی نوید سناتی ہے کہ اس صبح کاذب کے اندھیرے سے گھبرانہ جا کہ اب تو مزید اندھیرے میں اضافہ ہو گیا ہے بلکہ یہ تو ختم ہونے کے لیے آخری ہاتھ پاؤں چلا رہا ہے۔

جب دھند چھا جاتی ہے پہلے کم محسوس ہوتی ہے مگر جب دھند ختم ہونے والی ہوتی ہے بعض اوقات اتنی شدت سے اترتی ہے کہ بندہ حیران رہ جاتا ہے مگر یہ تو ایک نوید ہوتی ہے کہ انسان اس کی شدت سے نہ گھبرا کہ اب یہ گئی اب اس کے خاتمے کا وقت قریب ہے۔ ہر کمال را زوال است، ہر کمال کو زوال ہوتا ہے اسی لیے جب مصیبت اور تکلیف ڈیرے ڈال لے تو ایسے وقت کے متعلق شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایسے وقت کے متعلق میرا وطیرہ یہ ہے کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ ہمیشہ نہیں رہتی بلکہ اس نے بھی ختم ہو جانا ہے جیسے آسائش ہمیشہ نہیں رہتی ہے اسی طرح یہ مصیبت بھی ہمیشہ نہیں رہے گی۔ اس لیے اس سے گھبرانا نہیں چاہیے۔

☆......☆......☆

ہفتہ کے دنوں کے پسندیدہ معمولات

(۱) لَنِعْمَ الْيَوْمُ يَوْمُ السَّبْتِ حَقًّا ۔۔۔ لِصَيْدٍ اِنْ اَرَدْتَّ بِلَا امْتِرَآءٍ

☆لَنِعْمَ۔ ضرور اچھا ہے ☆سَبْت۔ ہفتہ ☆لِصَيْدٍ۔ شکار کے لیے ☆اَرَدْتَّ۔ تم چاہو، تمہارا ارادہ ہو۔

ترجمہ: بے شک شکار کے لیے ہفتے کا دن بہترین ہے۔ اگر ہفتے کے دن تم شکار کرنا چاہو تو اس دن شکار کرلو اس میں کوئی شبہ نہیں فائدہ مند رہے گا۔

(۲) وَفِي الْاَحَدِ الْبِنَآءُ لِاَنَّ فِيْهِ ۔۔۔ تَبَدَّى اللّٰهُ فِيْ خَلْقِ السَّمَآءِ

☆الْاَحَدِ۔ یک شنبہ، اتوار ☆بِنَآءُ۔ مکان بنانا ☆تَبَدَّى۔ از بدء بمعنی ابتدا کرنا، شروع کرنا، ہمزہ خلاف قیاس الف ہو گیا ☆خَلْق۔ تخلیق کرنا، بنانا

ترجمہ: اتوار کے دن تیرے لیے مکان بنانا اس لیے بہتر ہے کہ اتوار کے دن اللہ تعالیٰ نے آسمان بنانے کا آغاز کیا تھا۔

فائدہ:

اس لیے تو نیا مکان بنانا چاہتا ہے۔ تو اس کی بنیاد اتوار کے دن رکھ لے مبارک ثابت ہوگا۔

(۳) وَفِي الْاِثْنَيْنِ اِنْ سَافَرْتَ فِيْهِ ۔۔۔ سَتَظْفُرُ بِالنَّجَاحِ وَ بِالثَّرَآءِ

☆اِثْنَيْنِ۔ دوشنبہ، سوموار، پیروار ☆سَافَرْتَ۔ تم سفر کرو ☆سَتَظْفُرُ بِالنِّجَاحِ۔ پس امید ہے کہ عنقریب کامیابی حاصل ہوگی۔

ترجمہ: اور اگر تم سوموار کے دن سفر اختیار کرو تو امید ہے کہ تجھے کامیابی اور دولت ملے گی۔

فائدہ:

کیونکہ مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس جہان فانی میں سوموار کے دن ہی جلوہ افروز ہوئے۔ سوموار کا مبارک دن ہی تھا کہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم اس جہان فانی میں تشریف لائے۔

(۴) وَمَنْ یُّرِدِ الْحِجَامَةَ فَالثُّلَاثَا فَفِیْ سَاعَاتِهَا هَرْقُ الدِّمَآءِ

☆مَنْ یُّرِدْ۔ جو ارادہ کرے ☆ثُلَاثَا۔ مراد منگل ہے ☆سَاعَاتِهَا۔ اس کی ساعتوں میں ☆هَرْقُ الدِّمَآءِ۔ خون جاری ہونے کا اثر ہے۔

ترجمہ: اگر پچھنا لگانے کا ارادہ ہو تو منگل کے دن اس کام کے لیے بہتر ہے کیونکہ اس کی ساعتوں میں خون رواں ہونے کی تاثیر پائی جاتی ہے۔

فائدہ:

اس تاثیر کے باعث یہ عمل مفید ثابت ہوگا۔

(۵) وَاِنْ شَرِبَ امْرَءٌ یَّوْمًا دَوَآءً فَنِعْمَ الْیَوْمُ یَوْمُ الْاَرْبَعَآءِ

☆شَرِبَ۔ پیئے ☆اَمْرَءٌ۔ شخص، کوئی ☆دَوَآءٌ۔ دوا ☆یَوْمُ الْاَرْبَعَآءِ۔ بدھ کے دن

ترجمہ: اگر کوئی دوائی پینا چاہے تو اس کے لیے بدھ کا دن بہتر ہے۔

(۶) وَفِیْ یَوْمِ الْخَمِیْسِ قَضَآءُ حَاجٍ فَفِیْهِ اللّٰهُ یَاْذَنُ بِالدُّعَآءِ

☆یَوْمِ الْخَمِیْسِ۔ جمعرات کا دن ☆قَضَآءُ۔ پورا کرنے کا ☆حَاجٍ۔ حاجات، ضروریات، ضرورتیں ☆فَفِیْهِ اللّٰهُ۔ فِ بمعنی پس فی میں ہِ معنی اس یعنی پس اس میں اللہ تعالیٰ ☆یَاْذَنُ۔ وہ اجازت دیتا ہے ☆بِالدُّعَآءِ۔ ساتھ دعاؤں کے یعنی اللہ تعالیٰ دعاؤں کی اجازت عطا فرماتا ہے۔

ترجمہ: جمعرات ضروریات پوری کرنے کا دن ہے۔ کیونکہ اس دن اللہ تعالیٰ جل جلالہ دعائیں کرنے کی خصوصی اجازت مرحمت فرماتا ہے۔

فائدہ:

یعنی اللہ تعالیٰ خصوصی اجازت عطا فرماتا ہے کہ مجھ سے دعائیں مانگو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔

(۷) وَفِی الْجُمُعَاتِ تَزْوِیْجٌ وَّعِرْسٌ وَلَذَّاتُ الرِّجَالِ مَعَ النِّسَآءِ

☆جُمُعَاتِ۔ جمعہ کی جمع ☆تَزْوِیْجٌ وَعِرْسٌ۔ شادی اور بیاہ ☆لَذَّاتُ۔ لذت، کی جمع ☆رِجَالِ۔ مردوں ☆نِسَآءِ۔ عورتوں

ترجمہ: اور جمعۃ المبارک کے روز شادی کرنے کا دن ہے اور اس دن مردوں کو چاہیے کہ وہ عورتوں سے لطف اندوز ہوں۔

(۸) وَھٰذَا الْعِلْمُ لَمْ یَعْلَمْہُ اِلَّا نَبِیٌّ اَوْ وَصِیُّ الْاَنْبِیَآءِ

☆لَمْ یَعْلَمْہُ۔کوئی نہیں جانتا☆وَصِیٌّ۔جسے وصیت کی یعنی وہ شخص جس کو میت اپنا سب کام سپرد کر جائے وہ شخص جس کو وصیت کی گئی ہو وصیت پر عمل کرنے والا۔

ترجمہ: ایسا ہے کہ جسے نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وصی کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا۔

فائدہ:

یعنی اس علم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی جانتے تھے اور آپ کے علاوہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام بھی جانتے تھے۔

مناجات

(۱) لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ اَنْتَ مَوْلَاہُ فَارْحَمْ عُبَیْدًا اِلَیْکَ مَلْجَاہُ

☆لَبَّیْکَ۔حاضر ہوں☆اَنْتَ۔تو☆مَوْلَا۔مالک☆فَارْحَمْ۔پس تو رحم فرما☆عُبَیْدًا۔ناچیز بندہ پر☆مَلْجَاہُ۔اس کی جائے پناہ ہے

ترجمہ: میں حاضر ہوں۔حاضر ہوں۔یا اللہ تو ہی میرا مولا ہے پس اپنے بندے پہ رحم فرما۔محض تو ہی اس کی پناہ کی جگہ ہے۔

فائدہ:

یہاں آپ نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا ہے کہ مولا کریم! تیرا عاجز بندہ تیری بارگاہ میں حاضر ہے۔کسی لمحہ بھی تیری بارگاہ سے دور نہیں ہمہ وقت تیری پہنچ میں ہوں تو جیسے چاہے مجھ پہ تصرف فرمائے۔مگر یا اللہ تو میرا مولا ہے یہ عاجز تیرا عاجز بندہ ہے۔مولا کریم اپنے عاجز بندے پہ رحم فرما بے شک تو ہی ارحم الراحمین ہے۔تو ہی میرے لیے پناہ کا مقام ہے۔اس لیے مجھے اپنی پناہ میں رکھ۔

(۲) یَا ذَا الْمَعَالِیْ عَلَیْکَ مُعْتَمَدِیْ طُوْبٰی لِمَنْ کُنْتَ اَنْتَ مَوْلَاہُ

☆یَاذَاالْمَعَالِیْ۔اے صاحب بزرگی اور بلندی☆مُعْتَمَدِیْ۔میرا بھروسہ ہے اے بزرگی اور بلندی والے مولا کریم! میرا بھروسہ صرف تیری ذات پہ ہے ہر اس انسان کے لیے بشارت اور خوشخبری ہے جس کا تو مولا ہے۔

فائدہ:

اس شعر میں بیان فرمایا گیا ہے کہ یا اللہ! مجھے صرف تیرا ہی آسرا ہے اور تجھ پر ہی بھروسہ ہے تیرے ہی بھروسے پہ میری زندگی کے لمحات بیت رہے ہیں اور جس شخص کو بھی تجھ پہ بھروسہ ہے اور وہ تجھے اپنا مولا سمجھتا ہے اس کے لیے بھی دنیا و آخرت میں خوشخبری ہے کہ ایسا انسان سعادت دارین سے مستفید ہوگا۔شیطان کا اس پہ داؤ نہیں چل سکتا ان شاء اللہ وہ گمراہ نہیں ہوگا یا اللہ! تیرا یہ عاجز بندہ بھی تیری بارگاہ بیکس پناہ میں عرض گزار ہے کہ مجھے بھی اپنی عنایات سے نواز دے۔

(۳) طُوْبٰی لِمَنْ کَانَ نَادِمًا اَرِقًا یَشْکُوْا اِلٰی ذِی الْجَلَالِ بَلْوَاہُ

☆طُوْبٰی۔خوشخبری ☆نَادِمًا۔شرمندہ ☆اَرِقًا۔صنعت از آرق باب سمع یعنی نیند کا زائل ہونا ☆ذِی الْجَلَالَ۔ صاحب جلال مراد اللہ تعالیٰ

مطلب:

اس کے لیے بشارت ہو جو نادم ہو اور جاگے۔اللہ تعالیٰ ذو الجلال کی بارگاہ اقدس میں اپنی مصیبت کی شکایت عرض کرے۔

فائدہ:

یعنی اس شخص کے لیے خوشخبری جو اپنے بد اعمال کو مدنظر رکھتے ہیں نادم ہے۔ندامت وشرمندگی کے باعث بارگاہ حق میں سچے دل سے توبہ اختیار کرے۔سابقہ گناہوں کی مغفرت چاہے اور آئندہ اعمال بدنہ کرنے کا پختہ تہیہ کرے اور ساری رات حق تعالیٰ کے ذکر میں شاغل رہے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہوئے ساری رات گزارے۔شامت اعمال کی مصیبت جو اسے پہنچی بارگاہِ حق میں اس کے خاتمے کے لیے عرض کرے تاکہ اللہ تعالیٰ اسے ان بداعمالیوں کی مصیبت سے نجات عطا فرمائے۔

(۴) مَابِہٖ عِلَّۃٌ وَّلَا سَقَمٌ اَکْثَرُ مِنْ حُبِّہٖ لِمَوْلَاہُ

☆سَقَمٌ۔کوئی بیماری، خرابی، عیب، نقص، دکھ ☆حُبِّہٖ۔اس کی محبت

مطلب:

اسے اپنے خالق و مالک رب کریم کی محبت سے زیادہ کوئی بھی شکایت اور بیماری نہیں یعنی تمام تکالیف، مصائب وآلام اور بیماریوں اور شکایات سے زیادہ اسے اپنے رب سے محبت ہے اس لیے کسی قسم کی شکایت کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی محض مالک و خالق کی محبت میں گم ہو کر ہی اس کی عبادت میں مشغول رہتا ہے۔

(۵) اِذَا خَلَا فِی الظَّلَامِ مُبْتَہِلًا اَجَابَہُ اللّٰہُ ثُمَّ لَبَّاہُ

☆خَلَافِی الظَّلَامِ۔رات کی تاریکی میں ☆مُبْتَہِلًا۔انتہائی بمعنی گڑگڑانا ☆اَجَابَہُ اللّٰہُ۔اللہ تعالیٰ اسے قبول کرتا ہے۔

مطلب:

جب رات کے اندھیرے میں اکیلا ہی تنہائی میں گڑگڑاتے ہوئے روتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازتا ہے اور اسے لبیک کہہ کر جواب دیتا ہے۔

فائدہ:

جب انسان دنیوی دکھوں میں مبتلا ہو جاتا ہے یا جسمانی و روحانی بیماریوں سے لاچار ہو جاتا ہے شیطان اسے مغلوب کرنے کی سعی کرتا ہے وہ انسان اپنے روحانی و جسمانی دشمنوں کے گھیرے میں آ جاتا ہے اور اپنے آپ کو تنہا محسوس کرتا ہے۔دنیا

مست ہوتی ہے مگر یہ اللہ کا بندہ اپنی حالت زار بارگاہ حق میں پیش کرتے ہوئے تنہائی میں گڑگڑاتے ہوئے روتا ہے اور بارگاہِ حق میں التجائیں کرتا ہے دعائیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی التجاؤں اور دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازتا ہے۔ جب بندہ رب کائنات کو پکارتے ہوئے یا اللہ! عرض کرتا ہے تو خالق و مالک اسے لبیک کہہ کر جواب عطا فرماتا ہے۔

(۶) سَالَتْ عَبْدِیْ وَاَنْتَ فِیْ كَتِیْفِیْ وَكُلَّ مَاقُلْتُ قَدْ سَمِعْنَاهُ

☆سَالَتْ۔ تو نے سوال کیا ☆عَبْدِیْ۔ میرے بندے ☆فِیْ كَتِیْفِیْ۔ جانب حفاظت، اکناف جمع، یعنی تو میری پناہ اور حفاظت میں ہے ☆سَمِعْنَاهُ۔ میں نے اسے سنا

مطلب:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی اپنے کلام میں بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا کہ اے میرے بندے تو نے مجھ سے سوال کیا ہے اس لیے تو میری پناہ میں ہے تو نے جو کچھ میرے سامنے سوال کیا ہے اسے میں نے سن لیا ہے۔

فائدہ:

جو شخص بارگاہ حق میں عرض کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ دعا سنتا ہے اور جو اس سے پناہ چاہے اللہ تعالیٰ اسے اپنی پناہ میں لے لیتا ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ جاتا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

(۷) صَوْتُكَ تَشْتَاقُهٗ مَلَائِكَتِیْ فَذَنْبُكَ الْاٰنَ قَدْ غَفَرْنَاهُ

☆صَوْتُكَ۔ تیری آواز ☆تَشْتَاقُهٗ۔ اس کے مشتاق ہیں ☆مَلٰئِكَتِیْ۔ میرے فرشتے ☆فَذَنْبُكَ۔ پس تیرے گناہ

مطلب:

(رب کائنات کا ارشاد گرامی ہوتا ہے کہ اے میرے بندے!) میرے ملائکہ تیری آواز (دعائیہ کلمات والی یا عبادت میں مشغولیت کی یا درود و سلام پڑھتے رہنے کی آواز سننے کے) مشتاق ہوتے ہیں۔ پس تحقیق میں نے تیرے گناہ اور تیری خطائیں معاف کر دی ہیں۔

فائدہ:

اس لیے ہر انسان کو چاہیے کہ بندہ ہمہ وقت حق تعالیٰ کے ذکر و اذکار تلاوت قرآن مجید اور درود و سلام سے اپنی زبان کو تر رکھے۔ زبان کا صحیح استعمال انسان کے لیے دنیا و آخرت میں سرخروئی کا باعث ہے۔

(۸) فِیْ جَنَّةِ الْخُلْدِ مَاتَمَنَّاهُ طُوْبَاهُ طُوْبَاهُ ثُمَّ طُوْبَاهُ

☆جَنَّةِ الْخُلْدِ۔ دائمی جنت ☆تَمَنَّاهُ۔ اس کی تمنائیں، اس کی آرزوئیں خواہشیں ☆طُوْبَاهُ۔ اس کے لیے خوشخبری

مطلب:

اس کی تمام تمنائیں اور خواہشیں ہمیشہ کے لیے بہشت میں پوری کی جائیں گی۔ اس لیے اس کے لیے بشارت بلکہ بشارت پہ بشارت ہو۔

فائدہ:

جو شخص دنیا میں حق تعالیٰ کے ذکر، تلاوت قرآن مجید، درود و سلام سے ہمہ وقت اپنی زبان کو تر رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کا اس پہ خاص کرم ہوتا ہے صالح اعمال کی کثرت من مانے عیش و آرام کا سبب ہے قرآن مجید میں رب کائنات کا ارشاد گرامی ہے۔

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ ۙ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ؕ (پ ۳۰۔ سورۃ القارعہ)

تو جس کی تولیں بھاری ہوئیں وہ تو من مانتے عیش میں ہیں۔

وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ ۙ فَاُمُّهٗ هَاوِیَةٌ ؕ وَمَا اَدْرٰكَ مَا هِیَهْ ؕ نَارٌ حَامِیَةٌ

اور جس کی تولیں ہلکی پڑیں وہ نیچا دکھانے والی گود میں ہے۔ اور تو نے کیا جانا کیا نیچا دکھانے والی ایک آگ شعلہ مارتی۔
(کنزالایمان)

(۹) سَلْنِیْ بِلَا حَشْمَةٍ وَّلَا رَهَبٍ وَلَا تَخَفْ اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰهُ

☆سَلْنِیْ۔ مجھ سے مانگ ☆بلا حَشْمَةٍ۔ شرم کے بغیر ☆رَهَبٍ۔ خوف ☆لَا تَخَفْ۔ تو خوف نہ کھا، تو نہ ڈر

مطلب:

مجھ سے سوال کر، طلب کر اس سلسلے میں کسی قسم کا شرم نہ کر اور نہ ہی خوف کر۔ تو مجھ سے مانگ یعنی اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ تو مجھ سے مانگ جو کچھ مانگے گا تجھے عطا کیا جائے گا اس لیے تو شرمندگی کو اپنے قریب نہ آنے دے اور نہ ہی خوف کھا بلکہ بغیر کسی قسم کے خوف اور ڈر کے مانگ میں تیرا معبود ہوں۔

☆......☆......☆

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرثیہ

(۱) اَمِنْ بَعْدِ تَكْفِیْنِ النَّبِیِّ وَدَفْنِهٖ بِاَثْوَابِهٖ اٰسٰی عَلٰی هَالِكٍ سَوٰی

(۲) رُزِئْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَنْ نَّرٰی بِذٰلِكَ عَدِیْلًا مَّا حَیِیْنَا مِنَ الرَّدٰی

(۳) وَكَانَ لَنَا كَالْحِصْنِ مِنْ دُوْنِ اَهْلِهٖ لَهٗ مَعْقِلٌ حِرْزٌ حَرِیْزٌ مِّنَ الْعِدٰی

☆تكفین۔ تجہیز و تکفین، کفن دفن کا انتظام، فوت شدہ کی آخری رسومات ادا کرنا، کفن دینا ☆نبی۔ پیغمبر، غیب کی خبریں بتانے والا، غیب کی خبریں دینے والا۔

☆اٰسٰی۔ اَسِیَ یاسیٰ اسًا۔ اسی از حزن، غمگین ہونا ☆اَثْوَابُ۔ ثوب کی جمع یعنی کپڑے ☆هَالِكٌ۔ مرنے والا ☆فَلَنْ نَّرٰی۔ پس ہم ہرگز نہیں دیکھ سکتے ☆رِدٰی۔ موت، ہلاکت اسی سے لفظ الرَّدِی یعنی ہلاک ہونے والا (المنجد عربی اردو ص ۴۴۶)

☆كَالْحِصْنِ۔ قلعہ کی مانند، قلعہ کی طرح ☆اَلْمَعْقِلُ۔ پناہ گاہ، اونٹوں کے باندھنے کی جگہ، بلند پہاڑ (المنجد اردو عربی

ص ۸۲۷) مراد جائے پناہ، پناہ گاہ، امن کا مقام عافیت کی جگہ☆ حَرزٌ حَرِیزٌ۔ جائے پناہ☆ مِنَ الْعِدٰی۔ دشمنوں سے

مطلب:

کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن دفن کے بعد کسی مرنے والے پہ میں غم کروں گا۔
چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ آپ کوئی بھی محبوب نہیں اس لیے یوں بیان فرمایا:

مطلب:

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی وجہ سے ایک عظیم مصیبت میں گرفتار کیے گئے پس جب تک ہم اس جہانِ فانی میں زندہ رہیں گے اس جیسی موت نہیں دیکھ سکتے۔

مطلب:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اہل خانہ کے لیے قلعہ کی مانند تھے اور ہمارے اہل خانہ کے لیے پناہ کی جگہ اور حفاظت کا مقام تھے۔

فائدہ:

ان تینوں اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ جیسا ہمیں مدنی تاجدار احمد مختار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال با کمال پہ ہوا ویسا غم کسی کی وفات پہ نہ ہوگا اور نہ ہی ایسا غم کروں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت:

محمد حسین ہیکل نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک اس جسد عنصری سے لاتعلق ہوگئی تو آپ کے سر مبارک کے نیچے تکیہ رکھ کر انتہائے غم میں سر جھکائے ایک طرف (ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) کھڑی ہوگئی۔ (حیات محمد ص ۷۹۳)

ان لحات میں مسلمانوں میں عجیب اضطراب پیدا ہوگیا۔ بعض حضرات کو آپ کے وفات پانے کا تذکرہ بھی سننا گوارا نہ تھا ایسے لوگوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خیال تھا کہ آپ نے وفات نہیں پائی یہ مسئلہ حد نزع تک پہنچنے کو تھا کہ رب کائنات الہ العالمین نے جو مسلمانوں سے حسن سلوک کا خواہاں تھا اس فتنہ کا انسداد کر دیا۔ (حیات محمد ص ۷۹۳)

اس روز جو لوگ مسجد میں تھے یہ خبر سن کر حیرت میں ڈوب گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوڑے ہوئے حجرے میں آئے جہاں جسد مبارک ابدی نیند میں محو استراحت تھا۔ اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ کی وفات پر یقین نہیں آتا تھا۔ رخ سے انور ردائے مبارک ہٹائی تو سانس کی ذرا سی رمق نہ ہونے کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے غشی تصور کر لیا۔ یہ سوچا کہ ذرا دیر بعد ان شاء اللہ ہوش میں آجائیں گے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سمجھایا مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی رحمت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحلت کا یقین نہیں آتا تھا بلکہ حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصرار کرنے پر ان کو ڈانٹ دیا تم جھوٹ بول رہے ہو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا ہے آپ نے انہی جذبات میں ڈوبے ہوئے مسجد میں آکر تقریر شروع کر دی کہ منافق افواہ اڑا رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم وفات پا گئے ہیں۔ نہیں بلکہ موسیٰ بن عمران کی طرح اللہ کے حضور تشریف لے گئے ہیں جس طرح موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سے چالیس روز تک غائب رہنے کے بعد دوبارہ واپس تشریف لے آئے ان کے غائب رہنے کے عرصہ میں بنی اسرائیل نے بھی یہی کہا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوگئی ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مراجعت فرما ہوں گے اور جس جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر پھیلائی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپسی پر اس کے ہاتھ اور پاؤں قلم کروا دیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر سن کر مسلمان شش و پنج میں پڑ گئے۔

(خلاصہ از حیات محمد صلی اللہ علیہ وسلم اردو ترجمہ ص ۷۹۸۔۷۹۷)

سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حالت زار:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے جب فارغ ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ خاک حسرت وندامت اپنے وقت و حال کے سر پر ڈالنے لگے اور اپنے محبوب دو جہاں کے آتش فراق میں جلنے لگے اور گریہ زاری کرنے لگے خصوصاً حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا جو سب سے زیادہ مصیبت زدہ، بیکس تر اور زار و نالاں تھیں سیدنا امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے چہروں کی طرف دیکھتیں اور اپنی یتیمی اور ان فرزندوں کی نامرادی پر روتی تھیں دوسرے گوشہ میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسی حجرہ میں جس میں سرور کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات نے وفات پائی تھی مصروف آہ و بکا تھیں یہ گھر بیت الحزن والفراق بنا بے خانما شدہ رات و دن آہ و بکا کی آوازیں بلند ہوتی تھیں۔

(مدارج النبوت اردو ترجمہ ج ۲ ص ۷۵۴۔۷۵۳)

تاریک ترین دن:

ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سرائے فانی سے عالم جاودانی میں انتقال فرمایا روز روشن، شب دیجور کی مانند ہو گیا تھا حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ کوئی دن مدینہ طیبہ میں اس دن سے زیادہ بہتر و نورانی تر نہ تھا جس دن کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف لائے تھے اور کوئی دن بدتر و تاریک تر اس دن سے زیادہ نہیں جس دن کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جہان سے پردہ فرمایا۔ ابھی ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ ہمارے دل متغیر ہو گئے ہم پر پردہ پڑ گیا ایسا کہ ہمارے دل ہمارے قابو میں نہ رہے۔

رہ ندیدیم چو بروقت از نظرم صورت دوست
ہمچو چشمے کہ چراغش ز مقابل برد

(مدارج النبوت جلد دوم)

دیدار حبیب کے بغیر آنکھ کس کام کی:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عشق حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرمایئے۔ حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ جو صاحب اذن تھے اور مستجاب الدعوات تھے انہوں نے دعا مانگی کہ اے خدا جہان کو دیکھنے والی میری آنکھ لے لے کیونکہ بغیر میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے

گزشتہ دن کی صبح تو ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو باآواز بلند ہدایات دیتے ہوئے سنا تھا۔ صحت مند محسوس کیا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ام المومنین زینب خارجہ رضی اللہ عنہا کو بلانے تشریف لے گئے تھے اسی اطمینان کی بنا پر۔

مشاہدہ جمال کے بعد میں اسے نہیں چاہتا وہ اسی وقت نابینا ہو گئے۔ (مدارج النبوت ج ۲ ص ۷۵۵)

جہاں نوردی اور مسافرت

مسافرت کے متعلق کسی نے کیا خوب بیان کیا ہے کہ

شالا کوئی مسافر نہ تھیوے ککھ جنہاں تھیں بھارے ہو

مگر عشق حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے عجیب عجیب مناظر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی میں ملتے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

صحابہ (صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی ایک جماعت کو تو مدینہ منورہ میں حضور اکرم کے دیدار کے بغیر صبر و قرار آتا ہی نہ تھا انہوں نے جہاں نوردی اور مسافرت اختیار کی۔ انہیں لوگوں میں سے ایک حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنہوں نے شام کی جانب کوچ کر لیا تھا چھ مہینہ کامل گزر گئے تھے کہ ایک رات خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال با کمال کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے بلال! ہم پر کیوں ظلم کرتے ہو؟ ہماری زیارت کے لیے کیوں نہیں آتے؟ اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوتے ہی اسی گھڑی مدینہ طیبہ کی جانب چل دیئے۔ اس اثناء میں سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا وفات پا چکی تھیں۔ جب انہوں نے حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال پوچھا تو وہ رونے لگے اور فرمایا اَجَرَكَ اللّٰهُ فِيْ فَاطِمَةَ

یہ سن کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت روئے اور کہا۔ ''اے جگر گوشہ رسول مقبول بخدا کتنی جلدی تم اپنے پدر بزرگوار سے ملحق ہو گئیں۔

(مدارج النبوت ج ۲ ص ۷۵۵)

مدنی تاجدار کے فراق میں آپ کی سواریوں کا حال:

مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال با کمال کے بعد وہ دراز گوش جس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات سوار ہوا کرتے تھے اس نے مفارقت کا اتنا رنج و ملال کیا کہ اس نے اپنے آپ کو ایک کنویں میں ڈال دیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص اونٹنی نے کھانا پینا چھوڑ دیا اور اسی طرح اس نے جان دے دی۔

(مدارج النبوت ج ۲ اردو ترجمہ ص ۷۵۵)

☆......☆......☆

(۴) وَكُنَّا بِمَرْاٰهُ نَرَى النُّوْرَ وَالْهُدٰى ... صَبَاحًا مَّسَآءً رَاحَ فِيْنَا اَوِ غْتَدٰى

(۵) لَقَدْ غَشِيَتْنَا ظُلْمَةٌ بَعْدَ مَوْتِهٖ ... نَهَارًا فَقَدْ زَادَتْ عَلٰى ظُلْمَةِ الدُّجٰى

☆وَالْهُدٰى۔ اور ہدایت ☆صَبَاحًا۔ صبح ☆مَسَآءً۔ شام ☆رَاحَ فِيْنَا اَوِ غْتَدٰى۔ ہم میں آتے جاتے تھے
☆غَشِيَتْنَا۔ ہمیں گھیر لیا ☆ظُلْمَةٌ۔ تاریکی ☆نَهَارًا۔ دن ☆زادت۔ زیادہ ہے ☆ظُلْمَةِ الدُّجٰى۔ رات کی تاریکی

مطلب:

اور ہم آپ کے سامنے رہتے ہوئے نور ہی نور اور ہدایت کو دیکھا کرتے تھے آپ صبح اور شام ہمارے پاس آیا جایا کرتے تھے۔

مطلب:

پس تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تاریکی نے ہمیں گھیر لیا۔ دن کے وقت بھی رات کی تاریکی سے زیادہ تاریکی ہے۔ یعنی ہمیں کچھ بھی بجھائی نہیں دیتا۔

فائدہ:

ان اشعار میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرمارہے ہیں کہ ہمیں جب بھی ایسا موقع آتا کہ ہم مشکل میں مبتلا ہو جاتے تو اس وقت مشکل کشائی کے لیے ہم آپ کے پاس حاضر ہوتے تو ہماری مشکل کشائی ہو جاتی جیسے غزوہ خیبر کے موقع پر آپ کی آنکھوں میں تکلیف ہوئی تو مدنی تاجدار کے باعث ہی آنکھوں کی تکلیف دور ہوئی آنکھوں کو کمال درجہ کا نور حاصل ہوا۔ جسم میں خصوصی طاقت حاصل ہوئی۔ اسی طرح ہر موقع پر صحابہ کرام نے خصوصی انوار ملاحظہ فرمائے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے چہرہ انور کے انوار سے سوئی تلاش کر لی۔ آپ کی آمد مبارکہ کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ کی نظر مبارکہ کتنی وسیع ہوئی۔ شام کے محلات دیکھ لیے۔ مختصر یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ ہر لحہ نور اور ہدایت کو ملاحظہ فرمایا کرتے تھے۔

☆......☆......☆

(۲) فَيَا خَيْرَ مَنْ ضَمَّ الْجَوَانِحَ وَالْحَشَا وَيَا خَيْرَ مَيِّتٍ ضَمَّهُ التُّرْبُ وَالثَّرٰی

☆اَلْجَوَانِحَ۔ جانحہ کی جمع یعنی پہلو ☆حَشَا۔ احشا جمع پیٹ ☆مَیِّتٍ۔ مردوں ☆اَلتُّرْبُ وَالثَّرٰی۔ خاک اور مٹی

مطلب:

پس اے وہ عظیم انسان! جو ان تمام لوگوں سے افضل واعلیٰ ہے جو اپنے جسم میں پہلو اور دل رکھتے ہیں اور آپ ان تمام لوگوں سے بھی افضل واعلیٰ ہیں جنہیں خاک اور مٹی نے اپنے نیچے پوشیدہ کر لیا ہے یعنی جو اب تک فوت ہو چکے ہیں۔ یعنی آپ تمام زندہ انسانوں اور تمام فوت شدہ انسانوں سے (اسی طرح آپ تمام آئندہ تا قیامت آنے والے انسانوں سے) افضل واعلیٰ ہیں۔

حیات النبی:

حیات الانبیاء کے سلسلے میں ہمارا عقیدہ بیان کرتے ہوئے امام اہلسنت غزالی زماں، رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بالخصوص حضور رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم حیات حقیقی جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں، اپنی نورانی قبروں میں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھاتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں گونا گوں لذتیں حاصل کرتے ہیں، سنتے ہیں، دیکھتے ہیں، کلام فرماتے ہیں اور سلام کرنے والوں کو جواب دیتے ہیں چلتے پھرتے اور آتے جاتے ہیں جس طرح چاہتے ہیں تصرفات فرماتے ہیں اپنی امتوں کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں اور مستفیض کو فیوض و برکات پہنچاتے ہیں۔ اس عالم دنیا میں بھی ان کے ظہور کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ آنکھوں والوں نے ان کے جمال جہاں آراء کی

بار بار زیارت کی اور ان کے انوار سے مستیز (منور) ہوئے۔ (مقالاتِ کاظمی جلد ۲ حیات النبی ص ۹)

آیت قرآنی نمبر ۱:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○

(پ ۲ البقرہ: ۱۵۴)

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں بظاہر یہ آیت مبارکہ شہداء کرام کی حیات مبارکہ کی دلیل ہے حقیقت یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام بھی اس میں شامل ہیں خصوصاً سید الانبیاء محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس میں شامل ہیں۔ قبلہ غزالی زماں کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بظاہر یہ آیت کریمہ شہدا (غیر انبیاء) کی حیات پر دلالت کرتی ہیں لیکن درحقیقت انبیاء علیہم السلام بالخصوص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس میں شامل ہیں اس لیے کہ دلائل و واقعات کی روشنی میں یہ حقیقت نا قابل انکار ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام شہید ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں شہادت کا درجہ پایا اور "مَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" کے عموم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بلا شبہ داخل ہیں۔

(مقالات کاظمی، حیات النبی ص ۱۵)

حدیث شریف:

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "انباء الاذكيا بحياة الانبياء" میں فرماتے ہیں کہ

واخرج احمد و ابو يعلي والطبراني والحاكم في المستدرك البيهقي في دلائل النبوة عن ابن مسعود قال لان احلف تسعا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قتل قتلا احب الى من ان احلف واحدة انه لم يقتل و ذالك ان الله تعالىٰ اتخذه نبيا و تخذه شهيدا۔

(مقالات کاظمی ج ۲ حیات النبی بحوالہ انباء الاذکیا ص ۱۴۸، ۱۴۹ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: احمد، ابو یعلی، طبرانی اور مستدرک میں حاکم نے اور دلائل النبوۃ میں بیہقی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر میں نو مرتبہ قسم کھا کر یہ بات کہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل کیے گئے تو یہ بات مجھے اس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ میں ایک دفعہ قسم کھا کر یہ کہہ دوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قتل نہیں کیے گئے اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بھی بنایا اور شہید بھی۔

فائدہ:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے ظاہر ہو گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم "مَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" عموم میں داخل ہیں اس بناء پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زندہ ہونا نص قطعی سے ثابت ہے۔

(مقالات کاظمی ج ۲، حیات النبی ص ۱۹)

حدیث شریف ۲:

محدث، مفسر، شیخ الاسلام امام تقی الدین السبکی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ حافظ ابوبکر بیہقی شافعی رحمتہ اللہ نے اس مسئلہ پر ایک کتاب تالیف کی ہے جس میں انہوں نے اس مسئلہ پر احادیث روایت کی ہیں ایک حدیث مبارک یہ بھی ہے۔

الانبیاء علیهم صلوات اللّٰه أحیاء فی قبورهم یصلون

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

(دعاء النظام اردو ترجمہ شفاء السقام ص ۲۱۱)

حدیث شریف ۳:

امام بیہقی رحمتہ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

ان الانبیاء لا یترکون فی قبورهم بعد اربعین لیلة ولکنهم یصلون بین یدی اللّٰه تعالیٰ حتیٰ ینفخ فی الصور۔

انبیاء کرام علیہم السلام کو وہ ان کی قبروں میں چالیس راتوں کے بعد نہیں چھوڑا جاتا مگر وہ صور کے پھونکے جانے تک اللہ تعالیٰ کے حضور نماز پڑھتے رہتے ہیں۔

(دعاء النظام اردو ترجمہ شفاء السقام ص ۲۱۱۔۲۱۲)

حدیث شریف ٤:

امام بیہقی اس کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ صرف اتنی مقدار تک نماز نہیں پڑھتے پھر وہ قیامت تک اللہ تعالیٰ کے حضور نماز وعبادت کرتے رہتے ہیں۔

اس کے بعد امام بیہقی نے اپنی اسانید کے ساتھ حیات انبیاء پر کچھ احادیث صحیحہ کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مررت بموسیٰ و هو قائم یصلی فی قبره o

میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

قدرأ یتنی فی جماعة من الانبیاء فاذا موسیٰ قائم یصلی و اذا رجل ضرب جعدٍ کانهٗ من رجال شنوء ة و اذا عیسیٰ بن مریم قائم یصلی اقرب الناس به شبهًا عروه بن مسعود الثقفی و اذا ابراهیم قائم یصلی اشبه الناس به صاحب کم یعنی نفسه مخانت الصلوٰة فا مهتم فلما فرغت من قال قائل لی یا محمد هذا مالك صاحب النار مسلم علیه فالتفت الیه فبدأ نی

بالسلام۔

میں نے خود کو انبیاء کرام کی جماعت میں دیکھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا ایک شخص کو دیکھا جس کے بال گھنگھریالے تھے گویا وہ شنوء قبیلے کا مرد تھا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو دیکھا وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور عروہ بن مسعود ثقفی سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے اور ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا جو کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور تمہارے صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادہ مشابہ تھے پھر نماز کا وقت ہوا تو میں نے ان کی امامت کی جب میں نماز سے فارغ ہوا تو کسی نے کہا یا محمد! یہ دوزخ کا نگران ہے اور اس کا نام مالک ہے اسے سلام کہو جب میں نے اس کی طرف توجہ کی تو اس نے سلام کہنے میں پہل کر دی۔

فائدہ:

حضرت سعید بن میتب کی حدیث میں ہے کہ آپ ان حضرات سے بیت المقدس میں ملے اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ کی ملاقات آسمانوں میں ہوئی اور ان حضرات سے آپ کا مکالمہ ہوا مگر یہ دونوں باتیں صحیح ہیں کیونکہ حضرت موسیٰ اور دیگر انبیاء کرام کو بھی آپ کے ساتھ بیت المقدس تک سیر کرائی گئی اور آپ کے عروج کے ساتھ ان حضرات کو بھی آسمانوں کا عروج بخشا گیا تھا یوں آپ نے انہیں مختلف مقامات پر دیکھا یہ ساری صورت حال اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ انبیاء کرام اپنی حیات کے ساتھ قائم دائم ہیں۔

(دعاء النظام اردو ترجمہ شفاء السقام ص ۲۱۲)

حضرات انبیاء کرام کے اجسام زمین پر حرام:

ہارون بن عبداللہ، حسین بن علی، عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر، ابوالاشعث الصنعانی، اوس بن اوس سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيْهِ قُبِضَ وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْهِ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرِمْتَ يَقُوْلُوْنَ بَلِيْتَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَرَمَ عَلَى الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ۔

(سنن ابوداؤد شریف جلد اول پ ۶، کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر ۱۰۳۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کے دنوں میں (سب سے) بہتر جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن ان کی وفات ہوئی اسی دن صور پھونکا جائے گا۔ اسی دن تمام لوگ بے ہوش ہوں گے (مراد قیامت کا دن) اس وجہ سے مجھ پر اس روز بہت درود شریف بھیجا کرو کیونکہ تم لوگوں کا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر ہمارا درود شریف کس طرح پیش کیا جائے گا جبکہ آپ کا جسم مبارک (دوسروں کی

طرح) گل کر مٹی ہو جائے گا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء علیہم السلام کے (مبارک) اجسام کو زمین پر حرام فرما دیا ہے۔

حیاتِ انبیاء کے متعلق دیوبند مکتبہ فکر کا عقیدہ:

دیوبند مکتبہ فکر کے مولوی خورشید حسن قاسمی صاحب رفیق دارالافتاء دارالعلوم دیوبند درج بالا حدیث شریف کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت انبیاء علیہم السلام اسی روح اور جسم کے ساتھ قبروں میں زندہ ہیں اوران کی امت کے اعمال ان پر پیش کیے جاتے ہیں اور درود شریف ان پر پیش کرتے ہیں جیسا کہ دیگر روایات میں وضاحت ہے اوران حضرات کی زندگی روحانی اور جسمانی دونوں طرح ہے اوراس مسئلہ پر اکابرین کے تحقیقی رسائل وکتب موجود ہیں۔

(سنن ابوداؤد شریف مترجم مع مختصر شرح جلد اول ص ۵۱۹)

(۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلَّی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُهٗ

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان کذافی المشکوٰۃ وبسط السخاوی فی تخریجہ (تبلیغی نصاب، فضائل درود شریف حدیث نمبر ۸ ص ۲۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص میرے اوپر میری قبر کے قریب درود بھیجتا ہے میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔

فائدہ:

علامہ سخاویؒ نے قول بدیع میں متعدد روایات سے یہ مضمون نقل کیا ہے کہ جو شخص دور سے درود بھیجے فرشتہ اس پر متعین ہے کہ حضور تک پہنچائے اور جو شخص قریب سے پڑھتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کو خود ہی سنتے ہیں۔

(تبلیغی نصاب، فضائل درود شریف ص ۲۱)

دوسرا حوالہ:

اس حدیث پاک میں دوسرا مضمون کہ جو قبر اطہر کے قریب درود پڑھے اس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس خود سنتے ہیں۔ بہت ہی قابل فخر، قابل عزت اور قابل لذت چیز ہے۔

(تبلیغی نصاب، فضائل درود شریف ص ۲۲)

حدیث:

ابراہیم بن شیبان کہتے ہیں کہ میں حج سے فراغت پر مدینہ منورہ حاضر ہوا اور میں نے قبر شریف کے پاس جا کر سلام عرض کیا تو میں نے حجرہ شریف کے اندر سے وعلیک السلام کی آواز سنی۔

فائدہ:

آپ کا بہ نفس نفیس درود وسلام کا سننا اوراس کا جواب دینا آپ کی حیات کی دلیل ہے۔

انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں:

دیوبند مکتبہ فکر کے شیخ الحدیث محمد زکریا صاحب نے لکھا ہے کہ:

اس روایت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خود سننے میں کوئی اشکال نہیں اس لیے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ علاوہ سخاویؒ نے قول بدیع میں لکھا ہے کہ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اپنی قبر میں اور آپ کے بدن اطہر کو زمین نہیں کھا سکتی اور اس پر اجماع ہے۔ امام بیہقی نے انبیاء کی حیات میں ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا ہے اور حضرت انس رضی عنہ کی حدیث

اَلْاَنْبِیَآءُ اَلْاَحْیَاءُ فِیْ قُبُوْرِ هِمْ یُصَلُّوْنَ

کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

علامہ سخاوی نے اس کی مختلف طرق سے تخریج کی ہے اور امام مسلم نے حضرت انسؓ ہی کی روایت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ میں شب معراج میں حضرت موسیٰ کے پاس گزرا وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے نیز مسلم ہی کی روایت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ میں نے حضرات انبیاء کی ایک جماعت کے ساتھ اپنے آپ کو دیکھا تو میں نے حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کو کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نعش مبارک کے قریب حاضر ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو جو چادر سے ڈھکا ہوا تھا کھولا اور اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرتے ہوئے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان، اے اللہ کے نبی! اللہ جل شانہٗ آپ پر دو موتیں جمع نہ کرے گا۔ ایک موت جو آپ کے لیے مقدر تھی وہ پوری کر چکے۔ (علامہ سیوطیؒ نے حیات انبیاء میں مستقل ایک رسالہ تصنیف فرمایا ہے۔)

(تبلیغی نصاب فضائل درود شریف ص ۲۳)

(۷) کَاَنَّ اُمُوْرَ النَّاسِ بَعْدَكَ ضُمِّنَتْ — سَفِیْنَةَ مَوْجٍ حِیْنَ فِی الْبَحْرِ قَدْ سَمَا

(۸) فَضَاقَ فَضَآءُ الْاَرْضِ عَنْهُمْ بِرُحْبِهٖ — لِفَقْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِذْ قِیْلَ قَدْ مَضٰی

(۹) فَقَدْ نَزَلَتْ لِلْمُسْلِمِیْنَ مُصِیْبَةٌ — كَصَدْعِ الصَّفَا لَا شَعْبَ لِلصَّدْعِ فِی الصَّفَا

(۱۰) فَلَنْ یَّسْتَقِلَّ النَّاسُ تِلْكَ مُصِیْبَةٌ — وَلَنْ یُّجْبَرَ الْعَظْمُ الَّذِیْ مِنْهُمْ وَهٰی

☆ سَمَا۔ بلند ☆ اُمُوْرِ۔ امر کی جمع یعنی کام ☆ مَضٰی۔ گزر گئے ☆ فَضَاقَ۔ پس تنگ ہو گئی ☆ فَضَاءُ۔ فضا، زمین کی کشادگی، وسعت، فراخی، سطح میدان، بہار، رونق، کیفیت، مراد زمین کی کشادگی، وسعت اور فراخی ہے ☆ سَفِیْنَةَ۔ کشتی ☆ كَصَدْعِ۔ شگاف کی مانند، گڑھے کی طرح ☆ شَعْب۔ جڑنا، گھاٹی، پہاڑی سڑک، درہ، نیچی زمین، خاندان، قبیلہ مراد جڑنا۔

☆ یَسْتَقِلَّ۔ استقلال، اٹھانا، قلیل خیال کرنا، مراد برداشت ☆ یُجْبَرَ الْعَظْمَ۔ ہڈی جوڑی جاسکتی

مطلب:

گویا آپ کے وصال کے بعد لوگوں کے کام ایک ایسی کشتی میں رکھ دیئے گئے ہیں جو سمندر کی بڑی بڑی موجوں میں ہے۔یعنی آپ کے بعد مشکلات میں اضافہ ہوگیا تکالیف اور مصیبتیں بڑھ گئی ہیں۔معمولی معمولی سا کام بھی مشکل محسوس ہونے لگا ہے۔

مطلب:

پس زمین کی فضا بڑی وسیع وعریض ہونے کے باوجود ان کے لیے تنگ ہوگئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کہا گیا آپ تشریف لے گئے۔

مطلب:

پس تحقیق مسلمانوں کے لیے ایک ایسی مصیبت آئی جو پتھر کے شگاف کی مانند ہے اور پتھر کا شگاف جڑ نہیں سکتا۔یعنی جیسے پتھر کا شگاف جڑ نہیں سکتا اسی طرح یہ مصیبت بھی ٹل نہیں سکتی۔

مطلب:

یہ ایسی مصیبت ہے کہ جسے لوگ برداشت نہیں کر سکتے۔ان کو جو ہڈی کمزور ہوگئی ہے اسے جوڑا نہیں جا سکتا۔

☆......☆......☆

(۱۱) وَفِیْ کُلِّ وَقْتٍ لِلصَّلٰوۃِ یَھِیْجُہٗ بِلَالٌ وَّ یَدْعُوْا بِاِسْمِہٖ کُلَّمَا دَعٰی

(۱۲) وَ یَطْلُبُ اَقْوَامٌ مَّوَارِیْثَ ھَالِکٍ وَفِیْنَا مَوَارِیْثُ النُّبُوَّۃِ وَالْھُدٰی

☆یَھِیْجُہٗ۔ان کو اٹھاتے ہیں ☆یَدْعُوْا۔وہ بلاتے ہیں ☆بِاِسْمِہٖ۔ساتھ ان کے نام کے

☆یَطْلُبُ۔وہ چاہتے ہیں ☆مَوَارِیْثَ۔وراثت ☆ھُدٰی۔ہدایت

مطلب:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہر نماز کے وقت آپ کو اٹھایا کرتے اور وہ جب بھی آپ کو بلاتے آپ کا اسم گرامی لے کر بلاتے۔

مطلب:

لوگ مردہ کی میراث طلب کرتے ہیں جبکہ ہمارے پاس نبوت و ہدایت کی میراث ہے۔(یہی ہمیں کافی ہے ہمیں کسی دنیوی میراث کی ضرورت نہیں)

فائدہ:

اس سے ان لوگوں سے دعوت فکر ہے جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی محبت کے دعویدار بھی ہیں اور عجیب وغریب عقائد کا اظہار بھی کرتے رہتے ہیں۔

میراث حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم:

آخری شعر سے واضح ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے متعلق میراث کا جھگڑا خواہ مخواہ ہی پیدا کیا گیا ہے حالانکہ اس شعر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مبارک نقل ہے کہ لوگ مردہ کی میراث طلب کرتے ہیں جبکہ ہمارے پاس نبوت وہدایت کی میراث ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

وقت وفات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے تعدد صلوٰۃ، ترک جماعت، دفن در بیت خود وغیرہ کے ماسواء عدم میراث ہے اور اس حکم میں مخصوص ہونا سنت باقی ہے اور جملہ انبیاء کرام صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین اس حکم میں شریک ہیں جیسا کہ حدیث پاک میں مروی ہے۔

اِنَّا مَعَاشِرُ الْاَنْبِیَآءِ لَا نَرِثُ وَلَا نُوْرَثُ مَاتَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ

ہم گروہ انبیاء وہ ہیں جو نہ کسی کی میراث لیتے ہیں اور نہ ہماری میراث کوئی لیتا ہے جو کچھ ترکہ ہم چھوڑ دیں وہ صدقہ ہے۔

اور عمدہ میں جو کچھ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد وصال چھوڑا ایک دراز گوش، اسلحہ، قمیص مبارک، چادر شریف اور اسی قسم کے کچھ اور لباس اور بنی نضیر، خیبر اور فدک کی زمین تھی جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص تھی اور اس سے ازواج مطہرات کے نفقہ اور مسلمانوں، فقراء ومساکین کی ضروریات میں جو حضور اکرم کی بارگاہ میں آتے تھے خرچ فرماتے تھے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس جہاں سے تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ حضرت ابوبکر صدیق کے پاس تشریف لائیں اور میراث طلب فرمائی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میراث نہ دی۔ اس پر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب آپ انتقال فرمائیں گے تو کون آپ کا وارث ہوگا؟

فرمایا: میری اہل واولاد۔

اس پر فرمایا: پھر کیا بات ہے کہ میں اپنے والد کی میراث کی وارث نہ بنوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہماری میراث نہ ہوگی لیکن میں حضور اکرم کا خلیفہ ہوں اور ہر اس شخص کی میں عیالداری کروں گا جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیالداری فرماتے تھے اور میں ان اموال کو جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا ہے اس جگہ پر خرچ کروں گا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عیال اور مسلمانوں کے حوائج وضروریات وغیرہ پر خرچ کرتے تھے نیز میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی نبی کو عطا فرماتا ہے تو وہ عطا اس کے لیے ہے جو نبی کے بعد نبی کے معاملات کو قائم کرتا ہے چنانچہ بہت سے لوگ ایسے تھے جن سے حضور اکرم نے وعدہ فرمایا تھا کہ میں تمہیں کچھ دوں گا پھر وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت صدیق کے پاس آئے اور حضرت صدیق اکبر نے ان کو وعدہ کے مطابق شے موعود مرحمت فرمائی۔ یہ بات نہیں کہ یہ حکم حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ مخصوص تھا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی فرماتی ہیں کہ میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضور اکرم کے ترکہ میں سے جو خیبر، فدک اور وہ مال جو مدینہ طیبہ میں تھا یعنی بنی نضیر کی زمین وغیرہ سے اپنی میراث مانگی مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان میں سے کچھ عطا نہ فرمایا اور وہی جواب دیا جو سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیا اور یہی حال تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا تھا اور یہ بات بھی نہیں کہ یہ روایت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مخصوص تھی بلکہ تمام صحابہ نے گواہی دی اور اس پر اتفاق کیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو اس مال میں سے بطریق میراث کچھ نہ دیا بلکہ یہ فرمایا کہ آل محمد اس مال کو خرچ کریں جس طرح کہ وہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خرچ کرتے تھے۔ میں اس عمل کو نہیں بدلوں گا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے اور خدا کی قسم میرے نزدیک رسول خدا کی قرابت، اپنی قرابت سے زیادہ محبوب ہے۔

عجیب و غریب بات:

اس مطالبہ میں عجیب وغریب بات یہ ہے کہ کہتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ زہرہ حضرت ابو بکر کی بات سے دلگیر ہوئیں اور ان پر غصہ فرمایا اور اپنے وقت وفات تک ان سے کنارہ کش رہیں۔ ان کا غصہ فرمانا اور کنارہ کش ہونا کس بنا پر تھا اگر فرض کیا جائے کہ یہ حدیث حضرت فاطمہ زہرا کو نہیں پہنچی تھی تو پہنچنے اور سننے کے بعد کیوں قبول نہ کیا۔

مؤرخین کہتے ہیں کہ آپ کا رنجیدہ ہونا بحکم طبیعت تھا لیکن اس کا دوام واستمرار غرابت وندرت میں سے ہی ہے۔

حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا راضی ہونا:

یہ بات ثابت شدہ ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے مرض وفات میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راضی ہوگئی تھیں۔ بیہقی نے شعبی سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی علالت کے زمانہ میں عیادت کے لیے گئے اور ان کے دروازہ پر کھڑے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ یہ ابو بکر صدیق ہیں اور آپ سے اجازت طلب فرماتے ہیں۔

سیدہ فاطمہ نے حضرت علی مرتضیٰ سے کہا۔ آپ پسند فرماتے ہیں کہ میں ان کو اجازت دوں۔

فرمایا: ہاں۔

تو سیدہ فاطمہ نے اجازت دے دی اور حضرت صدیق اندر آئے اس کے بعد حضرت صدیق نے سیدہ فاطمہ کو رضامند کیا یہاں تک کہ وہ راضی ہوگئیں ایسا ہی کتاب الوفاء میں ہے۔

ریاض النضرۃ کی روایت:

ریاض النضرۃ میں منقول ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان سے معذرت چاہی پھر حضرت فاطمہ ان سے راضی ہوگئیں۔

(مدارج النبوت ج ۲۔ص ۷۵۶ تا ص ۷۵۸)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر حضرت بی بی فاطمہ الزہراؓ کا مرثیہ

(۸)
اِغْبَرَّ فَاقُ السَّمَآءِ کُوِّرَتْ — شَمْسُ النَّهَارِ وَاَظْلَمَ الْعَصْرَانِ
وَالْاَرْضُ مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ كَئِيْمَةٌ — اَسَفًا عَلَيْهِ كَثِيْرَةُ الْاَحْزَانِ
فَلْيَبْكِهِ شَرْقُ الْبِلَادِ وَغَرْبُهَا — وَلْيَبْكِهِ مُضَرٌ وَّ كُلُّ يَمَانِي
وَالْيَبْكِهِ مُتَطَرٌّ ذُالْاِشْمِ وُجُوهٌ — كَالْبَيْتِ وَالْاَسْتَارِ وَالْاَرْكَانِ
يَاخَاتَمَ الرُّسُلِ الْمُبَارَكِ وَجْهُهُ — صَلَّى عَلَيْكَ مُنَزِّلُ الْقُرْاٰنِ

☆اِغْبَرَّ۔غبار آلودہ☆افاق۔اُفق کی جمع،آسمان کے کنارے،عالم سنسار،جگ،دنیا،جہان مراد فضائے آسمانی۔
☆اَظْلَمَ۔تاریک ہوگئے☆اَسَفًا عَلَيْهِ۔آپ پر افسوس کی وجہ سے☆اَحْزَانِ۔بہت زیادہ رنجیدہ ہے
☆فَلْيَبْكِهِ۔پس چاہیے کہ روئیں☆بِلَادِ۔بلد کی جمع،ممالک☆كَالْبَيْتِ۔جیسے گھر مراد خانہ کعبہ☆وَالْاَسْتَارِ۔اور پردہ مراد خانہ کعبہ کا پردہ،خانہ کعبہ شریف کا غلاف☆وَالْاَرْكَانِ۔اور ارکان یعنی خانہ کعبہ شریف کے ارکان
☆مُبَارَكِ وَجْهُهُ۔جن کا چہرہ انور مبارک ہے☆صَلَّى۔رحمتیں نازل فرمائے☆مُنَزِّلُ الْقُرْاٰنِ۔قرآن مجید نازل فرمانے والا

مطلب:
آسمانی فضا گرد آلود ہوگئی سورج ٹھیک دوپہر کے وقت اس غبار میں چھپ گیا ہے۔اس طرح رات دن سیاہی میں ڈوب گئے۔یعنی مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال پر ملال کے باعث رات تو اندھیری ہوتی ہی ہے۔دن کے وقت بھی اندھیرا چھایا محسوس ہوتا ہے۔

مطلب:
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تو زمین مصیبت ماری تباہ و برباد ہے آپ کے وصال پر افسوس کی وجہ سے بہت زیادہ اداس ہے۔

مطلب:
اس صدمہ جانکاہ کے باعث چاہیے تو یہ کہ مشرق و مغرب روئیں اور اس پہ مصر اور سارے یمانیوں کو رونا چاہیے۔

مطلب:
اور چاہیے کہ آپ پہ اونچے اونچے پہاڑ اور ان کی فضا روئے جیسے خانہ کعبہ پر خانہ کعبہ کا پردہ اور خانہ کعبہ کے ارکان مبارک بھی روئے۔

مطلب:

یا خاتم الرسل یعنی یارسول اللہ! جن کا چہرۂ انور مبارک ہے آپ پر قرآن مجید نازل فرمانے والا اللہ تعالیٰ رحمتیں بھیجے۔

فضائل حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سید الانبیاء محبوب کبریا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیٹی، سید الاولیاء سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کی زوجہ محترمہ، امامین کریمین کی والدہ محترمہ خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا، اہل بیت اطہار کی عزت، سلطنت اسلام کی مقدس شہزادی، چادر تطہیر کی مالکہ، رجس ونجس سے مبرا اور حیض ونفاس سے پاک خاتون کہ جن کی اتباع خواتین اسلام کے لیے سرمایہ افتخار گناہوں سے دوری اور جنت کے حصول کا سبب ہے۔

علامہ اقبال نے آپ کی شان بیان کرتے ہوئے عقیدت کے پھولوں کا نذرانہ ان الفاظ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز
از سہ نسبت حضرتِ زہرا عزیز
نورِ چشم رحمۃ العالمین
آں امام اولین و آخرین
بانوئے آں تاجدار ھل اتی
مرتضیٰ ، مشکل کشا ، شیر خدا
مادرِ آں مرکزِ پرکارِ عشق

وَعَنِ الْمِسْوَرِبْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّيْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِيْ۔

(بخاری شریف مسلم شریف مشکوۃ شریف مناقب)

ترجمہ: حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فاطمہ ہمارے گوشت کا ٹکڑا ہیں جس نے انہیں ناراض کیا اس نے ہمیں ناراض کیا۔

نبی کے دل کا ٹکڑا نبی سے سنتے ہیں
علی کے گھر کی ہے عزت علی سے سنتے ہیں
وہ اور جس نے معزز کیا گھرانے کو
حسین پال کے جس نے دیا زمانے کو

حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کا پیار:

وَعَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِيْ عَلٰى عَآئِشَةَ فَسَأَلْتُ اَيُّ النَّاسِ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاطِمَةُ فَقِيْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا۔

(رواہ الترمذی مشکوٰۃ مناقب اہل بیت نبی حدیث ۵۸۹۳)

جُمَیع ابن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا میں نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک انسانوں میں سے کون زیادہ محبوب تھا۔ انہوں نے جواب دیا: فاطمہ۔

عرض کیا گیا: مردوں میں سے؟

انہوں نے فرمایا کہ: ان کے شوہر۔

فائدہ:

اس جگہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انصاف اوران کا سچ قابل دید ہے کہ انہوں نے کیا فرمایا؟ حالانکہ اگر ان میں ذرہ بھر بھی مخالفت یا دشمنی کا مادہ ہوتا تو اس جگہ انہیں آپ بیان فرمائیں کہ میں اور میرے والد (جیسے کہ بخاری شریف میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے۔۱۲ اشرف قادری بعید نہیں کہ اگر حضرت سیدہ فاطمہ سے یہی سوال کیا جاتا تو وہ فرماتیں۔۔ [illegible] صدیقہ اوران کے والد۔

(اشعۃ اللمعات اردو ترجمہ ج ۷، ص ۵۰۴)

فائدہ:

اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو ان حضرات کو ایک دوسرے کا مخالف اور دشمن قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ ان کے مابین دشمنی نہیں تھی یہ تو سوچ کا فرق ہے اللہ کرے سمجھ آ جائے۔

فائدہ:

بعد وصال یا رسول اللہ کہنا سیدہ طاہرہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا طریقہ مقدس ہے۔

یا رسول اللہ کہنے کا بیان:

اسلامی اصولوں کے خلاف نہیں بلکہ اسلامی اصولوں کے مطابق ہے۔ یارسول اللہ، یا حبیب اللہ کہنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔

مدنی تاجدار ﷺ کی قوت سماعت:

ترمذی شریف میں حدیث مبارکہ ہے کہ: ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میں وہ چیز دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ آسمان بوجھ کے سبب سے چرچراتا ہے اور یہ بات اس کو سزاوار ہے کیونکہ اس میں کوئی چار انگل کی ایسی جگہ نہیں ہے جس میں کوئی فرشتہ پیشانی رکھے سجدہ میں نہ ہو۔"

درود مقدس سننا:

امتی جو درود شریف پڑھتا ہے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سماعت فرماتے ہیں بکثرت احادیث سے ثابت ہے۔ کتب احادیث میں ملاحظہ فرمایئے۔

معمولات صحابہ و تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنہم:

ایک حاجت مند اپنی حاجت کے لیے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں آجاتا۔ امیر المومنین نہ اس کی طرف التفات کرتے نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس امر کی شکایت کی۔ انہوں نے وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھی پھر دعا مانگی۔ "قل اللھم انی اسئالک واتوجہ الیک نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ لک الٰی ربی فیتعضی حاجتی و تذکر حاجتک" فرمایا: پھر دعا مانگ الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں یا محمد یعنی یارسول اللہ میں حضور کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روائی فرمایئے اور اپنی حاجت ذکر فرمایئے پھر شام کو میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں۔ حاجت مند نے (کہ وہ بھی صحابی یا کم از کم کبار تابعین سے تھے) یونہی کیا پھر آستانِ خلافت پر حاضر ہوئے دربان آیا اور پکڑ کر امیر المومنین کے حضور لے گیا امیر المومنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھالیا مطلب پوچھا عرض کیا فوراً روا فرمایا اور ارشاد کیا اتنے دنوں میں اس وقت تم نے اپنا مطلب بیان نہ کیا پھر فرمایا جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو وہ صاحب وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہا اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے امیر المومنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف توجہ نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے ان سے میری سفارش کی۔ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں نے تو تمہارے معاملہ میں امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہوا یہ کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمت اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور نابینائی کی شکایت کی۔ حضور نے یونہی اسے ارشاد فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت پڑھے پھر یہ دعا کرے۔ خدا کی قسم! ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گویا کبھی اندھا نہ تھا پھر امام طبرانی امام منذری یہی فرماتے ہیں۔ (ندائے یارسول اللہ ص ۶۰)

جنگوں میں نعرہ رسالت:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بڑی سے بڑی مشکلوں کے وقت یعنی جنگ کے دوران بھی یارسول اللہ کہا کرتے چنانچہ تاریخ طبری لابن جریر میں ہے کہ:

إِنَّ الصَّحَابَةَ بَعْدَ مَوْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ شِعَارُهُمْ فِي الحروب يَا مُحَمَّد (صلی اللہ علیہ وسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام کی عادت تھی کہ جب کسی جنگ میں جاتے تو یا محمد کی ندا کیا کرتے تھے۔ اور پھر انہیں اس نعرہ سے فتح ونصرت نصیب ہو جاتی۔

مسیلمۃ الکذاب کی جنگ میں:

شواہد الحق ص ۱۳۸ میں ہے کہ:

وصح ایضاً ان اصحاب النبی علیہ السلام لما قاتلوا مسیلمۃ الکذاب کان شعارھم وا محمداہ و محمداہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب مسیلمۃ الکذاب سے جنگ لڑتے تو ان کا شعار تھا وا محمداہ صلی اللہ علیہ وسلم

یا محمد کہنے سے مشکل ٹلی:

حضرت بلال بن الحارث مزلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قحط عام الرمادہ مین کہ بعد خلافت فاروقی ۱۸ھ میں واقع ہوا۔ ان کی قوم بنی مزنیہ نے درخواست کی کہ ہم مرے جاتے ہیں کوئی بکری ذبح کیجیے۔ فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں رہا ہے انہوں نے اصرار کیا آخر ذبح کی کھال کھینچی تو نری سرخ ہڈی نکلی یہ دیکھ کر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ندا کی یا محمداہ۔
پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں تشریف لا کر بشارت دی کہ تیری بکریاں صبح کو موٹی تازی ہو جائیں گی اور قحط بھی جاتا رہے گا صبح کو جب بیدار ہوئے تو بکریوں کو دیکھا کہ یہ واقعی موٹی تازی ہو گئی ہیں اور قحط بھی جاتا رہا۔
(ندائے یارسول اللہ بحوالہ ابن الاثیر فی الکامل)



غزوہ بدر میں شجاعت صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعریف

(۱) ضَرَبْنَا غُوَاةَ النَّاسِ عَنْهُ تَكَرُّمًا — وَلَمَّا رَاَوْقَصْدَ السَّبِيْلِ وَلَا الْهُدٰى
(۲) وَلَمَّا اَتَانَا بِالْهُدٰى كَانَ كُلُّنَا — عَلٰى طَاعَةِ الرَّحْمٰنِ وَالْحَقِّ وَالتُّقٰى
(۳) نَصَرْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمَّا تَدَابَرُوْا — وَتَابَ اِلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ ذَوُالْحِجٰى

☆ضَرَبْنَا۔ ضرب عنہ، کف عنہ یعنی روکا، دور کیا ☆غُوَاةَ۔ گمراہوں ☆سَبِيْل۔ راستہ ☆هُدٰى۔ ہدایت
☆اَتَانَا۔ ہمارے پاس آئے ☆بِالْهُدٰى۔ ساتھ ہدایت کے ☆طَاعَةِ الرَّحْمٰنِ۔ مہربان اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری۔
☆وَالتُّقٰى۔ اور تقویٰ یعنی پرہیزگاری۔
☆نَصَرْنَا۔ ہم نے مدد کی تھی
☆ذَوُالْحِجٰى۔ حِجٰى۔ احجا جمع عقل یعنی عقل والے

مطلب:

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شرافت کی وجہ سے گمراہوں سے بچایا اور مخالفین نے صراط مستقیم نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی ہدایت دیکھی تھی۔ (اس لیے وہ آپ کا مقام نہ سمجھ سکے)

فائدہ:

اسی طرح وہ لوگ بھی آپ کو نہیں سمجھ سکے جو آپ کی شان اقدس میں گستاخانہ رویہ اختیار کرتے رہتے ہیں۔

مطلب:

اور جب آپ ہدایت مبارکہ لے کر تشریف لائے تو ہم بھی اللہ تعالیٰ جو کہ مہربان ہے اس کی اطاعت، اس کے حق اور تقویٰ و پرہیزگاری کے پابند تھے۔

مطلب:

جب دوسرے لوگوں نے منہ پھیر لیا تو اس وقت بھی ہم تے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے کا شرف حاصل کیا اور تمام عقل والے مسلمانوں نے آپ کی طرف توجہ کر لی۔

فائدہ:

ان اشعار میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شجاعت و بہادری کو موضوع سخن بنایا ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ غزوہ بدر میں کفار بڑے جوش وخروش سے حملہ آور ہوئے یہ سوچ کر آئے تھے کہ مسلمانوں کو زندہ نہیں چھوڑیں گے نہ رہنے دیں گے بانس اور نہ بجنے دیں گے بانسری مگر مسلمانوں نے وہ بہادری کے جوہر دکھائے کہ بڑا کچھ چاہنے کے باوجود وہ اپنی حسرت دل میں لیے کچھ نہ کر سکے۔ مسلمانوں کی تلواروں نے کفار کے دانت اس طرح کھٹے کیے۔ کہ کافر سوائے اپنے ہی زخم چاٹنے کے کچھ نہ کر سکے۔

فائدہ:

ان اشعار سے متعدد فوائد حاصل ہوئے۔

(۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین اچھے تعلقات تھے جس کا اظہار ان اشعار میں حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہم کیا۔

(۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین اتفاق واتحاد تھا۔ اگر کوئی معمولی مسئلہ تھا بھی تو ایسا نہیں تھا جیسا کہ فسانہ بنا دیا گیا ہے۔

(۳) مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ میں جنھوں نے اپنی توانائیاں صرف کیں ان کی مخالفت میں اپنی توانائیاں صرف کرنا اپنے ہی پاؤں پہ کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے۔

(۴) ان اشعار میں بدری صحابہ کا عادل ہونا بیان کیا گیا ہے۔

(۵) ان اشعار میں بدری صحابہ کا تقویٰ بیان کیا گیا ہے اور یہ تقویٰ و پرہیزگاری بیان کرنے والے حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا ہیں۔ ان سے بڑھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان تقویٰ و پرہیزگاری کی دلیل کون سی چاہیے پھر بھی کسی کی نہیں ہاں میں تبدیل نہیں ہوتی تو اس کی مرضی حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان مبارک ہے۔

وَلَمَّا اَتَانَ بِالْهُدٰی کَانَ کُلُّنَا   عَلٰی طَاعَةِ الرَّحْمٰنِ وَالْحَقِّ وَالتُّقٰی

مطلب:

پنجتن کے عدد کے مطابق پانچ فوائد پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔حق تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے۔

فائدہ:

غزوہ بدر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بہادری سے کفار کا مقابلہ کرنا اور کفار کو شکست فاش ہونا مسلمانوں کی طرف سے جو صحابہ کرام شامل ہوئے ان کی بہادری، تقویٰ و پرہیزگاری کی گواہی اور ان کے ایمان کی گواہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی ثابت ہے کسی کے ماننے یا نہ ماننے سے کیا فرق پڑتا ہے اس غزوہ مبارک میں کون کون شامل تھا اس سلسلے میں سیرت ابن ہشام کا مطالعہ کیجیے سیرت کے موضوع پر لکھی جانے والی وہ عظیم کتاب ہے اس کتاب کے بعد جتنی بھی سیرت کے موضوع پر کتابیں لکھی گئی ہیں بالواسطہ یا بلاواسطہ سیرت ابن ہشام سے ضرور استفادہ حاصل کر کے لکھی گئی ہیں ابن ہشام کا سال وفات بعض کے نزدیک 213 ہجری بمطابق 828ء اور بعض کے نزدیک 218ھ بمطابق 833ء بیان کیا جاتا ہے۔

☆......☆......☆

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو نصیحت

(۱) اَحُسَیْنُ اِنِّی وَاعِظٌ وَّمُؤَدِّبٌ   فَافْهَمْ فَاِنَّ الْعَاقِلَ الْمُتَاَدِّبُ

(۲) وَاحْفَظْ وَصِیَّةَ وَالِدٍ مُّتَحَنِّنٍ   یَغْذُوْكَ بِالْاٰدَبِ کَیْلَا تَعْطَبُ

☆فَافْهَمْ۔پس سمجھو☆اَلْمُتَاَدِّبُ۔ادب کرنے والا ہو☆وَاحْفَظْ۔اور یاد کر لے، یاد رکھ☆مُتَحَنِّنٍ۔مہربان☆ یَغْذُوْكَ۔تیری پرورش کرتا ہے☆بِالْاٰدَبِ۔ساتھ آداب کے☆عَاقِل۔عقلمند، سمجھدار

مطلب:

اے حسین! میری نصیحت ہے یعنی میں تجھے نصیحت کر رہا ہوں اور ادب کی تعلیم دے رہا ہوں پس اسے سمجھنے کی کوشش کیجیے کیونکہ وہی شخص عقلمند اور سمجھدار ہوتا ہے جو ادب پذیر ہوتا ہے۔

مطلب:

اور اپنے مہربان والد گرامی کی وصیت مبارکہ یاد رکھنا جو کہ آداب کے مطابق تیری پرورش کرتا ہے۔اس لیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم ہلاکت میں نہ مبتلا نہ ہو جاؤ۔

☆......☆......☆

فضائل حسنین کریمین

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ:

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ اَحَدٌ اَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ وَقَالَ فِي الْحُسَيْنِ اَيْضًا كَانَ اَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(رواہ البخاری مشکوٰۃ شریف مناقب اہل بیت نبی)

مطلب:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حسن ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے زیادہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ کوئی نہ تھا اور حضرت حسین کے بارے میں بھی ارشاد فرمایا کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔

فائدہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہونے کے متعلق مزید وضاحت درج ذیل حدیث مبارکہ میں ہوئی ہے۔

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ الْحَسَنُ اَشْبَهَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَابَيْنَ الصَّدْرِ اِلَى الرَّأْسِ وَالْحُسَيْنُ اَشْبَهَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ۔

(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف مناقب اہل بیت نبی فصل ۲)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (حضرت امام) حسن سینے سے سر تک (اوپر والا جسم کا حصہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں اور (حضرت امام) حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سینے سے پاؤں تک (جسم کا نچلا حصہ) مشابہ ہیں۔

اعلیٰ نے کیا خوب اپنے جذبات کا اظہار فرمایا ہے۔

ایک سینے تک مشابہ، ایک وہاں سے پاؤں تک
حسن سبطین ان کے جاموں میں ہے نیا نور کا
صاف شکل پاک ہے دونوں کے ملنے سے عیاں
خط تو ام میں لکھا ہے یہ دو ورقہ نور کا

جنتی نوجوانوں کے سردار:

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ حسن اور حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

فضائل حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

شاہ ہست حسین ، بادشاہ ہست حسین
دین ہست حسین ، دین پناہ ہست حسین
سر داد نہ داد ، دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسین

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت:

وَعَنْ یَعْلَی بْنِ مُرَّۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٍ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا حُسَیْنٌ سِبْطٌ مِّنَ الْاَسْبَاطِ۔

(رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ شریف مناقب اہل بیت درج نمبر ۵۹۰۷)

حضرت یعلیٰ ابن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ حسین ہم میں سے ہیں اور ہم حسین سے اللہ تعالیٰ اسے محبوب رکھے جو حسین سے محبت رکھے حسین نواسوں میں سے ایک نواسے ہیں۔

فائدہ:

یعنی میں اور حسین گویا ایک ہی ہیں ہم دونوں سے محبت ہر مسلمان کو چاہیے مجھ سے محبت حسین سے محبت ہے اور حسین سے محبت مجھ سے محبت ہے چونکہ آئندہ واقعات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر تھے اس لیے اس قسم کی باتیں امت کو سمجھائیں۔
(مراۃ شرح مشکوٰۃ شریف جلد ۸ ص ۴۷۹)

سِبْطٌ:

سِبْطٌ سین کے نیچے زیر اور باء ساکن، اولاد کی اولاد، اس کی جمع اسباط ہے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے بھی اسباط کہلاتے ہیں بنی اسرائیل کے اسباط اسی طرح تھے جس طرح عرب کے قبائل ہیں۔ سبط باء کی حرکت کے ساتھ، اصل میں اس درخت کو کہتے ہیں جس کے تنے بہت ہوں اور جڑ ایک ہو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو سبط کہنے میں اشارہ ہے کہ ان کی نسل سے بہت سی مخلوق ہوگی۔ (اشعۃ اللمعات اردو ترجمہ ج ۷، ص ۵۱۳)

حضرت حسینؓ کی شہادت:

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ ذَاتَ يَوْمٍ بِنِصْفِ النَّهَارِ اَشْعَثَ اَغْبَرَ بِيَدِهٖ قَارُوْرَةٌ فِيْهَا دَمٌ فَقُلْتُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ مَاهٰذَا قَالَ هٰذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَاَصْحَابِهٖ لَمْ اَزَلْ اَلْتَقِطُهٗ مُنْذُ الْيَوْمِ فَاُحْصِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتُ فَاَجِدُ قُتِلَ ذٰلِكَ الْوَقْتَ۔

(رواہما البیہقی فی دلائل النبوۃ واحمد، مشکوۃ شریف مناقب اہل بیت النبی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن دوپہر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی جیسے سونے والا خواب میں دیکھتا ہے کہ اس حال میں ہے کہ آپ کے بال مبارک بکھرے ہوئے اور غبار آلود تھے آپ کے ہاتھ میں ایک بوتل تھی جس میں خون تھا۔ میں نے عرض کیا میرے والدین آپ پر فدا ہوں یہ کیا ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے آج سارا دن ہم اسے اکٹھا کرتے رہے ہیں۔ میں نے اس وقت کو نوٹ کرلیا پس میں نے پایا کہ اسی وقت حضرت (امام) حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شہید کیے گئے۔

وہ حسین:

حضرت امام حسین عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

جو دہکتی آگ کے شعلوں پہ سویا وہ حسین
جس نے اپنے خون سے عالم کو دھویا وہ حسین
جو جواں بیٹے کی میت پہ نہ رویا وہ حسین
جس نے سب کچھ کھو کر پھر کچھ بھی نہ کھویا وہ حسین
جس نے اپنے بچوں کی دے دی سخاوت وہ حسین
ہنس کے جس نے پی لیا جام شہادت وہ حسین

اے حسین! میں تجھے نصیحت کرتا ہوں اور ادب آداب سکھاتا ہوں اس لیے سمجھ کیونکہ عقل مند وہی ہوتا ہے جو ادب آداب سیکھتا ہے۔

فائدہ:

اس دنیا میں رہتے ہوئے انسان کو زندگی گزارنی ہے جس حال میں بھی گزرے مگر زندگی کا یہ موقعہ انسان کو فضول امور کے لیے عطا نہیں ہوا۔ انسانوں اور جنوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ زندگی عبادت کرنے کے لیے عطا فرمائی ہے اور عبادت محض نماز کی ادائیگی، روزے رکھنے، زکوٰۃ دینا یا حج کرنے کا نام عبادت نہیں ہے اسی طرح نماز کے متعلق ہی ملاحظہ فرمایئے۔

نماز قائم کرنے کا حکم:

ہم دن میں پانچ بار نماز ادا کرتے ہیں۔ نماز ادا کر کے فارغ ہو گئے تو ہم اپنی زندگی کے بقیہ امور میں مشغول ہو جاتے ہیں کبھی خیال نہیں کیا کہ نماز تو ہم ادا کر رہے ہیں مگر جسے نماز قائم کرنا کہا گیا ہے وہ کیا۔ اس طرف ہم نے دھیان کبھی نہیں کیا۔ نماز ادا کرنے کی سعی کبھی نہیں کی۔ نماز ادا کر کے ہم سمجھتے ہیں کہ نماز کی ادائیگی کے فریضہ سے، ہم فارغ ہو گئے بقیہ زندگی جس طرح ہمارا جی چاہے ہم گزاریں اب ہم آزاد ہیں۔

مادر پدر آزادی:

مگر زندگی گزارنے کے سلسلے میں مادر پدر آزادی کا تصور ہی ہمارے اسلام میں نہیں ہے اسلام نے جو تصور حیات ہمیں عطا فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ انسان جس طرح نماز کی ادائیگی کے وقت ہر لحاظ سے دنیوی تعلقات چھوڑ کر وحدہٗ لاشریک کے حضور حاضر ہو جاتا ہے سوچنا یہ کام اگر سرزد ہو گیا تو نماز نہیں ہوگی بلکہ نماز ٹوٹ جائے گی قبول ہی نہیں ہوگی جب تک کہ اسے صحیح طریقے سے ادا نہ کیا جائے ظاہری و باطنی آداب کا خیال رکھتے ہیں نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ ہوتے ہی ہم دنیوی امور میں شامل ہو گئے مگر دیکھیے اب بھی ہم نے اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق زندگی گزارنی ہے۔ جس طرح نماز ادا کرنے کے وقت آداب بھی ان کا خیال رکھ کر نماز ادا کرنا ضروری تھا اسی طرح نماز سے فارغ ہونے کے بعد اوقات کے سلسلے میں بھی ہمیں چند آداب کا حکم ہے اب ان آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ہم نے زندگی گزارنی ہے۔

نماز سے باہر کے آداب:

نماز کی ادائیگی سے فراغت کے بعد اب ہم نے مادر پدر آزادی سے زندگی نہیں گزارنی بلکہ اللہ تعالیٰ نے دو قسم کے حقوق ہم پہ لازم قرار دیئے ہیں۔

(۱) حقوق اللہ:

اللہ تعالیٰ کے حقوق، ان حقوق کی ادائیگی بھی ضروری ہے کہ ان کے بغیر بعض اوقات انسان دائرہ اسلام سے باہر ہو جاتا ہے جس کی سزا ہمیشہ ہمیشہ کے عذاب میں مبتلا ہونا پڑے گا۔

(۲) حقوق اللہ کے بعد انسان پہ حقوق العباد بھی لازم قرار دیئے ہیں حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بھی ہر انسان پہ لازم ہے جو حقوق اللہ تو ادا کرتا ہے مگر حقوق العباد سے غفلت برتتا ہے سمجھ لیجیے اس کی جان بخشی اس وقت تک نہ ہوگی جب تک کہ وہ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد بہترین طریقے سے ادا نہ کرے گا۔ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو بہترین طریقے سے ادا کر کے ہمہ وقت متوجہ الی اللہ رہنے کا نام نماز قائم کرنا ہے۔

عقل مند کون؟

ہر انسان اپنے آپ کو عقلمند سمجھتا ہے۔ مگر کیا واقعی ہر انسان عقل مند ہے۔ ہرگز نہیں؟ کئی بے وقوف ہوتے ہیں مگر سمجھتے ہیں کہ ہم سب سے بڑھ کر عقلمند ہیں، اس شعر میں حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عقل مند انسان کی پہچان بیان کی ہے کہ عقل مند انسان وہ ہے جو بزرگوں کی نصیحت بغور سنے۔ جو کچھ بزرگ بیان فرمائیں۔ ان کی طرف متوجہ رہتے ہوئے ان کی

نصیحتیں اور ان کے بیان کردہ آداب کو غور سے سنے، انہیں سمجھنے کی کوشش کرے اور اچھی طرح سمجھنے کے بعد ان کی روشنی میں اپنی زندگی کا لائحہ عمل تیار کرے۔

دعوتِ فکر:

(۱) اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو اپنے والدین کا ادب کرنے کی بجائے انہیں تکلیف پہنچانے کے سلسلے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔

(۲) اس سے وہ لوگ بھی عبرت حاصل کریں۔ جو اسلامی احکام بغور سننے کی بجائے احکام اسلام پہ عجیب وغریب فلسفے جھاڑتے سنائی دیتے ہیں۔

(۳) اسلامی احکام کے متعلق اکثر غیر مسلموں کی زبان استعمال کر کے دنیا وآخرت میں خسارے کا باعث بنتے ہیں۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسنون طریقے اور اقوال کے خلاف شیطانی زبان کا استعمال انسان کو دنیا وآخرت میں برباد کر دینے کا باعث بنتا ہے۔

(۵) اور مسنون طریقہ اپناتے ہوئے زندگی گزارنا دونوں جہاں میں کامیابی کی ضمانت ہے۔

خلاصہ کلام:

(۱) اس شعر کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لختِ جگر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آداب زندگی سے روشناس کراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے بیٹا حسین! میں تجھے نصیحت کرتا ہوں۔ یعنی اس نصیحت کو بغور سن اور ان بیان کردہ آداب کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھال۔ ان کے مطابق زندگی گزارنا کیونکہ عقل مند وہی ہوتا ہے جو زندگی گزارنے کے آداب سیکھے اور ان کے مطابق اپنی حیات مستعار کے لمحات گزارے۔ اسی میں اس کی عقلمندی بھی ہے اور دونوں جہاں میں کامیابی بھی۔

(۲) اے میرے بیٹے! (سنو اور غور کرو) اپنے مہربان والد گرامی کی نصیحت کو یاد کر لیجیے۔ جو تمہاری پرورش زندگی گزارنے کے صحیح آداب کے مطابق کرتا ہے (اور برے آداب سے منع کرتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ تم برے اور گندے طریقوں میں مبتلا ہو کر) ہلاکت میں نہ پڑ جاؤ۔

فائدہ:

یہاں حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارے سے بیان فرما دیا ہے کہ زندگی گزارنے کے دو طریقے ہیں۔

☆ ایک طریقہ ایسا ہے کہ جس کے مطابق اگر صحیح معنوں میں زندگی گزاری جائے تو انسان نقصان نہیں اٹھا سکتا بلکہ اس کا ہر لمحہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات کے حصول کا باعث ہے۔ یہ طریقہ شریعت مطہرہ کا بیان کردہ طریقہ ہے یہ طریقہ اور راستہ ہر لحاظ سے امن وسلامتی والا طریقہ ہے۔ اس طریقہ کو اپنانے سے انسان کی دنیا بھی سنور جاتی ہے اور آخرت بھی اسی طرح حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ بیٹا! اپنے مہربان والد گرامی کی نصیحت کو یاد کیجیے۔ زندگی میں اسے

کبھی بھی فراموش نہ کر بیٹھنا یہ نصیحت تمہارے لیے نہایت مفید ثابت ہوگی۔ اس کے مطابق زندگی گزارنا تیرے لیے مفید ثابت ہو گی۔ گمراہی سے محفوظ رہے گا اور سلامتی کے ساتھ اس دنیا میں زندگی گزار کر کامیابی حاصل کرو گے۔

دوسرا طریقہ:

اس کے خلاف طریقہ شیطانی طریقہ ہے جو خود بھی گمراہ ہے اور اس نے بنی آدم کو گمراہ کرنے کی قسم بھی کھائی ہے اب جو شخص اس گمراہ کے گمراہ کن طریقہ کو اپنائے گا۔ وہ دنیا جہاں میں برباد ہو جائے گا۔ میں اس لیے تجھے نصیحت کر رہا ہوں کہ کہیں تم اس کے برے اور گندے طریقے اپنا کر ہلاکت میں نہ پڑ جاؤ۔

قرآن و سنت کا طریقہ:

اس لیے قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے رب کائنات کا ارشاد گرامی ہے کہ:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔

جنتی گروہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے جبکہ میری امت بہتر فرقوں میں بٹ جائے گی جن میں سے اکہتر دوزخ میں اور ایک جنت میں جائے گا۔

عرض کی گئی یا رسول اللہ! یہ ایک فرقہ کون سا ہو گا؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اہلسنت و جماعت کا۔

(تنبیہ الغافلین حصہ۲ص۳۰۳)

سو شہیدوں کا ثواب:

ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب میری امت مبتلائے فساد ہوگی اس وقت میری سنت پر چلنے والا سو شہیدوں کا ثواب پائے گا۔

(تنبیہ الغافلین حصہ۲ص۳۰۳)

مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبۂ نصیحت:

حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا: اے لوگو! میرے صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی عزت کرو اور ان کے ساتھ بھلائی اور ان سے محبت کرو اس لیے کہ میرے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) تمام لوگوں سے بہتر ہیں۔ انہیں میں میں مبعوث کیا گیا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد میری تصدیق کی اور جو کچھ میں اللہ تعالیٰ سے لایا تھا اس کی پیروی کی اور اسی کے مطابق عمل کیا پھر ان کے زمانے والے لوگ (تابعین) بہتر ہیں۔ وہ بھی مجھ پر ایمان لائے اور حکم الٰہی کی پیروی کی۔ جبکہ انہوں نے مجھے دیکھا تک نہیں تھا پھر ان کے متصل بعد آنے والے لوگ (تبع تابعین) ہیں وہ بھی مجھ پر ایمان لائیں گے پھر ان کے زمانے کے بعد جو لوگ آئیں گے وہ نمازوں کو ضائع کریں گے۔ خواہشات کی پیروی کریں گے، میرے حکم کے خلاف کریں گے اور جن چیزوں سے میں نے روکا ہے وہی کام کریں

گے۔ دین کو اپنی خواہشات کے تابع کریں گے، ان کے عمل لوگوں کو دکھانے کے لیے ہوں گے۔ وہ قسمیں کھائیں گے حالانکہ کسی نے قسم کے لیے نہ کہا ہوگا۔ وہ یونہی گواہی دیتے پھریں گے، امانت میں خیانت کریں گے اور امانت واپس نہیں کریں گے، وہ بات بات پر جھوٹ بولیں گے، وہ کہیں گے جو کریں گے نہیں، ان سے علم اور بردباری اٹھ جائے گی، جہالت اور بے حیائی ان میں عام ہو جائے گی، ان سے حیاء اور امانت اٹھ جائے گی، جھوٹ اور خیانت ان میں عام ہو جائے گی، والدین کی نافرمانی، قطع رحمی، لمبی امیدیں، بخل، حرص، لالچ، حسد، بغاوت، بداخلاقی اور ہمسایوں سے برائی عام ہو جائے گی وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے اور قیامت انہیں بدترین لوگوں پر قائم ہوگی اور اگر تم چاہتے ہو کہ جنت کے درمیان میں نہر نعیم پر تمہاری سکونت ہو تو اہل سنت و جماعت کو لازم پکڑلو اور نئی نئی بدعتوں سے بچو۔ اس لیے کہ ہر نئی بات بدعت اور گمراہی ہے بے شک اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کو گمراہی پر جمع نہیں فرماتا پس جس نے میری اطاعت سے کنارہ کشی کی وہ جماعت سے جدا ہو گیا اور اس نے امر الٰہی کو ضائع کر دیا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کیا جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر سخت غضب ناک ہوگا اسے جہنم میں بھیج دے گا۔

(تنبیہ الغافلین حصہ ۲، ص ۳۰۵۔۳۰۴)

فائدہ:

الحمدللہ یہ حدیث مبارکہ اہل سنت جماعت کے حق ہونے کی واضح دلیل ہے نہ صرف یہ حدیث مبارکہ بلکہ اس جیسی دیگر احادیث بھی اہل سنت وال جماعت کے حق ہونے کی مؤید ہیں۔ مزید دلائل ہماری تصنیف لطیف فیضان حضرت اویس قرنی میں ملاحظہ فرمائیے۔

خلفائے راشدین کا طریقہ لازم پکڑنے کا حکم:

عرباض بن ساریہ سلمی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بہت فصیح و بلیغ وعظ فرمایا جس سے آنسو بہہ نکلے اور دل پسیج گئے پس ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ وعظ تو جان لینے والا ہے ہمیں کچھ اور بھی نصیحت فرمائیں کہ میں تمہیں اللہ سے ڈرنے اور اس کا حکم سننے اور اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں پس تم میں سے جو بھی میرے بعد زندہ رہا وہ کثیر اختلافات دیکھے گا تم نئی دینی ایجادات سے بچنا اس لیے کہ وہ گمراہی ہوں گی تم میں سے جو بھی اس کو پائے اسے چاہیے کہ میری سنت کو اور خلفائے راشدین کے طریق کو لازم پکڑے بلکہ اس کو دانتوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑے۔

(تنبیہ الغافلین حصہ ۲، ص ۳۰۶)

جماعت کے خلاف چلنے کی مذمت:

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ایک بالشت بھر بھی جماعت کے خلاف چلے گا گویا اس نے اپنی گردن اسلام کی رسی سے نکال لی۔ (تنبیہ الغافلین ج ۲۔ ص ۳۰۷)

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت:

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہرم بن حبان کو وصیت فرمائی کہ تم جماعت سے الگ نہ ہونا ورنہ دین سے جدا ہو

جاؤ گے اور تمہیں معلوم بھی نہیں ہوگا تم جہنم میں داخل کر دیئے جاؤ گے قیامت کے دن اور اللہ تعالیٰ ہی اپنے احسان و کرم سے توفیق دینے والا ہے۔

(تنبیہہ الغافلین ج ۲۔ص ۳۰۷)

فیضان اویس قرنی:

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات مبارکہ کے متعلق تفصیلی مطالعہ کے لیے فیض ملت حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف (ذکر اویس) بڑی مفید کتاب ہے۔ فیض ملت، مفتی اعظم پاکستان مصنف اعظم پاکستان حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رحمتہ اللہ علیہ کے فیض سے الفقیر القادری ابو احمد غلام حسن اویسی نے بھی حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ پہ مبنی کتاب (فیضان حضرت اویس قرنی) لکھی ہے اس میں آپ کی حیات بابرکات، آپ کے ملفوظات و وصایا مع شرح بیان کیے ہیں۔ انشاء اللہ یہ کتاب بڑی مفید ثابت ہوگی بالخصوص سلسلہ اویسیہ سے منسلکین کے لیے اس کا مطالعہ بڑا مفید رہے گا۔

صراط مستقیم:

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے ایک خط کھینچ کر فرمایا کہ یہ بھی راستے ہیں اور ان تمام راستوں پر شیطان ہیں جو اسے اپنی طرف بلاتے ہیں پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

پس اسی پر چلو اور نہ چلو دوسرے راستوں پر ورنہ وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے الگ کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسی کی وصیت فرمائی ہے تاکہ تم ڈرنے والے ہو جاؤ۔

(تنبیہہ الغافلین ج ۲،ص ۳۰۶)

☆......☆......☆

(۳) اَبُنَیَّ اِنَّ الرِّزْقَ مَكْفُوْلٌ بِهٖ ۔۔۔ فَعَلَیْكَ بِالْاِجْمَالِ فِیْمَا تَطْلُبُ

☆مَکْفُوْل۔ کفالت کر لی گئی ہے ☆بِالْاِجْمَال۔ حسن و خوبی سے ☆تَطْلُبُ۔ تم طلب کرو

اے میرے بیٹے! (محض رزق کے پیچھے ہی نہ بھاگتا رہ) کیونکہ رزق ذمہ لے لیا گیا ہے پس تم پہ لازم ہے کہ جو کچھ بھی طلب کرو نہایت اچھے طریقے سے طلب کرو۔

مطلب:

گویا آپ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ بیٹا! رزق کے پیچھے بھاگتے بھاگتے وقت برباد نہ کر کیونکہ رزق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لی ہے اس لیے محض رزق کے لیے اپنا وقت برباد کرنا اچھا کام نہیں۔ تجھے محض رزق کے حصول کے لیے اس جہان فانی میں نہیں بھیجا گیا بلکہ رزق کی فکر تجھے نہیں ہونی چاہیے۔ رزق تجھے اللہ تعالیٰ نے عطا کرنا ہے۔ بلکہ اس امر پر تیرا

پختہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ وَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

منصوبہ بندی کی تردید:

انگریزوں نے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے متعلق عقائد کے سلسلے میں کمزور کرنے کے لیے مختلف حربے استعمال کیے ان میں سے ایک حربہ منصوبہ بندی بھی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ واللّٰہ خیر الرازقین مگر انگریزوں نے ہمیں ڈرا دیا ہے کہ خبردار اگر زیادہ اولاد ہوئی تو تم اس کی پرورش صحیح معنوں میں نہ کرسکو گے، انہیں مناسب غذا نہ دے سکو گے گویا کہ تم ان کی کفالت اچھے طریقے سے نہ کرسکو گے تم انہیں رزق نہ پہنچا سکو گے اس لیے بچے دو ہی اچھے حالانکہ اگر بچے دو ہیں تو دو کا رزق حاصل ہوگا اور بچے زیادہ ہوئے تو زیادہ بچوں کے حساب سے رزق حاصل ہوگا بچہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہی ہوتا ہے کہ اس کا رزق، زندگی اور موت کے متعلق لکھ دیا جاتا ہے اس کی سعادت یا شقاوت بھی لکھ دی جاتی ہے۔

فرشتے کا موت، رزق، بدبخت ہونا یا نیک بخت ہونا لکھ جانا:

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ اِنَّ خَلْقَ اَحَدِکُمْ یَجْمَعُ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا نُطْفَۃً ثُمَّ یَکُوْنُ عَلَقَۃً مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ یَکُوْنُ مُضْغَۃً مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ یَبْعَثُ اللّٰہُ اِلَیْہِ مَلَکًا بِاَرْبَعِ کَلِمَاتٍ فَیَکْتُبُ عَمَلَہٗ وَاَجَلَہٗ وَرِزْقَہٗ وَشَقِیٌّ اَوْسَعِیْدٌ ثُمَّ یُنْفَخُ فِیْہِ الرُّوْحُ فَوَالَّذِیْ لَآ اِلٰہَ غَیْرُہٗ اِنَّ اَحَدَکُمْ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ حَتّٰی مَایَکُوْنُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَھَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْہِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ فَیَدْخُلُھَا وَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلِ النَّارِ حَتّٰی مَایَکُوْنَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَھَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَیَسْبِقُ عَلَیْہِ الْکِتَابُ فَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَھْلَ الْجَنَّۃِ فَیَدْخُلُھَا۔

(بخاری شریف۔ مسلم شریف۔ مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان باب القدر حدیث نمبر ۷۵)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سچے ہیں اور سچی خبریں آپ کو دی گئی ہیں ہم سے بیان فرمایا: بے شک تم میں سے ایک کا مادۂ پیدائش اس کی ماں کے شکم میں جمع رکھا جاتا ہے اسے چالیس دن تک نطفے کی شکل میں، پھر اس کے بعد چالیس دن تک جمے ہوئے خون کی صورت میں رہتا ہے اس کے بعد چالیس روز تک گوشت کے ٹکڑے کی شکل میں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے چار باتیں لکھنے کے لیے چنانچہ وہ اس کا عمل لکھتا ہے۔ اس کی مدت زندگی لکھتا ہے، اس کا رزق لکھتا ہے اور یہ بات لکھتا ہے کہ بدبخت ہے یا نیک بخت، پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے تو قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں کہ تم میں سے ایک شخص اہل جنت والے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس پر نوشتہ تقدیر غالب آتا ہے تو اہل دوزخ

والے عمل میں مصروف ہو جاتا ہے اور دوزخ میں جاتا ہے اور تم میں سے ایک آدمی اہل دوزخ کے اعمال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس پر نوشتہ تقدیر غالب آ جاتا ہے تو وہ جنتیوں والا عمل شروع کر دیتا ہے اور جنت میں جاتا ہے۔

فائدہ:

جو کچھ رزق جس کسی کے نصیب میں ہے اسے ملنا ہی ہے بندے اللہ تعالیٰ کا شریک نہ بن۔ رزق اللہ تعالیٰ نے دینا ہے اور ہر حال میں دینا ہے پھر تجھے اتنی فکر کیوں۔ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ میں عطا کرنے والا ہوں تو اس کے پیچھے بھاگا بھاگا پھرتا ہے اور جس مقصد کے لیے تجھے تخلیق کیا گیا ہے اس سے تو اعراض کیے ہوئے ہے۔ آج وقت ہے سنبھل جا ورنہ ہمیشہ ہمیشہ پچھتانا پڑے گا مگر اس وقت کا پچھتاوا کسی کام نہ آئے گا۔

نبی کریم کثرت امت کے باعث فخر کریں گے:

وَعَنْ مَعْقَلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجُوْا الْوَدُوْدَ فَاِنِّىْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ۔

(رواہ ابوداؤد والنسائی، مشکوٰۃ شریف کتاب النکاح)۔

حضرت معقل ابن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ محبت کر [illegible] الی بچے جننے والی عورتوں سے نکاح کرو کیونکہ میں تمہاری وجہ سے (قیامت کے دن) امتوں پر فخر کروں گا۔

فائدہ:

کل قیامت میں مجھے اس چیز کی بہت خوشی ہوگی کہ میری امت تمام امتوں سے زیادہ ہو۔ اور انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا اہل جنت کی کل ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسی صفیں امت رسول اللہ کی ہوں گی اور چالیس صفیں سارے نبیوں کے امتی۔ بلکہ دنیا میں بھی کثرت تعداد ترقی قوم کا ذریعہ ہے آج کثرت رائے سے سلطنت وزارت وغیرہ بنتی ہے۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ ج ۵)

فیض مجسم، فیض ملت کا بیان:

کامونکی شہر میں چار روزہ تربیتی کنونشن میں منصوبہ بندی کی حقیقت واضح کرتے ہوئے مجدد دور حاضرہ فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ:

بہر حال اولاد کی کثرت کا مسئلہ سرکار کے دلائل سے سمجھا رہا ہوں کہ اولاد جتنی زیادہ ہوگی اتنا زیادہ فائدہ ہے جبکہ منصوبہ بندی یہی ہے کہ اولاد بند کرو، اولاد کم کرو جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اولاد کے زیادہ ہونے سے تم کیوں ڈرتے ہو رزق تو ہم نے دینا ہے۔

لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ۔

اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو املاک کے خوف سے ہم تمہیں رزق دیں گے۔

فائدہ:

منصوبہ بندی کا موضوع یہی ہے کہ اولاد کم کرو ورنہ آبادی بڑھ جائے دیکھیے جب لندن میں منصوبہ بندی تیار ہوئی تو انہوں نے مشورہ لکھوایا کہ آبادی بڑھ رہی ہے انسان انسان کو کھا جائے گا پھر تکلیف ہوگی کیونکہ اس کا کوئی ایسا علاج کیا جائے جس کا مقصد اسلام کے خلاف ہو دیکھیے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ رزق میرے ہاتھ میں ہے تیرے دو بچے ہوں تب بھی روزی رساں میں ہی ہوں اور اگر تیرے پانچ بچے ہوں تو پھر بھی روزی عطا کرنے والا میں (رب) ہی ہوں اس لیے املاک کے خوف کی وجہ سے اولاد کو قتل نہ کرو۔ (دروس کاموئکی باب ۵)

منصوبہ بندی کی تحقیق کے سلسلے میں قبلہ مجدد دورِ حاضرہ فیض ملت شیخ القرآن والتفسیر حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ کے بیانات پہ مبنی کتاب (دروس کاموئکی) کا مطالعہ کیجیے۔ الحمد للہ! یہ کتاب الفقیر القادری ابواحمد غلام حسن اویسی نے قبلہ فیض ملت کے حکم پر مرتب کی اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے۔

رزق کا ذمہ لے لیا گیا ہے:

رزق کا ذمہ لے لیا گیا ہے اس لیے رزق کے حصول کے سلسلے میں حلال رزق کی جستجو کرنی چاہیے۔ حرام سے بچنے کی سعی کرنی چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ۔

رزق حلال کمانے والا اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔

انسان کی نیک بختی:

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مِنْ سَعَادَۃِ ابْنِ اٰدَمَ رِضَاہُ بِمَا قَضَی اللّٰہُ لَہٗ وَمِنْ شَقَاوَۃِ ابْنِ اٰدَمَ تَرْکُہُ اِسْتِخَارَۃَ اللّٰہِ وَمِنْ شِقَاوَۃِ ابْنِ اٰدَمَ سَخَطُہٗ بِمَا قَضَی اللّٰہُ لَہٗ

(رواہ احمد والترمذی وقال ھذا حدیث غریب، مشکوٰۃ شریف باب التوکل والصبر)

آدم کے بیٹے کی نیک بختی یہ ہے کہ اس کے لیے مقدر کیا اس پر وہ راضی ہو اور آدم کے بیٹے کی بدبختی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بھلائی مانگنا ہے چھوڑ دے اور ابن آدم کی بدبختی یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقدر کیا اس پر خوش نہ ہو۔

رزق انسان کو تلاش کرتا ہے:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الرِّزْقَ لَیَطْلُبُ الْعَبْدَ کَمَا یَطْلُبُہٗ اَجَلُہٗ

(رواہ ابونعیم فی الحلیہ، مشکوٰۃ شریف باب التوکل والصبر)

رزق بندے کو اس طرح ڈھونڈتا ہے جیسے اس کی اجل اسے ڈھونڈتی ہے۔

اصحاب طریقت کے نزدیک بددین و بددیانت:

بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ شریعت اور طریقت میں صادق بندہ وہ ہے جو روزی سے دل نہ لگائے بلکہ فراخ دلی سے اپنے مولا کی اطاعت میں مشغول رہے اور درحقیقت جان لے کہ جو کچھ میرے مقدر میں ہے مجھے مل کر رہے گا اس سے کچھ ذرہ بھر بھی کم نہ ہوگا پس اے درویش! اگر سالہا سال تو مارا مارا پھرے تو جو رزق تیری قسمت میں لکھا جا چکا ہے وہ بغیر تیری کوشش اور طلب کے تجھے مل جائے گا اور اگر تو زیادہ چاہے تو ایک ذرہ بھر بھی نہیں ملے گا۔ اے درویش! فقر اور فقر کی راہ میں ثابت قدم وہ ہے جو روزی سے دل نہ لگائے اور آج تو میں نے کھالیا ہے کل کیا کھاؤں گا ایسے شخصوں کو اصحاب طریقت بددین اور بددیانت کہتے ہیں۔ (اسرار الاولیاء فصل ۳، ص ۲۲)

رزق کے لیے غمگینی کبیرہ گناہ:

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بزرگ کی زبانی سنا ہے کہ یہ بھی ایک کبیرہ گناہ ہے کہ انسان رزق کے لیے غمگین ہو کہ آج تو کھالیا ہے کل شاید ملے گا یا نہیں۔ (اسرار الاولیاء فصل ۳، ص ۲۲)

حیات الفرید:

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ ایک عظیم بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کا مزار پرانوار پاک پتن شریف پنجاب (پاکستان) میں ہے آپ کی حیات مبارکہ اور آپ کے ملفوظات کے متعلق مفصل مطالعہ مطلوب ہو تو ہماری تصنیف لطیف حیات الفرید کا مطالعہ کیجیے۔ نیز آپ کے کلام کی شرح کے لیے ہماری بہترین کتاب فیضان الفرید شرح دیوان بابا فرید کا مطالعہ کیجیے۔

☆......☆......☆

(۴) لَا تَجْعَلَنَّ كَسْبُكَ مُفْرَدًا ۔۔۔ وَتُقَى اِلٰهَكَ فَاجْعَلَنْ مَاتَكْسِبُ

☆لَا تَجْعَلَنَّ۔ اور ہرگز نہ بنالو، ہرگز نہ قرار دو☆ كَسْبُكَ۔ تیری کمائی ☆تُقَى اِلٰهَكَ۔ اپنے خدا کا خوف

مطلب:

صرف مال کو ہی اپنی کمائی نہ قرار دیجیے بلکہ اپنی کمائی صرف اور صرف خوفِ خدا کو قرار دو۔

فائدہ:

کیونکہ خوف خدا کے فضائل بے شمار ہیں۔ صرف مال ہی سب کچھ نہیں ہے کہ اس کے حصول کی خاطر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ کے خلاف عمل پیرا ہو کر اپنی دنیا بھی تباہ کرلی جائے اور آخرت بھی۔ یہ اچھا طریقہ نہیں انسان ذرا غور و فکر سے کام لے۔

خوفِ خدا:

مال کی بجائے خوف خدا کو اپنی کمائی قرار دیجیے۔ اس میں بھلا ہے۔ یہی تمہارے لیے دنیا میں بھی مفید ہے اور آخرت میں بھی انعامات ربانی حاصل ہوں گے۔

حدیث شریف:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَاقْشَعَرَّ جَسَدُ الْعَبْدِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى تَحَاتَتْ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ كَمَا يَتَحَاتَتُ عَنِ الشَّجَرَةِ وَرَقُهَا۔

(مکاشفۃ القلوب ب۲ خوف خدا اردو ترجمہ ص ۴۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جب کوئی بندہ خوفِ الٰہی سے کانپتا ہے تو اس کے گناہ اس کے بدن سے ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کو ہلانے سے اس کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

دو خوف:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فرمانِ الٰہی ہے کہ میں اپنے کسی بندہ پر دو خوف اور دو امن جمع نہیں کرتا۔ جو شخص دنیا میں میرے عذاب سے ڈرتا ہے میں اسے آخرت میں بے خوف کر دوں گا لیکن جو دنیا میں میرے عذاب سے بے خوف رہتا ہے میں اسے آخرت میں خوفزدہ کروں گا۔ (اس پر عذاب نازل کروں گا)

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم:

فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِيْ

تم لوگوں سے نہیں مجھ سے ڈرو۔

ایک اور آیت مبارکہ میں ہے کہ:

فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

اگر تم مومن ہو تو لوگوں سے نہیں مجھ سے ڈرو۔

خوف خدا سے رونے کی فضیلت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَلِجُ النَّارَ مَنْ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الْفَرْعِ۔

جو شخص خوفِ خدا سے روتا ہے وہ جہنم میں ہرگز داخل نہیں ہوگا۔ اسی طرح جیسے کہ دودھ دوبارہ تھنوں میں نہیں جاتا۔

(مکاشفۃ القلوب ب۲، ص ۴۷)

خلاصہ کلام:

یہ کہ کمائی محض دولت کمانا ہی نہیں تمہارے اعمال بھی تمہاری کمائی ہے اچھے اعمال اچھی کمائی ہے اور برے اعمال گندی کمائی ہے۔ تمہیں چاہیے کہ اچھے اعمال اختیار کیجیے خصوصاً خوفِ خدا کا اختیار کرنا بہترین کمائی ہے۔ اسے اپنی کمائی قرار دیجیے۔

اللہ کی متاع جنت:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ خَافَ اَدْلَجَ وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِیَةٌ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ۔

(رواہ الترمذی مشکوٰۃ شریف باب البکاء والخوف فصل ۲ حدیث نمبر ۵۱۱۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص ڈرتا ہے اول رات بھاگتا ہے اور جو شخص بھاگتا ہے منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ خبردار اللہ تعالیٰ کی متاع مہنگی ہے خبردار اللہ تعالیٰ کی متاع جنت ہے۔

غفلت نہ کرو ورنہ لٹ جانو گے:

حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جو دشمن کے شب خون مارنے کا اندیشہ کرتا ہے وہ جنگل میں رات غفلت سے نہیں گزارتا ورنہ مارا جاتا ہے لٹ جاتا ہے شیطان شب خون مارنے والا دشمن ہے ہم دنیا میں راہ آخرت طے کرنے والے مسافر ہیں ایمان کی دولت ہمارے پاس ہے ہاں غفلت نہ کرو ورنہ لٹ جاؤ گے۔

اس فرمان عالی میں اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بانا لھم الجنۃ جنت سودا ہے رب تعالیٰ فروخت کرنے والا ہے ہم خریدار ہیں ہمارے مال جان اس سودے کی قیمت ہے اس کا عکس یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خریدار ہے ہمارے جان و مال سودے ہیں جنت اس کی قیمت ہے اگر جان دے کر بھی سودا مل جائے تو سستا ہے مگر ہمارا حال یہ ہے۔

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا
ہم مفلس کیا مول چکائیں ہم ہی اپنا خالی ہے

اللہ تعالیٰ ہم محتاجوں کو اپنے محبوب کے نام کی خیرات دیدے فقیروں بھکاریوں سے قیمت نہیں مانگی جاتی اس پر کرم کریمانہ ہوتا ہے۔

چہ باشد کہ مشتے گدایان خیل
بیایند دارالسلام از طفیل

یعنی یا رسول اللہ! اگر ہم جیسے مٹھی بھر فقیر آپ کے طفیل جنت میں پہنچ جاویں تو تمہارا کیا بگڑتا ہے ہمارا بھلا ہو جاوے گا۔
(مراۃ شرح مشکوۃ ج ۷ ص ۱۵۵)

خوف خدا جہنم سے نجات کا باعث:

وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰهُ جَلَّ ذِكْرُهٗ اَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَكَرَنِیْ یَوْمًا اَوْ خَافَنِیْ فِیْ مَقَامٍ۔

(رواہ الترمذی والبیہقی فی کتاب البعث والنشور مشکوٰۃ شریف باب البکاء والخوف فصل ۲ حدیث نمبر ۵۱۱۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عزوجل ارشاد فرمائے گا آگ سے اس شخص کو نکالو جس نے مجھ کو ایک دن یاد کیا ہے یا کسی جگہ مجھ سے ڈرا ہے۔

فائدہ:

من سے مراد مسلمان مخلص ہے اور خوف سے مراد دل کا ڈر ہے اس کے عمل کے لیے یعنی مسلمان عمر بھر میں ایک بار بھی مجھ سے ڈرا ہو اور ڈر کر گناہ سے توبہ کر لی ہو یا جسے میں ایک بار بھی گناہ کرتے وقت یاد آ گیا ہوں اور اس یاد کی وجہ سے وہ گناہ سے باز رہا ہے اسے دوزخ سے نکال لو یا بچالو۔ یہ فرمان عالی اس آیت شریفہ کی تفسیر بھی ہو سکتا ہے۔

و امامن خاف مقام ربه و نهی النفس عن الهوی فان الجنة هي الماویٰ

(مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷، ص ۱۵۶)

خوفِ خدا سے نکلنے والے آنسو:

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَامِنْ عَبْدٍ مُّؤْمِنٍ يَّخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ دُمُوْعٌ وَّاِنْ مِثْلَ رَاسِ الذَّبَابِ مَنْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ثُمَّ يُصِيْبُ شَيْئًا مِّنْ حَرِّ وَجْهِهِ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ۔

(رواہ ابن ماجہ مشکوٰۃ شریف باب البکاء والخوف حدیث نمبر ۵۱۲۵)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایسا کوئی بندہ مومن نہیں جس کی آنکھوں سے آنسو نکلیں اگرچہ مکھی کے سر برابر ہوں اللہ کے خوف سے پھر وہ آنسو اس کے چہرے کے ظاہری حصہ کو پونچھیں مگر اسے اللہ آگ پر حرام فرما دے گا۔

فائدہ:

خوف سے عام ڈر مراد ہے۔ گنہگار کو اللہ کے عذاب کا خوف ہو خواہ نیک کار کو اللہ تعالیٰ کی ہیبت ہو۔

خیال رہے کہ یہاں خوف کے رونے کی جزاء کا ذکر ہے یعنی دوزخ سے نجات ذوق شوق کا رونا اس سے افضل اس کی جزاء ان شاء اللہ جنت کی عطا ہوگی۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ ج ۷، ص ۱۶۵)



(۵) كَفَلَ الْإِلٰهُ بِرِزْقِ كُلِّ بَرِيَّةٍ ... وَالْمَالُ عَارِيَةٌ تَجِيْ وَتَذْهَبُ

(۶) وَالرِّزْقُ اَسْرَعُ مِنْ تَلَفُّتِ نَاظِرٍ ... سَبَبًا اِلَى الْاِنْسَانِ حِيْنَ يُسَبَّبُ

(۷) وَمِنَ السُّيُوْلِ اِلٰى مَقَرِّ قَرَارِهَا ... وَالطَّيْرِ لِلْاَوْ كَارِ حِيْنَ تَصَوَّبُ

☆نَاظِرٍ۔ دیکھنے والا ☆تَلَفُّتِ نَاظِرٍ۔ پلک جھپکنے سے پہلے ☆السُّيُوْلِ۔ سیلاب ☆مَقَرِّ قَرَارِهَا۔ اپنے ٹھہرنے کی جگہ پہنچے ☆السُّيُوْلِ سَيْلٌ سے سُيُوْلٌ۔ السَّيْلُ۔ کے معنی ہیں بہنے والا، سیلاب ☆مَقَرِّ۔ ٹھکانہ ☆وَالطَّيْرِ۔ پرندے ☆اَوْكَار۔ گھونسلہ، آشیانہ

(۵) اللہ تعالیٰ ہر ایک مخلوق کے رزق کا کفیل ہے اور مال چند روزہ مانگی ہوئی اور آنے جانے والی شے ہے یعنی اسے بقاء حاصل نہیں بلکہ فانی شے ہے فانی شے پہ دل کیا لگانا۔ اتنی حقیقت سمجھنے کے باوجود (اسی پہ اڑے رہنا عقلمندی نہیں بے وقوفی ہے)

(۶) اور رزق سبب کے لحاظ سے ہے اور جب سبب پیدا کیا جاتا ہے تو پلک جھپکنے سے پہلے اس کا رزق انسان کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ اس لیے رزق کے لیے پریشان نہیں ہونا چاہیے رزق کے لیے پریشانی میں مبتلا ہونا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔

(۷) اور سیلاب سے اپنے مقام پہ پہنچنے سے پہلے رزق پہنچ جاتا ہے اسی طرح چڑیوں کے اپنے گھونسلوں میں داخل ہونے سے پہلے رزق پہنچ جاتا ہے۔

مطلب:

ان تینوں اشعار میں رزق کے متعلق وضاحت بیان کی گئی ہے کہ بعض لوگ رزق کے سلسلے میں بڑی دوڑ دھوپ کرتے ہیں ان اشعار میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دیکھیے اللہ تعالیٰ ہر مخلوق کا رازق ہے وہی مخلوق کے رزق کا کفیل ہے۔ مال آنے جانے والی شے ہے اسے بقا حاصل نہیں ہے بلکہ فانی ہے اور فانی چیز کی خاطر ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھنا عقل مندی اور انسانیت نہیں ہے۔ جسے جو کچھ حاصل ہونا ہے اسے مل ہی جاتا ہے جب ملنا ہے تو دیر نہیں لگتی بلکہ آناً فاناً پہنچ جائے گا۔ اس کے پہنچنے کی مثال بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جیسے سیلاب جہاں پہنچنا ہوتا ہے وہاں پہنچ جاتا ہے اسی طرح سیلاب سے بھی زیادہ جلدی رزق نے جہاں پہنچنا ہوتا ہے وہاں پہنچ جاتا ہے۔ چڑیاں ابھی اپنے گھر نہیں پہنچ سکتیں کہ رزق ان سے پہلے پہنچ جاتا ہے۔

رزق کی اقسام:

حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ مشائخ طبقات نے رزق کو چار قسم کا لکھا ہے۔

(۱) رزق مقسوم (۲) رزق مذموم (۳) رزق مملوک (۴) رزق موعود

(۱) رزق مقسوم:

وہ ہے جو قسمت میں ہے لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے وہ ضرور بالضرور ملے گا۔

(۲) رزق مذموم:

وہ ہے کہ جو کچھ کھانے پینے کی چیز ملے اس پر صبر نہ کرے یعنی جبکہ خود اللہ تعالیٰ رزق کا ضامن ہے جیسا کہ قرآن مجید میں

وعدہ فرمایا گیا ہے وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا تو پھر صبر نہ کر سکے۔

(۳) رزق مملوک:

وہ ہے جو نقدی اور اسباب وغیرہ جمع کیا جائے یا تجارت کی جائے البتہ اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نیکی حاصل ہوتی ہے جس سے قوت حاصل ہوتی ہے لیکن اے درویش! اس راہ کے سالکوں نے کہا ہے کہ تجارت وہ شخص کرتا ہے جسے حق تعالیٰ کے فضل و کرم کا انکار نہ ہو مگر درویش کے لیے یہی مناسب ہے کہ جو نقدی یا اسباب اسے ملے سب راہِ خدا میں صرف کرے اور ذرہ بھر بھی اپنے لیے محفوظ نہ رکھے۔

رزق موعود:

پھر فرمایا کہ اے درویش! موعود رزق وہ ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں اور عابدوں سے کیا ہے اور خود کلام مجید میں فرمایا ہے۔

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ۔

یعنی نیک لوگوں کو رزق کے اندیشے سے فارغ کر دیا ہے کیونکہ ان سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ بے مانگے ان کو رزق پہنچے گا اور جو ان کی ضروریات ہیں مہیا کی جائیں گی۔

(اسرار الاولیاء فصل ۳ ص ۲۷ ہشت بہشت، فیضان الفرید ص ۲۱۴)

کلامِ بابا فرید:

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

رُکھی سکھی کھاءِ کے ، ٹھنڈا پانی پی
فرید نہ ویکھ پرائی چوپڑی ، نہ ترسائیں جی

مطلب:

اے فرید اروکھی سوکھی جیسی بھی روٹی میسر آجائے وہی کھا لیا کر اور پھر ٹھنڈا اور سادہ پانی ہی پی لیا کر۔ اپنی روکھی سوکھی روٹی چھوڑ کر اوروں کی گھی لگی روٹی کو دیکھ دیکھ کر اپنا جی نہیں ترسانا چاہیے کیونکہ اپنی روکھی سوکھی روٹی کی بجائے اگر تو دوسرے لوگوں کی گھی لگی روٹی دیکھتا رہے گا تو تیرے جی میں بھی یہ خواہش بیدار ہوگی کہ ان جیسی روٹی میں بھی کھاؤں اور یہ ہزار ہا پریشانیوں کا سبب ہے لالچ ہر حال میں مصائب و آلام کا سبب ہے اس لیے اس سے بچنا چاہیے۔ جو شخص اسے اپنا لے گا ان شاء اللہ تعالیٰ ہزاروں دکھوں سے خود بخود ہی نجات حاصل کر لے گا اور جو اس کے برعکس کرے گا تو پھر وہ چاہے گا کہ مجھے بھی ویسی ہی عیش و عشرت کے سامان میسر آجائیں۔ اگر کوشش کے باوجود ایسے حالات پیدا نہ کر سکا تو ممکن ہے وہ غلط راہوں کا راہی ہو کر اپنی دنیا اور آخرت دونوں ہی برباد کر لے کیونکہ ایسا شخص جائز اور ناجائز ذرائع اپنا کر وہ سب کچھ حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اس سلسلے میں اسے خواہ کچھ بھی کرنا پڑے۔

(خلاصہ از فیضان الفرید شرح دیوان بابا فرید ص ۲۱۸، ۲۱۷)

(۸) اَبُنَیَّ اِنَّ الذِّکْرَ فِیْهِ مَوَاعِظٌ — فَمَنِ الَّذِیْ بِعِظَاتِهٖ یَتَاَدَّبُ

(۹) اِقْرَاْ کِتَابَ اللّٰهِ جُهْدَكَ وَاتْلُهٗ — فِیْمَنْ یَّقُوْمُ بِهٖ هُنَاكَ وَیَنْصِبُ

(۱۰) بِتَفَکُّرٍ وَّ تَخَشُّعٍ وَّ تَقَرُّبٍ — اِنَّ الْمُقَرَّبَ عِنْدَهُ الْمُتَقَرِّبُ

☆ بِتَفَکُّرٍ۔غور وفکر سے ☆ تَخَشُّعٍ۔فروتنی،غریبی،عاجزی،مسکینی،تواضع ☆ مُتَقَرِّبُ۔جو تقرب حاصل کرتا ہے

☆ بِعِظَاتِهٖ۔اس کی نصیحتوں کو ☆ اِقْرَاْ۔پڑھو ☆ جُهْدَكَ۔اپنی پوری کوشش سے ☆ وَاتْلُهٗ۔اس کی تلاوت کرو

(۸) اے میرے بیٹے! تحقیق قرآن مجید فرقان حمید میں بے شک نصیحتیں ہیں۔مگر اس کی نصیحتوں کو اختیار کون کرتا ہے (اس میں تو غور وفکر کرو) قرآن میں بیان کردہ نصیحتوں پہ عمل پیرا کون ہوگا۔یعنی صاف ظاہر ہے کہ ان نصیحتوں پر ہم نے عمل کرنا ہے ان کے مطابق ہم نے زندگی گزارنی ہے۔

(۹) اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب یعنی قرآن مجید کی توجہ اور کوشش سے تلاوت کرو۔ان لوگوں میں شمولیت اختیار کر جو اسے اپنی ذمہ داری میں لے چکے ہیں اور بھرپور کوشش کرتے ہیں۔(یعنی اس سلسلے میں معمولی سی کوتاہی بھی نقصان دہ ہے)

(۱۰) غور وفکر کرتے ہوئے تواضع اور عاجزی اور حق تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے خیال سے قرآن مجید کی تلاوت کرو کیونکہ بے شک وہی شخص اللہ تعالیٰ کا مقرب ہے جو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے قرب کے انعام سے نوازا جاتا ہے۔

قرآن لوگوں کے لیے بیان، ہدایت اور نصیحت:

الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ۙ

الٓمّٓ۔وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں اس میں ہدایت ہے ڈر والوں کو۔

فائدہ:

اس لیے کہ شک اس میں ہوتا ہے جس پر دلیل نہ ہو۔قرآن پاک ایسی واضح اور قوی دلیلیں رکھتا ہے کہ جو عاقل منصف کو اس کے کتاب الٰہی اور حق ہونے کے یقین پر مجبور کرتی ہیں تو یہ کتاب کسی طرح قابل شک نہیں جس طرح اندھے کے انکار سے آفتاب کا وجود مشتبہ نہیں ہوتا ایسے ہی معاند سیاہ دل کے شک وانکار سے یہ کتاب مشکوک نہیں ہوسکتی۔

(تفسیر خزائن العرفان)

پرہیز گاروں کو نصیحت:

هٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّ مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝

(پ۴ آل عمران،۳۸)

یہ لوگوں کو بتانا اور راہ دکھانا پرہیز گاروں کو نصیحت ہے۔(ترجمہ کنزالایمان)

مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت:

هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ○

(پ۹ سورۃ الاعراف، ۲۰۳)

یہ تمہارے رب کی طرف سے آنکھیں کھولتا ہے اور ہدایت اور رحمت مسلمانوں کے لیے۔

(کنزالایمان شریف)

ہدایت اور خوشخبری:

طٰسٓ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ○ لا هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ○ لا

(پ۱۹، سورۃ النمل، ۱ تا ۲)

یہ آیتیں ہیں قرآن اور روشن کتاب کی۔ ہدایت اور خوشخبری ایمان والوں کو (کنزالایمان)

قرآن روشن نور:

يٰاَيُّهَا النَّاسُ قَدْجَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا○

(پ۶۔ النساء ۱۷۴)

اے لوگو! بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا۔

(کنزل الایمان)

قرآن سارے جہان کے لیے نصیحت:

(۱) اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ○

(پ۷ الانعام ۹۰)

وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کو۔ (کنزالایمان)

(۲) الٓمّٓصٓ○ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ○

(پ۷۔ الاعراف ۱۔۲)

اے محبوب! ایک کتاب تمہاری طرف اتاری گئی تو تمہارا جی اس سے نہ رکے اس لیے کہ تم اس سے ڈر سناؤ اور مسلمانوں کو نصیحت۔ (کنزالایمان)

(۳) وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ○ ع

(پ۲۹۔ قلم آخری آیت مبارکہ)

اور وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کے لیے۔

(کنزالایمان)

(۴) وَمَاهُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيمٍۙ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَۙ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَؕ

(پ۳۰ سورۃ تکویر، ۲۵ تا ۲۸)

اور قرآن مردود شیطان کا پڑھا ہوا نہیں پھر کدھر جاتے ہو وہ تو نصیحت ہی ہے سارے جہاں کے لیے اس کے لیے جو تم میں سے سیدھا ہونا چاہے۔

(کنزالایمان)

فائدہ:

یعنی جو صراط مستقیم اپنانا چاہتا ہے اس کے لیے قرآن مجید نصیحت ہے اور جو قرآن مجید کی طرف سے روگردانی کرتا ہے وہ اپنے پاؤں پہ خود کلہاڑی مارتا ہے اور گمراہی کی دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے۔

قرآن مجید تلاوت کرنے کے آداب:

اس شعر میں قرآن مجید کے چند آداب کی طرف توجہ مبذول کروائی گئی ہے غور وفکر فرمایئے اور ان لوگوں کی سمجھ داری بھی ملاحظہ فرمایئے جو یہ کہتے کہتے نہیں تھکتے کہ بس قرآن ایک کتاب ہی ہے اس کے سلسلے میں اتنے ادب آداب اختیار کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ بہر حال یہاں اس شعر کی روشنی میں چند آداب ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) قرآن مجید بڑے غور وفکر سے تلاوت کرنا چاہیے۔

(۲) قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے عدم توجہگی کو قریب بھی نہیں پھٹکنے دینا چاہیے۔

(۳) قرآن مجید کی تلاوت کے دوران یہ حقیقت ذہن نشین رہنی چاہیے کہ یہ رب کائنات کا لافانی کلام ہے۔ اس لیے اس کی تلاوت کرتے ہوئے نہایت تواضع اور عاجزی اختیار کرنی چاہیے۔

(۴) قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے سر پر ٹوپی یا پگڑی ہونی چاہیے بہتر یہ ہے کہ سر پہ عمامہ شریف سجا ہوا ہو۔

(۵) قرآن مجید چونکہ حق تعالیٰ کا کلام ہے اس لیے اس کے آداب ملحوظ خاطر ضرور رہنے چاہئیں۔

(۶) قرآن مجید تلاوت کرتے ہوئے یہ خیال ذہن نشین ہونا چاہیے کہ میں قرآن مجید اس لیے تلاوت کر رہا ہوں کہ میرے گناہ معاف ہو جائیں، نیکیاں حاصل ہوں اور حق تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے۔

(۷) قرآن مجید کی تلاوت علم وعمل دونوں لحاظ سے کرنی چاہیے۔

(۸) قرآن مجید تلاوت کرتے ہوئے جہاں احکام بیان ہوئے ہیں انہیں بغور سمجھنا چاہیے تاکہ عمل کرنے میں آسانی رہے۔

(۹) جہاں بد مذاہت اور گنہگاروں کی سزا کا بیان ہے حق تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیے۔

(۱۰) جہاں حق تعالیٰ کے انعامات کا تذکرہ ہو حق تعالیٰ سے انعامات کے حصول کی دعا کرنی چاہیے۔

تلک عشرۃ کاملہ

چند مزید آدابِ قرآن:

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حامل قرآن اس وقت رات کی عظمت کو پہچانے کہ جب لوگ سو جاتے ہیں اور یہ دن کو روزہ رکھے جب کہ لوگ روزہ نہ رکھتے ہوں اور یہ اس وقت غمگین ہو جب لوگ خوشیاں منا رہے ہوں اور یہ اس وقت روئے جب لوگ ہنس رہے ہوں اور یہ اس وقت عاجزی اختیار کرے جب لوگ مکروفریب کر رہے ہیں پس حامل قرآن کے لیے لازم ہے کہ وہ رونے، فکروغم، بردباری، طمانیت اور نرمی کو اختیار کرے نیز حامل قرآن کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ سخت دل، غافل، تندمزاج اور چیخنے چلانے والا ہے۔

دنیا میں تین چیزیں اجنبی:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام التسلیم فرماتے ہیں کہ تین چیزیں ایسی ہیں جو دنیا میں اجنبی ہیں۔

(۱) ظالم کے سینے میں قرآن مجید اجنبی ہے۔

(۲) بُرے لوگوں میں نیک آدمی اجنبی ہے۔

(۳) ایسے گھر میں قرآن اجنبی ہے جس میں تلاوت نہ ہوتی ہو۔

(تنبیہہ الغافلین حصہ ۲ ص ۱۳۳)

☆ قرآن مجید تلاوت کرتے ہوئے عظمت قرآن دل میں ہو۔

☆ اللہ تعالیٰ کی علوشان اور رفعت و کبریائی دل میں ہو کہ جس کا کلام تلاوت کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

☆ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے اپنے دل کو وسوسوں اور خطرات سے پاک کر لینا چاہیے۔

☆ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے معانی کا خاص خیال رکھے۔

☆ قرآن مجید کی تلاوت کرنے کے دوران نہایت احترام سے باوضو اور روبہ قبلہ تھے۔

☆ قرآن مجید اس طرح جلدی جلدی نہ پڑھے کہ جیسے چارہ کاٹنے کے لیے ٹوکہ چلا دیا جاتا ہے بلکہ قرآن مجید کی تلاوت ترتیل اور اصول تجوید کا لحاظ کرتے ہوئے کرنی چاہیے۔

☆ اگر ریا کا احتمال ہو یا کسی دوسرے مسلمان کی تکلیف اور جرح کا خوف ہو تو پھر تلاوت قرآن مجید آہستہ آواز سے کریں ورنہ بلند آواز سے۔

☆ بعض لوگ تو نہایت تیز پڑھنے کی صورت میں بھی حروف کو ان کے مخرجوں سے ادا کرنے اور صحیح پڑھنے پر قادر ہوتے ہیں اور بعض لوگ اکثر تیز پڑھیں تو صحیح نہیں پڑھ سکتے لہٰذا تلاوت کرنے والوں کو چاہیے کہ صحیح پڑھنے کی کوشش کریں کیونکہ ثواب صحیح پڑھنے میں ہے نہ کہ جلدی پڑھنے میں (تفسیر نعیمی ج اول ص ۲۴)

☆ کوشش کرے کہ تلاوت کے وقت دل حاضر ہو اور خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھے یہاں تک کہ رقت آجائے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں۔

☆ قرآن مجید کی پرسکون حالت میں اطمینان سے تلاوت کرنی چاہیے حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ قرآن کریم جب دل میں اترتا ہے تب اس میں جمتا ہے اور نفع دیتا ہے۔ تلاوت کرنے والا جس اطمینان اور سکون کے ساتھ دنیا میں تلاوت کرتا تھا اسی اطمینان کے ساتھ تلاوت کرتا ہوا جنت میں بڑھتا جائے گا اور جہاں تک اس کی تلاوت ختم ہوگی وہاں تک کا سب ملک اس کو دیا جائے گا۔ (تفسیر نعیمی ج اول، ص ۲۴)

☆ تلاوت پاک جگہ میں ہو مسجد میں ہو تو اور زیادہ بہتر ہے یہ بھی مستحب ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کرکے سر جھکا کر اطمینان سے پڑھے اور اگر تلاوت کرتے وقت مسواک وغیرہ سے منہ کو صاف کرے اور خوشبو بھی لگائے تو بہت ہی اچھا ہے کیونکہ جتنا ادب زیادہ اتنا ہی فیض زیادہ۔ (تفسیر نعیمی)

☆ تلاوت سے پہلے اعوذ باللہ اور بسم اللہ بھی پڑھے۔

☆ تلاوت کی حالت میں کسی سے بلاضرورت بات کرنا مکروہ ہے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلاوت کے دوران میں کسی سے کلام نہ فرماتے تھے اور اگر کلام کرنا پڑ جائے تو کلام کے دوران میں قرآن شریف بند رکھے اور پھر بسم اللہ پڑھ کر شروع کرے۔ (تفسیر نعیمی)

☆ جس جگہ سب لوگ اپنے کاروبار میں مشغول ہوں وہاں قرآن پاک بلند آواز سے پڑھنا منع ہے۔ یا تو تنہائی میں بلند پڑھو یا وہاں جہاں کم سے کم ایک آدمی سننے والا ہو کیونکہ اس کا سننا فرض کفایہ ہے۔ (تفسیر نعیمی)

☆ چند شخصوں کا بیک وقت بلند آواز سے تلاوت کرنا منع ہے یا تو ایک پڑھے باقی سب سنیں یا سب آہستہ آہستہ پڑھیں (تیجے اور ختم والوں کو اس کا خاص خیال رکھنا چاہیے) مکتبوں اور مدرسوں میں جو بچے مل کر پڑھتے ہیں یہ مجبوری کی وجہ سے ہے۔

(تفسیر نعیمی)

قرآن کو رہبر بنانے کا فائدہ:

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قرآن سفارش کرنے والا ہے اور اس کی سفارش کی مقبولیت تصدیق شدہ ہے جو شخص قرآن کو اپنا رہبر بناتا ہے وہ اسے جنت کی طرف لے جاتا ہے۔ جس نے قرآن سے روگردانی کی وہ جہنم میں جا گرے گا۔

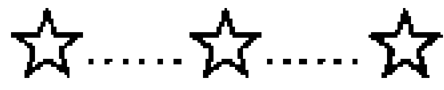
(تنبیہ الغافلین حصہ ۲ ص ۱۳۰)

اللہ کے گھر میں قرآن مجید تلاوت کرنے کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مومن بھائی کی کسی دنیاوی تکلیف کو دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ آخرت کی تکالیف میں سے اس کی ایک تکلیف کو دور فرمائے گا اور جو شخص کسی تنگ دست کی تنگ دستی

دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دنیاوی اور اخروی تنگدستی کو دور فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک اس کی مدد فرماتا رہتا ہے جب تک کہ وہ بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے اور جو شخص کسی کو علم کے راستے پہ لگاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے گھر میں جمع ہو کر قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو پڑھاتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکینہ کا نزول ہوتا ہے اور رحمت الٰہی ان کو ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور ایسے لوگوں کا ذکر اللہ تعالیٰ اپنے مقربین میں فرماتا ہے۔

(تنبیہ الغافلین حصہ۲،ص۱۳۲)



(۱۱) وَاعْبُدْ اِلٰهَكَ ذَالْمَعَارِجِ مُخْلِصًا وَانْصِتْ الْاَمْثَالِ فِيْمَا تُضْرَبُ

☆وَاعْبُدْ۔اور عبادت کرو☆اِلٰهَكَ۔اپنے معبود کی☆ذَالْمَعَارِجِ۔جو بزرگی والا ہے☆مُخْلِصًا۔اخلاص سے☆اَنْصِتْ۔غور سے سنو☆اَمْثَال، مِثْل۔کی جمع یعنی مثالیں☆تُضْرَبُ۔بیان کی جائیں

بزرگی والے اپنے معبود کی عبادت اخلاص سے کیجیے۔غور سے ان مثالوں کو سنیے بیان جو بیان کی جائیں۔(اور پھر ان کے مطابق عمل کی کوشش کرنا)

فائدہ:

یہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت اخلاص سے کرنے کی نصیحت کی گئی ہے۔کیونکہ عبادت وہی شرف قبولیت حاصل کرتی ہے جس میں اخلاص ہے۔اخلاص کے بغیر کی گئی عبادت کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایسی عبادت جو اخلاص کے بغیر کی جائے باعث نقصان اور باعث عذاب ہے۔

انما الاعمال بالنیات:

عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِىءٍ مَانَوٰى۔ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوْ اِمْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَاهَا جَرَ اِلَيْهِ۔

(مشکوٰۃ شریف)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اعمال نیتوں پر موقوف ہیں اور بے شک ہر شخص کے لیے وہ ہے جو اس نے نیت کی تو جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی تو اسی کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا کی طرف ہوگی کہ اسے حاصل کرے یا عورت کی طرف کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی کے لیے ہوگی جس کی طرف اس نے ہجرت اختیار کی ہے۔

فائدہ:

اکثر اور اشہر روایات میں یہ حدیث انہی الفاظ کے ساتھ مروی ہے اور بعض روایات میں بغیر لفظ اِنَّمَا صرف اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات کے الفاظ ہیں اور بعض میں بِالنِّیَّات جمع کی بجائے بالنیۃ کے الفاظ ہیں اور بعض میں صرف العمل بالنیۃ کے الفاظ بھی آئے ہیں لیکن تمام عبارات سے مقصود مدعیٰ ایک ہی ہے کہ قلب وقالب (ظاہر و باطن) کا کوئی عمل، کسی حکم کا بجالانا، امر ممنوع کو چھوڑنا۔ قول وفعل اور عبادات واطاعات نیت کے بغیر مقبول ومعتبر نہیں ہیں اور نیت کے بغیر ان پر کوئی ثواب مرتب نہیں ہوتا۔

(رشعۃ اللمعات شریف ج اول)

اعمال کی دو اقسام:

اس باب میں تحقیق کی غایت وانتہا یہ ہے کہ اعمال دو قسم ہیں ایک وہ جو مقصود لذاتہ جیسے نماز، اس قسم میں جب ثواب نہ ہوگا تو وہ عمل صحیح اور جائز بھی نہ ہوگا دوسری قسم وہ ہے جو دوسرے عمل کے لیے واسطہ اور ذریعہ ہے جیسے وضو، اس قسم میں ثواب اس وقت ملے گا جب نیت ہوگی لیکن نیت کے بغیر بھی عمل جائز ہوگا۔ اور بغیر نیت کے وضو سے نماز درست ہو جائے گی حضرت امام (اعظم) ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب یہی ہے۔

(اشعۃ اللمعات اردو ترجمہ ج اول، ص ۱۸۶)

اخلاص:

اس شعر میں اخلاص کے متعلق بیان کیا گیا ہے اخلاص کے متعلق رب کائنات کا ارشاد گرامی ہے کہ:

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ۵ لا حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ وَذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَۃِ ط ۵

(پ ۳۰ سورۃ البینۃ: ۵)

اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ بندگی کریں نرے اسی پر عقیدہ لاتے ایک طرف کے ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہ سیدھا دین ہے۔ (کنز الایمان شریف)

فائدہ:

اسی آیت مبارک میں اخلاص کے متعلق وضاحت کی گئی ہے کہ جو کام بھی کیا جائے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا جائے۔

حدیث مبارک:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں شرک سے بے نیاز ہوں اور میں اس عمل سے بھی بے پرواہ ہوں جس میں غیر کی شرکت ہو، نیز جو شخص اپنے عمل میں میرے سوا کسی دوسرے کو شریک کرے تو میں اس سے اس کے عمل سے بری ہوں۔

یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے کسی عمل کو قبول نہیں فرماتا جو محض رضائے الٰہی کے لیے نہ ہو یعنی جو عمل

خالص اللہ کے لیے نہ ہو نہ تو وہ قبول ہوگا اور نہ آخرت میں اس کے لیے کوئی ثواب ہوگا بلکہ اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔
(تنبیہ الغافلین حصہ اول ص ۱۷)

☆......☆......☆

(۱۲) وَاِذَا مَـرَرْتَ بِـاٰيَةٍ مُّـخْشِيَّةٍ تَـصِفُ الْعَذَابَ فَقِفْ وَدَمْعُكَ تَسْكِبُ

☆اٰيَةٍ۔نشانی ☆تَصِفُ۔ظاہر کرتی ہو☆فَقِفْ۔پس ٹھہر جاؤ☆دَمْعُكَ تَسْكِبُ۔تمہارے آنسو جاری ہوں

اور جب تم ڈروالی جگہ سے گزرو جو عذاب کو ظاہر کرتی ہو یعنی جس سے بظاہر بھی ڈر لگتا ہو اور تاریخی طور پر بھی ثابت بھی ہو کہ یہاں کسی قوم کو عذاب ہوا یا یہ کہ یہ عذاب کی نشانی ہے۔تو ٹھہرو غور وفکر کرو۔اس عذاب کے آنے کے اسباب پہ غور کرو پھر غور کرو کہ کہیں ہم بھی انہیں حالات وواقعات میں مشغول تو نہیں ہیں اگر ویسے ہی حالات میں سے ذرہ بھر بھی ہوں تو خوف خدا کے باعث تو بہ کرتے ہوئے تمہاری آنکھوں سے آنسو جاری ہو جانے چاہئیں۔کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جن امور کے باعث ان لوگوں کو عذاب ہوا تھا وہ علامات اور اسباب ہم بھی یعنی ہمارے معاشرے میں بھی پائی جاتی ہیں ان امور کی وجہ سے کہیں ہم پہ بھی اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل نہ ہو جائے۔اگر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو گیا تو پھر سوائے تباہی و بربادی کے کچھ نہ بچے گا۔

حدیث شریف:۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ جب ہوا چلتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّمَا اُرْسِلَتْ بِهٖ۔

اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی مانگتا ہوں اور بھلائی اس کی کہ اس میں ہے اور بھلائی اس کی کہ اس کے ساتھ بھیجی گئی ہے اور میں اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور اس چیز کی برائی سے جو اس میں ہے اور برائی اس چیز کی کہ اس کے ساتھ بھیجی گئی ہے۔

اور جس وقت آسمان پر ابر (بادل) ہوتا آپ کا رنگ مبارک متغیر ہو جاتا اور گھر سے باہر نکلتے پھر اندر آتے اور پھر جاتے جب بارش برستی تو خوف واضطراب جاتا رہتا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ بات معلوم کر لی۔آپ سے پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا اے عائشہ! شاید کہ یہ ابر (بادل) اس کی مانند ہو کہا قوم عاد نے اس کے حق میں دیکھا ابر سامنے آیا ان کے نالوں کے اس قوم نے یہ ابر (بادل) ہے ہم پر برسے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ جس وقت مینہ کو دیکھتے تو فرماتے اے اللہ! اس کو رحمت بسا۔

(متفق علیہ،مشکوۃ شریف باب الریاح فصل اول حدیث نمبر ۱۴۲۶)

☆......☆......☆

(۱۳) يَا مَنْ يُّعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ بِعَدْلِهٖ لَا تَجْعَلَنِّىْ فِى الَّذِيْنَ تُعَذِّبُ

(۱۴) اِنِّیْ اَبُوْءُ بِعَثْرَتِیْ وَخَطِیْئَتِیْ هَرَبًا وَّهَلْ اِلَّآ اِلَیْكَ الْمَهْرَبُ

☆یُعَذِّبُ۔عذاب دیتا ہے یاعذاب دے گا ☆مَنْ یَّشَآءُ۔ جسے چاہے ☆بِعَدْلِهٖ۔اپنے عدل کے ساتھ ☆لَا تَجْعَلَنِّیْ۔ مجھے نہ بنا، مجھے نہ کرنا ☆فِی الَّذِیْنَ۔ان لوگوں میں ☆تُعَذِّبُ۔تو عذاب دے گا۔ ☆خَطِیْئَتِیْ۔میری خطا ☆ هَرَبًا۔ بھاگ کر

(۱۳) رب وہ ذات کہ جو اپنے عدل وانصاف سے جسے چاہے عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ مجھے ان لوگوں میں سے نہ کر جنہیں تو عذاب دے گا بلکہ اپنی رحمت سے مجھے اپنے عذاب سے نجات عطا فرمانا۔

(۱۴) میں اپنی بھول چوک خطاؤں اور گناہوں کو تسلیم کرتا ہوں۔اب ان سے بھاگ کر معافی چاہتا ہوں اور تیرے پاس ہی یا اللہ بھاگ کر آنے کی جگہ حاصل ہے یا اللہ تو ہی معافی عطا فرمانے والا مجھے معافی عطا فرما یا اللہ تو غفور الرحیم ہے۔یا اللہ! آخرت میں ان گناہوں اور خطاؤں سے مجھے نجات حاصل ہو جائے۔

میری خطائیں اور گناہ بخش دے۔

☆......☆......☆

(۱۵) وَاِذَا مَرَرْتَ بِاٰیَةٍ ذِکْرِهَا وُصِفَ الْوَسِیْلَةُ وَالنَّعِیْمُ الْمُعْجِبُ

☆اٰیَةٍ۔نشانی ☆فِیْ ذِکْرِهَا۔اس کے بیان میں ☆وَسِیْلَةُ۔جمع وسائل یعنی ذریعہ جنت ☆نَعِیْمُ۔نعمت ☆ مُعْجِبُ خوش کن

اور جب تم ایسی ہی نشانی یعنی عذاب والے مقام سے گزرو تو وسیلے کا ذکر کرو جو کہ جنت کے درجات میں سے بہت بلند مقام ہے اور اللہ تعالیٰ کی خوش کرنے والی نعمت کا تذکرہ کرو۔

یہاں کئی چیزوں کا بیان ہوا ہے مثلاً اگر تاریخی مقام سے گزرو تو ان مقامات سے گزرتے ہوئے محض غافلانہ رنگ اور مستی میں ہی نہ گزر جاؤ بلکہ توجہ کرو، غور وفکر سے کام لو کہ یہاں کیسے کیسے شاندار محل تھے اب کیا رہ گیا ہے۔یہاں کے بسنے والے لوگ کیسے کیسے زور آور اور نامی گرامی تھے مگر جب اجل آئی تو نتیجہ کیا نکلا۔ایسے مقامات سے گزرتے وقت آنکھیں کھلی رکھنے کی ضرورت ہے عبرت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔عبرت حاصل کیجیے۔دیکھیے ...... دیکھیے ضرور دیکھیے مگر عبرت حاصل کرنے کے لیے دیکھیے ایسے مقامات عبرت حاصل کرنے کے لیے ہوتے ہیں کہ ایسے مقامات سے عبرت حاصل کرنی چاہیے مقامات ہے، محض سیر وتفریح کے لیے ایسے مقامات نہیں ہوتے، محض پکنک منانے کے لیے یہ مقامات نہیں ہوتے محض ہنسی خوشی میں وقت محض وقت گزاری کے لیے مقامات کا انتخاب نہ کیجیے ایسے مقامات تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مناظر دیکھنے اور غور وفکر کرنے کے لیے ہوتے ہیں غفلت کا پردہ چاک کرنے کے لیے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کے لیے اور بارگاہ حق میں اپنے عیوب کی بخشش کے لیے ایسے مقامات کو عبرت کی نظر سے دیکھیے۔

مگر افسوس کہ ہڑپہ کی تہذیب دیکھنے کے متمنی جاتے ہیں وہاں میوزیم بھی دیکھتے ہیں۔وہاں سے برآمدہ شدہ چیزیں بھی دیکھتے ہیں تاریخی لحاظ سے یہ تو دیکھتے ہیں کہ وہاں کا کلچر کیسا ہوگا۔وہاں کے لوگوں کا رہن سہن کیسا شاندار ہوگا۔مگر یہ نہیں دیکھتے کہ

ان میں بسنے والے کیسے رعب داب والے ہوں گے اور ان کا انجام کیسا ہوا۔

پہلی اقوام قوت و طاقت اور مال و اسباب کے لحاظ سے کیسی طاقتور اور مضبوط تھیں مگر رب کائنات سے غافل تھیں ان کا اوڑھنا بچھونا محض دولت مندی تھی اس کے علاوہ کچھ نہ تھا۔

بالآخر ان کا انجام کیسا ہوا۔ قرآن مجید نے سابقہ اقوام کے قصے بڑے بہترین انداز میں سو فیصد درست بیان کیے ہیں قرآن مجید کی تلاوت کیجیے مطلب سمجھنے کی کوشش کیجیے اور گزری ہوئی اقوام کے احوال پڑھ کر عبرت حاصل کیجیے۔

وسیلہ کی تلاش:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بیان فرماتے ہیں کہ جب ایسے مقامات سے گزرو تو غفلت چھوڑ دو۔ خوب ہوشیار رہو کہ سمجھداری کا ثبوت دیتے ہوئے بارگاہِ حق میں محبوب کریم کا اور اللہ تعالیٰ کے دیگر پیارے بندوں کا وسیلہ پیش کرو۔ کہ یا اللہ ہم جو اللہ والوں یعنی انبیائے کرام اور اولیائے کرام کا وسیلہ تیری بارگاہ اقدس میں پیش کرتے ہیں۔ ہم پہ مہربانی فرما اور اس وسیلے کا ذکر ہم کر رہے ہیں جو جنت کے مقامات میں سے ایک بلند درجہ ہے علاوہ ان امور کا تذکرہ کرو کہ جن کی بنا پر اللہ تعالیٰ راضی ہو۔ اللہ تعالیٰ راضی ہو کر گناہوں کی بخشش فرما دے۔ گفتار کے لحاظ سے ایسے امور بیان کرو اور عمل کے لحاظ سے ایسے امور کے مطابق زندگی کا ایک ایک لمحہ گزارو کہ جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں گے جو ایسے تاریخی مقامات دیکھنے جاتے ہیں اور غفلت کی حالت میں الٹا مزید اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے کام کرتے جاتے ہیں۔ عبرت حاصل کرنے کی بجائے مزید گناہوں کی دلدل میں دھنستے چلے جاتے ہیں۔ عبرت حاصل کرنے کی بجائے مزید ٹھٹھا مخول میں وقت گزار کر مزید وحدہٗ لاشریک کے قہر و غضب کو دعوت دیتے ہیں اللہ تعالیٰ حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ع یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

☆......☆......☆

(۱۶) فَاسْئَلُ اِلٰهَكَ بِالْاِنَابَةِ مُخْلِصًا — دَارَ الْخُلُوْدِ وِسُؤَالَ مَنْ يَّتَقَرَّبُ

(۱۷) وَجْهَدُ لَعَلَّكَ اَنْ تَحِلَّ بِاَرْضِهَا — وَتَنَالَ رَوْحَ مَسَاكِنَ لَا تَخْرَبُ

(۱۸) وَتَنَالَ عَيْشًا لَّا انْقِطَاعَ لِوَقْتِهٖ — وَتَنَالَ مُلْكَ كَرَامَةٍ لَّا تُسْلَبُ

☆ فَاسْئَلْ۔ پس سوال کرو، دعا کرو ☆ بِالْاِنَابَةِ مُخْلِصًا۔ توجہ کے ساتھ اخلاص سے ☆ دَارَ الْخُلُوْد۔ جنت ☆ يَتَقَرَّبُ۔ تقرب حاصل کرتا ہے ☆ انقطاع۔ کاٹا ہوا ہونا، کٹ جانا

☆ وَاجْهَدْ۔ اور کوشش کرو ☆ لَعَلَّكَ۔ شاید تمہیں ☆ تَحِلَّ بِاَرْضِهَا۔ زمین پہ نازل ہونے کا موقع مل جائے ☆ لَاتَخْرَبُ۔ ویران نہ ہوں گے ☆ مَسَاكِنَ۔ مسکن کی جمع یعنی مقامات ☆ کرامة۔ بزرگی، بڑائی، فضیلت، بخشش سخاوت، خرق عادت ☆ عَيْشًا۔ زندگی، اچھی زندگی، بہترین زندگی ☆ اِنْقِطَاع۔ کاٹا ہوا ہونا، کٹ جانا، جدا ہو جانا

(۱۶) پس اپنے معبود سے توجہ کے ساتھ اخلاص سے دعا کیجیے جنت کے متعلق سوال کیجیے اس شخص کی مانند جو سوال تقرب کا کرتا ہے۔

(۱۷) کوشش کرتے رہیے ہوسکتا ہے اس زمین (جنت) میں تجھے داخل ہونے کا موقع حاصل ہو جائے۔ ان مقامات (میں داخل ہونے کی) خوشی (کا موقع) میسر آئے جو کبھی بھی ویران نہیں ہوں گے۔

(۱۸) اور ایسی عیش و آرام والی زندگی حاصل کرو جس کے وقت کے لیے کسی قسم کا کٹاؤ یا خاتمہ نہیں یعنی وہاں کے عیش و آرام والی زندگی ہمیشہ ہمیشہ حاصل ہوگی۔ جب ایک دفعہ وہاں داخل ہو گیا اسے پھر کبھی بھی نہ نکالا جائے گا اور پس فضیلت و بزرگی والا ملک حاصل کر لیجیے جو ہمیشہ رہے گا۔

جنت کے لیے دعا کرنے کی نصیحت:

یہاں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنت کے حصول کے لیے دعا کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے معبود سے دعا کیجیے کہ وہ تجھے اپنی رحمت اور رضا والا مقام جنت عطا فرمائے۔ مگر محض زبانی حد تک نہیں بلکہ اخلاص کے ساتھ دعا کرو تا کہ شرف قبولیت سے وہ دعا نوازی جائے اور تجھے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں والا مقام جنت حاصل ہو جائے۔ اس سلسلے میں اس شخص کی مانند سوال کرتے رہو جو حق تعالیٰ کے قرب کا سوال کرتا رہے گا کیونکہ جب قرب حق حاصل ہو جائے تو پھر اس سے بڑھ کر کیا کچھ چاہیے؟ سب کچھ سے بڑھ کر یہ قرب خداوندی ہے۔

صفت جنت:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ ۝

(پ۳۰ سورۃ البینہ ۷تا۸)

بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں ان کا صلہ ان کے رب کے پاس بسنے کے باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی یہ اس کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔ (کنز الایمان)

بلند باغ:

وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝ لِّسَعْیِهَا رَاضِیَةٌ ۝ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ۝ لَّا تَسْمَعُ فِیْهَا لَاغِیَةً ؕ ۝ فِیْهَا عَیْنٌ جَارِیَةٌ ۘ ۝ فِیْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۝ وَّ اَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝ وَّزَرَابِیُّ مَبْثُوْثَةٌ ؕ ۝

(پ۳۰ سورۃ الغاشیہ: ۸تا۱۶)

کتنے ہی منہ اس دن چین میں ہیں۔ اپنی کوشش پر راضی بلند باغ میں کہ اس میں بیہودہ بات نہ سنیں گے۔ اس میں رواں چشمہ ہے۔ اس میں بلند تخت ہیں اور چنے ہوئے کوزے اور برابر بچھے ہوئے قالین اور پھیلی ہوئی چاندنیاں۔ (کنز الایمان)

نیکو کار چین میں:

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ؕ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ؕ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۙ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۙ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ۙ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ۚ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۙ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ؕ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ۙ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ۫ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ۫ وَاِذَا انْقَلَبُوْۤا اِلٰۤى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ۫ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْۤا اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ۙ وَمَاۤ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ؕ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ۙ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ؕ

(پ۳۰ سورۃ مطففین ۱۸ تا ۳۵)

ترجمہ: ہاں ہاں بے شک نیکوں کی لکھت سب سے اونچا محل علیین میں ہے اور تو کیا جانے علیین کیسی ہے؟ وہ لکھت ایک مہر کیا نوشتہ ہے کہ مقرب جس کی زیارت کرتے ہیں بے شک نیکو کار ضرور چین میں ہیں۔ تختوں پر دیکھتے ہیں تو ان کے چہروں میں چین کی تازگی پہچانے۔ نتھری شراب پلائے جائیں گے جو مہر کی ہوئی رکھی ہے اس کی مہر مشک پر ہے اور اسی پر چاہیے کہ للچائیں للچانے والے اور اس کی ملونی تسنیم سے ہے وہ چشمہ جس سے مقربانِ بارگاہ پیتے ہیں بے شک مجرم لوگ ایمان والوں سے ہنسا کرتے تھے اور جب وہ ان پر گزرتے تو یہ آپس میں ان پر آنکھوں سے اشارے کرتے اور جب اپنے گھر پلٹتے خوشیاں کرتے پلٹتے اور جب مسلمانوں کو دیکھتے کہتے بے شک یہ لوگ بہکے ہوئے ہیں اور یہ کچھ ان پر نگہبان بنا کر نہ بھیجے گئے تو آج ایمان والے کافروں پر ہنستے ہیں تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہیں۔ (کنز الایمان)

فائدہ:

اس طرح بے شمار آیات میں جنت اور جنت کے مناظر بیان کیے گئے اور مزید معلومات کے لیے قرآن مجید کا مطالعہ کیجیے جنتی مناظر سے بھی لطف اندوز ہوں اور نیکیاں بھی حاصل کیجیے اور گناہوں سے نجات کا سامان حاصل کیجیے۔

دنیا کی ہر چیز سے بہتر:

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْضَعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَافِيْهَا۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوۃ شریف باب صفۃ الجنۃ حدیث نمبر ۵۳۷۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت میں ایک چابک کی جگہ

دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے۔

جنتی عورت کا حسن:

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدْوَةٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْرَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَلَوْ اَنَّ امْرَاَةً مِنْ نِّسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِطَّلَعَتْ اِلَى الْاَرْضِ لَاَ ضَاءَ تْ مَابَيْنَهُمَا وَلَمَلَاءَ تْ مَابَيْنَهُمَا رِيْحًا وَّ لَنَصِيْفُهَا عَلٰى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا۔

(رواہ البخاری مشکوٰۃ شریف باب صفۃ الجنۃ واھلھا نمبر ۵۳۷۱)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام روانہ ہونا دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے۔ اور اگر جنتیوں کی ایک عورت زمین پر ظاہر ہو جائے تو زمین اور بہشت کے درمیانی فاصلے کو روشن کر دے اور اس کے سر کا دوپٹہ دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے۔

فائدہ:

فی سبیل اللہ جہاد، حج، طلب علم اور ہر وہ کام ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے کیا جائے یہاں تک کہ اہل وعیال کا خرچہ، اطمینان حاصل کرنے اور عبادت میں حضور قلب کے لیے رزق حلال طلب کرنا بھی فی سبیل اللہ تعالیٰ ہے۔

(اشعۃ اللمعات شریف اردو ترجمہ ج ۷ ص ۵۰)

جنتی درخت:

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا وَلَقَابُ قَوْسِ اَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ اَوْتَغْرُبُ۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، صفۃ الجنت ۵۳۷۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت میں ایک درخت ہے کہ سوار اس کے سائے میں سو سال تک چلتا رہے گا مگر اسے طے نہیں کر سکے گا۔ جنت میں تم میں سے ایک شخص کے کمان کی مقدار ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے یا غروب ہوتا ہے۔

جنتی برتن اور سازو سامان:

وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْجَنَّةِ لَخَيْمَةٌ مِّنْ لُؤْلُؤَةٍ وَاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ عَرْضُهَا۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ طُولُھَا سِتُّوْنَ مِیْلاً فِیْ کُلِّ زَوِیَۃٍ مِنْھَا اَھْلٌ مَّایَرَوْنَ الْاٰخِرِیْنَ یَطُوْفُ عَلَیْھِمُ الْمُؤْمِنُ وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَھَبٍ اٰنِیَتُھُمَا وَمَا فِیْھِمَا وَمَابَیْنَ الْقَوْمِ وَبَیْنَ اَنْ یَّنْظُرُوْا اِلٰی رَبِّھِمْ اِلاَّ رِدَآءُ الْکِبْرِ یَاءِ عَلٰی وَجْھِہٖ فِیْ جَنَّۃِ عَدْنٍ

(متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف ۵۴۷۳)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن کے لیے جنت میں اندر سے خالی موتی کا ایک خیمہ ہے جس کی چوڑائی..........

اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی لمبائی ساٹھ میل ہے اس کے ہر گوشے میں مومن کے گھر والے ہوں گے جنہیں دوسرے نہیں دیکھ سکیں گے مومن ان کے پاس آتا جاتا رہے گا مسلمانوں کے لیے دو جنتیں ہیں جن کے برتن اور ساز و سامان چاندی کے ہیں اور دو جنتیں ہیں جن کے برتن اور استعمال کی چیزیں سونے کی ہیں۔ جنت عدن لوگوں اور رب کریم کو دیکھنے میں مانع صرف اس کے وجہہ کریم پر کبریائی اور عظمت کی چادر ہوگی۔

جنت فردوس کے درجات:

وَعَنْ عُبَادَۃَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْجَنَّۃِ مِائَۃُ دَرَجَۃٍ مَّا بَیْنَ کُلِّ دَرَجَتَیْنِ کَمَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَالْفِرْدَوْسُ اَعْلَا ھَا دَرَجَۃً مِّنْھَا تَفَجَّرُ اَنْھَارُ الْجَنَّۃِ الْاَرْبَعَۃُ وَمِنْ فَوْقِھَا یَکُوْنُ الْعَرْشُ فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰہَ فَاسْئَلُوْہُ الْفِرْدَوْسَ۔

(رواہ الترمذی وَلَمْ اَجِدْہُ فِی الصَّحِیْحَیْنِ وَلَا فِیْ کِتَابِ الْحُمَیْدِیّ مشکوٰۃ شریف باب صفۃ الجنت حدیث نمبر ۵۴۷۴)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں سو درجے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ فردوس کے درجات تمام جنتوں سے اعلیٰ ہیں جنت کی چاروں نہریں اس سے نکلتی ہیں۔ جنت الفردوس کے اوپر عرش ہے جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کرو۔ اس حدیث شریف کو امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کیا مجھے یہ حدیث صحیحین میں اور نہ ہی کتاب حمیدی میں ملی ہے۔

جنتی بازار:

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ لَسُوْقًا یَّاْتُوْنَھَا کُلَّ جُمُعَۃٍ فَتَھُبُّ رِیْحُ الشِّمَالِ فَتَحْثُوْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ وَثِیَابِھِمْ فَیَزْدَادُوْنَ حُسْنًا وَجَمَالاً فَیَقُوْلُ لَھُمْ اَھْلُوْھُمْ وَاللّٰہِ لَقَدِازْدَدْ تُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا

وَّجَمَالاً فَیَقُوْلُوْنَ وَاَنْتُمْ وَاللّٰہِ لَقَدِازْ دَدْتُمْ بَعْدَ نَا حُسْنًا وَّ جَمَالاً۔

(مسلم شریف،مشکوٰۃ شریف حوالہ مذکور)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت میں ایک بازار ہے جہاں جنتی ہر جمعہ کے دن جائیں گے اور بادشمال چلے گی اور ان کے چہروں اور کپڑوں میں مختلف قسم کی خوشبوئیں انڈیل دے گی تو ان کا حسن و جمال دوبالا ہو جائے گا وہ اپنے گھر والوں کی طرف اس حال میں لوٹیں گے کہ ان کا حسن و جمال بھی دوبالا ہو چکا ہوگا انہیں ان کے گھر والے کہیں گے اللہ تعالیٰ کی قسم ہمارے بعد تمہارے حسن و جمال میں اضافہ ہو چکا ہے جنتی کہیں گے کہ اللہ کی قسم ہمارے بعد تمہارے حسن و جمال میں بھی نکھار آ چکا ہے۔

جنتی جنت میں پیشاب نہیں کریں گے:

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَھْلَ الْجَنَّۃَ یَاْکُلُوْنَ فِیْہِ وَیَشْرَبُوْنَ وَلَا یَتْفُلُوْنَ وَلَا یَتَغَوَّطُوْنَ یَمْتَخِطُوْنَ قَالُوْا اَفَمَا بَالُ الطَّعَامِ قَالَ جُشَآءٌ وَرَشْحٌ کَرَشْحِ الْمِسْكِ یُلْھَمُوْنَ التَّسْبِیْحَ وَالتَّحْمِیْدَ تُلْھَمُوْنَ النَّفْسَ۔

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنتی جنت میں کھائیں گے پئیں گے اور تھوکیں گے نہیں پیشاب نہیں کریں گے قضائے حاجت نہیں کریں گے تھوکیں گے نہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ کھانے کا کیا حال ہوگا فرمایا: ڈکار ہوگا اور کستوری کی طرح پسینہ ہوگا انہیں تسبیح اور حمد القاء کی جائے گی جیسے کہ تمہیں سانس لینے کی توفیق دی جاتی ہے۔

(مسلم شریف مشکوٰۃ شریف)

اللہ تعالیٰ ناراض نہیں ہوگا:

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ لِاَھْلِ الْجَنَّۃِ یَا اَھْلَ الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُوْنَ لَبَّیْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْہِ فَیَقُوْلُ ھَلْ رَضِیْتُمْ فَیَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰی یَارَبِّ وَقَدْ اَعْطَیْتَنَا مَالَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ فَیَقُوْلُ اَلَا اُعْطِیْکُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَیَقُوْلُوْنَ یَارَبِّ وَاَیُّ شَیْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَیَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَیْکُمْ رِضْوَانِیْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَیْکُمْ

بَعْدَهٗ اَبَدًا (بخاری شریف، مشکوۃ شریف، مسلم شریف)

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ جنتیوں کو فرمائے گا۔ اے اہل جنت!

جنتی عرض کریں گے۔ ہم تیری بارگاہ میں حاضر ہیں اور تیرے دین کی بار بار خدمت کرتے ہیں۔ ہر بھلائی تیرے پاس ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ ''کیا تم راضی ہو؟''

وہ عرض کریں گے۔ ''اے رب! ہمیں کیا ہے کہ ہم راضی نہ ہوں حالانکہ تو نے ہمیں وہ کچھ دیا ہے کہ تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔''

اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ ''کیا تمہیں اس سے بہتر نہ دوں؟''

وہ عرض کریں گے۔ ''اے رب! اس سے بہتر کون سی چیز ہے؟''

ارشاد ہوگا۔ ''میں تم پر اپنی رضا نازل کروں گا اور اس کے بعد کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔''

فائدہ:

جب آقا و مولا بندے سے راضی ہو گیا تو تمام نعمتیں اور سعادتیں حاصل ہو گئیں۔ دولت دیدار بھی اسی رضا کا نتیجہ ہے پہلے بندوں سے پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ سے راضی ہو؟ جب بندوں نے عرض کیا کہ ہم تجھ سے راضی ہیں تو اپنی رضا اس پر مرتب فرمائی تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے سے رضا اور خوشنودی کی علامت یہ ہے کہ بندہ اپنے مولا کریم سے راضی ہو لہٰذا تم اپنے حال پر نظر کرو کہ اگر تم اپنے آپ کو اپنے پروردگار سے راضی پاتے ہو تو جان لو کہ وہ بھی تم سے راضی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کوشش اور تفتیش کرتے تھے کہ ہم کس طرح معلوم کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے آخر انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اگر ہم اس سے راضی ہیں تو یقیناً وہ بھی ہم سے راضی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں بشارت دی کہ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تم سے راضی ہوں اس سے بڑی اور کیا نعمت ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ کی تھوڑی سی رضا جنت اور اس کی ہر نعمت سے بڑی ہے جیسے کہ ارشاد فرمایا: رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ اللہ تعالیٰ کی تھوڑی سی رضا بھی بہت بڑی ہے چہ جائیکہ وہ رضا دائمی ہو۔ اے اللہ تو ہم سے راضی ہو جا اور ہمیں اپنے آپ سے راضی کر دے۔ (اشعۃ اللمعات اردو ترجمہ ج ۷)

جنتی عمارت:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا خُلِقَ الْخَلْقُ قَالَ مِنَ الْمَآءِ قُلْنَا الْجَنَّةُ مَابِنَاءُ هَا قَالَ لَبِنَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ وَلَبِنَةٌ مِّنْ فِضَّةٍ وَمَلَاطُهَا الْمِسْكُ الْاَذْخَرُ وَحَصْبَاؤُهَا اللُّؤْلُؤُ وَالْیَاقُوْتُ وَتُرْبَتُهَا الزَّعْفَرَانُ مَنْ یَّدْخُلُهَا یَنْعَمُ وَلَا یَبْأَسُ وَیَخْلُدُ وَلَا یَمُوْتُ وَلَا یَبْلٰی ثِیَابُهُمْ

وَلَا يَفْنٰى شَبَابُهُمْ۔

(رواہ احمد والترمذی والدارمی، مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مخلوق کس چیز سے پیدا ہوئی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانی سے۔

ہم نے عرض کیا کہ جنت کی عمارت کس چیز سے ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا: ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی۔ اس کا گارا خالص اور تیز خوشبو والی کستوری ہے اس کے سنگریزے یاقوت اور مروارید، اس کی مٹی زعفران کی طرح (زرد اور خوشبودار) جو شخص اس میں داخل ہوگا نعمتیں حاصل کرے گا اور مشقت نہیں دیکھے گا۔ ہمیشہ رہے گا اور اسے موت نہیں آئے گی جنتیوں کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوں گے اور ان کی جوانی زائل نہیں ہوگی۔

رب کائنات کے نظارے:

وَعَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى تُرِيْدُوْنَ شَيْئًا اَزِيْدُكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ اَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوْهَنَا اَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ قَالَ فَيُرْفَعُ الْحِجَابُ فَيَنْظُرُوْنَ اِلٰى وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَمَا اُعْطُوْا شَيْئًا اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ اِلٰى رَبِّهِمْ ثُمَّ تَلَا لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف باب رویۃ اللہ تعالیٰ حدیث شریف نمبر ۵۴۱۱)

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم جو چاہتے ہو میں تم کو زائد دوں گا۔

وہ عرض کریں گے: کیا تو نے ہمارے منہ اجلے، صاف شفاف نہ کر دیئے؟ کیا تو نے ہم کو جنت میں داخل نہیں کر دیا اور ہم کو آگ سے نجات نہ دے دی۔

فرمایا کہ رب حجاب اٹھا دے گا یہ رب کی ذات کے نظارے کریں گے تو انہیں کوئی چیز رب کے دیدار سے زیادہ پیاری نہ دی گئی پھر حضور نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ

نیکوکاروں کے لیے اچھی چیز ہے اور وہ حسنیٰ ہے۔

پانچ چیزوں کی پابندی:

حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ ارادہ رکھتا ہے کہ اسے جنتیوں والے انعامات میسر آئیں تو اسے چاہیے

کہ وہ پانچ چیزوں کی پابندی کرے۔

(۱) اول یہ کہ اپنے آپ کو تمام گناہوں سے روک کر رکھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاوٰى

اور جس نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکے رکھا تو اس کا ٹھکانہ جنت میں ہوگا۔

(۲) دوم یہ کہ دنیاوی مشکلات پر راضی بہ رضا رہے جیسا کہ حدیث نبوی میں ہے کہ:

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنتی جنت میں کھائیں پئیں گے اور تھوکیں گے نہیں، پیشاب نہیں کریں گے، قضائے حاجت نہیں کریں گے اور تھوکیں گے نہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کھانے کا کیا حال ہوگا فرمایا ڈکار ہوگا اور کستوری کی طرح پسینہ ہوگا انہیں تسبیح اور حمد القاء کی جائے گی جیسے کہ تمہیں سانس لینے کی توفیق دی جاتی ہے۔

لباس پرانا نہ ہو گا:

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَدْ خُلُ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ وَلَا يَبْأَسُ وَلَا يَبْلٰى ثِيَابُهٗ وَلَا يَفْنٰى شَبَابُهٗ (رواہ مسلم مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص جنت میں داخل ہوگا وہ نعمت وراحت پائے گا اور محنت ومشقت نہیں اٹھائے گا اس کے کپڑے پرانے نہیں ہوں گے اور اس کی جوانی زائل نہیں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ناراض نہیں ہو گا:

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدِيْكَ وَالْغَيْرَ فِيْ يَدَيْهِ فَيَقُوْلُ هَلْ رَضِيْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰى يَارَبِّ وَقَدْ اَعْطَيْنَا مَالَمْ تَعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ اَلَا اُعْطِيْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ يَارَبِّ وَاَيُّ شَيْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا اَسْخُطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا۔

(بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف، مسلم شریف)

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ جنتیوں کو فرمائے گا۔ اے اہل جنت!

جنتی عرض کریں گے۔ ہم تیری بارگاہ میں حاضر ہیں اور تیرے دین کی بار بار خدمت کرتے ہیں۔ ہر بھلائی تیرے پاس

ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا تم راضی ہو۔

وہ عرض کریں گے اے رب! ہمیں کیا ہے کہ ہم راضی نہ ہوں حالانکہ تو نے ہمیں وہ کچھ دیا ہے کہ تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا تمہیں اس سے بہتر نہ دوں؟

وہ عرض کریں گے۔ اے رب! اس سے بہتر کون سی چیز ہے؟

ارشاد ہوگا۔ میں تم پر اپنی رضا نازل کروں گا اور اس کے بعد کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

فائدہ:

جب آقا و مولا بندے سے راضی ہو گیا تو تمام نعمتیں اور سعادتیں حاصل ہو گئیں، دولت دیدار بھی اسی رضا کا نتیجہ ہے پہلے بندوں سے پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ سے راضی ہو؟ جب بندوں نے عرض کیا کہ ہم تجھ سے راضی ہیں تو اپنی رضا اس پر مرتب فرمائی تا کہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی بندے سے رضا اور خوشنودی کی علامت یہ ہے کہ بندہ اپنے مولا کریم سے راضی ہو لہٰذا تم اپنے حال پر نظر کرو کہ اگر تم اپنے آپ کو اپنے پروردگار سے رضا پاتے ہو تو جان لو کہ وہ بھی تم سے راضی ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کوشش اور تفتیش کرتے تھے کہ ہم کس طرح معلوم کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے راضی ہے آخر انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اگر ہم اس سے راضی ہیں تو یقیناً وہ بھی ہم سے راضی ہے پس اللہ تعالیٰ انہیں بشارت دی کہ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تم سے راضی ہوں اس سے بڑی اور کیا نعمت ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ کی تھوڑی سی رضا بھی بہت بڑی ہے۔ چہ جائیکہ وہ راضی دائمی ہو۔

(۳) سوم یہ کہ طاعات پر حریص ہو اور خود کو ہر حکم کی طاعت کے لیے وقف کردے بے شک یہی اطاعت و مغفرت دخول جنت کا سبب ہوگی جیسا کہ فرمان الٰہی ہے کہ:

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔

یہی وہ جنت ہے جس کے بہ سبب اعمال کے تم مالک ہو دوسری آیت میں ہے کہ:

یہ ان کے اعمال کی جزا ہے اور جو کچھ ملے گا وہ طاعت میں جہد مسلسل سے ہی ملے گا۔

(۴) چہارم یہ کہ صالحین اور اچھے لوگوں سے محبت رکھے اور ان کی مجلسوں میں بیٹھے کیونکہ ان میں سے جو بھی مغفور ہوگا وہ دوسروں کے لیے سفارش کرے گا۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ بھائی بنانے میں کثرت کرو کہ کیونکہ ہر بھائی روز قیامت اپنے بھائی کی سفارش کرے گا۔

(تنبیہ الغافلین حصہ اول ۹۵۔۹۴)

بعض حکماء کا قول:

بعض حکماء فرماتے ہیں کہ ثواب پر یقین رکھتے ہوئے دنیا کی طرف انعطاف جہالت ہے جنت میں راحت ہے جس کی مثال دنیا میں نہیں نیز جنت میں غنی وہ ہوگا جس نے دنیا میں بقدر ضرورت پر اکتفا کیا ہے۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اول ص ۹۵)

فائدہ:

بہر حال جو شخص جنت میں ایک دفعہ داخل ہو گیا وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اسے جنت سے کبھی نہیں نکالا جائے گا اس لیے اللہ تعالیٰ کی رضا والے مقام جنت کے حصول کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے جنت میں مقام عطا فرمائے اور جہنم سے نجات عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

(۱۹) بَادِرْ هَوَاكَ إِذَا هَمَمْتَ بِصَالِحٍ ... خَوْفَ الْغَوَالِبِ إِذْ تَجِيءُ رَتَذْهَبُ

(۲۰) وَإِذَا هَمَمْتَ بِسَيِّءٍ فَاغِضْ لَهُ ... وَلْتَجْنَبَ الْأَمْرَ الَّذِي يَتَجَنَّبُ

☆بَادِرْ هَوَاكَ۔ نفسانی خواہشات پہ سبقت لے جاؤ ☆سَيِّءٍ۔ برائی، گناہ ☆فَاغْمِضْ۔ بس آنکھیں بند کرلو ☆يَتَجَنَّبُ۔ جس سے بچنا چاہیے

(۱۹) جب نیک اور صالح کام کا ارادہ کرلیں تو اپنی نفسانی خواہشات سے نیک کام کرنے کے سلسلے میں آگے بڑھ جاؤ۔ یعنی اگر تمہاری نفسانی خواہشات رکاوٹ بننے بھی لگیں تو پھر بھی ان سے آگے بڑھتے ہوئے انہیں چھوڑ کر صالح عمل کو اپنا لیجیے۔ کیونکہ اس سلسلے میں وسوسے پیدا ہوتے رہتے ہیں کہ یہ کام کروں یا نہ کروں وسوسوں کے خوف سے بچنے کا واحد حل یہی ہے کہ نیک اعمال کرنے میں جلدی کرلیجیے۔ وسوسے تو آتے جاتے رہتے ہیں۔

(۲۰) اور جب برائی کرنے کا خیال دل میں پیدا ہو تو اس طرف سے اپنی آنکھوں کو بند کرلے جیسے برائی کا خیال پیدا ہی نہیں ہوا بلکہ برائی کے خیال کو دل سے نکال دے۔ اس کام سے بچنا چاہیے۔ کیونکہ یہ خسارے کا سودا ہے۔

نیک و صالح اعمال کا ارادہ:

نیک وصالح کام کا جب ارادہ کرلیں۔ نیک اعمال کا ارادہ اور نیت کر لینے کا بھی اجر ملتا ہے۔

نیت بھی عبادت:

شیخ محقق حضرت علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے انما الاعمال بالنیات کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اخبار میں وارد ہوا ہے کہ نیۃ المومن خیر من عملہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہوتی ہے یہ حدیث محدثین کی اصطلاح میں ضعیف اور صحت سے موصوف نہیں تاہم موضوع کے نام سے بھی موسوم نہیں ہے اور اس کی توجیہہ وتفسیر میں علماء کے بہت سے اقوال ہیں۔

قول اول:

یہ کہ صرف نیت بغیر عمل کے بھی عبادت ہے اور اس پر بھی اجر وثواب ملتا ہے بخلاف اعضاء وجوارح کے عمل کے اس پر اجر وثواب کا ملنا نیت پر موقوف ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے نیک کام کے صرف ارادے اور نیت پر بھی کامل نیکی لکھی جاتی ہے یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص یہ نیت کر کے سوئے کہ سحری کو اٹھ کر نماز تہجد ادا کرے گا تو اس کے لیے تہجد ادا کرنے کا اجر وثواب لکھ دیا جاتا ہے اگرچہ غلبہ نیند کی وجہ سے صبح تک سویا رہے اور نماز تہجد نہ پڑھ سکے اس بارے میں بہت سی حکایات وروایات منقول ہیں۔

دوسرا قول:

نیت کی جگہ دل ہے اور معرفت الٰہیہ کا مکان بھی دل ہی ہے اور جو چیز معرفت کی جگہ سے پیدا ہو اور اس معدن سے نمودار ہو وہ ضرور اس سے افضل و اعلیٰ ہوگی جو کسی اور جگہ سے سامنے آئے۔ حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ رب العزت نے عرش سے فرش تک کوئی جگہ ایسی پیدا نہیں کی جو بندہ مومن کے دل سے اسے زیادہ پیاری ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو اپنی معرفت سے بڑھ کر کوئی اعلیٰ چیز عطا نہیں فرمائی۔ اس لیے عمدہ ترین چیز اعلیٰ ترین جگہ میں رکھ دی۔ اگر دل سے بڑھ کر کوئی اور جگہ اعلیٰ ہوتی تو رب العزت اپنی معرفت اس جگہ رکھتا اور فرمایا بندے کا سب سے گھٹیا قصد و ارادہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ اشرف و عزیز ترین جگہ کو غیر ذکر حق میں مصروف و مشغول کرے اور وہ آدمی نہایت بے ادب ہے جو خدا تعالیٰ کی رکھی ہوئی چیز کو اس کی جگہ سے نکال کر اس کی جگہ کسی دوسری چیز کو رکھے۔

تیسرا قول:

یہ ہے کہ نیت بہر حال عمل سے بہتر ہے کہ نیت پائدار اور باقی رہنے والی چیز ہے اور عمل ناپائدار اور فانی چیز ہے اہل بہشت اور اہل دوزخ کا جنت و دوزخ میں دائم و ہمیشہ رہنا نیت کی بنا پر ہوگا جو دائمی چیز ہے اگر اندازہ عمل کے مطابق ہوتا تو اتنے وقت تک ہی ہوتا جتنا عرصہ عمل میں صرف ہوا تھا۔

چوتھا قول:

یہ ہے کہ عمل میں ریا کا دخل ہو جاتا ہے اور اس کی وجہ سے اس میں فساد اور خرابی پیدا ہو جاتی ہے بخلاف نیت خیر کے کہ وہ باطن اور دل سے تعلق رکھتی ہے اس میں ریا کی آمیزش نہیں ہو سکتی۔ آثار و روایات میں آیا ہے کہ جب فرشتے بندوں کے اعمال آسمان پر لے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان میں سے بعض کے متعلق فرماتا ہے کہ الق الصحیفۃ الق الصحیفۃ فلاں عمل نامہ اور فلاں عمل نامہ نیچے پھینک دے۔ فرشتہ عرض کرتا ہے بارِ خدایا! تیرے بندے نے تو اچھی اور نیک بات کی ہے اور نیک عمل کیا ہے۔ ہم نے اس کی نیکی کو خود سنا اور دیکھا ہے اور نیکیوں کے عمل نامہ میں درج کیا ہے ہم اسے کیسے نیچے پھینک دیں۔ رب العزت کی طرف سے جواب ملتا ہے لَمْ يُرِدْ وَجْهِيْ اس نے یہ کام میری رضا کے لیے نہیں کیا تھا اور کچھ دوسرے ملائکہ کو آواز دی جاتی ہے اُكْتُبْ لِفُلَانٍ كَذَا وَكَذَا کہ فلاں بندے کے اعمال نامہ میں یہ نیکی لکھ دے۔ فرشتہ عرض کرتا ہے۔ خداوند تعالیٰ اس بندے نے یہ نیک کام نہیں کیا اس لیے میں کیسے لکھوں؟ اس پر رب العزت کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ اس بندے نے قصد خیر اور ارادہ نیک کیا تھا۔

پانچواں قول:

یہ ہے کہ نیک کام بے حد و بے اندازہ ہیں اور مومن کی نیت ان تمام سے متعلق ہوتی ہے اور بندہ بھی چاہتا ہے کہ سب سے نیت متعلق ہو مگر ایک عمل سب اعمال سے متعلق نہیں ہو سکتا۔ اس وجہ سے نیت کے ثواب کی کوئی حد اور انتہا نہیں ہے اور خیرات و طاعات بندے کی نیت میں محدود نہیں ہوتے۔ اسی پر قیاس کرتے ہوئے نیت الکافر شر من عملہ یعنی کافر کی نیت اس کے عمل سے بدتر ہوگی کہ تمام معاصی میں اس کی نیت کارفرما ہوگی اور اس کے اعمال بہر حال محدود ہوں گے نیت کی ایسی اہمیت کے پیش

نظر بعض مشائخ صوفیہ نے فرمایا ہے۔

چوں بنا شد پاک اعمال از ریا — ہست بے حاصل چوں نقش بوریا
ہر کہ را اندر عمل اخلاص نیست — در جہاں از بندگانِ خاص نیست
ہر کہ را کا راز برائے حق بود — کار اور پیوستہ با رونق بود
پاک گردانی عمل را از ریا
شمع ایمان ترا باشد ضیاء

ترجمہ: (۱) جب اعمال ریا ونمائش سے پاک نہ ہوں تو وہ ٹاٹ پر بنی ہوئی محض ایک بے جان تصویر کی طرح ہیں۔
(۲) جس شخص کے عمل میں اخلاص نہیں ہے وہ جہاں میں اللہ تعالیٰ کے بندگانِ خاص میں سے نہیں ہے۔
(۳) جس شخص کا کام رضائے حق تعالیٰ کے لیے ہوتا ہے اس کا کام ہمیشہ بارونق ہوتا ہے۔
(۴) اپنے عمل کو ریا اور نمائش سے پاک کر، تاکہ تیری شمع ایمانی کو ضیاء اور روشنی حاصل ہو۔
وباللہ التوفیق۔

(اشعۃ اللمعات اردو ترجمہ جلد اول ص ۱۹۲-۱۹۱)

خواہشات نفسانی سے نیک کام کرنے کے سلسلے میں آگے بڑھیے:

خواہشات نفسانی انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتیں۔ اس لیے اگر نیک کام کا ارادہ کرلے تو اپنی خواہشات نفسانی کی وجہ سے نیک کام کرنے میں دیر نہ کرتا چلا جا بلکہ نیک اعمال کا ارادہ کرتے ہی اسے سرانجام دے۔ نیک عمل کی خاطر اپنی نفسانی خواہشات جبراً ترک کردے کیونکہ نفسانی خواہشات تو بسا اوقات انسان کو لے ڈوبتی ہیں جبکہ اس دنیا میں چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی جو ہوگی آخرت میں سامنے ہوگی کما قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید فرقان الحمید۔

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ؕ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ؕ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَاهِيَهْ ؕ نَارٌ حَامِيَةٌ۠

(پ ۳۰ سورۃ القارعہ، ۶ تا ۱۱)

تو جس کی تولیں بھاری ہوئیں وہ تو من مانتے عیش میں ہیں اور جس کی تولیں ہلکی پڑیں وہ نیچا دکھانے والی گود میں ہے اور تونے کیا جانا کہ کیا نیچا دکھانے والی ایک آگ شعلہ مارتی۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

یعنی جنت میں مومن کی نیکیاں اچھی صورت میں لاکر میزان میں رکھی جائیں گی تو اگر وہ غالب ہوئیں تو اس کے لیے جنت ہے اور کافر کی برائیاں بدترین صورت میں لاکر میزان میں رکھی جائیں گی اور تول ہلکی پڑے گی کیونکہ کفار کے اعمال باطل ہیں ان کا کچھ وزن نہیں تو انہیں جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ (تفسیر خزائن العرفان)

لوگ رب کی طرف پھریں گے:

يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝

(پ۳۰، سورۃ الزلزال، ۹ تا ۸)

اس دن لوگ اپنے رب کی طرف پھریں گے کئی راہ ہو کر تا کہ اپنا کیا دکھائے جائیں تو جو ذرہ بھر بھلائی کرے گا اسے دیکھے گا اور جو ذرہ بھر برائی کرے گا اسے دیکھے گا۔

فائدہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہر مومن و کافر کو روز قیامت اس کے نیک و بد اعمال دکھائے جائیں گے مومن کو اس کی نیکیاں اور بدیاں دکھا کر اللہ تعالیٰ بدیاں بخش دے گا اور کافر کی نیکیاں رد کر دی جائیں گی کیونکہ کفر کے سبب اکارت ہو چکیں اور بدیوں پر اس کو عذاب کیا جائے گا محمد بن کعب قرظی نے فرمایا کہ کافر نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی تو وہ اس کی جزا دنیا ہی میں دیکھ لے گا یہاں تک کہ جب دنیا سے نکلے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہ ہوگی اور مومن اپنی بدیوں کی سزا دنیا میں پائے گا تو آخرت میں اس کے ساتھ کوئی بدی نہ ہوگی اس آیت میں ترغیب ہے کہ نیکی تھوڑی سی بھی کارآمد ہے اور ترہیب ہے کہ گناہ چھوٹا سا بھی وبال ہے بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ پہلی آیت مومنین کے حق میں ہے اور پچھلی کفار کے۔

(تفسیر خزائن العرفان)

نیک عمل میں سبقت:

اس لیے دنیا میں رہتے ہوئے جب نیکی کا موقعہ مل رہا ہو تو اپنی خواہش نفسانی کو دبا کر نیکی کی طرف بڑھ جایئے یہ دنیا اور آخرت میں زیادہ مفید ہے کیونکہ خواہشات نفسانی اکثر خرابی کے اسباب بھی پیدا کرتی ہیں۔ اس لیے انہیں ترک کر کے نیکی کی طرف بڑھ جایئے نیکی ہر حال میں مفید ثابت ہوتی ہے۔

خواہشات نفسانیہ باعث نقصان:

خواہشات سے درگزر کیجیے یہ نقصان کا باعث ہو سکتی ہیں کیونکہ ایک خواہش پوری کر لی تو دوسری خواہشات سر اٹھا لیں گی اسی طرح یہ سلسلہ بڑھتا چلا جائے گا یہاں تک کہ کہیں کا نہ چھوڑیں گی۔

خواہش دین کے تابع نہ ہونے کا عظیم نقصان:

وَعَنْ عبداللّٰه بن عمرو قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى تِكُوْنَ هَوَاهُ تبعاً لِمَا جِئْتُ بِهٖ

(رواہ فی شرح السنۃ وقال النووی فی اربعینہ ھذا حدیث صحیح، مشکوۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشادفرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہش تابع نہ ہو جائے اس دین کے جو میں لے کرآیا ہوں۔

شرح حدیث:

اگر متابعت سے اعتقاد،عمل،عبادات اور عادات میں کامل تسلیم ورضا اور حق کے ساتھ ٹکراؤ اور خواہش نفس کے دباؤ کے وقت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام وارشادات کے آگے گردن جھکا دینا اور اطاعت وفرمانبرداری اختیار کرنا مراد ہوتو اس صورت میں نفی ایمان سے کامل ایمان کی نفی مراد ہوگی اور اگر متابعت سے دین اسلام قبول کرنا اور اس کی حقیقت کا معتقد ہونا مراد لیا جائے تو پھر نفی سے اصل ایمان ہی کی نفی مراد ہوگی۔

پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں یہ فرمایا کہ خواہش نفس دین کے تابع ہو جائے یہ نہ فرمایا کہ بالکل ختم اور معدوم ہو جائے کہ اس کا ختم اور معدوم ہو جانا ناممکن بھی ہے اور نامناسب بھی اور دوسرے سے معدوم ہو جانے کی صورت میں اجرو ثواب کا سلسلہ بھی باقی نہیں رہتا۔کمال یہ ہے کہ خواہش موجود ہومگر حق کے تابع اور مطیع ہو۔

(اشعۃ اللمعات اردو ترجمہ جلد اول ص ۴۶۳)

وسوسوں کا پیدا ہونا:

بہرحال حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نیک اور صالح عمل کا ارادہ کرلیں تو اسی ارادہ کے مطابق عمل پیرا ہونے میں تاخیر پیدا نہ ہونے دیں اگر خواہشات نفسانی اس کے خلاف پیدا ہو جائے تو اسے دبا کر بھی نیکی کا کام سرانجام دیں۔اس سلسلے میں وسوسے پیدا ہوں تو ان کی طرف ذرا بھی دھیان نہ کرو کیونکہ وسوسے تو پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں شیطان اور شیطان صفت انسان وسوسے پیدا کرتے رہتے ہیں۔قرآن مجید میں ہے کہ:

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۔ (پ۳۰،سورۃ الناس:۴تا۶)

اس کے شر سے جو دل میں برے خطرے ڈالے اور دبک رہے۔وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں جن اور آدمی۔(کنزالایمان)

شیطان کا وسوسہ ڈالنے کا انداز:

امام ابن ابی داؤد رحمۃ اللہ نے کتاب ذم الوسوسہ میں مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ کے تحت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ شیطان کی مثال لومڑی کی طرح ہے کہ وہ اپنا منہ دل کے منہ پر رکھتا ہے اور اس میں وساوس ڈال دیتا ہے اور جب (بندہ) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور اگر خاموش ہو جائے تو اس کی طرف لوٹ آتا ہے پس یہی الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ کا مفہوم ہے۔

(تفسیر درمنثور اردو ترجمہ جلد ششم ص ۱۱۹۴)

حدیث شریف:

حضرت امام ابن ابی الدنیا نے مکاید الشیطان میں ابو یعلی ابن شاہین نے الترغیب فی الذکر میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ شیطان اپنی چونچ انسان کے دل پر رکھ دیتا ہے پس اگر وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور اگر وہ بھول جائے تو وہ اس کے دل کو لقمہ بنالیتا ہے (یعنی اپنی چونچ مضبوطی سے گاڑ لیتا ہے)

(تفسیر درمنثور، ج ۲، ص ۱۱۹۵)

فائدہ:

یہ حدیث مبارکہ مسند ابو یعلی، ج ۳، ص ۳۵۳ (۴۲۴۸) دارالکتب العلمیہ بیروت میں بھی ہے۔

حدیث نمبر ۲:

امام ابن شاہین رحمتہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ وسوسہ اندازی کرنے والے کی پرندے کی چونچ کی طرح ایک چونچ ہے جب آدمی غافل ہو جائے تو وہ اس چونچ کی نوک کو دل کے کان میں پیوست کر دیتا ہے اور وسوسہ اندازی کرنے لگتا ہے اور اگر آدمی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو وہ باز آ جاتا ہے اور پیچھے ہٹ جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول مبارک:

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ شیطان آدمی کے دل پر ڈیرہ ڈالے ہوئے ہے جب وہ بھول جاتا ہے اور غافل ہو جاتا ہے تو شیطان وسوسہ اندازی کرتا ہے اور جب آدمی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان اس سے پیچھے ہٹ جاتا ہے۔

(تفسیر درمنثور اردو ترجمہ ج ششم، ص ۱۱۹۵)

فائدہ:

یہی قول مبارک تفسیر طبری زیر آیت ہذا، ج ۳۰، ص ۴۳۳ داراحیاء التراث العربی بیروت میں بھی نقل ہوا ہے۔

وسوسہ اندازی کرنے والا کب قابض ہوتا ہے:

امام ابن ابی الدنیا، ابن جریر، ابن منذر حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے ابن مردویہ، بیہقی اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا مگر اس کے دل پر بار بار وسوسہ اندازی کرنے والا (شیطان) قابض ہوتا ہے پس جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو یہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب وہ غافل ہو جاتا ہے تو یہ وساوس ڈالتا ہے۔

(تفسیر درمنثور، تفسیر طبری زیر آیت ہذا)

شیطان الانس زیادہ سخت:

امام ابن احمر پر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ خناس وہ ہے جو ایک بار وسوسہ اندازی کرتا ہے اور ایک بار پیچھے ہٹ جاتا ہے وہ جنات میں سے ہو یا انسانوں سے اور کہا جاتا ہے کہ شیطان الانس لوگوں پر شیطان الجن سے زیادہ سخت (اور خطرناک) ہوتا ہے۔ شیطان الجن وسوسہ اندازی کرتا ہے اور تو اسے دیکھتا نہیں اور یہ (شیطان الجن) تجھے بالکل ظاہر دیکھ رہا ہوتا ہے۔

(تفسیر درمنثور، تفسیر طبری زیر آیت ہذا، ج ۳۰)

وسوسوں سے بچنے کا بہترین حل:

وسوسوں سے بچنے کا بہترین حل یہ ہے کہ بندہ نیک عمل کا ارادہ کرلے تو جتنا جلدی ممکن ہو سکے نیک عمل کے ارادے پہ عمل پیرا ہو جائے جب وہ صالح عمل ہو جائے گا تو اس سلسلے میں پیدا ہونے والے وسوس سے نجات حاصل ہو جائے گی اور جب تک نیک عمل کر نہ لیا جائے تو اس سلسلے میں قسم قسم کے وسوسے پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں۔

برائی کا خیال دل سے نکال دیں:

اسی طرح اگر برے برے خیالات پیدا ہوں جن میں برائی اختیار کرنے کا خیال ہو تو وہ برائی سرانجام نہ دیجیے بلکہ وہ گندہ خیال دل سے نکال دیجیے کیونکہ برائی اور گناہ حق تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے جنت سے دوری اور جہنم میں پہنچنے کا سبب ہے۔

☆......☆......☆

(۲۱) وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلصِّدِّيْقِ وَكُنْ لَّهٗ   كَـابٍ عَلٰى اَوْلَادِهٖ يَتَحَدَّبُ

☆وَخْفِضْ۔خفض، پست کرنا ☆لِلصِّدِّيْقِ۔دوست کے لیے ☆كَابٍ۔جیسا کہ باپ، باپ کی مثل ☆عَلٰى اَوْلَادِهٖ۔اپنی اولاد پر

اپنے دوست کے لیے اپنی طبیعت میں عاجزی وانکساری پیدا کرلے۔ اس کے لیے اس باپ کی مانند بن جا جو اپنی اولاد پہ عنایات سے پیش آنے والا ہوتا ہے۔

یعنی دوست کے لیے ہمیشہ اپنا بنا سیکھ، بیگانہ بننے سے گریز کر کیونکہ دوست کا ملنا مشکل سے مشکل تر ہوتا جارہا ہے۔ ہر طرف سے یار مار تو ہر جگہ، ہر طرف سے برساتی مینڈکوں کی طرح ٹراتے ہوئے مل جائیں گے۔ مگر حقیقی دوست کہ جسے دوست کہا جا سکے بہت ہی کم ملتا ہے بلکہ اچھے نصیبوں سے ملتا ہے اس لیے اگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اچھا دوست مل جائے تو اس کی قدر کرو۔ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو بلکہ دوست کے لیے عاجزی وانکساری پیدا کر۔ کیونکہ اپنوں اور دوستوں کے سامنے اپنی پھنے خانی کسی کام کی نہیں۔ نہ صرف کسی کام کی نہیں بلکہ نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ اپنے دوست کے سامنے اس کا اپنا بن جا۔ اتنا اپنا بن جا کہ وہ تجھے اپنا سمجھنے لگے غیر نہ جانے بلکہ دوست کے لیے مثل باپ کے بن جا۔ جس طرح اولاد کے لیے باپ ہر قسم کی تکالیف برداشت کرتا ہے مگر اولاد کو نہیں چھوڑتا۔ اسی طرح خواہ کچھ بھی ہو جائے اولاد کے سامنے ان کی وجہ سے پیش آمدہ مسائل اور تکالیف کا ان کے سامنے اظہار بھی نہیں کرتا بلکہ ہر ممکن کوشش کرتا ہے کہ ان سے پیار ومحبت میں کسی طرح بھی کمی نہ ہونے پائے بلکہ اکثر دیکھا ہے

کہ انسان اولاد کی خاطر ہر قسم کی قربانیاں دیتا ہے کسی طرح بھی کمی نہ ہونے پائے اسی طرح دوست کے لیے بھی کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ دوست کے لیے اس طرح رویہ اپنا کہ تیرے ہر شے کو وہ اپنی سمجھے کسی بھی قسم کی غیریت محسوس نہ کرے۔

اصول دوستی سے عدم واقفیت:

قبلہ مجدد دور حاضرہ فیض ملت حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ انسان اپنی فطرت پر کسی نہ کسی سے یاری نہ استوار کرتا ہے ایک عرصہ کے بعد وہ دوست آپ ہی دشمن بن جاتے ہیں اس کے بعد نہ صرف دوستی ٹوٹ جاتی ہے بلکہ دشمنی بڑھ جاتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اصول دوستی سے بے خبر ہوتے ہیں۔
(یاری بشرط استواری المعروف دوستی کے آداب ص ا)

دوستی کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی رضا:

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز اپنے دوستوں سے فرمایا: اگر میں سمجھتا کہ دو رکعت نفل پڑھنا تمہارے پاس بیٹھنے سے زیادہ فضیلت والی چیز ہے تو کبھی تمہارے پاس نہ بیٹھنا یعنی میں سمجھتا ہوں کہ احباب کے پاس میرا بیٹھنا بھی عبادت ہے۔ (اللمع فی التصوف)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے میری دوستی کا حق انہی لوگوں کو پہنچتا ہے جو میرے نام پر ایک دوسرے کے دوست بن جاتے ہیں پھر ایک دوسرے کو ملنے کے لیے اور دیدار کرنے کے لیے آ جاتے ہیں اور میرے لیے ایک دوسرے کو جاتے ہیں اور میرے لیے ایک دوسرے کی امداد پر کمربستہ ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پکارے گا کہ کہاں ہیں وہ میرے پسندیدہ بندے اور محبوب بندے جنہوں نے میرے نام پر ایک دوسرے کی دوستی اختیار کی۔ آج جب کہ خلق کی پناہ کے لیے کوئی سایہ نہیں میں انہیں اپنی رحمت کے سایہ میں لوں۔

اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے دوستی کی فضیلت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو لوگ اللہ کے لیے ایک دوسرے سے دوستی رکھتے ہیں ان کے لیے سرخ یاقوت کے ستون سجائے جائیں گے اور ان کے سر پر ستر ہزار دریچے ہوں گے جن میں سے وہ اہل بہشت کو دیکھا کریں گے اور ان کے چہروں کا نور شعاعوں کی صورت میں اہل بہشت پر پڑے گا جیسے سورج کی شعاعیں دنیا پر پڑتی ہیں تب اہل بہشت کہیں گے کہ چلو ان لوگوں کا دیدار کریں اور پھر وہاں پہنچ کر انہیں سبز مخملیں پوشاکوں میں ملبوس پائیں گے اور ان کی پیشانیوں پر یہ الفاظ لکھے ہوئے دکھائی دیں گے۔ المتحابون فی اللہ (یعنی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے ایک دوسرے کو دوست بنایا۔) (احیاء العلوم)

دوستی کی شرائط:

ہر شخص اس قابل نہیں ہوتا کہ اس سے محبت اور دوستی کی جائے کیونکہ محبت کے لائق وہی شخص ہوتا ہے جس میں تین صفات موجود ہوں۔

1- اول یہ کہ عاقل ہو کیونکہ جاہل کی صحبت بالکل بے کار چیز ہوتی ہے اور بالآخر اس سے وحشت ہونے لگتی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں۔

وَلَا تَصْحَبْ اَخَا الْجَهْلِ وَاِيَّاكَ وَاِيَّاهُ
فَكَمْ مِنْ جَاهِلٍ اَرْدٰى حَكِيْمًا حِيْنَ اٰخَاهُ
يُقَاسُ الْمَرْءُ بِالْمَرْءِ اِذَا مَا هُوَ مَاشَاهُ
وَلِلشَّيْءِ مِنَ الشَّيْءِ مَقَائِيْسٌ وَاَشْبَاهُ

مان میرے قول کو تو جاہلوں سے کر گریز
دوستی جاہل کی کر دیتی ہے عاقل کو برباد
صحبت نا جنس کا انجام ہے ہوتا یہی
لفظ جاہل سے تجھے کرے گی خلق یاد

اور شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کریما میں گویا یہی مضمون اسی طرح بیان فرمایا ہے کہ:

جاہل حذر کردن اولیٰ بود — کزو ننگ دنیا و عقبیٰ بود

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا

(۲) دوسرے یہ کہ خوش خلق اور نیک خو ہو کیونکہ بدخو سے نیکی و سلامتی کی توقع نہیں کی جا سکتی اور اس کی بدخوئی جب حرکت کر میں آتی ہے تو کسی کے حقوق پامال کرنے سے اسے کوئی ملال نہیں ہوتا۔

(۳) تیسرے یہ کہ صالح ہو کیونکہ جو شخص معصیت میں الجھا رہے اسے خدا کا خوف نہیں ہوتا اور جس میں خدا خوفی نہ ہو اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اس لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذكرنا۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا

(پ ۱۵ الکہف: ۲۸)

اور اپنی جان ان سے مانوس رکھ جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں کیا تم دنیا کی زندگی کا سنگار چاہو گے اور اس کا کہنا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا۔ (کنز الایمان شریف)

کیسے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا چاہیے:

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ کیسے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا اچھا ہے؟
ارشاد فرمایا: ہر وہ شخص جو تمہارے ساتھ نیکی کرے اور بھول جائے لیکن اس کے ساتھ جو بھلائی کرے وہ اس کا حق ادا کر دیتا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

پانچ قسم کے لوگوں کی صحبت سے پرہیز:

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ پانچ قسم کے لوگوں سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیے۔

1- جھوٹے آدمی سے کہ اس سے ہمیشہ فریب کھانے کا احتمال رہتا ہے۔
2- بخیل سے کہ عین وقت پر تیرا ساتھ چھوڑ جائے۔
3- بزدل سے کہ ضرورت کے وقت کنی کترا جائے گا۔
4- احمق سے کہ اگر وہ تیرے فائدہ کے لیے بھی سوچے گا تو عملاً نقصان ہی پہنچائے گا۔
5- فاسق سے کہ ایک لقمہ بلکہ اس سے کمتر کی خاطر تجھے بھی فروخت کرنے سے نہ چوکے گا۔

(خلاصہ از یاری بشرط استواری المعروف دوستی کے آداب)

خلاصہ یہ کہ اپنے دوست کے لیے اپنی طبیعت میں عاجزی پیدا کر لے کیونکہ اس طرح دوست کو آپ سے محبت پیدا ہوگی وحشت نہیں ہوگی بلکہ اس کے ساتھ اپنی اولاد جیسا سلوک کر اس طرح دوستی میں استواری پیدا ہوگی اعتماد میں اضافہ ہوگا۔

☆......☆......☆

(۲۲) وَالضَّيْفَ اَكْرِمْ مَا اسْتَطَعْتَ جِوَارَهٗ ۔ حَتّٰى يَعُدَّكَ وَارِثًا يَّتَنَسَّبُ

☆وَالضَّيْفَ۔ اور مہمان ☆اَكْرِمْ۔ تعظیم کرو

اور جب تک مہمان کا ساتھ رہے اس کی تعظیم و تکریم کیجیے۔ اس کی اتنی تعظیم کرو اتنی تعظیم کرو کہ وہ تجھے اپنا نسب کے لحاظ سے وراثت کا مستحق تصور کرنے لگے۔

مہمان کی تعظیم:

قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کا ذکر بیان کرتے ہوئے مکرمین بیان کیا گیا ہے قرآن مجید میں ہے۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝ فَرَاغَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۝ فَقَرَّبَهٗۤ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝

(پ۲۶ الذاریٰت ۲۴ تا ۲۷)

ترجمہ: اے محبوب کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی جب وہ اس کے پاس آ کر بولے سلام کہا سلام۔ ناشنا سا لوگ ہیں پھر اپنے گھر گیا تو ایک فربہ بچھڑا لے کر آیا پھر اسے ان کے پاس رکھا کہا تم کھاتے نہیں تو اپنے جی میں ان سے ڈرنے لگا وہ بولے ڈریئے نہیں اور اسے ایک علم والے لڑکے کی بشارت دی۔

(کنز الایمان)

فائدہ:

معلوم ہوا کہ گائے کا گوشت کھانا سنت ابراہیمی ہے اور مہمان کی تواضع کرنا سنت ہے۔

(تفسیر نور العرفان ص ۸۳۲ آیت ہذا)

تفسیر:

انہیں ضعیف اس لیے کہا گیا کہ وہ مہمانوں کی وضع میں آئے اس لیے انہیں ابراہیم علیہ السلام نے مہمانی پیش کی یا اس لیے کہ ابراہیم علیہ السلام کے گمان میں مہمان تھے (المکرمین) معزز یہ ضعیف کی صفت ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم تھے عصمت وتائید واصطفاء وقربت اور انبیاء علیہم السلام کے ہاں سفاوت کی وجہ سے جیسے دوسرے مقام پہ فرمایا۔ ''بل عباد مکرمون'' بلکہ وہ مکرم بندے ہیں یا وہ مکرم تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نزدیک بوجہ خدمت کے اس لیے کہ آپ نے خود اور آپ کی اہلیہ محترمہ نے خود ان کی خدمت کی اور ان کے ساتھ خوش اسلوبی سے پیش آئے اور نہایت عجلت سے ان کی خدمت میں کھانا پیش فرمایا یا اس لیے کہ وہ معزز مہمان تھے کہ ابراہیم خلیل پیغمبر علیہ السلام نے ان کی تکریم کی اور قاعدہ ہے مکرم انسان کا مہمان بھی مکرم سمجھا جاتا ہے۔

(تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان پ ۲۶ ص ۶۱۸)

حدیث شریف:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صلی الله علیه وسلم قَالَ، مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُكْرِمْ ضَیْفَهٗ، وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْلِیَصْمُتْ۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، ریاض الصالحین حصہ اول ۹۴ باب اکرام الضیف)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو تم میں سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو تم میں سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ صلہ رحمی اختیار کرے اور جو تم میں سے اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اگر بولے تو اچھی بات کرے ورنہ خاموش رہے۔

مہمان کا حق ادا کرنے کا حکم:

وَعَنْ اَبِی شُرَیْحٍ خُوَیْلِدِبْنِ عَمْرٍو الْخُزَعِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ۔ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ جَآئِزَتَہٗ قَالُوْا وَمَا جَآئِزَتُہٗ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! قَالَ یَوْمُہٗ لَیْلَتَہٗ وَالضِّیَافَۃُ ثَلَاثَۃُ اَیَّامٍ فَمَا کَانَ وَرَآءَ ذٰلِکَ فَھُوَ صَدَقَۃٌ۔

(بخاری شریف۔ مسلم شریف۔ ریاض الصالحین حصہ اول باب اکرام الضیف)

حضرت ابوشریح خویلد الخزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ مہمان کی عزت کرے اور اس کا حق ادا کرے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا حق کیا ہے؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ایک دن اور ایک رات اور ضیافت تین دن تک ہے۔ اس کے بعد صدقہ ہے۔

مہمان کی خدمت خود کرنا:

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ آنے والے مہمانوں کی تعظیم کیجیے اور ان ہر ایک کے لیے علیحدہ علیحدہ بھنی ہوئی بکری تیار فرمائی پھر وحی آئی کہ مہمانوں کی تعظیم کیجیے آپ نے ان کے لیے بیل تیار کیا پھر وحی آئی کہ مہمانوں کی تعظیم کیجیے آپ نے ان کے لیے اونٹ ذبح کیا پھر وحی آئی کہ مہمانوں کی تعظیم کیجیے آپ حیران ہوئے پھر سمجھے کہ مہمان کا اکرام کثرت طعام سے نہیں بلکہ اس کی تعظیم یہ ہے کہ ان کی خدمت خود کرو چنانچہ ان کی خدمت کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اب وحی آئی کہ آپ نے مہمانوں کی تعظیم کی ہے۔

(فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان پ ۲۶ ص ۶۱۹)

حکایت:

الفقیر القادری ابواحمد غلام حسن اویسی ایک دفعہ فیض ملت فیض مجسم شیخ القرآن والتفسیر، مفسر اعظم پاکستان، مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں عشاء کے بعد پہنچا۔ حضرت صاحب نے کسی کو بلانے کی بجائے مجھے بٹھایا حال احوال دریافت فرمائے آپ کھانا لینے کے لیے بہ نفس نفیس اپنے گھر تشریف لے گئے حالانکہ عرض بھی کیا کہ بازار سے کھانا کھا کر آیا ہوں مگر ارشاد فرمایا کہ تم نے بازار سے کھانا کیوں کھایا بہرحال آپ گھر تشریف لے گئے فرمایا کچھ نہ کچھ تو کھانا کھاؤ بعد ازاں چائے بھی خود ہی پیش کی۔

الفقیر القادری ابواحمد اویسی 1989ء سال آخر تھا یا 1990ء کے پہلے دو ماہ تھے جامعہ اویسیہ رضویہ میں دورہ تفسیر القرآن ہوا پہلی دفعہ حاضری کا موقعہ ملا طلباء کو کھانا خود صاحبزادہ حضرت علامہ محمد ریاض احمد اویسی صاحب تقسیم فرمایا کرتے تھے بلکہ بعد میں

بھی متعدد دفعہ دورہ تفسیر القرآن میں حاضری کا شرف حاصل ہوتا رہا۔ فیض ملت کے چھوٹے صاحبزادہ صاحب (حضرت علامہ محمد ریاض احمد اویسی) طلبہ کی خدمت فرمایا کرتے تھے خصوصاً کھانا تقسیم کرنے کے فرائض اکثر آپ ہی سرانجام دیا کرتے تھے۔ دیگر مہمانوں کی مہمان نوازی کے فرائض صاحبزادہ حضرت علامہ محمد فیاض احمد اویسی صاحب سرانجام دیتے۔ بزرگان دین کا طریقہ مہمان نوازی کے متعلق یہی ہے کہ مہمانوں کی تعظیم کی جاتی ہے۔

مہمان، استاد اور باپ کی خدمت خود کیجیے:

مفسرین قرآن، سراج العلماء زبدۃ الفضلاء حضرت علامہ شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ بعض حکماء نے فرمایا کہ مرد کو اگرچہ بادشاہ ہو اس سے عار نہیں کرنی چاہیے کہ وہ مہمان، باپ اور استاد کی خود خدمت کرے اور خدمت صرف طعام کھلانے کا نام نہیں۔

(تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان پ ۲۶ ص ۶۱۹)

مہمان کی تعظیم کرنے کا حکم:

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفہ۔

جو شخص ایمان رکھتا ہے اللہ اور قیامت کے دن پر اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کی تعظیم کرے۔

(الظاق المفہوم اردو ترجمہ احیاء العلوم ص ۳۴)

مہمانوں کی تعظیم کرنا سنت حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نجاشی بادشاہ حبشہ کے قاصد حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آئے آپ خود بہ نفس نفیس ان کی خدمت کو اٹھے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم ان کی خدمت بجالائیں آپ تکلیف نہ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا اس لیے کہ انہوں نے میرے اصحاب کی تعظیم کی تھی میں چاہتا ہوں کہ میں ان کا بدلہ دوں۔

(انطاق المفہوم ترجمہ احیاء العلوم ج ۲ ص ۳۸)

حدیث شریف:

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مہمان کے لیے تکلف نہ کرو کہ تکلف سے اس کو برا جانو گے اور جو شخص مہمان کو برا جانتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو برا جانتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو برا جانتا ہے۔

(انطاق المفہوم اردو ترجمہ احیاء العلوم ج ۲ ص ۲۸)

شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا بیان:

مہمانوں کی تعظیم کے متعلق حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ:

اے برادر مہمان را نیک دار ہست مہماں از عطائے کردگار

اے بھائی مہمان کو اچھی طرح رکھ۔ مہمان تو اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔

مہمان روزی بخود می آورد — پس گناہ میزباں رامی برد

مہمان روزی اپنے ساتھ لاتا ہے — پھر میزبان کے گناہ لے جاتا ہے

یعنی مہمان کی وجہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

ہر کرا جبار دارد دشمنش — باز دارد میہماں از مکنش

جس کو خدائے جبار دشمن رکھتا ہے مہمان کو اس کے گھر سے روک دیتا ہے۔

اے برادر دار مہماں را عزیز — تا بیتابی عزت از رحماں تو نیز

اے بھائی مہمان کو عزیز رکھ تا کہ رحمان سے تو بھی عزت پائے۔

مومنے کو داشت مہماں رانکو — حق کشاید باب جنت رابرو

جو مہمان کو اچھی طرح رکھتا ہو حق تعالیٰ جنت کا دروازہ اس پر کھول دیتا ہے۔

ہر کراشد طبع از جہاں ملول — ازوئے آزردہ خداؤ ہم رسول

جس کی طبیعت مہمان سے رنجیدہ ہو اس سے خدا اور رسول بھی رنجیدہ ہوتے ہیں۔

بندہ کو خدمت مہماں کند — خویش را شائستہ رحمان کند

جو بندہ مہمان کی خدمت کرتا ہے خود کو اللہ تعالیٰ کے لائق کرتا ہے۔

ہر کہ مہمان رابروئے تازہ دید — از خدا الطاف بے اندازہ دید

جس نے مہمان کو خندہ پیشانی سے دیکھا خدا سے بے انداز مہربانیاں رکھے۔

مہماں را اے پسر اعزاز کن — گر بود کافر برودر بازکن

اے لڑکے مہمان کی عزت کرا گر کافر بھی ہو تو اس پر دروازہ کھول دے۔

ہست مہماں از عطاہائے کریم — ہر کہ زو پنہاں شود باشد لئیم

مہمان اللہ کی بخششوں میں سے ہے جو اس سے چھپ جائے وہ کمینہ ہو وے۔

(پندنامہ عطار)

مہمان کی پوری تعظیم:

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ پوری تعظیم یہ ہے کہ کشادہ پیشانی اور آنے جانے کے اوقات اور دسترخوان پر اچھی گفتگو کرنا۔

فائدہ:

حضرت اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ مہمان کی تعظیم کیا ہے فرمایا کہ کشادہ اور عمدہ گفتگو سے پیش آنا۔

حکایت:

یزید بن ابی زیاد کہتے ہیں کہ ہم جب بھی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے پاس آئے تو انہوں نے ہم سے گفتگو بھی اچھی کی اور کھانا بھی اچھا کھلایا۔

مسئلہ:

مہمان کو چاہیے کہ میزبان کے پاس سے خوش ہو کر جائے اگر چہ اس کی خاطر داری میں کوتاہی ہوئی ہو اس لیے کہ یہ بھی خوش خلقی اور تواضع سے ہے۔

(انطاق المفہوم اردو ترجمہ احیاء العلوم ج ۲ ص ۳۸)

☆......☆......☆

(۲۳) وَاجْعَلْ صَدِيْقَكَ مَنْ اِذَا اٰخَيْتَهٗ حَفِظَ الْاَخَآءَ وَكَانَ دُوْنَكَ يَضْرِبُ

(۲۴) وَاطْلُبْهُمْ طَلَبَ الْمَرِيْضِ شِفَآئَهٗ وَدَعِ الْكَذُوْبَ فَلَيْسَ مِمَّنْ يُّصْحَبُ

(۲۵) وَاحْفَظْ صَدِيْقَكَ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا وَعَلَيْكَ بِالْمَرْءِ الَّذِيْ لَا يَكْذِبُ

☆وَاجْعَلْ۔ بناؤ ☆صَدِيْقَكَ۔ اپنا دوست ☆اٰخَيْتَهٗ۔ اس کے ساتھ بھائی چارہ کرو ☆حَفِظَ۔ حفاظت کرے ☆اَخَآءَ۔ مواخاۃ یعنی بھائی چارہ ☆اُطْلُبْهُمْ۔ انہیں چاہو ☆وَدَعْ۔ چھوڑ دو ☆كَذُوْبَ۔ جھوٹے کو ☆وَاحْفَظْ۔ اور حفاظت کرو ☆فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا۔ ہر موقع و محل پر ☆لَا يَكْذِبُ۔ جھوٹ نہ بولے۔

(۲۳) اپنا دوست اسے بنایئے اگر تم اس کے ساتھ سچی دوستی کرو تو وہ اس دوستی کی حفاظت کرنے والا ہو۔ تمہارے لیے اگر جان بھی قربان کرنی پڑے تو پیچھے نہ ہٹے۔ بلکہ تمہاری خاطر تمہارے مخالف سے لڑے۔

(۲۴) ان سے سچی محبت اسی طرح کرو جیسے مریض شفا کا طالب ہوتا ہے۔ جھوٹے دوست کو چھوڑ دیجیے کیونکہ وہ ہر گز اس لائق نہیں۔

(۲۵) اپنے دوست کی حفاظت ہر موقع پہ کرو اور ہمیشہ اسی دوست کی صحبت میں رہو جو جھوٹا نہ ہو بلکہ سچا دوست ہو۔

فائدہ:

ان اشعار میں بھی یہ بیان کیا گیا ہے کہ اپنا دوست ایسے شخص کو بنایئے جو دوستی کی حفاظت کرنے والا ہو بلکہ اگر تمہاری خاطر اسے جان بھی دینی پڑے تو نفع و نقصان کا حساب کتاب نہ لگاتا رہے کہ اس میں میرا فائدہ ہے یا نہیں بلکہ فوراً اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دے پیچھے نہ ہٹے۔ اگر تجھے ایسی صفت کا حامل دوست مل جائے جو تجھ سے سچی محبت کرتا ہے اگر ایسا وقت آ جائے تو اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی گریز نہ کرے تو ایسے سچی محبت کرنے والے دوست سے اسی طرح سچی محبت کرو جیسے مریض شفا کا سچا طالب ہوتا ہے جھوٹے دوست کو چھوڑ دو کیونکہ جھوٹے دوست کا کوئی فائدہ نہیں جھوٹا دوست اس لائق ہی نہیں کہ اسے اپنا دوست بنایا جائے۔ ہاں اگر ایسا دوست مل جائے جو آپ سے سچی محبت کرنے والا ہو تو پھر جس طرح بھی ممکن ہو سکے ہر موقع پر اس کی حفاظت کیجیے اور اس کی صحبت میں ہمیشہ رہیے جو کہ جھوٹا نہ ہو بلکہ سچا ہو۔

دوستی کے حقوق:

ہر شخص دوستی کے لائق نہیں ہوتا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے دوستی کے دس حقوق بیان فرمائے ہیں۔

(۱) دوست کے حق کو اپنے حق پر مقدم سمجھنا:

دوست کے حق کو اپنے حق پر مقدم سمجھے جیسے انصار کے متعلق رب کائنات نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ط وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ o

ترجمہ:

اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنالیا دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر گئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دیئے گئے اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگر چہ انہیں شدید محتاجی ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

(پ ۸، سورۃ الحشر ۹)

یعنی وہ (مہاجرین کو) اپنی ذات سے مقدم رکھتے ہیں اگر چہ خود بھی فاقے میں مبتلا ہوں۔

حکایت:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی نے اپنے ایک دوست کو بھنی ہوئی سری بھیجی۔ اس نے کہا میرا فلاں دوست اس کا زیادہ مشتاق اور حاجت مند ہے لہٰذا اس کا زیادہ حق ہے اور اسی کو بھیجنا چاہیے چنانچہ ان کے پاس لے گئے تو اس نے آگے دوسرے کو زیادہ مستحق سمجھ کر اس کے پاس بھیج دی اور یونہی وہ بھنی ہوئی سری ہاتھوں ہاتھ پھرتی ہوئی اس کے پاس پہنچی جہاں سے اسے بھیجا گیا تھا۔

(۲) دوست کی امداد:

دوست کی حاجت روائی کے لیے ہر طرح کی امداد اس کی طرف سے سوال کا انتظار کیے بغیر کی جائے۔

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک ہے کہ ہر تیسرے دن دوستوں کے ہاں جاتے رہو اگر انہیں بیمار پاؤ تو ان کی خبر گیری کرو کسی کام میں مصروف ہوں تو ان کا ہاتھ بٹاؤ۔

(۳) دوست کے حق میں زبان کا استعمال:

اپنے دوست کے حق میں ہمیشہ اپنی زبان سے نیک کلمات نکالے۔ دوست کے عیوب کی پردہ پوشی کرے۔ اس کا کوئی راز فاش نہ کرے خواہ تعلقات ٹوٹ ہی کیوں نہ گئے ہوں۔ اس سے خطا ہونے پر گلہ وشکوہ نہ کرے۔

حضرت عباسؓ کی اپنے لخت جگر کو نصیحت:

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ دیکھو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہیں اپنی قربت میں لے رکھا ہے پس خبردار کبھی بھول کر بھی ان پانچ چیزوں سے غافل نہ ہونا۔

-1 ان کے کسی راز کو دوسروں پر ظاہر نہ کرنا۔

-2 ان کے حضور میں کسی کی غیبت یا عیب جوئی نہ کرنا۔

-3 ان کے روبرو کبھی جھوٹ نہ بولنا۔

-4 ان کے حکم کی کبھی خلاف ورزی نہ کرنا۔

-5 کبھی خیانت سے کام نہ لینا۔

(۴) دوست سے اختلاف نہ کر:

دنیا میں دوستی کو برباد کرنے کے لیے اس سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں ہوتی کہ دوست کے ساتھ بات بات پر اختلاف کا اظہار کرتے رہیں۔

گلہ زبان پر نہ لانا بے وفائی کا　　　امیر ڈوب گیا نام آشنائی کا

حدیث مبارکہ:

حضور نے فرمایا کہ دوست جو بات کہے اس سے اختلاف نہ کرو۔ اس کی ہنسی نہ اڑاؤ، اس کے ساتھ کیے ہوئے وعدے نبھاؤ۔

(۵) دوستی کا اظہار:

دوستی کا اظہار خاموشی، موافقت سے ہی نہیں بلکہ زبان سے بھی کیا جائے۔

حدیث شریف:

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جسے دوست رکھو اسے بتاتے بھی رہو کہ میں تمہارا دوست ہوں۔

فائدہ:

تا کہ اس کے دل میں بھی جذبہ دوستی و محبت پیدا ہوتا رہے اور یوں محبت دوگنی ہوتی چلی جائے۔

(٦) دوستی تین باتوں سے مضبوط ہوتی ہے:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دوستی تین باتوں سے مضبوط ہوتی ہے۔

-1 دوست کو پسندیدہ نام سے پکارا جائے۔

-2 سلام میں پہل کی جائے۔

-3 بیٹھنے میں دوست کو مقدم رکھا جائے۔

(۷) دوست کو تعلیم دی جائے:

دوست علم دین میں جن امور سے بے خبر ہو اسے ان کی تعلیم دی جائے دوستی کا اصل مقصد و مدعا تو یہ ہے کہ تہذیب و شائستگی حاصل ہو اخلاق سنور جائیں صبر و تحمل اور قوت برداشت زیادہ ہو جائے نہ کہ دوستی میں آنکھ ذاتی منفعت اور اپنے فائدے پر لگی رہے۔

نزدیک سوز سینہ سے رکھ اپنے قلب کو
وہ دل ہی کیمیا ہے جو گرم و گداز ہو

(۸) دوست کی خطا معاف کر دینا:

اگر دوست سے کوئی خطا ہو جائے تو اس کی خطا معاف کر دینی چاہیے۔

حکایت:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے کہا کہ آپ کا بھائی گناہ میں آلودہ ہے پھر آپ اسے دشمن کیوں نہیں رکھتے؟

انہوں نے جواب دیا کہ میں اس کے گناہ کا دشمن ہوں لیکن بھائی تو میرا بھائی ہے۔

(۹) دوست کے لیے دعائے خیر کرتے رہنا:

دوست کو ہمیشہ دعائے خیر سے یاد کرے چاہے وہ زندہ ہو یا مر چکا ہو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جو دعا دوستوں کے لیے ان کی غیر موجودگی میں کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اسے رد نہیں فرماتا۔

(۱۰) دوست کے مرنے کے بعد پسماندگان سے غفلت اختیار نہ کریے:

دوست کے مرنے کے بعد اس کے پسماندگان یعنی بیوی بچوں سے تغافل نہ کیا جائے نیز اگر کسی شخص کو کوئی بڑا عہدہ مل جائے تو اسے چاہیے کہ دوستوں کے ساتھ پہلی کی سی عاجزی رکھے رعونت یا غرور سے پیش نہ آئے۔

فائدہ:

وفا کا تقاضا یہ ہے کہ دوستی کا خیال کبھی دل سے محو نہ ہو اور کسی وجہ سے دوستی کا رشتہ منقطع نہ ہونے پائے۔ کیونکہ شیطان کے لیے اس سے زیادہ اہم اور کوئی کام نہیں کہ دو دوستوں کے درمیان تفرقہ ڈالے تا کہ وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں۔

مِنْ م بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ط

بعد اس کے شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں ناچاقی کرا دی تھی۔

وفا کیا ہے؟

وفا اس کا نام ہے کہ دوست سے کوئی شخص دوست کو بدظن نہ کر سکے۔

(۱۱) دوست کے ساتھ تکلف نہ کرنا:

دوست کے ساتھ تکلف نہ کیا جائے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ برا دوست وہ ہے جس کے ساتھ معذرت کرنے اور تکلف کو بروئے کار لانے کی ضرورت ہو۔

تکلف علامت ہے بیگانگی کی
نہ ڈالو تکلف کی عادت زیادہ

(۱۲) دوستوں کو حقیر و کمتر تصور نہ کر:

اپنے آپ کو تمام دوستوں سے حقیر اور کمتر تصور کرے اور ان کے تمام حقوق کو پیش نظر رکھے۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا تھا کہ آج کل تو دوست کہیں ڈھونڈنے سے بھی میسر نہیں بس نایاب ہو گئے ہیں۔

اڑ گئی یوں وفا زمانے سے
کبھی گویا کسی میں تھی ہی نہیں

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تو ایسے دوست کو ڈھونڈتا ہے جو تیری خدمت پر کمر بستہ رہے اور تیری دلداری کیا کرے تو بھائی ایسا دوست بلا شبہ نادر و نایاب ہے لیکن اگر دوست بن کر خود کسی کی خدمت و غمخواری کا آرزومند ہے تو ایسے اشخاص کی کوئی کمی نہیں جو تیری دوستی کو قبول کر لیں۔ (تذکرۃ الاولیاء)

(خلاصہ از یاری بشرط استواری المعروف دوستی کے آداب)

دوستی کے متعلق چند مشورے:

1- دوستی کو ذاتی مقاصد کے حصول کا ذریعہ نہ سمجھیں۔
☆ اپنے دوست کے متعلق لوگوں کی باتوں کو اہمیت نہ دیجیے۔
☆ دوستوں کے متعلق ہمیشہ اچھی رائے رکھیے۔
☆ دوست کی نیت پہ بلاوجہ شبہ نہ کریں۔
☆ دوستوں سے ملاقات اس طرح کیجیے کہ وہ آپ سے اجنبیت محسوس نہ کریں۔
☆ اگر دوست بنانا چاہتے ہیں تو سب کے ساتھ یکساں مہربانی اور مروت سے پیش آئیں۔
☆ دوسروں کی پسند اور ناپسند کا خاص خیال رکھیں۔
☆ دوستوں سے گفتگو ان کے پسندیدہ موضوعات کے متعلق کیجیے۔
☆ دوسروں پہ اپنی رائے ٹھونسنے کی کوشش نہ کیجیے۔
☆ کسی پہ نکتہ چینی کرنے سے پہلے یہ دیکھ لیجیے کہ آپ میں کتنی خامیاں ہیں۔
☆ اپنی خامیوں پہ نظر رکھنے سے اپنی اصلاح ہوتی ہے اور دوسروں کی خامیاں برداشت کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

- ☆ دوسروں کے خلاف اپنے دل میں نفرت یا تعصب کو جگہ نہ دیں۔
- ☆ دوستی میں صرف اللہ تعالیٰ اور مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی مطلوب ہو۔
- ☆ ایسے لوگوں سے دوستی کا تعلق قائم کیجیے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے ہوں۔
- ☆ بری عادات اور برے عقائد والے لوگوں کی دوستی تجھے بھی لے ڈوبے گی ایسے لوگوں کی دوستی زہر قاتل ثابت ہوگی۔
- ☆ یار بد بدتر از مار بد
  یعنی برے دوست کی دوستی زہریلے سانپ سے بدتر ہے۔
- ☆ دل دوست کے آئینہ کی طرح صاف وشفاف ہونا چاہیے۔
- ☆ دوست کے خلاف معمولی سے کدورت بھی انتہائی خطرناک نتائج کی حامل ہوسکتی ہے۔
- ☆ دوستوں کے مابین تکلف سے کام نہ لیں۔
- ☆ دوستوں کے حقوق کے سلسلے میں تغافل سے کام ہرگز نہ لیں۔
- ☆ دوست کی لغزش اور خطا سے چشم پوشی اختیار کیجیے۔
- ☆ دوستوں کی اچھی عادات کا اظہار اکثر کرتے رہیے اور برائی کا اخفاء لازم ہے۔

قبلہ فیض ملت کا تجربہ:

مجدد دور حاضرہ قبلہ فیض ملت نے فرمایا ہے کہ:

فقیر اویسی غفرلہ نے اپنی زندگی میں تجربہ کیا ہے کہ مخلص دوست وہ ہے جو چپکے سے غلطی سمجھا دے لیکن دوسروں کے سامنے بیان کرنا تو درکنار سننا بھی گوارا نہ کرے۔ اس طرح سے اپنی عزت میں بھی اضافہ اور دوستی میں پختگی ہوتی ہے۔
(دوستی کے آداب)

- ☆ تیری جان کا دشمن عقل مند ہو تو جاہل (پاگل) دوست سے بہتر ہے۔
- ☆ دوست کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف اور برائی پہ صبر کیجیے۔ تحمل اور بردباری کے ثمرات عجیبیہ حاصل ہوں گے۔
- ☆ اپنے دوست کی ایذا سے آپ کی تواضع میں اضافہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ انسان کو بادل کی مانند ہونا چاہیے۔ کہ بادل بھی ہر ایک پر برستا ہے۔
- ☆ جو عیب پسند نہ ہو وہ دوسروں سے بھی دور کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔
- ☆ دوستوں کو نصیحت کرنے کی ضرورت پیش آئے یا خلوت میں نصیحت کیجیے۔
- ☆ اپنے دوست کی نصیحت قبول کیجیے۔
- ☆ دوست سے کیے گئے وعدہ کا پابند رہنا چاہیے۔
- ☆ دوستوں کی ملاقات کا حریص ہونا چاہیے اور ان سے جدائی سے محترز۔
- ☆ اگر دوست کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہو جائے تو اسے ہر ممکن طریقہ سے گناہوں کی دلدل سے نکالنے کی کوشش کیجیے۔ وہ کسی

طرح بھی اپنا راستہ نہ بدلے تو اس سے کنارہ کر لینا چاہیے۔

فائدہ:

بہر حال سچی دوستی کیجیے اور اس دوست کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھائیے جو دوستی کی قدر و منزلت سے آشنا ہو اور دوستی کی حفاظت کرنے والا ہو۔ بوقت ضرورت کام آنے والا ہو۔ حتیٰ کہ جان کا نذرانہ بھی ادا کرنا پڑے تو پیچھے نہ ہٹے جب ایسا دوست حاصل ہو جائے تو اس سے سچی محبت اور دوستی اسی طرح کرو جیسے مریض شفا کا طلبگار ہوتا ہے۔ اپنے دوست کی ہر ممکن اور ہر وقت مدد کرو اور ہر لحاظ سے اس کی حفاظت کیجیے۔ اس کی صحبت میں ہمیشہ رہیے مگر شرط یہ ہے کہ وہ سچا دوست ہو جھوٹا نہ ہو دوسرے لفظوں میں یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اگر یہ سچا دوست نہ ہی دوستی اور محبت کے میدان میں جھوٹا ہے تو ایسے دوست کو چھوڑ دیجیے کیونکہ ایسا دوست فائدہ مند کی بجائے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے کسی وقت بھی نقصان پہنچا سکتا ہے۔

☆......☆......☆

(۲۶) وَاقْلِ الْكَذُوْبَ وَقُرْبَهُ وَجِوَارَهُ ۔۔۔ اِنَّ الْكَذُوْبَ مُلَطِّخٌ مَّنْ يَّصْحَبُ

(۲۷) يُعْطِيْكَ مَافَوْقَ الْمُنٰى بِلِسَانِهٖ ۔۔۔ وَيَرُوْغُ عَنْكَ كَمَا يَرُوْغُ الثَّعْلَبُ

(۲۸) وَاحْذَرْ ذَوِى الْمَلَقِ اللِّئَامِ فَاِنَّهُمْ ۔۔۔ فِى النَّائِبَاتِ عَلَيْكَ مِمَّنْ يَّحْطِبُ

(۲۹) يَسْعَوْنَ حَوْلَ الْمَرْءِ مَاطَمِعُوْا بِهٖ ۔۔۔ وَاِذَا نَبَا دَهْرٌ جَفَوْا وَتَغَيَّبُوْا

(۳۰) وَلَقَدْ نَصَحْتُكَ اِنْ قَبِلْتَ نَصِيْحَتِىْ ۔۔۔ وَالنُّصْحُ اَرْخَصُ مَايُبَاعُ وَيُوْهَبُ

☆وَاقْلِ۔ قلی بمعنی دشمنی کرنا یعنی اور دشمنی کرو☆كَذُوْبَ۔ جھوٹے☆بِلِسَانِهٖ۔ اپنی زبان سے☆يَرُوْغُ الثَّعْلَبُ۔ لومڑی کتراتی ہے۔ لومڑی ڈرتے ہوئے حیلے بہانے کرتی ہے☆مُنٰى۔ منیۃ سے بمعنی آرزو☆وَاحْذَرْ۔ بچو☆ذَوِى الْمَلَقِ اللِّئَامِ۔ چاپلوس کمینوں سے☆فِى النَّائِبَاتِ۔ مصیبتوں کے وقت☆يَحْطِبُ۔ ایندھن لگائیں گے
☆يَسْعَوْنَ۔ وہ کوشش کرتے رہتے ہیں☆حَوْلَ۔ اردگرد☆مَرْءِ۔ انسان☆دَهْرٌ۔ زمانہ☆تَغَيَّبُوْا۔ چل دیئے
☆نَصَحْتُكَ۔ میں نے تجھے نصیحت کی☆قَبِلْتَ۔ قبول کرو☆نَصِيْحَتِىْ۔ میری نصیحت☆مَايُبَاعُ۔ بیع کی چیزوں سے☆يُوْهَبُ۔ ہبہ کی گئی چیزوں

(۲۶) اور جھوٹے دوست سے دوستی کی بجائے دشمنی کر لیجیے اور اس کی قربت اور اس کے آس پاس اور ہمسائیگی سے بھی بچو کیونکہ جھوٹا اپنے ساتھی کو بھی گندہ کر دیتا ہے۔

(۲۷) جھوٹا محض زبان سے تو آپ کی امیدوں سے بھی بڑھ کر وعدے کرتا ہے مگر لومڑی کی مانند کنارا کشی کر لیتا ہے۔ یعنی اپنے وعدوں کو وفا نہیں کرتا بلکہ دھوکا دے جاتا ہے۔

(۲۸) چاپلوسی کرنے والے گندی فطرت لوگوں سے پرہیز کرو کیونکہ وہ مصائب و آلام کے وقت جلتی پر تیل چھڑکنے کا کام کریں گے یعنی مزید مصائب و آلام کا سبب بنیں گے۔

(۲۹) جب تک انہیں کسی سے کچھ حاصل ہونے کی امید ہوتی ہے اردگرد چمٹے رہتے ہیں جونہی حالات بدلے لاپروائی کر کے چلتے بنتے ہیں جیسے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ یوں جارہے ہیں جیسے پہچانتے نہیں۔

(۳۰) یہ جونصیحت میں نے تجھے کی ہے اگر قبول کرو گے تو اس میں تمہارا اپنا بھلا ہے نصیحت تمام خرید وفروخت اور ہبہ کی چیزوں سے سستی ہے۔

ابواحمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

جھوٹے یار دی یاری نالوں خواری ہے چنگی
نال اوہدے ہسن کھیڈن نالوں زاری ہے چنگی
فائدے جے نہ ہوسیں تینوں، گھاٹے تو بچ جاسیں
اونہدی قربت نالوں بچ جا پھڈے توں بچ جاسیں
جھوٹا زبانی وعدے کردا، دلوں نئیں حامی بھردا
وقت ضرورت دے نس دا، وانگ لومڑی کنارہ کردا
چاپلوسی کرن والا یارو، گندی فطرت رکھ دا
مصیبتاں ویلے ہور ودھاوے، عادتاں انج اوہ کردا
ہوندی امید جدوں تائیں، یار بنیا رہندا
نکلیا مطلب ہویا دور، نیڑے ذرا نئیں رہندا
چلدا پھردا نئیں آوندا نیڑوں دور کھلوندا
حالات بدل دیاں ای دوروں دور کھلوندا
ابو احمد اویسی پیا سمجھاندا، تینوں حقیقت پیا سمجھاندا
جے عمل کرسیں رہیں چنگا، حال حقیقت پیا سمجھاندا
ابو احمد اویسی دی سن پکار، غور ضرور کریں توں یار
عمل جے چنگے کرلیسیں، کئی پھڈیاں توں بچیں یار

☆......☆......☆

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ آپ کی اور آپ کی اولاد کی شہادت کے سلسلے میں نصیحت مبارکہ

(۱) حُسَیْنُ اِذَا کُنْتَ فِی بَلْدَۃٍ — غَرِیْبًا فَعَاشِرْ بِاٰدَابِھَا

(۲) وَلَا تَفْخَرَنْ فِیْھِمْ بِالنُّھٰی — فَکُلُّ قَبِیْلٍ بِاَلْبَابِھَا

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ان کی اوران کی اولاد کی شہادت کے متعلق نصیحت۔

☆بَلْدَۃٍ۔ شہر علاقہ ☆غَرِیْبًا۔ اجنبی ☆فَعَاشِرْ۔ پس رہو

☆لَا تَفْخَرَنْ۔ تم بہت زیادہ فخر نہ کرو☆بِالنُّھٰی۔ نہیہ یعنی عقل ☆قَبِیْلٌ۔ قبیلہ، قوم ☆اَلْبَاب۔ عقل

(۱)اے حسین! جب کبھی تم کسی شہر میں پردیسی مسافر کی طرح رہو تو اس علاقے کے آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے رہو۔

(۲)ان میں سے اپنی دانائی اور عقلمندی پہ فخر نہ کرنا۔ کیونکہ ہر قبیلے اور جماعت کی عقل جدا جدا ہوتی ہے۔ یعنی ہر قوم کے اپنے اصول اور اپنے ضابطے ہوتے ہیں۔

فائدہ:

ان دونوں اشعار میں حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تمہیں کسی اجنبی شہر میں مسافر کی طرح رہنا پڑے تو وہاں اپنے علاقے کے آداب بجالانے کے ساتھ ساتھ وہاں کے علاقائی آداب کو بھی ضرور مدنظر رکھنا۔ یہ نہیں کہ اپنے علاقے کے آداب کے مطابق اور وہاں کے علاقائی آداب سے عدم مطابقت بعض مسائل میں گھر جانے کا سبب بن سکتی ہے۔ بعض اوقات انسان کو پردیس میں عجیب حالات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے مسافر کی حالت بیان کرتے ہوئے کیا خوب فرمایا ہے۔

چڑھ چناں تے کر رشنائی ذکر کریندے تارے ہو
گلیاں دے وچ پھرن نمانے لعلاں دے ونجارے ہو
شالا مسافر کوئی نہ تھیوے ککھ جنہاں توں بھارے ہو
تاڑی مار اڈاؤ ناں باہو اساں آپے اڈن ہارے ہو

ترجمہ: اے (آسمان معرفت کے) چاند (اے محبوب حقیقی جل شانہ) تو (عطا ورحمت کی بلندی پر) جلوہ گر ہو اور سالکوں کے دلوں کو منور فرما۔ تمام سالکان جو کہ طریقت کے ستارے (ہیں) تیرا (ہی) ذکر (پاک) کررہے ہیں۔

(ان درویشوں، سالکوں میں بعض غواصان معرفت) جواہر شناس ہیں لیکن (راہ سلوک کی) گلیوں میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔

یہ اہل اللہ عارفانِ حق اس دنیا میں مسافر ہیں اور طلب معرفت میں سفر طے کررہے ہیں خدا کرے مسافر تو کوئی بھی نہ ہو

(مسافر) سے تو (مقامی) خس وخاشاک بھی وزنی ہوتے ہیں۔

اے باہو (اہل دنیا ہم عالم ارواح کے پرواز کرنے والے شہبازوں کو) تالی بجا بجا کر نہ اڑائے ہم تو خود بخود (اس جہان فانی سے عالم بقا کو) پرواز کرنے والے ہیں۔

شرح کلام سلطان العارفین:

پروفیسر سلطان الطاف علی صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ اس دنیا میں سالکان راہ خدا کا جو حال ہے اس کا ذکر فرماتے ہوئے سلطان العارفین بیان کرتے ہیں کہ ان سالکوں کا ظاہر پریشان ہے اس میں شک نہیں کہ وہ اس دنیا کے گلی کوچوں میں تو پھر رہے ہیں اپنے دنیوی اور دینی فرائض ادا کر رہے ہیں مگر حقیقتاً تو وہ لعل وگوہر (حقیقت باری تعالیٰ) کے شناسا ہیں اور وہ انہیں لعل و گوہر (عرفان وحقیقت) کا سودا کرنے میں مصروف ہیں۔

انسان اپنے اصل مقام سے جدا ہو کر اس دنیا میں لایا گیا ہے جو اس کا اصل وطن نہیں جو سالکان معرفت ہیں انہیں تو اپنا اصلی وطن قطعاً بھولتا ہی نہیں وہ اس دنیا میں مسافر کی طرح زندگی گزارتے ہوتے ہیں اور حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں پردیس میں تو مسافر (جو بڑا ہی بلند مرتبہ اور عظیم کردار کا مالک ہے) کے سامنے مقامی رہنے والے (دنیا والے) چاہے جس قدر گھٹیا اور کم کردار والے ہی کیوں نہ ہوں بڑی آن بان دکھاتے ہیں گویا تنکے بھی مسافر کے سامنے زیادہ باحیثیت اور باوزن نظر آتے ہیں آخر میں فرماتے ہیں مسافر کی روح نے تو بالآخر اپنے اصل وطن کو پرواز کر ہی جانا ہے یہ دنیا سے دل لگانے والے بھلا کیوں ہم مسافروں کے درپے آزار ہیں۔

(ابیات باہو معہ ترجمہ شرح ص ۲۸۹)

دنیا میں بحیثیت مسافر:

کلام حیدری کا مطلب یہ ہے کہ جب کبھی تم کسی شہر میں پردیسی کی حیثیت سے رہو تو اس علاقے کے آداب کا لحاظ رکھو۔ انسان ذرا غور تو کر تو بھی اس دنیا میں بحیثیت مسافر ہے یہاں سے تو نے چلے جانا ہے آخر گور تیرا ٹھکانہ ہے۔ایک ایک سانس تیری زندگی کا گزرتا جا رہا ہے اس دنیا میں دل نہ لگا یہ دنیا دل لگانے کی جاہ نہیں یہاں سے تو گزر جانا ہے یہاں مستقل ٹھہرنا نہیں ہے اس لیے یہاں کے آداب ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے قرآن وسنت کے مطابق اپنی زندگی کے لیل ونہار بلکہ ہر لمحہ گزار کر چلتا رہ تاکہ تجھے پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

زندگی دا وساہ نہیں، سمجھ فریدا توں
کر لے اچھے عمل تے ہو جا سرنگوں

زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔اے فرید یہ حقیقت تو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کر، اعمال صالح اختیار کر خودی، تکبر اور غرور کو اپنے وجود سے نکال کر سرنگوں ہو جا۔

(فیضان الفرید ص ۹۵۰)

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

فخر نہ کر:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نصیحت فرماتے ہوئے بیان فرمایا ہے کہ اپنی دانائی اور عقلمندی کو حرف آخر نہ سمجھ اس لیے اپنی فہم سمجھ اور دانائی پہ فخر نہ کر کیونکہ ہر قبیلے اور جماعت کی عقل جدا ہوتی ہے۔ جسے تو بہتر سمجھے گا بعضوں کی عقل اسے بہتر نہیں سمجھے گی۔ جیسے آج کل دیکھ لیجیے بعض دینداری کی بجائے دنیاداری کو ترجیح دیتے ہیں بعض نیکوکاری سے بدکاری کو ترجیح دیتے ہیں۔

علاوہ ازیں بعض لوگوں کی عقل انہیں متعدد خداؤں کے آگے سجدہ ریز کیے ہوئے بعض لوگوں کی عقل انہیں مادر پدر آزادی کی دلدل میں دھنسائے ہوئے ہے بعض عقل کے لحاظ سے اپنے آپ کو انتہائی اعلیٰ مقام پر سمجھنے والے حق تعالیٰ کا سرے سے ہی انکار کیے ہوئے ہیں۔ مختصر یہ کہ ہر قبیلے اور جماعت کی عقل جدا جدا ہوتی ہے۔ بہر حال نصیحت یہ ہے کہ اپنی دانائی اور عقلمندی کی وجہ سے فخر وغرور اور تکبر میں مبتلا نہ ہو جانا کیونکہ یہ تمہاری عقل اور دانائی بھی تجھے وحدہٗ لاشریک سے حاصل ہوئی ہے۔ اس بناء پر فخر و غرور میں مبتلا ہو جانا اچھا نہیں۔ ابواحمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

نہ کریں مان جوانی تے نہ کر مان عقل تے
عقل و شکل سب ڈھل جانی تے نہ کر مان شکل تے

بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔

فریدا جن لوئن جگ موہیا سے لوئن میں ڈٹھے
کجل ریکھ نہ سہندیاں ، سے پنکھی سوئے بھیٹھے

جن آنکھوں نے ساری دنیا کو اپنا گرویدہ بنا رکھا تھا انہیں میں نے خوب دیکھا ہے جن نینوں میں کاجل کی لکیر کا بوجھ بھی ان کی نزاکت کی وجہ سے نہ ٹھہر پاتا تھا انہیں نینوں کے حلقوں میں پرندے انڈے دیئے اور بچے نکالے بیٹھے ہیں۔

(فیضان الفرید ص ۱۲۸)

فائدہ:

اس دنیا میں جو کچھ ہے خواہ ظاہری جسم ہے یا عقل ہے سب کچھ فانی ہے اس لیے فانی کے باعث فخر، غرور اور تکبر میں مبتلا ہو جا چہ معنی دارد؟ اس لیے اس عقل کی بنا پر فخر و عالم اور تکبر میں مبتلا نہ ہو جانا۔

(۳) وَلَوْ عَمِلَ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ — بِهٰذِی الْاُمُوْرِ كَاَسْبَابِهَا

(۴) وَلٰكِنَّهٗ اَعْتَامَ اَمْرَالْاِلٰهِ — فَاَحْرَقَ فِيْهِمْ بِاَنْيَابِهَا

☆بِهٰذِهِ الْاُمُوْرِ۔ ان باتوں پر ان امور میں ☆اَمْرَالْاِلٰهِ۔ اللہ کا حکم ☆اَنْیَاب ۔ دانت

(۳) کاش کہ ابی طالب کا بیٹا ان باتوں پر عمل کرتا ان باتوں اور اسباب کے مطابق عمل پیرا ہوتا مگر ابی طالب کے بیٹے کے بس کا روگ نہیں ہے۔ اس لیے ابی طالب ان دنیاوالوں کو طرح نہیں کر سکتا۔

(۴) مگر اس نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ذیشان کو اپنایا اس لیے ان پہ شریعت مطہرہ کی مخالفت کی بناء پر خوب غصہ ظاہر فرمایا۔

مطلب:

یعنی اگر ابو طالب کا بیٹا ان باتوں اور اسباب کے مطابق عمل کرتا جو میرے سامنے ہیں۔ شریعت مطہرہ کا لحاظ نہ رکھنا تو اور بات تھی مگر الحمد للہ مجھے دنیا داروں کی اتباع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ میں دنیا داروں کی اتباع کرنے کو دنیا و آخرت میں نقصان کا باعث سمجھتا ہوں اس لیے ہر معاملہ میں میں نے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے فرمان ذیشان کو اپنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشادات عالیہ کے مطابق زندگی کا ہر لمحہ گزارا ہے۔ اس لیے ان پہ شریعت مطہرہ کی مخالفت کی بنا پر غصہ ظاہر فرمایا قوانین شریعت کا لحاظ نہ رکھنے والوں کے متعلق قرآن مجید میں بھی سخت رویہ بیان ہوا ہے اور مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمت اللعالمین ہیں اس کے باوجود اس سلسلے میں آپ کا مسنون طریقہ بھی یہی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط
اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝

(پ ۳۰ سورۃ البینہ: ٦)

بے شک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں۔

وَعَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ ثَلٰثَةٍ مُّلْحِدٌ۔

فِي الْحَرَامِ وَمُبْتَغٍ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِّيُهْرِيْقَ دَمَهٗ

(رواہ البخاری، مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت میں انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین اشخاص اللہ تعالیٰ کی طرف نہایت مبغوض ہیں کجروی (بے دینی) کرنے والا، اسلام میں جاہلیت کا طریقہ ڈھونڈنے والا اور مسلمان آدمی کا ناحق خون طلب کرنے والا کہ اس کا خون بہائے۔

نبی کریم کا آیت میں اختلاف سن کر غصہ فرمانا:

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَمْرٍو وَقَالَ هَجَّرْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَالَ يُحْرَفُ فِيْ وَجْهِهِ الْغَضَبُ فَقَالَ اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِاخْتِلَافِهِمْ فِي الْكِتَابِ۔

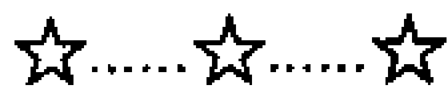
(رواہ مسلم، مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے ایک دن دوپہر کے وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا آپ نے دو

آدمیوں کی آواز سنی کہ ایک آیت میں اختلاف کر رہے تھے پس آپ ہم پر نکلے آپ کے چہرہ مبارک سے غصہ پہچانا جاتا تھا۔ فرمایا: تم سے پہلے لوگ اللہ کی کتاب میں اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔

فائدہ:

واضح ہوا کہ اس شعر میں بیان کردہ کیفیت سنت حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے طور پر ہے کہ محض نفسانیت کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت بھی اللہ کے لیے ہوتی تھی اور دشمنی بھی محض اللہ کے لیے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعض معاملات جو ہمیں بظاہر ایسے ویسے معلوم ہوتے ہیں کہ جن کی وجہ سے بعض اپنی قلم کی تیزیاں دکھاتے نظر آتے ہیں بعض اپنی گفتار کی تیزی میں پھسلتے چلے جاتے ہیں انہیں یہ دیکھنا چاہیے کہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تربیت کرنے والا کون ہے؟ ان کی تربیت کرنے والا کامیاب ہوا یا ناکام جب اس طرح غور کریں گے تو ان شاء اللہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی محض ضد اور ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں۔



(۵) عَذِیْرُ ھَا مِنْ ثِقَۃٍ بِالَّذِیْ — یُنِیْلُکَ دُنْیَاکَ مِنْ طَابِھَا

(۶) فَلَا تَمْرَحَنَّ لِاَوْزَارِھَا — وَلَا تَضْجُرَنَّ لِاَوْصَابِھَا

☆لَا تِمْرَحَنَّ۔ تو گھمنڈ نہ کر، اکڑ کر نہ چل ☆اَوْزَار۔ اوزار، ہتھیار بمعنی اسباب ☆عَزِیْر۔ عذر خواں مددگار

(۵) اپنے عذر کرنے والے اور مددگار کو ضرور لاؤ مگر اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ پہ اعتماد ضرور ہو جو تجھے دنیا کی خیر و برکت اور بھلائی سے نوازتا ہے۔ یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیوی مددگاروں کے ہوتے ہوئے حق تعالیٰ سے دور نہ ہو جانا۔ اللہ تعالیٰ پہ اعتماد لازم ہے۔

(۶) پس محض دنیوی اسباب پہ غرور نہ کر اور نہ ہی ان کی مصیبتوں سے گھبرا۔

اللہ تعالیٰ پہ بھروسہ و اعتماد:

پہلے شعر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے دنیوی اسباب کو اس طرح اپنانا کہ اللہ تعالیٰ پہ اعتماد قائم رہے۔ حق تعالیٰ پر بھروسہ برقرار رہے تو کلت علی اللہ کی صفت سے یکساں دور نہ ہو جائے۔ جائز ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ پہ اعتماد برقرار نہ رہے تو ایسی حالت میں دنیا اور دنیا کی کسی چیز پہ بھروسہ کر لینا قطعاً جائز نہیں اور نہ ہی کسی انسان پہ اتنا بھروسہ کرنا جائز ہے کہ حق تعالیٰ پہ بھروسہ نہ رہے۔

مثال:

قرآن مجید میں ہے کہ واللہ خیر الرازقین۔ اسی طرح احادیث میں بھی ایسی احادیث بے شمار ہیں جن پہ واضح ہوتا ہے کہ اللہ رزق عطا فرماتا ہے۔ مگر ظاہری حالات و تکالیف میں مبتلا ہو کر انسان یا دولت کی ریل پیل کسی انسان کو اتنا اندھا کر دے کہ اسے صرف دولت اپنا اور ظاہری وسائل ہی یاد رہ جائیں حق تعالیٰ پہ اعتماد نہ رہے یا سمجھے کہ یہ سب کچھ محض میری محنت ہی کا ثمرہ ہے میں نے اپنی محنت اور عقل و دانش سے ہی حاصل کیا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کا کوئی عمل دخل نہیں (معاذ اللّٰہ ثم معاذ اللہ نقل

کفر کفر نباشد) ایسی صورت ہرگز جائز نہیں اگر ذہن میں ہو کہ میرے ذمہ تو اپنے اعضاء اور عقل سے کام لے کر محنت کرنا ہے نتیجہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اگر وہ چاہے گا تو دولت کی دیوی رام ہو جائے گی اگر اسے منظور نہ ہوا تو کچھ بھی نہ ہوگا۔

علاج ضرور کرنا چاہیے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہی ادویات میں شفاء رکھی ہے۔ مگر شفا من جانب اللہ ہے اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوگی تو شفا حاصل ہو جائے گی ورنہ وہی دواز ہر قاتل کا کام بھی کر سکتی ہے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ پہ اعتماد ضرور چاہیے وہی ہر قسم کی خیر و بھلائی سے نوازتا ہے۔

حکایت:

ہمارے ایک عزیز نے مکئی کی فصل دیر سے بیجی۔ الفقیر القادری نے عرض کیا کہ بھائی ذرا مکئی چند دن پہلے بیج لیتے اتنے دن زمین خالی پڑی رہی کافی لیٹ بیجائی کی ہے وہ کہنے لگا بھائی جی! آپ دیکھتے جائیں ہم کیسے کرتے ہیں؟

عرض کیا: تم کیا کرلو گے؟ کیا مکئی کے پودوں کو ہاتھ سے کھینچ کر بڑے کرلو گے؟

اس نے کہا: بس یونہی سمجھ لو۔ زمین سے پودوں کو نکل لینے دو، اتنی بوریاں کھاد ڈالیں گے تو سمجھ لو اسی طرح ہم پودے اپنے ہاتھ سے کھینچ کر بڑے کرلیں گے۔

عرض کیا: میاں جی! اتنی بھی بلند پرواز نہ کیجیے کہ حق تعالیٰ کو بھی بھول جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرو کہ جس نے یہ سب کچھ کرنا ہے۔ کھادیں ڈالو، پانی لگاؤ، گوڈی کرو مگر فصل کی برھوتری اور بار آوری اللہ تعالیٰ کے سپرد کرو کہ نتیجہ اللہ کے سپرد ہے وہ چاہے تو تھوڑی سے زیادہ کردے اور وہ چاہے تو پل بھر میں کچھ کا کچھ کردے۔ اتنا بڑا بول نہ بول۔

وہ کہنے لگا کہ دیکھ لینا۔ بس پودے زمین سے باہر نکل لینے دو پھر دیکھنا ہم کیسے پودوں کو بڑا چند دنوں میں کرتے ہیں۔

عرض کیا: یہ تیرا کہنا قطعاً درست نہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معافی مانگ توبہ کر۔

بہر حال پودے زمین سے بڑے بہترین انداز میں نکلے مگر چند ہی دنوں میں انہیں بیماری نے تباہ کر دیا۔ چند دن بعد اتفاقاً الفقیر کا گزر اس طرف سے ہوا۔ فصل تباہ و برباد ہوئی پڑی تھی بڑا افسوس ہوا۔ پوچھا تو معلوم ہوا کہ بیماری نے فصل تباہ و برباد کر دی۔

نتیجہ:

انسان کا کام ہے محنت کرنا، ہاتھ پاؤں ہلانا وہ ضرور کرے مگر نتیجہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے کہ جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا وہی ہوگا۔ دنیوی وسائل ہر ممکن طریقے سے ضرور اپنانے چاہئیں نتیجہ اللہ تعالیٰ پہ چھوڑنا چاہیے۔ وہی ہر قسم کی خیر و برکت اور بھلائی سے نوازنے والا ہے۔

محض دنیوی اسباب پہ غرور نہیں کرنا چاہیے کیونکہ فخر و غرور اور تکبر اللہ تعالیٰ کو قطعاً پسند نہیں۔

حدیث شریف:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ وَّلَا يَدْخُلُ

الْجَنَّةَ اَحَدٌ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرٍ۔

(مسلم شریف مشکوٰۃ شریف باب الغضب والکبر)

آگ (جہنم) میں وہ شخص داخل نہ ہوگا جس کے دل میں رائی کی مانند ایمان ہے اور جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کی مانند تکبر ہے۔ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ تکبر کے مدمقابل عاجزی وانکساری کے متعلق کیا خوب بیان فرمایا ہے کہ:

فریدا میں نوں مار کے منج کر ، نکی کر کے کٹ

بھرے خزانے رب دے ، جو بھاوے سو لٹ

اے فرید! میں یعنی جو تیری ذات میں فخر وغرور اور تکبر موجود ہے اسے مونج کی مانند کام کے قابل بنالے اور میں کوٹ کوٹ کر نہایت باریک کردے اس کو اتنی باریک کردے کہ اس میں ذرہ بھر بھی رڑک نہ رہے تکبر کا نشان تک باقی نہ رہے اگر تو نے ایسی کیفیت پیدا کرلی تو پھر اللہ تعالیٰ کے سب خزانے تیرے سامنے حاضر کردیئے جائیں گے ان میں سے جو جی چاہے حاصل کرلینا تیرا ہاتھ کوئی نہیں روکے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے ہر چیز تیری طالب ہوگی۔

(فیضان الفرید ص ۹۵۷)

مصیبتوں سے نہ گھبرا:

آپ نے بیان فرمایا ہے کہ ان کی طرف سے آنے والی مصیبتوں سے گھبرانا نہیں کیونکہ مصائب وآلام کا آنا من جانب اللہ سمجھ کیونکہ کوئی بھی مصیبت اس وقت تک نہیں پہنچ سکتی جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی مصیبت پہ صبر کرنا باعث اجر ہے۔

☆......☆......☆

(۷) قِسِ الْغَدَّ بِالْاَمْسِ كَیْ تَسْتَرِیْحَ   فَلَا تَبْتَغِیْ سَعْیَ رُغَّا بِهَا

☆لَغَدَّ۔ کل آئندہ ☆اَمْسِ۔ کل گزشتہ ☆قِسَ۔ قیاس کر ☆لَاتَبْتَغِیْ۔ تم نہ چاہو ☆سَعْیَ۔ کوشش کرو ☆رُغَّا۔ راغب یعنی چاہنے والا

آنے والے کل کو گزرے ہوئے کل پہ قیاس کر کہ تم آرام وسکون حاصل کرسکو۔ پس تم دنیا کے طالبوں کی مانند دنیا طلب نہ کرو۔

مطلب:

آنے والے کو کل کو گزرے ہوئے کل پہ قیاس کر جیسے گزرا ہوا کل گزر گیا ہے اسی طرح آنے والا کل بھی آخر گزر جانا ہے۔

آج کا کام کل پہ مت چھوڑ:

اس لیے آج کا کام آج ہی کرلے اسی میں کامیابی ہے اور اگر آج کا کام کل پہ ٹال دیا اور کل کا دن جب آج بنتا ہے تو پھر وہی سلسلہ کہ یہ کام کروں گا یہ طرز زندگی انسان کو ناکامیوں کی طرف لے جانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے ابواحمد اویسی نے عرض کیا۔

جو ابھی ہے وہی سبھی ہے   کامیابی کی ضمانت بھی سبھی ہے
جو ابھی نہیں وہ کبھی نہیں   یہی حقیقت تو نے سمجھی نہیں

قیاس کر:

آنے والے کل کو گزرے ہوئے کل پہ قیاس کر کہ اگر تو غفلت میں مبتلا رہا تو آنے والا کل بھی گزشتہ کل کی طرح گزر جائے گا اور تو ہاتھ ملتا رہ جائے گا تیرے ہاتھ کچھ بھی نہ آئے گا اور اگر تو نے اپنے کل گزشتہ کو بہترین انداز ے سے گزارا ہے تو آئندہ کل بھی بہترین طریقے سے گزرنے کے امکان ہیں۔ وقت ایک جیسا ہی ہوتا ہے بظاہر پریشانیوں میں نظر آنے والا کل دیکھ پریشانیوں پر مبتلا نہ ہو جانا۔ جیسے بھی بادل چھائے آخر مطلع صاف ہونا ہی ہے بہر حال اللہ تعالیٰ کی یاد میں مگن رہ۔ کوئی تکلیف یا مصیبت تجھے پریشان نہ کر سکے گی۔ تیرا آنے والا دن بھی آرام وسکون سے گزر جائے گا۔ کوئی تکلیف یا مصیبت تجھے پریشان نہ کر سکے گی۔ تیرا آنے والا دن بھی آرام وسکون سے گزر جائے گا۔ البتہ یہ بات ضرور ذہن نشین کرنے کی ہے کہ دنیا کے طالبوں کی مانند دنیا طلب نہ کرو۔

دنیا کے طالبوں کی طرح دنیا طلب نہ کرو:

کیونکہ دنیا کے طالب دنیا کی طلب میں حق تعالیٰ کو فراموش کر بیٹھتے ہیں یہی سب سے بڑا نقصان ہے کہ بندہ طلب حق سے ہاتھ جھاڑ بیٹھے۔ دنیا کے طالبوں کی مانند دنیا کا طلبگار بظاہر دنیا کی ریل پیل دیکھ کر خوش ہو جاتا ہے اور حقیقت کو فراموش کر بیٹھتا ہے جیسے شراب کا نشہ انسان کو ہر چیز سے بے خبر کر دیتا ہے اسی طرح دنیا نشہ میں مدہوش ہونے والا بھی حقائق سے آنکھیں بند کر لیتا ہے۔

دنیا اور دنیا کے طالب:

سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کا کلام اس سلسلے میں ملاحظہ فرمایئے۔

ایہہ دنیاں زن حیض پلیتی ، کتنی ململ دھوون ہو
دنیاں کارن ماہا فاضل گوشے بہہ بہہ روون ہو
جیندے گھر وچ بوہتی دنیا اوکھے گھو کر سوون ہو
جہاں ترک دنیا تھیں کیتی باہو واہندی نکل کھلوون ہو

(۱) یہ دنیا (جو کہ راہ حق سے باز رکھے ہے) (خواہ) اسے کتنا ہی مل مل کر دھوئیں زن حیضہ جیسی پلیدی ہے۔
(۲) حصول مال وزر اور دنیا کے عزوجاہ کے لیے (کئی) عالم وفاضل (بھی) ریاضت وچلہ کشی کے گوشوں میں بیٹھ بیٹھ کر روتے ہیں۔
(۳) (یہ امر مسلم ہے کہ) جس کے گھر میں (مال ودولت) جس قدر زیادہ ہو (وہ اس کی حفاظت وانتظام کے علاوہ اس کی آلودگیوں میں مبتلا ہو کر) آرام کی نیند بھی بمشکل سوتے ہیں۔
(۴) اے باہو (جن عارفان صادق نے مقصد حیات کو سمجھ کر خواہشات) دنیا سے ترک کر لی ہے وہ (اس دنیا کے بہتے

ہوئے) دریا سے (بعافیت نکل کر (پار ہو گئے)

ایہہ دنیا زن حیض پلیتی کائی ململ دھوندے ہو
دنیا کارن عالم فاضل گوشے بہ بہ روندے ہو
دنیا کارن خلقت ساری ہک پل سکھ نہ سوہندے ہو
جنہاں ترک دنیا دی کیتی باہو اوہ کدھیاں چڑھ کھلوندے ہو
الست بربکم سنیا دل میرے نت قالو بلٰی کو کیندی ہو
حب وطن دی غالب ہوئی ہک پل سون نہ دیندی ہو
قہر پوے تینوں رہزن دنیا توں تاں حق راہ مریندی ہو
عاشقاں مول قبول نہ کیتی باہو تونے کر کر زاریاں روندی ہو

ساری لعنت دنیا داراں:

ادھی لعنت دنیاں تائیں تے ساری دنیاں داراں ہو
جیں راہ صاحب دے خرچ نہ کیتی لین غضب دیاں ماراں ہو
پیوواں کولوں پتر کوہاوے بھٹھ دنیاں مکاراں ہو
جنہاں ترک دنیا دی کیتی باہو لین باغ بہاراں ہو

حب دنیاں دی رب تھیں موڑے:

ایہہ دنیا زن حیض پلیتی ہرگز پاک نہ تھیوے ہو
جیں فقر گھر دنیاں ہووے لعنت اس دے جیوے ہو
حُب دنیاں دی رب تھیں موڑے ویلے فکر کچیوے ہو
سہ طلاقاں دنیاں نوں دیئے جے باہو سچ پچھیوے ہو

دنیا گھر منافق دے:

دنیا گھر منافق دے یا گھر کافر دے سونہدی ہو
نقش نگار کرے بہتیرے زن خوباں سبھ موہندی ہو
بجلی وانگوں کرے لشکارے سرے دے اتوں جھوندی ہو
حضرت عیسیٰ دی سلھ وانگوں باہو راہ دیندیاں نوں کوہندی ہو

دنیا ڈھونڈن والے کتے:

دنیا ڈھونڈن والے کتے ، در در پھرن حیرانی ہو
ہڈی اتے ہوڑ تنہاں دی ، لڑ دیاں عمر وہانی ہو

عقل دے کوتاہ سمجھ نہ جانن پیون لوڑن پانی ہو
باجھوں ذکر رہے دے باہو کوڑی رام کہانی ہو

دنیا فضول محض:

دنیا است عین جیفہ، کلاب اند طالباں — در بر ہ قول واضح است از نبی آخر الزمان
بے رنج و محنت تو چو روزی دھد خدا — محنت چرا کشی پے جیفہ چوں سگان

ترجمہ: دنیا فضول محض ہے اور اس کے طالب کتے ہیں اور یہ قول حضور رسالت مآب ﷺ کا ہے جب خدا تعالیٰ تمہیں بے رنج و زحمت روزی عطا کر رہا ہے تو پھر تو کتوں کی طرح اس کے پیچھے کیوں سرگرداں ہے۔
(شرح ابیات باہو معہ ترجمہ و شرح ص ۳۲۷ بحوالہ دیوان باہو فارسی ص ۱۶)

فائدہ:

اس دنیا کی طلب میں دنیا داروں کی طرح نہیں بن جانا چاہیے کیونکہ یوں دنیا کے پیچھے پیچھے بھاگنا محض نقصان ہی نقصان ہے۔

☆......☆......☆

(۸) كَاَنِّىْ بِنَفْسِىْ وَ اَعْقَابِهَا — وَبِالْكَرْ بَلَاءِ وَمِحْرَابِهَا
(۹) فَتُخْضَبُ مِنَّا اللِّحٰى بِالدِّمَآءِ — خِضَابَ الْعَرُوْسِ بِاَثْوَابِهَا
(۱۰) اَرَاهَا وَلَمْ يَكُ رَاَى الْعَيَانِ — وَاُوْتِيْتُ مِفْتَاحَ اَبْوَابِهَا
(۱۱) مَصَآئِبُ تَابَاكَ اَنْ تُرَدَّ — فَاَعْدِدْ لَهَا قَبْلَ مُنْتَابِهَا

☆كَاَنِّىْ بِنَفْسِىْ۔ گویا کہ میں ☆اَعْقَاب۔ عقب سے یعنی پیچھے والے مراد اولاد ☆مِحْرَاب۔ میدان جنگ ☆لِلّحٰی۔ داڑھیاں ☆بِالدِّمَآءِ۔ خون سے ☆خِضَاب۔ رنگتی ہے ☆عَرُوْس۔ دلہن ☆اَثْوَاب۔ کپڑے ☆اَرَاهَا۔ میں نے اسے دیکھا ☆لَمْيَكُ رَاَى الْعَيَان۔ جسم کی آنکھوں سے ہرگز نہیں دیکھا ☆اُوْتِيْتُ۔ مجھے دے دی گئی ہے ☆مِفْتَاح۔ چابی ☆اَبْوَاب۔ دروازے، دروازوں

(۸) (یوں تصور کیجیے کہ) جیسے میں اپنی اولاد کے ساتھ ہی کربلا اور کربلا کے میدان جنگ میں موجود ہوں۔ (یعنی میدان کربلا میں ہونے والے واقعات جس طرح کہ میں اپنی نظروں سے دیکھ رہا ہوں)

(۹) میدان جنگ میں ہماری داڑھیاں خون سے رنگین ہو چکی ہیں جیسے دلہن اپنے لباس کو رنگتی ہے۔

(۱۰) اس واقعہ کو میں ملاحظہ کرتا ہوں مگر ان دیکھنے والی آنکھوں کے ذریعے نہیں بلکہ مجھے اس کے دروازوں کی چابی عطا کر دی گئی ہے۔ (جس کی وجہ سے آنے والے واقعات نظر آنے شروع ہو جاتے ہیں)

(اے حسین) یہ وہ مصیبتیں ہیں جو (عنقریب) تم پر ضرور آئیں گی۔ (یہ ذہن میں رکھنا اس لیے ان کے آنے سے پہلے تو تیار ہو جا۔ تاکہ زیادہ پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔)

فائدہ:

ان اشعار میں حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا نے واقعہ کربلا کی جزئیات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں میدان کربلا کو یوں دیکھ رہا ہوں جیسے میں اپنی اولاد یعنی اپنے خاندان سمیت کربلا کے میدان میں حاضر ہوں ہر طرف سے ہم پر وار ہو رہے ہیں تیر اور تلواریں چل رہی ہیں جن سے ہم زخمی ہو رہے ہیں ہماری داڑھیاں خون سے رنگین ہو چکی ہیں یوں محسوس ہوتی ہیں جیسے دلہن اپنا لباس رنگ لیتی ہے۔ اس واقعہ کو میں اپنی ظاہری جسمانی آنکھ سے نہیں دیکھ رہا بلکہ روحانی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں مجھے اس کے (علوم) کے دروازوں کی چابی عطا کر دی گئی ہے۔ اس لیے میرا یہ بیان کرنا اپنے طور پر نہیں یعنی یہ واقعہ ضرور رونما ہوگا۔ ان مصیبتوں سے تجھے واسطہ پڑنے والا ہے۔ تجھے پہلے ہی آگاہ کر رہا ہوں تاکہ تو تیار ہو جائے۔ یعنی صبر و تحمل مزاجی سے کام لینا ہے۔

آنے والے واقعات کی خبر:

آنے والے واقعات یہاں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمائے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ علوم غیبیہ کے متعلق سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقیدہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدہ کے مطابق ہی الحمد للہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے علوم غیبیہ کے متعلق تفصیلات مطلوب ہوں تو قبلہ مجدد دور حاضرہ فیض ملت مصنف اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف (غایۃ المامول فی علم الرسول) مکتبہ اویسیہ رضویہ اور ادارہ تالیفات اویسیہ سیرانی روڈ نزد سیرانی مسجد بہاولپور سے منگوا کر مطالعہ کیجیے۔

تائید از قرآن مجید:

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۙ

(پ۲۹ سورۃ جن: ۲۶۔۲۷)

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کہ ان کے آگے پیچھے پہرا مقرر کر دیتا ہے۔

فائدہ:

اس آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ تو انہیں غیوب پر مسلط کرتا ہے اور اطلاع کامل اور کشف تام عطا فرماتا ہے اور یہ علم غیب ان کے لیے معجزہ ہوتا ہے اولیاء کو بھی اگرچہ غیوب پر اطلاع دی جاتی ہے مگر انبیاء کا علم باعتبار کشف و انجلاء اولیاء کے علم سے بہت بلند و بالا و ارفع و اعلیٰ ہے اور اولیاء کے علوم انبیاء ہی کے وساطت اور انہیں کے فیض سے ہوتے ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے احوال بیان کر دئیے:

عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَّا تَرَكَ

شَيْئًا يَكُوْنُ فِيْ مَقَامِهٖ ذٰلِكَ اِلٰى قِيَامِهٖ ذٰلِكَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا حَدَّثَ بِهٖ حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ قَدْ عَلِمَهٗ اَصْحَابِيْ هٰؤُلَاءِ وَاِنَّهٗ لَيَكُوْنُ مِنْهُ الشَّيْءُ قَدْ نَسِيْتُهٗ فَاَرَاهُ فَاَذْكُرُهٗ كَمَا يَذْكُرُ الرَّجُلِ وَجْهَ الرَّجُلِ اِذَا غَابَ عَنْهُ ثُمَّ اِذَا رَاٰهُ عَرَفَهٗ۔

(بخاری شریف، مسلم شریف مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن حدیث نمبر ۵۱۴۴)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور اس وقت سے لے کر قیامت تک جو کچھ ہونا تھا اس کا ذکر کیا جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جس نے بھلا دیا وہ بھول گیا میرے ساتھی ان باتوں کو جانتے ہیں ان میں سے کوئی چیز ظہور پذیر ہوتی ہے جس کو میں بھول چکا ہوتا ہوں تو اس کو دیکھ کر مجھے یاد آ جاتا ہے جیسے ایک آدمی کسی آدمی کا چہرہ یاد رکھتا ہے پھر وہ غائب ہو جاتا ہے پھر جب اس کو دیکھتا ہے تو پہچان لیتا ہے۔

فائدہ:

یہ حدیث مبارک اور اس جیسی دیگر بے شمار احادیث میں علوم غیبیہ کا بیان ہے علاوہ ازیں ایسی احادیث بھی ملتی ہیں کہ جو پیشین گوئیاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں من وعن سچ ثابت ہوئیں۔

اسلام میں خلافت راشدہ:

وَعَنْ سَفِيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْخِلَافَةُ ثَلٰثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ يَكُوْنُ مُلْكًا ثُمَّ تَقُوْلُوْ سَفِيْنَةُ اَمْسِكْ خِلَافَةَ اَبِيْ بَكْرٍ سَنَتَيْنِ وَ خِلَافَةَ عُمَرَ عَشْرَةً وَ عَلِيٍّ سِتَّةً۔

(رواہ احمد والترمذی وابوداؤد مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن فصل ۲ حدیث نمبر ۵۱۶۰)

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خلافت دو سال (حضرت) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خلافت دس سال (حضرت) عثمان (غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خلافت بارہ سال (حضرت) علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خلافت چھ سال کل تیس سال ہوئی۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کی اہل کوفہ کو وصیت:

حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا واقعہ بڑی تفصیل سے لکھا ہے بقدر ضرورت درج کیا جاتا ہے۔ حضرت علامہ ابوالحسنات رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ آپ زاروزار رونے لگے یہاں تک کہ ریش اقدس آنسوؤں سے تر ہوگئی پھر فرمایا تم میرے اس رونے کو خوف موت نہ سمجھنا نہیں نہیں بلکہ میں تو ہمیشہ آرزومند موت

رہتا ہوں اس لیے کہ مثنوی۔

مرگ مارا زندگی دیگر است
زہر مرگ از شہد شیریں خوشتر راست
مرگ سازد مغز راصافی زپوست
تار ساند دوست را نزدیک دوست

حافظ شیرازی جذبہ محبت اور شوق وصال یار میں فرماتے ہیں۔

میرا رونا محض میرے جگر گوشوں کی مظلومی و بیچارگی پر ہے کہ ابھی یہ کربت مسافرت میں ہیں اس پر عنقریب انہیں سوز یتیمی اور سنانے والا ہے۔

پھر فرمایا:

اے حاضرین جلسہ! جو اس وقت موجود نہ ہوں انہیں بھی مطلع کر دینا کہ علی (شیر خدا) کی یہ وصیت ہے کہ جب میرے فرزند دلبند شہید کیے جائیں اور تمہیں اس کی خبر پہنچے تو ان کی مصیبت میں شرکت کرنا اور جس طرح ہو ان کی مدد کرنا۔ سب زار و زار روتے رہے اور کلمات وداعیہ سن کر سب نے عہد کیا۔

(اوراق غم ص ۲۳۳_۲۳۲)

ولادت باسعادت اور شہادت کی خبر:

وَعَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ اِنَّهَا دَخَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ رَاَيْتُ حُلْمًا مُّنْكَرًا اللَّيْلَةَ۔

حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آج رات برا خواب دیکھا ہے۔

قَالَ وَمَاهُوَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا وہ کیا ہے جو تو نے خواب دیکھا ہے یعنی اسے بیان کرو۔

قَالَتْ اِنَّهٗ شَدِيْدٌ

عرض کیا کہ وہ (بہت) سخت (قسم کا ڈراؤنا) ہے۔

قَالَ وَمَاهُوَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ وہ کیا ہے؟ (یعنی بتاؤ تو سہی)

قَالَتْ كَاَنَّ قِطْعَةً مِّنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِيْ حِجْرِيْ

عرض کیا گویا آپ کے جسم اطہر کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری آغوش میں رکھ دیا گیا ہے۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتِ خَيْرًا تَلِدُ فَاطِمَةُ اِنْشَآءَ اللّٰهُ غُلَامًا يَكُوْنُ فِيْ حِجْرِكَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آپ نے اچھا خواب دیکھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ فاطمہ کے ہاں لڑکا ہوگا وہ آپ کی آغوش میں ہوگا۔

فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ وَكَانَ فِيْ حِجْرِيْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پس حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ہاں (حضرت امام) حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پیدا ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق میری گود میں تھے۔

فائدہ:

اس حدیث مبارکہ میں غور فرمائیں انشاء اللہ بے شمار امور کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔ جن امور کی وجہ سے تفرقہ بازی کا جن بے لگام ہو کر ہر طرف دھاڑیں مارتا پھر رہا ہے اور بے شمار قیمتی جانیں اس جہان فانی سے رخصت ہو گئیں۔ ہر طرف سے فساد کی خبریں ہیں۔ کسی بھی لمحے سکون میسر نہیں۔

فَدَخَلْتُ يَوْمًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ فِيْ حِجْرِهٖ ثُمَّ كَانَتْ مِنِّيْ اِلْتِفَاتَةٌ فَاِذَا عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُهْرِيْقَانِ الدُّمُوْعَ

ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور حسین آپ کی آغوش میں رکھ دیئے۔ پھر جو میری نظر آپ پر پڑی تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔

قَالَتْ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ مَالَكَ

فرماتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی میرے والدین آپ پر فدا ہوں آپ کا کیا حال ہے؟

قَالَ اَتَانِيْ جِبْرَائِيْلُ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّ اُمَّتِيْ سَتَقْتُلُ ابْنِيْ هٰذَا

آپ نے ارشاد فرمایا: ہمارے پاس جبرائیل امین آئے اور انہوں نے ہمیں خبر دی کہ ہماری امت ہمارے اس بیٹے کو شہید کرے گی۔

فَقُلْتُ هٰذَا۔

پس میں نے عرض کیا (یا رسول اللہ) اس کو

قَالَ نَعَمْ وَاَتَانِيْ بِتُرْبَةٍ مِّنْ تُرْبَتِهٖ حَمْرَاءَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں (اس کو) اور ہمارے پاس اس جگہ کی سرخ مٹی لائے۔
(مشکوٰۃ شریف مناقب اہل بیت النبی حدیث نمبر ۵۹۱۸)

فائدہ:-

میدان کربلا کے متعلق ان اشعار میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا: آپ کا یہ سب کچھ فرمانا خلاف قیاس نہیں نہ ہی خلاف واقعہ ہے۔

☆......☆......☆

(۱۲) سَقَی اللّٰہُ قَائِمَنَا صَاحِبُ ... الْقِیٰمَۃِ وَالنَّاسُ فِیْ دَابِھَا

(۱۳) ھُوَالْمُدْرِكَ الثَّارِلِیْ یَاحُسَیْنُ ... بَلْ لَّكَ فَاصْبِرْ لِاُتْعَابِھَا

(۱۴) لِکُلِّ دَمٍ اَلْفِ اَلْفٍ وَّمَا ... یُقَصِّرُ فِیْ قَتْلِ اَحْزَابِھَا

(۱۵) ھُنَالِكَ لَا یَنْفَعُ الظَّالِمِیْنَ ... قَوْلٌ بِعُذْرٍ وَّ اِعْتَابِھَا

☆سَقَی اللّٰہ۔ اللہ تعالیٰ سیراب کرے☆قَائِمَنَا۔ ہم میں سے کوئی قائم، پابند☆صَاحِبُ۔ یار، دوست، ساتھی، مالک، خدا، آقا، حاکم، کلمہ تعظیم، خاوند، شوہر، آپ، شریف آدمی وغیرہ، مگر یہاں بمعنی مالک مراد ہے۔

☆تُعَاب۔ تعب، اتعاب جمع تکان، مصیبت

☆اَلْفُ۔ ہزار☆یُقَصِّرُ۔ کمی ہوگی☆اَحْزَاب۔ گروہ

(۱۲) ہمیں شریعت مطہرہ کی پابندی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ سیراب کرے جو کہ قیامت کے دن کا مالک ہے اور لوگ اس وقت پریشان کر دینے والی حالت میں ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت سے سیراب کر دے۔

(۱۳) اے حسین! ہمارا بدلہ وہی اللہ ہی لے گا بلکہ تمہارا بدلہ بھی وہی لے گا۔ پس مصیبتوں پر صبر اختیار کرنا۔

(۱۴) ہر خون کے بدلے ہزاروں خون ہوں گے اور اس کے گروہ کے قتل کرنے میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ بلکہ تمہارے مخالفین کا تو قتل عام ہوگا۔

(۱۵) اس وقت ظالمین کو معذرت اور خوشامد کوئی چیز بھی فائدہ نہ دے سکے گی۔ وہ منتیں کریں گے اپنی بے گناہی کے لاکھوں ثبوت دیں گے مگر ان کی کوئی بھی سنے گا۔

فائدہ:

ان اشعار میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ نے صبر وتحمل سے کام لینے کی نصیحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ چونکہ ہم شریعت مطہرہ کی پابندی کرنے والے ہیں اس لیے ہمیں اس کے مطابق اجر ملے گا۔ جبکہ اے حسین! تیرے مدمقابل آنے والوں کا برا حال ہوگا۔ اس دنیا میں بھی بری حالت میں ہوں گے ان کا انجام نہایت بھیانک ہوگا اور آخرت میں انہیں پریشانی کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوگا۔ ہمارا انتقام اللہ تعالیٰ ہی لے گا۔ پس تجھے چاہیے کہ آنے والی مصیبتوں کے وقت صبر اختیار کرو اللّٰہ مع

الصابرین تیرے اور تیرے ساتھیوں کے ایک ایک خون کا بدلہ لیا جائے گا ایک ایک قطرہ خون کے بدلے میں ہزاروں قتل ہوں گے مدمقابل گروہ کے انتقام کا وقت جب آئے گا تو ان کا قتل عام ہوگا۔ گاجر مولیوں کی طرح کٹیں گے۔ میدان کربلا میں بھی اور کربلا کے بعد بھی۔ جب ان کی موت کا وقت آئے گا تو ظالم معذرت اور خوشامد کرتے کرتے نہیں تھکیں گے مگر ان کا خوشامد کرتے کرتے نہ تھکنا مگر ان کا خوشامد اور معذرت کرنا بے سود ہوگا۔ اس سے انہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا بلکہ مزید مصیبت اور دکھ درد میں اضافے کا سبب ثابت ہوگا۔

اس سلسلے میں تفصیلات کے لیے کتب تاریخ اسلام کا مطالعہ کیجیے۔

یزیدیوں کا برا انجام:

یہ عنوان فیض ملت مصنف اعظم پاکستان، امام المناظرین رئیس المصنفین حضرت علامہ حافظ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک رسالے کا نام ہے اس عنوان پر بہترین رسالہ ہے اس میں سے یزیدیوں کے انجام کے چند مناظر ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بددعا:

جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیاس سے دریائے فرات پر پہنچے اور پانی پینا چاہتے تھے کہ کم بخت حصین بن نمیر نے تیر مارا جو آپ کے دہن مبارک پر لگا اس وقت آپ کی زبان مبارک سے بے ساختہ بددعا نکلی کہ یا اللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے فرزند کے ساتھ جو کچھ کیا جا رہا ہے میں اس کا شکوہ آپ ہی سے کرتا ہوں۔ یا اللہ! ان کو چن چن کر قتل کر۔ ان کے ٹکڑے ٹکڑے فرما دے۔ ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ۔

دعا کا اثر:

ایسے مظلوم کی بددعا۔ پھر سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبولیت میں شبہ کیا تھا۔ دعا قبول ہوئی۔ اور آخرت سے پہلے دنیا ہی میں ایک ایک کر کے بری طرح مارے گئے۔

یزیدیوں کی سزا کا نمونہ:

امام بخاری اور امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ قتل حسین میں شامل تھے ان میں سے ایک بھی نہیں بچا جس کو آخرت سے پہلے دنیا میں سزا نہ ملی ہو کوئی قتل کیا گیا کسی کا چہرہ سخت سیاہ ہوگیا یا مسخ ہوگیا یا چند ہی روز میں ملک وسلطنت چھن گئی اور ظاہر ہے کہ ان کے اعمال کی اصلی سزا نہیں ہے بلکہ اس کا ایک نمونہ ہے جو لوگوں کو عبرت کے لیے دنیا میں دکھایا گیا تھا۔

یزید کا ایک غازی اندھا ہو گیا:

سبط ابن جوزی نے لکھا کہ ایک بوڑھا آدمی حضرت حسین کے قتل میں شریک تھا وہ دفعتہً نابینا ہوگیا لوگوں نے سبب پوچھا اس نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آستین چڑھائے ہوئے ہیں ہاتھ میں تلوار اور آپ کے سامنے چمڑے کا وہ فرش ہے جس پر کسی کو قتل کیا جاتا ہے اور اس پر قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ میں سے دس آدمیوں کی لاشیں ذبح کی ہوئی پڑی ہیں اس کے بعد آپ نے مجھے ڈانٹا اور خون حسین رضی اللہ عنہ کی ایک سلائی میری آنکھوں میں لگا دی۔ میں صبح کو اٹھا تو اندھا تھا۔

یزید کے ایک غازی کا منہ کالا ہو گیا:

حضرت علامہ ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ جس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکایا تھا اس کے بعد اسے دیکھا گیا کہ اس کا منہ کالا (تارکول جیسا) ہو گیا لوگوں نے پوچھا کہ تم سارے عرب میں خوش رو آدمی تھے تمہیں کیا ہو گیا۔ اس نے کہا جس روز سے میں نے یہ سر مبارک گھوڑے کی گردن پر لٹکایا جب ذرا سوتا ہوں دو آدمی میرے بازو پکڑتے ہیں اور مجھے ایک دہکتی ہوئی آگ پر لے جاتے ہیں اور اس میں ڈال دیتے ہیں جو مجھے جھلس دیتی ہے اور اسی حالت میں چند روز کے بعد مر گیا۔

یزید کا غازی آگ میں جل گیا:

حضرت ابن جوزی نے سدی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص کی دعوت کی مجلس میں یہ ذکر چلا کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل میں جو بھی شریک ہوا اس کو دنیا میں بھی جلدی سزا مل گئی اس شخص نے کہا کہ بالکل غلط ہے میں خود ان کے قتل میں شریک تھا میرا کچھ بھی نہیں بگڑا۔ یہ شخص مجلس سے اٹھ کر گھر گیا۔ جاتے ہی چراغ کی بتی درست کرتے ہوئے اس کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور وہ وہیں جل بھن کر رہ گیا۔ سدی کہتے ہیں کہ میں نے خود اس کو صبح کو دیکھا تو کوئلہ ہو چکا تھا۔

حضرت حسینؓ کو جس نے پانی نہ پینے دیا اس کا انجام:

مورخین لکھتے ہیں کہ جس شخص نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیر مارا اور پانی نہیں پینے دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے ایسی پیاس مسلط کردی کہ کسی طرح پیاس بجھتی ہی نہ تھی۔ پانی کتنا ہی پی جائے پیاس سے تڑپتا رہتا تھا یہاں تک کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔

یزید کا انجام:

تمام مورخین متفق ہیں کہ شہادت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد یزید کو بھی ایک دن چین نصیب نہ ہوا تمام اسلامی ممالک میں خون شہداء کا مطالعہ اور بغاوتیں شروع ہو گئیں اس کی زندگی اس کے بعد دو سال آٹھ ماہ اور ایک روایت میں تین سال آٹھ ماہ سے زائد نہیں رہی دنیا میں بھی اس کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا اور اسی ذلت کے ساتھ ہلاک ہو گیا۔

بعض یزیدی لشکریوں کا انجام بد:

قاتلان حسین رضی اللہ عنہ پر طرح طرح کی آفات ارضی وسماوی کا ایک سلسلہ تو تھا ہی واقعہ شہادت سے پانچ ہی سال بعد ۶۶ھ میں مختار ثقفی نے قاتلان حسین رضی اللہ عنہ سے قصاص لینے کا ارادہ ظاہر کیا تو عام مسلمان اس کے ساتھ ہو گئے اور تھوڑے عرصہ میں اس کو یہ قوت حاصل ہوگئی کہ کوفہ اور عراق پر اس کا تسلط ہو گیا اور اس نے اعلان عام کر دیا کہ قاتلان حسین رضی اللہ عنہ کے سوا سب کو امن دیا جاتا ہے اور قاتلان حسین رضی اللہ عنہ کی تفتیش وتلاشی پر پوری قوت خرچ کی اور ایک ایک کو گرفتار کر کے قتل کر دیا ایک دن میں دو سو اڑتالیس آدمی اس جرم میں قتل کیے گئے کہ وہ قتل حسین رضی اللہ عنہ میں شریک تھے۔

عمرو بن حجاج زبیدی:

خود پیاس اور گرمی میں بھاگا پیاس کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گر پڑا اسے ذبح کر دیا گیا۔

شمر کا انجام:

یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں سب سے زیادہ شقی اور سخت بد بخت تھا اس کو قتل کر کے اس کی لاش کتوں کے سامنے ڈال دی گئی۔

حکیم بن طفیل کا انجام:

اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو تیر مارا تھا اس کا بدن تیروں سے چھلنی کر دیا گیا اور اسی حالت میں ہلاک ہوا۔

زید بن رفاد کا انجام:

اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بھتیجے مسلم بن عقیل کے صاحبزادے عبداللہ کو تیر مارا۔ اس نے ہاتھ سے اپنی پیشانی چھپائی۔ تیر پیشانی پر لگا اور ہاتھ پیشانی کے ساتھ خراب ہو گیا اس کو گرفتار کر کے اول اس پر تیر مارا گیا پھر تیر برسائے گئے پھر زندہ جلا دیا گیا۔

عمرو بن سعد کا انجام:

یہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر لشکر کی کمان کرتا رہا اس کو قتل کر کے اس کا سر مختار کے سامنے لایا گیا اور مختار نے اس کے لڑکے حفص کو پہلے سے اپنے دربار میں بٹھار کھا تھا جب یہ سر مجلس میں آیا تو مختار نے حفص سے کہا تو جانتا ہے یہ سر کس کا ہے۔ اس نے کہا ہاں اس کے بعد مجھے بھی اپنی زندگی پسند نہیں اس کو بھی قتل کر دیا گیا مختار نے کہا عمرو بن سعد کا قتل تو حسین رضی اللہ عنہ کے بدلے میں ہے اور حفص کا قتل علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے بدلہ میں ہے اور حقیقت یہ ہے کہ پھر بھی برابری نہیں ہوئی اگر میں تین چوتھائی قریش کو بدلہ میں قتل کر دوں تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ایک انگلی کا بھی بدلہ نہیں ہو سکتا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے گستاخ کا انجام:

ایک شخص نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے گستاخانہ انداز میں باتیں کیں تو خدائے جبار و قہار نے اس پر دو آسمانی ستارے پھینکے جن سے اس کی قوت بصارت جاتی رہی۔

خولی بن یزید کا انجام:

مختار ثقفی نے حکم جاری کیا کہ جو جو شخص میدان کربلا میں ابن سعد کے لشکر میں شامل تھا اسے جہاں پاؤ مار ڈالو یہ سنتے ہی لوگوں نے بصرہ کی طرف بھاگنا شروع کر دیا لشکر مختار نے تعاقب کرتے ہوئے جس کو جہاں پایا وہیں قتل کر دیا۔

خولی بن یزید کو زندہ گرفتار کر کے مختار ثقفی کے سامنے پیش کیا گیا انہوں نے حکم دیا کہ اس کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی پر چڑھا دیا جائے اور اس کے بعد اس کی لاش کو آگ میں جلا دیا جائے۔ اس طرح قاتلان اہل بیت کو جن کی تعداد تقریباً چھ ہزار تھی مختار نے طرح طرح کے عذاب دے کر ہلاک کر دیا۔

ابن زیاد کا انجام:

جب تمام دشمنان اہل بیت قتل ہو چکے تو اب ابن زیاد کی باری آئی جو واقعہ کربلا کے وقت کوفہ کا گورنر تھا ان دنوں وہ تمیں ہزار افراد کے لشکر کے ساتھ موصل میں جا رہا تھا مختار ثقفی نے ابراہیم بن مالک اشتر کو فوج دے کر اس کے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔

موصل سے پندرہ کوس دور دریائے فرات کے کنارے پر دونوں لشکروں میں سارا دن لڑائی جاری رہی بالآخر شام کے وقت ابن زیاد کے لشکر کو شکست فاش ہوئی اور وہ میدان سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

ابراہیم اشتر نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ جو دشمن سامنے آئے اس کی گردن ماردی جائے چنانچہ لشکر نے تعاقب کر کے بہت سے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور اسی ہنگامے میں ابن زیادہ بھی 10 محرم 67ھ کو فرات کے کنارے عین اسی دن اور اسی جگہ مارا گیا جہاں اس ظالم نابکار کے حکم سے امام عالی مقام کو شہید کیا گیا تھا۔

ادلے کا بدلہ بدلہ:

لشکریوں نے ابن زیاد کا سر کاٹ کر ابراہیم کے سامنے حاضر کیا اور انہوں نے مختار کے پاس بھجوا دیا۔ مختار ثقفی نے دربار کو خوب آراستہ پیراستہ کیا اور اہل کوفہ کو جمع کر کے ابن زیاد کا سر عین اسی جگہ رکھوایا جہاں اس نابکار نے امام عالی مقام کا سر رکھا تھا پھر انہوں نے کوفہ والوں کو کہا کہ دیکھ لو امام عالی مقام کے ناحق خون نے ابن زیاد کو بھی نہ چھوڑا اور اس کا سر بھی آج اسی جگہ نہایت ذلت درسوائی کے ساتھ رکھا ہوا ہے۔

ابن زیاد کے نتھنوں میں اژدھا گھس گیا:

ابن زیادہ اور اس کے لشکر کے سرداروں کے سر مختار ثقفی کے سامنے لاکر رکھے گئے تو اچانک بڑا اژدھا ظاہر ہوا اور سب سروں کو چھوڑ کر ابن زیاد کے نتھنوں میں گھس گیا تھوڑی دیر کے بعد منہ سے باہر نکلا پھر اندر گیا پھر باہر آ گیا غرضیکہ تین بار اندر گیا اور پھر باہر نکل کر غائب ہو گیا۔

ستر ہزار عاصی مارے گئے:

مورخین نے لکھا ہے کہ مختار ثقفی کی جنگ میں اہل شام کے ستر ہزار افراد مارے گئے اور اس طرح حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کے بدلے ستر ہزار بدبخت مارے جائیں گے۔ (ان اللّٰــه علی کل شیء قدیر)

یزید پر بعد از مرگ بھی قہر خداوندی:

یزید کے مرنے کے بعد اس کی قبر پر خشت باری کی جاتی تھی اب لوگوں نے وہاں عمارتیں بنالی ہیں چنانچہ یزید کی قبر پر لوہا، کانچ گلانے کی بھٹی لگی ہوئی ہے گویا یزید کی قبر پر ہر وقت آگ جلتی رہتی ہے یہاں تک کہ قبر کا نام ونشان تک نہیں۔ اس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شعر کا مطلب بھی واضح اور ثابت ہوا کہ ہر خون کے بدلے ہزاروں خون ہوں گے اور اس گروہ کے قتل کرنے میں کوئی کمی نہیں ہوگی بلکہ تمام ہی عذاب خداوندی میں مبتلا ہوں گے۔ ان کی معذرت بھی قبول نہ ہوگی اور نہ ہی انہیں خوشامد کوئی فائدہ دے سکے گی بہر حال وہ اپنے کیے کا بدلہ پائیں گے تاریخ شاہد ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کی ان اشعار میں بیان کی گئی۔ پیشین گوئی درست ثابت ہوئی اسی طرح ہوا جیسے بیان کیا۔

(۱۶) حُسَيْنُ فَلَا تَضْجُرَنْ لِلْفِرَاقِ فَدَيْنَاكَ اَضْحَتْ اِتِخْرَابِهَا

(۱۷) سَلِ الدُّوْرَ تَخْبِرُ وَاَفْصِحْ بِهَا بِاَنْ لَا بَقَاءَ لِاَرْبَابِهَا

(۱۸) اَنَا الدِّیْنُ لَا شَكَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۔۔۔ بِـاٰیَـاتِ وَحْـيٍ وَّ اِیْـجَـابِهَـا

(۱۹) لَنَـا سِمَةُ الْفَخْرِ فِي حُكْمِهَا ۔۔۔ وَصَـلَّـتْ عَـلَیْـنَـا بَـاِعْـرَابِهَـا

(۲۰) فَصَلِّ عَلٰی جَدِّكَ الْمُصْطَفٰی ۔۔۔ وَسَـلِّـمْ عَـلَیْهَـا وَطُلَّابِهَـا

☆لَا تَضْجُرَنْ۔ تم نہ گھبرانا ☆فِرَاقٌ۔ جدائی، ہجر، علیحدگی، مفارقت

☆سَلْ۔ سوال کرو، پوچھو ☆سَلِ الدُّوْرَ۔ گھروں سے پوچھو ☆تَخْبِرُوْا۔ تمہیں بتلائیں گے ☆لَا بَقَاءَ۔ دوام نہیں، ہمیشگی نہیں

☆لَاشَكَّ۔ شک نہیں ☆اَنَاالدِّیْنُ۔ میں دین ہوں ☆اٰیَاتٌ۔ آیتیں ☆اِیْجَابِهَا۔ ان پر ایمان رکھتے ہیں، انہیں مانتے ہیں

حُكْمِهَا۔ ان کے حکموں

☆فَصَلِّ۔ پس درود بھیج ☆جَدِّكَ۔ اپنے نانا ☆وَسَلِّمَا۔ اور سلام بھیج ☆طُلَّابِهَا۔ ان کے طلب کرنے والوں

(۱۶) اے حسین جدائی سے گھبرا نہ جانا کیونکہ تمہاری دنیا تو ویران ہونے کے لیے ہی پیدا کی گئی ہے۔ اس لیے اس نے ویران ہونا ہی ہے۔

(۱۷) گھروں سے پوچھ وہ تجھے حقیقت حال سے آگاہ کر دیں گے۔ وہ کیا خوب حقیقت سے پردہ اٹھانے والے ہیں کہ دنیا والوں کو ہمیشگی حاصل نہیں۔ انہوں نے تو ہر حال میں فنا کی نظر ہونا ہی ہونا ہے۔

(۱۸) میں دین ہوں۔ مومنین کو اس میں کوئی شک نہیں جو قرآنی آیات اور احکام آیات پہ ایمان رکھتے ہیں۔

(۱۹) ان کے احکام میں خصوصاً ہمیں فخر حاصل ہے اور ہم پہ واضح طور پر رحمت بھیجتی ہیں۔

(۲۰) پس اپنے نانا جان جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج اور ان سے محبت کرنے والوں پر سلام بھیج۔

دنیا ویران ہونے والی ہے:

پہلے دونوں اشعار میں دنیا کی حقیقت بیان کی گئی ہے کہ دنیا فانی ہے اس نے بالآخر فنا ہو جانا ہے دنیا و مافیہا سب کچھ فنا ہو جائے گا کما قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید فرقان الحمید۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

ترجمہ: زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات۔ پس اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ (پ ۲۷، سورۃ الرحمٰن: ۲۶ تا ۲۸)

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ

ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ:

چل چل ... اں پنکھیاں ، جنہیں وسائے تل
فریدا سر بھریا بھی چلسی ، ٹھکے کنول اکل

کتنے پنچھی اور پنچھیوں میں پرندوں کی قطاروں کی قطاریں آئیں جنہوں نے تالاب ،ندی، جھیل کو آباد کیا ہوا تھا اور یہاں سے اڑ اڑ کر چلے گئے۔ اس بھرے ہوئے تالاب پر بھی ایک وقت ایسا آئے گا کہ یہ بھی خشک ہو جائے گا پھر کنول (مراد اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک) اکیلا ہی رہ جائے گا۔

(فیضان الفرید شرح دیوان بابا فرید ص۴۲۲_۴۲۱)

قیامت کا منظر:

قیامت قائم ہوگی سب کچھ فنا ہو جائے گا قرآن مجید میں ہے کہ:

اَلْقَارِعَةُ ۙ مَا الْقَارِعَةُ ۚ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۗ یَوْمَ یَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۙ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۗ

(پ۳۰ سورۃ القارعہ)

دل دہلانے والی۔ کیا ہے وہ دہلانے والی اور تو نے کیا جانا کیا ہے دہلانے والی جس دن آدمی ہوں گے جیسے پھیلے پتنگے اور پہاڑیوں ہوں گے جیسے دھنکی اون۔

(کنزالایمان شریف)

خلاصہ کلام یہ کہ دنیا کو ہمیشگی حاصل نہیں رہنی دنیا اور جو کچھ دنیا میں موجود ہے سب کچھ فنا ہونے والا ہے۔ اس لیے اس میں مگن ہو کر حق تعالیٰ سے غافل ہو جانا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔

☆......☆......☆

(۱۶) اَنَا الدِّیْنَ لَا شَكَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ بِـایَـاتِ وَحْـیٍ وَّ اِیْـجَـابِهَـا

میں دین ہوں اس سلسلے میں مومنوں کو کوئی شک نہیں جو قرآن مجید فرقان حمید کی آیات ان کے احکام کو تسلیم کرتے ہوئے ایمان رکھتے ہیں اور ان پہ عمل پیرا ہوتے ہیں۔

لفظ دین کے معانی اور ان کا اس شعر سے تعلق:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں دین ہوں۔ مومن تو مجھے اسی طرح سمجھتے ہیں جیسے میں نے بیان کر دیا ہے اس سلسلے میں مومنین کو کسی قسم کا شک وشبہ نہیں بلکہ انہیں یقین ہے کہ جو میں نے بیان فرمایا ہے یہ درست ہے اس شعر میں یہ بھی وضاحت فرمادی کہ صرف نام کے مومن نہیں بلکہ جو حقیقت میں مومن ہیں۔ وہ مومن کہ جو رب کائنات کے لافانی کلام قرآن مجید فرقان حمید کی آیات پہ ایمان رکھتے ہیں اور ان کے مطابق عمل پیرا ہوتے ہیں۔

دین کے معنی:

دین (ع۔ا۔مذ) مذہب، مسلک، دھرم، ایمان

فائدہ:

ان معانی میں غور کیا جائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس شعر کا معنی یہ ہے کہ مومن اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ دین وہی بہترین ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنائے ہوئے اس شعر میں گویا لفظ ''دین'' بطور استعارہ استعمال فرمایا ہے۔

دانۂ (ض) دیناً۔ مالک ہونا، غلام بنانا، ناپسند ہدایات پر اکسانا، ذلیل کرنا، حکم دینا، خدمت کرنا، بھلائی کرنا (مصباح اللغات)

انۂ (ض) دیناً۔ مالک ہونا، غلام بنانا، ناپسند ہدایات پر ابھارنا، ذلیل کرنا، حکم دینا، خدمت کرنا، کسی پر احسان کرنا۔ (المنجد)

فائدہ:

درج بالا معانی بغور مطالعہ فرمایئے اور اس شعر کو سمجھنے کی کوشش فرمایئے گویا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شیر خدا نے ارشاد فرمایا اے ایمان والو! مجھ سے دور نہ بھاگو۔ میں تجھے کوئی نیا راستہ نہیں بتا رہا۔ میں تجھ پہ وہی دین واضح کر رہا ہوں جو حضرت آدم علیہ السلام سے مدنی تاجدار لائے۔ میں تجھے اسی مالک و خالق کا غلام بنا رہا ہوں جو خالق و مالک رازق ہے۔ وہی وحدہٗ لاشریک ہے۔ اسی ذات کا حکم تمام جہانوں میں موثر حقیقی ہے۔ اس لیے میرے قریب آ یئے۔

دین یعنی ناپسندیدہ بات پر اکسانا:

دین بمعنی ناپسندیدہ بات پہ اکسانا اس معنی میں غور فرمایئے اکثریت انسانوں کی کیا چاہتی ہے۔ ان کے پسندیدہ امور کیا ہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ دنیا اور اس دنیا میں جو کچھ ہے سب کچھ فانی ہے۔ مگر اکثر لوگ ایسے امور میں شامل ہیں جیسے انہوں نے اس جہانِ فانی سے کوچ نہیں کرنا علاوہ ازیں زن، زر اور زمین کے باعث ہر طرف جھگڑے پھیلے ہوئے ہیں۔ اکثر انسان اپنی اپنی ڈفلی پہ اپنا اپنا راگ الاپے ہوئے ہیں۔ راہ حق سے بھٹکے ہوئے ہیں دین انہیں ان کے پسندیدہ امور جو حقیقتاً حق تعالیٰ کے فرمان ذیشان کے خلاف ہیں ان سے دین فطرت روکتا ہے اور انہیں ان کے ناپسندیدہ امور کی طرف اکساتا ہے تا کہ وہ راہ حق کے مسافر بن کر کامیابیوں سے ہمکنار ہوں۔

اس شعر میں حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی بیان فرمایا ہیں کہ مومنو! ہوشیار ہو جاؤ۔ لوگو غور و فکر کرو جن امور کو تم پسند کیے ہوئے ہو یہ راہ حق کے خلاف ہے تمہیں ایک ایسی دلدل میں دھکیل دیں گے کہ جس سے کبھی نہ نکل سکو گے ہمیشہ کی ناکامی تمہارا مقدر ہو گی میں تمہیں حقائق سے آشنا کر رہا ہوں۔ خدارا سنبھل جاؤ دنیا اور دنیوی جاہ و جلال اور چکا چوند دنیا کی روشنیاں تجھے مسحور کیے ہوئے ہیں اس کے سحر کی حقیقت سمجھنے کی کوشش کرو۔ آخر سب نے مرنا ہے یہ سب کچھ چھوڑ کر چلتے بننا ہے لہٰذا ایسے تمام اور جو تمہارے لیے بظاہر مفید ہیں دنیا کی روشنیاں دراصل روشنیاں نہیں ہیں ایک سراب ہیں آنکھ بند ہوتے ہی ختم ہو جائیں گی پھر اندھیرا ہی اندھیرا ہو گا۔ محشر کے دن بھی چہروں پر سیاہی چھائی ہوئی ہو گی قبر میں بھی اندھیریوں پہ اندھیریاں چھا جائیں گی پل صراط سے گزرتے ہوئے بھی سوائے اندھیرے کے کچھ نہ ہو گا۔ اس لیے میں تجھے تمہارے پسندیدہ امور جو تجھے جہنم

میں لے جانے والے ہیں ان کی حقیقت سے آشنا کررہا ہوں حقائق سمجھا رہا ہوں لہٰذا تم جہنم میں لے جانے والے امور سے بچ جاؤ تاکہ کامیابیوں سے ہمکنار ہوسکو۔

غلام بنانا:

گویا کہ آپ فرمارہے ہیں میں تجھے حق تعالیٰ کا بندہ اور غلام بنارہا ہوں اس لیے اس حقیقت پہ غور کرو کہ بندہ اور غلام اپنی مرضی نہیں کرسکتا جیسے مالک اور آقا چاہتا ہے غلام کو اس طرح کرنا پڑتا ہے اس لیے اپنی من مرضی چھوڑ دو اور حق تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اپنی زندگی کا ہر لمحہ گزارو یہی طریقہ تجھے دونوں جہاں میں کامیابیوں سے ہمکنار کردے گا۔

حکم دینا:

گویا آپ اس شعر میں اپنے لخت جگر کو ارشاد فرمارہے ہیں کہ بیٹا میں تجھے حکم دے رہا ہوں کہ دنیا اور دنیا کی چالبازیوں میں مبتلا ہوکر راہ حق سے ڈگمگا نہ جانا۔ اگر تم ہٹ گئے تو کہیں کے نہ رہو گے۔

دین بمعنی حکم دینا:

اگر دین بمعنی حکم دینا مراد ہو تو پھر یہاں اس شعر کا مطلب ہے۔

حکم دینا:

گویا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا مومنین سمجھتے ہیں اس حقیقت سے واقف ہیں کہ انا الدین کہ میں دین ہوں۔ اکثر اگر بحیثیت صحابی کے ہی عظمت کو دیکھا جائے۔

وَعَنْ عُمَرَبْنِ خَطَّابَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَأَلْتُ اَبِّىْ عَنْ اِخْتِلَافِ اَصْحَابِىْ مِنْ بَعْدِىْ فَاَوْحٰى اِلَىَّ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اَصْحَابَكَ عِنْدِىْ بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ فِى السَّمَآءِ بَعْضُهَا اَقْوٰى مِنْ بَعْضٍ وَّلِكُلٍّ نُوْرٌ فَمَنْ اَخَذَ بِشَىْءٍ مِّمَّا هُمْ عَلَيْهِ مِنْ اِخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِىْ عَلٰى هُدًى قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابِىْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ۔

(رواہ رزین مشکوۃ شریف مناقب صحابہ فصل ۳)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنے رب سے اپنے صحابہ کے اختلاف کے بارے میں پوچھا جو میرے بعد ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے صحابہ میری بارگاہ میں ایسے ہیں جیسے آسمان میں ستارے۔ ان میں سے بعض نور میں بعض سے زیادہ قوی ہیں اور ہر ایک کے لیے ایک نور ہے پس جس نے علم وعمل میں کسی چیز کو لیا جس پر وہ اپنے اختلاف کے باوجود ہیں تو وہ ہدایت پر ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں پس تم

ان میں سے جس کی اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

فائدہ:

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے جو لکھا اس کی ترجمانی محمد عبدالحکیم قادری اور مولانا مفتی محمد خان قادری نے یوں کی ہے۔

جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کا اختلاف رحمت ہے جیسے کہ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: وَلِكُلِّ نُوْرٌ اور ہر ایک کے لیے نور ہے پس ہدایت اس علم اور فقاہت کے مطابق ہے جو اس شخص کے پاس ہے اگرچہ اس کے مراتب مختلف ہیں اس امر سے کوئی صحابی خالی نہیں ہے ہر ایک کے پاس دین و شریعت کا علم ہے۔ اگر بعض مقامات میں از راہ بشریت ان سے خطا سرزد ہوگئی ہو اور وہ راہ صواب پر گامزن نہ رہ سکے ہوں مثلاً چونکہ وہ معصوم نہیں ہیں اس لیے انہوں نے امام برحق کی مخالفت کی ہو تو اس خاص مسئلے میں ان کی اقتداء درست نہ ہوگی۔

(اشعۃ اللمعات ج ۷ اردو ترجمہ ص ۳۹۱)

دین و شریعت کا علم:

چونکہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عظیم صحابی بھی ہیں مدنی تاجدار نے بھی آپ کے بے شمار فضائل بیان کیے ہیں دیگر فضائل کے علاوہ ایک اہم فضیلت یہ بھی آپ کو حاصل ہے کہ آپ کے پاس علم دین و شریعت خصوصی طور پر حاصل ہے جس کی بنا پر آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اس مسئلے میں مومنین کو شک نہیں کہ انا الدین۔ اس لیے میں تجھے جو کچھ ارشاد فرماؤں اسے معمولی نہ سمجھ بیٹھنا۔ میرا حکم تیرے لیے تسلیم کرنا ضروری ہوگا اور میری طرف سے جو نصیحتیں تجھے حاصل ہوں گی اس سے بے شمار لوگ مستفید ہوں گے۔

فائدہ:

اسی طرح لفظ دین کے جتنے بھی معانی ہیں ان میں سے اکثر معانی اس شعر کی حقانیت کی دلیل ہیں۔

چار بنیادی تصورات کی رہنمائی:

دین۔ لفظ دین "دان" کا اسم مصدر ہے جس کے معنی مالک ہونا، غلام بنانا، قریب ہونا، حکم دینا وغیرہ ہیں۔
قرآن مجید میں لفظ دین مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے اگر آپ اس کے استعمالات پر غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ لفظ چار بنیادی تصورات کی رہنمائی کرتا ہے۔

سزا فیصلہ اور محاسبہ۔

اطاعت کرنا، سر تسلیم خم کرنا۔

غلبہ و تسلط

مذہب، طریقہ، مسلک اور دستور زندگی

(تدریس اسلامیات، بی ایڈ کوڈ نمبر ۶۵۴ یونٹ نمبر ص ۶)

دین کے دو معنی:

یَوْمِ الدِّیْنَ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ دین کے دو معنی ہیں۔(1) بدلہ (2) فیصلہ اور انصاف

دوسرے ملت یعنی مذہبی عقیدے، قیامت کے دن کو دین کا دن یا تو اس لیے کہتے ہیں کہ اس دن تمام دینوں یعنی ملتوں کے فیصلے کیے جائیں گے۔ دنیا میں دیندار اور بے دین یکساں پل رہے ہیں بظاہر حق و باطل کا پتہ نہیں چلتا لیکن اس دن سب پتہ چل جائے گا۔

یا اس لیے دین کا دن کہتے ہیں کہ ہر دین والا دین اس لیے اختیار کرتا ہے کہ اس دن نجات ہو جائے۔ عیسائی، یہودی، پارسی اور مسلمان وغیرہ جس قدر مذاہب ہیں سب اس دن کے قائل ہیں۔ سب اسی دن کی مصیبت سے بچنے کے لیے آج دین اختیار کر رہے ہیں اگر چہ ان میں سے بعض نے غلط دین اختیار کیا بعض نے صحیح۔

(تفسیر نعیمی جلد اول ص ۶۵)

دین کیا ہے؟:

سید امیر علی خلیج آبادی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ:
یعنی دین وہ راہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے بتلائی بدون اس کے کہ اس میں کوئی بدعت یا گمراہی ہو یا ہوائے نفسانی کی بات نکالی جاوے خواہ اعتقادات میں جیسے خوارج و روافض و معتزلہ وغیرہ فرقے ہیں اور خواہ عملیات میں ہو جیسے عید کی نماز سے پہلے عیدگاہ میں نفل پڑھنا اور ان باتوں کی تعداد بہت کثیر ہو گئی ہے۔

(تفسیر مواہب الرحمٰن جلد اول ص ۱۳۹)

لفظ دین بمعنی بدلہ یا مذہب:

حضرت علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ دین کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ دین کے معنی بدلہ یا مذہب کے ہیں یعنی وہ طریقہ فکر و عمل جو ایک شخص یا قوم کے افکار و اعمال کی بنیاد ہو۔

(تفسیر الحسنات ج اول ص ۴۷۷)

فائدہ:

حضرت علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ہر اصولی مذہب کو دین کہا جا سکتا ہے خواہ سچا ہو یا جھوٹا مگر اسلام حق اور سچے دین کو کہا جائے گا۔

(تفسیر الحسنات جلد اوص ۴۷۷)

اصول عقائد:

اصول عقائد کو دین کہتے ہیں اور فروعی مسائل کو مذہب۔

(تفسیر الحسنات ج اول ص ۴۷۷)

فائدہ:

یہاں جتنے بھی معانی ''دین'' کے بیان ہوئے ہیں ان میں غور فرمایئے اور اس شعر مبارک میں غور فرمایئے حقائق روز روشن کی طرح عیاں ہو جائیں گے۔

دین بمعنی جزا:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمتہ اللہ علیہ مالک یوم الدین کی تفسیر بیان کرتے ہوئے دین بمعنی جزا کی وضاحت یوں بیان فرمائی ہے کہ:

دین بمعنی جزا:

اگر دین کے معنی جزا کیے جائیں تو قیامت کو یوم الدین اس لیے کہتے ہیں کہ اس دن دنیا کے تمام اعمال کی جزا دی جائے گی دنیا میں اچھے برے جیسے چاہو کام کر لو یہاں بدلہ نہیں لیکن وہاں بدلہ ہے کام نہیں اس کی مثال یوں سمجھ کہ ایک طالب علم تعلیم کے زمانہ میں صرف پڑھتا ہے اس زمانہ میں اس کی محنت کی کوئی بھی تحقیقات نہیں کرتا محنت کرے یا کھیلے لیکن جب امتحان کا دن آیا اس نے محنتی اور کھلاڑی کو الگ الگ کر دیا۔ محنتی پڑھنے والے کو انعام دیا اور کھلاڑیوں کو سزا تو گویا امتحان کا دن سال بھر کے کام کے بدلے کا دن ہے۔

(تفسیر نعیمی ج اول ص ۶۵)

فائدہ:

اب ان معانی کو دیکھیے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منسوب اس شعر کو ملاحظہ فرمایئے اور غور و فکر کیجیے حقیقت واضح ہو جائے گی۔

کہ جو انسان حق و باطل کے مابین فیصلہ اور انصاف کا متمنی ہے اسے چاہیے کہ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کی حیات طیبہ ملاحظہ فرمائے بلکہ اس کے مطابق عمل پیرا ہو تو یقیناً آپ کی اتباع و فرمانبرداری اس انسان کے لیے عروج کے حصول کا سبب ہوگا۔ وہ انسان اس دنیا میں کامیاب زندگی گزار جائے گا اور اسے آخرت میں بہترین بدلہ عطا ہوگا۔ کھرے اور کھوٹے کے مابین فیصلہ و انصاف مطلوب ہو تو انشاء اللہ راہ حق کے متوالوں کے لیے حق تعالیٰ کے قرب کے حصول میں بہترین راستہ میں ہوگا۔ حق و باطل کے مابین صحیح صحیح فیصلہ ہو جائے گا۔ حق باطل سے واضح ہو جائے گا۔ اور اس راہِ صواب پہ عمل پیرا ہونے کی وجہ سے بہترین اجر حاصل ہو گا۔

دین نصیحت ہے:

ایک حدیث میں ہے کہ دین نصیحت یعنی خیر خواہی ہے۔

(تفسیر مواہب الرحمٰن جلد اول ص ۱۳۹)

فائدہ:

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری حیات ملاحظہ فرمایئے آپ سے منسوب کلام اور ملفوظات ملاحظہ

فرمایئے آپ کا ہر عمل اور فرمان نصیحت ہی نصیحت ہے۔

لفظ دین کا ایک معنی طریقہ اور روش:

دیو بند مکتبہ فکر کے مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب نے لکھا ہے کہ عربی زبان میں لفظ دین کے چند معنی ہیں جس میں ایک معنی ہے طریقہ اور روش۔ قرآن کی اصطلاح میں لفظ دین ان اصول واحکام کے لیے بولا جاتا ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے خاتم الانبیاء تک سب انبیاء میں مشترک ہیں۔

(تفسیر معارف القرآن جلد ۲ ص ۳۶)

دین ایک جامع اصطلاح:

درحقیقت قرآن مجید میں لفظ دین ایک جامع اصطلاح کے طور پر استعمال ہوا ہے اور اس سے مراد ایک ایسا نظام زندگی ہے جس میں انسان حاکمیت اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کی تسلیم کرتا ہو اور اس کی اطاعت میں زندگی بسر کرتا ہو وہ اس کی فرمانبرداری پر اچھے بدلے اور جنت کا امیدوار ہو اور اس کی نافرمانی پر ذلت وخواری اور جہنم کا خوف اس پر طاری ہو۔ اس لحاظ سے لفظ دین پورے نظام زندگی پر حاوی ہے۔

(تدریس اسلامیات بی ایڈ کوڈ ۶۵۴ یونٹ اص ۷ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد)

فائدہ:

ان حقائق کی بنا پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: انا الدین۔

آگ نہیں چھوئے گی:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عظیم صحابی ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت بیان کرتے ہوئے مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری زیارت کرنے والوں (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی زیارت کرنے والوں (جہنم کی) آگ نہیں لگے گی پوری حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَسَّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِيْ وَرَاٰى مَنْ رَاٰنِيْ

(رواہ الترمذی مشکوٰۃ شریف مناقب صحابہ کرام فصل ۲)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس شخص کو آگ نہ لگے گی جس نے مجھ کو دیکھا یا مجھ کو دیکھنے والے کو دیکھا۔

فائدہ:

یہ عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایمان کی حالت میں زیارت کا حال ہے اور ان صحابہ کرام کی اتباع وفرمانبرداری کی فضیلت کا کیا کہنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے استعارہ کے طور پر بیان فرمایا کہ میری اتباع فرمانبرداری کیجیے میری اتباع فرمانبرداری اور محبت تجھے حق تعالیٰ کے قرب سے نواز دے گی۔ میری محبت اور اتباع وفرمانبرداری سے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کا تصور پختہ ہوگا

اس سے تمہارا کردار اعلیٰ ترین ہو جائے گا۔ اس سے تجھے بہترین نظام زندگی حاصل ہوگا۔ اس اطاعت کے باعث تجھے اچھا بدلہ ملے گا اور نافرمانی کرنے سے تجھے ذلت وخواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ میری اتباع وفرمانبرداری اور محبت سے تجھے ایسا طریقہ زندگی اور روش حاصل ہوگا جو تجھے دنیا میں بھی کامیابی سے ہمکنار کر دے گا اور آخرت میں بھی حق تعالیٰ سے انعامات کے حصول کا سبب بنے گا۔ تمہاری دنیا بھی سنور جائے گی اور آخرت بھی۔ ظاہری جسمانی احوال بھی درست ہو جائیں گے اور باطنی احوال بھی بہترین ہو جائیں گے۔ میری حیات میں تجھے زندگی گزارنے کے بہترین اصول واحکام حاصل ہوں گے جو تمہارے لیے کامیابیوں کا نہ صرف زینہ ثابت ہوں گے بلکہ تمہارے لیے اعلیٰ ترین مقام کے حصول کے لیے ان اصولوں اور احکام کے مطابق زندگی گزارنا ضروری ہے۔

میری زندگی محض نفسانی اور عام زندگی نہ سمجھ بیٹھنا بلکہ میری زندگی سے تجھے وہی اصول، احکام اور ضابطے حاصل ہوں گے جو مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیائے کرام بیان کرتے آئے ہیں۔ میری ذات تمہارے لیے خیر ہی خیر ہے بھلائی ہی بھلائی ہے اس لیے کہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو دین لائے ہیں میں نے کما حقہ ہر ممکن طریقہ سے اسی کے مطابق زندگی اختیار کرنے کی کوشش کی ہے۔

اسی لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ انا الدین۔ گویا آپ کے اس ارشاد گرامی کا مطلب ہوا کہ مجھ سے محبت کرنے اور میری اتباع کرنے سے تمہاری دنیا وآخرت بھی سنور جائے گی ظاہری وباطنی سبھی امور بہترین ہو جائیں گے کیونکہ میری زندگی مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ذیشان کے مطابق گزاری ہوئی ہے اور انشاء اللہ آخر دم تک اسی دین کے مطابق گزاروں گا اس سے سرمو نہ انحراف کیا ہے اور نہ ہی منحرف ہوں گا۔ آخر دم تک انشاء اللہ اس پہ قائم رہنا ہے۔ اس لیے میری زندگی سے تجھے وہی اصول، ضابطے اور احکام ملیں گے جو دین اسلام کے ہی احکام ہیں۔ وہی دین اسلام جو تمام انبیاء کرام لائے جس کی تبلیغ تمام انبیاء کرام کرتے رہے۔

مناقب حضرت علی رضی اللہ عنہ

حدیث شریف:

عَنْ سَعْدِبْنِ اَبِی وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ہَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّآ اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

(بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف، مسلم شریف)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا آپ کا ہمارے ساتھ وہی تعلق ہے جو حضرت ہارون کا حضرت موسیٰ سے تھا لیکن ہمارے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

ہر مومن کے دوست:

وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ لنَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا مِّنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِیُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ۔

(رواہ الترمذی مشکوٰۃ شریف باب مناقب علی مرتضیٰ فصل ۲)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک علی مجھ سے ہیں اور میں علی مرتضیٰ سے ہوں اور وہ ہر مومن کے دوست ہیں۔

فائدہ:

اس سے مراد کمال اتحاد، اتصال، اخلاص اور یگانگت ہے۔

(اشعۃ اللمعات اردو ترجمہ ج ۷ ص ۴۵۴)

علی ہر مومن کے ولی:

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ولی کے معانی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ولی کا معنی ہے دوست، محب اور مددگار۔

(اشعۃ اللمعات اردو ترجمہ ج ۷ ص ۴۵۴)

یا علی مدد اور مولا علی کہنا کیسا:

حکیم الامت مفسر قرآن حضرت علامہ مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمتہ اللہ علیہ اسی حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

یہاں ولی بمعنی خلیفہ نہیں بلکہ بمعنی دوست یا بمعنی مددگار ہے جیسے رب فرماتا ہے انما و لیکم اللہ و رسولہ و الذین امنوا۔ وہاں بھی ولی بمعنی مددگار ہے اس فرمان سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔

ایک یہ کہ مصیبت میں یا علی مدد کہنا جائز ہے کیونکہ حضرت علی ہر مومن کے مددگار ہیں تا قیامت۔

دوسرے یہ کہ آپ کو مولا علی کہنا جائز ہے کہ آپ ہر مسلمان کے ولی اور مولیٰ ہیں۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۸ ص ۴۱۷)

فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ:

وَعَنْ زَيْدِبْنِ اَرْقَمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ

(رواہ احمد والترمذی مشکوٰۃ شریف مناقب حضرت علی مرتضیٰ فصل ۲)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کا میں مولا ہوں علی

بھی اس کے مولا ہیں۔

فائدہ:

یہاں بھی مولیٰ بمعنی خلیفہ نہیں بلکہ بمعنی مددگار یا بمعنی دوست ہے جسے حضور سے محبت ہے اسے حضرت علی سے محبت ہونی چاہیے۔ اگر مولیٰ بمعنی خلیفہ ہو تو بتاؤ کہ حضور انور کس کے خلیفہ تھے اور جو لوگ حضور کے زمانہ میں شہید یا فوت ہوئے ان کے علی خلیفہ کیسے ہوئے ہاں آپ محبوب مددگار۔ دوست ہر مومن کے ہیں۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۴۱۷)

فائدہ:

ان احادیث اور دیگر احادیث میں سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب پہ مبنی ہیں وہ روایات بغور ملاحظہ فرمایئے اور یہ شعر بغور مطالعہ کیجیے اس شعر کا مطلب واضح ہو جائے گا۔

فَصَلِّ عَلٰى جَدِّكَ الْمُصْطَفٰى ﷺ

پس اپنے نانا جان جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود بھیج اور ان سے محبت کرنے والوں پر بھی۔

فائدہ:

یہاں نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود شریف بھیجنے کا حکم فرمایا گیا۔ درود شریف بھیجنے کی فضیلت ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لخت جگر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود بھیجنے کی فضیلت بھی بیان فرمادی اور نصیحت بھی۔

فضائل درود و سلام علی سید الانبیاء:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا○

(پ۲۲ سورۃ الاحزاب ۵۶)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

(کنز الایمان)

فائدہ:

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا واجب ہے ہر ایک مجلس میں آپ کا ذکر کرنے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی ایک مرتبہ اور اس سے زیادہ مستحب ہے یہی قول معتمد ہے اور اس پر جمہور ہیں اور نماز کے قعدہ اخیرہ میں بعد تشہد درود شریف پڑھنا سنت ہے اور آپ کے تابع کر کے آپ کے آل و اصحاب پر دوسرے مومنین پر بھی درود بھیجا جا سکتا ہے یعنی درود شریف میں آپ کے نام اقدس کے بعد ان کو شامل کیا جا سکتا ہے اور مستقل طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ان میں سے کسی پر درود بھیجنا مکروہ ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان)

مسئلہ:

درود شریف عمر میں ایک بار پڑھنا فرض ہے ہر اس مجلس ذکر میں جہاں بار بار حضور کا نام آتا ہے ایک بار پڑھنا واجب۔ نماز میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے ہمیشہ پڑھنا مستحب ہے۔

(تفسیر نور العرفان)

پانچ فوائد:

پنج تن کی نسبت سے اس آیت کے پانچ فائدے ملاحظہ فرمایئے۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔

1- ایک یہ کہ درود شریف تمام احکام سے افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی حکم میں اپنا اور اپنے فرشتوں کا ذکر نہ فرمایا کہ ہم بھی کرتے ہیں تم بھی کرو سوا درود شریف کے۔

2- دوسرے یہ کہ تمام فرشتے بغیر تخصیص ہمیشہ حضور پر درود بھیجتے ہیں۔

3- حضور پر رحمت الٰہی کا نزول ہماری دعا پر موقوف نہیں جب کچھ نہ بنا تھا تب بھی رب تعالیٰ حضور پر رحمتیں بھیج رہا تھا ہمارا درود شریف پڑھنا رب سے بھیک مانگنے کے لیے ہے جیسے فقیر داتا کے جان و مال کی خیر مانگ کر بھیک مانگتا ہے ہم بھی حضور کی خیر مانگ کر بھیک مانگتے ہیں۔

4- چوتھے یہ کہ حضور ہمیشہ حیات النبی ہیں اور سب کا درود و سلام سنتے ہیں، جواب دیتے ہیں کیونکہ جو جواب نہ دے سکے اسے سلام کرنا منع ہے جیسے نمازی، سونے والا۔

5- پانچواں یہ کہ تمام مسلمانوں کو ہمیشہ ہر حال میں درود شریف پڑھنا چاہیے۔ کیونکہ رب تعالیٰ اور فرشتے ہمیشہ ہی درود بھیجتے ہیں۔ (تفسیر نور العرفان)

قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب:

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَکْثَرُهُمْ عَلَیَّ صَلٰوةً۔

(رواہ الترمذی وقال حدیث حسن ریاض الصالحین جلد ۲ کتاب الصلوٰۃ علی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حدیث نمبر ۵۰۶)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے دن میرے زیادہ نزدیک وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر زیادہ درود بھیجنے والے ہوں گے۔

بخیل:

وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَخِیْلُ

مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ۔

(رواہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح، ریاض الصالحین ج۲ نمبر ۵۱۱)

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

درود نہ بھیجنے والے کی مذمت:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ۔

(رواہ الترمذی وقال حدیث حسن، ریاض الصالحین ج۲ کتاب الصلوٰۃ علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمبر ۵۰۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ شخص ذلیل ہو جس کے سامنے مرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔

جمعہ کے دن حضور کی خدمت میں درود پیش کیا جاتا ھے:

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَفْضَلَ اَيَّامِكُمْ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْهِ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ۔

تمہارا سب سے زیادہ فضیلت کا دن جمعہ کا دن ہے اسی دن میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اسی دن میں صور پھونک ماری جائے گی اسی دن قیامت قائم ہوگی تم اس دن مجھ پر بکثرت درود بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود میری خدمت (اقدس) میں پیش کیا جاتا ہے۔

قَالَ رَجُلٌ يَّارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرَمْتَ يَعْنِیْ بَلِيْتَ

ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا درود آپ کی خدمت اقدس میں کیسے پیش کیا جائے گا جبکہ آپ تو قبر (انور) میں تشریف لے جائیں گے۔

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَآءِ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین کے لیے یہ بات حرام قرار دی ہے کہ وہ انبیاء کے اجساد کو خراب کرے۔

(سنن دارمی شریف مترجم ج اول حدیث شریف نمبر ۱۶۰۹ ص ۵۸۹)

فائدہ:

یہی حدیث مبارکہ درج ذیل کتب میں بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

1- سنن ابی داؤد، از امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی۔
2- سنن نسائی، از امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی۔
3- مسند احمد از امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل شیبانی۔
4- المستدرک از امام عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری۔
5- صحیح ابن خزیمہ از امام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ نیشاپوری۔
6- سنن بیہقی کبریٰ از امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی۔
7- المستدرک از امام عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری۔
8- معجم کبیر از امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد ایوب طبرانی۔
9- مصنف ابن ابی شیبہ از ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابوشیبہ کوفی۔

(تخریج از حضرت علامہ ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر سنن دارمی شریف مترجم ج اول ص ۵۸۹)

حیات الانبیاء:

اس حدیث مبارکہ سے حیات الانبیاء کے حق ہونے پہ بھی روشنی پڑتی ہے خصوصاً سید الانبیاء محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بعد وصال کا ثبوت بھی ہے۔

نبی کریم ﷺ قریب اور دور کا درود برابر سنتے ہیں:

شیخ القرآن ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری صاحب علیہ الرحمہ آپ کے درود و سلام کے سننے کے متعلق تحقیق بیان کرنے کے بعد بطور نتیجہ یوں لکھا ہے کہ:

بلاشبہ اس طرح اللہ تعالیٰ کی عطاء اور اس کی بخشش اور اس کے فضل و کرم سے درود پڑھنے والوں کا درود حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی سنتے ہیں اور قریب اور دور کا درود برابر سنتے ہیں اور اس کے باوجود فرشتوں کی ڈیوٹی (ذمہ داری) ہے کہ وہ بھی درود شریف پڑھنے والوں کا درود شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کریں اس میں درود شریف کی اہمیت کا اظہار مقصود ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کا اظہار و اقرار بھی بلاشبہ معنوی و روحانی و نورانی لحاظ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود ہیں اس لیے آپ ہمارا درود سنتے ہیں اور ہمارے حال سے خوب واقف و باخبر ہیں۔

(درود و سلام اور شان خیر الانام ص ۸۸۔۸۷)

حکایت:

دیوبند مکتبہ فکر کے شیخ الحدیث محمد زکریا صاحب نے لکھا ہے کہ:

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں عبدالواحد بن زید بصریؒ سے نقل کیا ہے کہ میں حج کو جارہا تھا ایک شخص میرا

رفیق سفر ہو گیا وہ ہر وقت چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کرتا تھا میں نے اس سے اس کثرت درود کا سبب پوچھا اس نے کہا کہ جب میں سب سے پہلے حج کے لیے حاضر ہوا تو میرے باپ بھی ساتھ تھے جب ہم لوٹنے لگے تو ہم ایک منزل پر سو گئے میں نے خواب میں دیکھا مجھ سے کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ اٹھ تیرا باپ مر گیا اور اس کا منہ کالا ہو گیا۔ میں گھبرایا ہوا اٹھا تو اپنے باپ کے منہ سے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو واقعی میرے باپ کا انتقال ہو چکا تھا اور اس کا منہ کالا ہو رہا تھا مجھ پر اس واقعہ سے اتنا غم سوار ہوا کہ میں اس کی وجہ سے بہت ہی مرعوب ہو رہا تھا اتنے میں میری آنکھ لگ گئی میں نے دوبارہ خواب میں دیکھا کہ میرے باپ کے سر پر چار حبشی کالے چہرے والے جن کے ہاتھ میں لوہے کے بڑے بڑے ڈنڈے تھے مسلط ہیں اتنے میں بزرگ نہایت حسین صورت دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تشریف لائے اور انہوں نے ان حبشیوں کو ہٹا دیا اور اپنے دست مبارک کو میرے باپ کے منہ پر پھیرا اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اٹھ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کے چہرہ کو سفید کر دیا۔ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے اس کے بعد سے میں نے حضور اقدس پر درود کبھی نہیں چھوڑا۔
(تبلیغی نصاب، فضائل درود شریف فصل ۵ ص ۱۱۸)

دوسری حکایت:

روض الفائق میں اسی نوع کا ایک اور قصہ نقل کیا ہے کہ وہ حضرت سفیان ثوریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں طواف کر رہا تھا میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہر قدم پر درود ہی پڑھتا ہے اور کوئی چیز تسبیح تہلیل وغیرہ نہیں پڑھتا میں نے اس سے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے؟

اس نے پوچھا: تو کون ہے؟

میں نے کہا: میں سفیان ثوری ہوں۔

اس نے کہا: کہ اگر تو اپنے زمانے کا یکتا نہ ہوتا تو میں نہ بتاتا اور اپنا راز نہ کھولتا۔ پھر اس نے کہا: کہ میں اور میرے والد حج کو جا رہے تھے ایک جگہ پہنچ کر میرا باپ بیمار ہو گیا۔ میں علاج کا ا، تمام کرتا رہا کہ ایک دم ان کا انتقال ہو گیا اور منہ کالا ہو گیا۔ میں دیکھ کر بہت رنجیدہ ہوا اور اناللہ پڑھا اور کپڑے سے ان کا منہ ڈھک دیا اتنے میں میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاحب جن سے زیادہ حسین میں نے کسی کو نہیں دیکھا اور ان سے زیادہ صاف ستھرا لباس کسی کا نہیں دیکھا اور ان سے زیادہ بہترین خوشبو میں نے کہیں نہیں دیکھی۔ تیزی سے قدم بڑھائے چلے آرہے ہیں۔ انہوں نے میرے باپ کے منہ سے کپڑا ہٹایا اور اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو اس کا چہرہ سفید ہو گیا وہ واپس جانے لگے تو میں نے جلدی سے ان کا کپڑا پکڑ لیا اور میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں جو کہ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے باپ پر مسافرت میں احسان فرمایا وہ کہنے لگے کہ تو مجھے پہچانتا نہیں میں محمد بن عبداللہ صاحب قرآن ہوں یہ تیرا باپ بڑا گناہ گار تھا لیکن مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا تھا جب اس پر مصیبت نازل ہوئی تو میں اس کی فریاد کو پہنچا اور میں ہر اس شخص کی فریاد کو پہنچتا ہوں جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجے۔
(فضائل درود شریف ص ۱۱۹ تبلیغی نصاب)

فائدہ:

یہ حکایت الحمدللہ اہلسنت و جماعت کے عقائد کی مؤید ہے اسی لیے الحمدللہ اہلسنت و جماعت بکثرت نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم پہ درود وسلام کے نذرانے بھیجتے رہتے ہیں تا کہ مشکل کے وقت آپ فریاد کو پہنچیں۔ظاہری،باطنی،روحانی،جسمانی بیشمار قسم کی تکالیف کو دور کرنے کے لیے درود وسلام کا ورد وظیفہ اپنایئے اسی لیے حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو یہی وظیفہ تعلیم فرمایا۔

فضائل حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ طَائِفَةٍ مِّنَ النَّهَارِ حَتّٰی اَتٰی خِبَآءَ فَاطِمَةَ فَقَالَ اَثَمَّ لُكَعُ اَثَمَّ لُكَعُ یَعْنِیْ حَسَنًا فَلَمْ یَلْبَثْ اَنْ جَآءَ یَسْعٰی حَتّٰی اَعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا صَاحِبَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ وَ اَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّهٗ۔

(بخاری شریف،مسلم شریف،مشکوٰۃ شریف مناقب اہل بیت نبوی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دن کے کچھ حصے میں باہر آیا یہاں تک کہ آپ سیدہ فاطمہ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا کیا یہاں بچہ ہے؟ کیا یہاں بچہ ہے؟ آپ حضرت امام حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔آپ تھوڑی دیر ٹھہرے کہ بچہ دوڑتا ہوا آیا یہاں تک کہ دونوں نے ایک دوسرے سے معانقہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کیا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّهٗ

اے اللہ! میں اسے (حضرت امام حسن) کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب بنالے اور اس سے محبت کرنے والے کو بھی محبوب بنالے۔

سید بیٹا:

وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ اِلٰی جَنْبِهٖ وَهُوَ یُقْبِلُ عَلَی النَّاسِ مَرَّةً وَّ عَلَیْهِ اُخْرٰی وَیَقُوْلُ اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ وَّ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یُّصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

(رواہ مشکوٰۃ شریف مناقب اہل بیت،نبوی حدیث نمبر ۵۸۸۲)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر شریف پر دیکھا حضرت (امام) حسن بن علی آپ کے پہلو میں تھے آپ کبھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی ان کی طرف اور فرمایا

ہمارا یہ بیٹا سید ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا۔

فائدہ:

اس حدیث مبارکہ میں متعدد امور کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

1- مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ بھی بیان ہوئے ہیں ابھی مسلمان دو گروہوں میں تقسیم نہیں ہوئے بلکہ دو گروہوں میں تقسیم ہونے کے آثار بھی نہیں پائے جاتے مگر اس کے باوجود آپ بیان فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا۔ تاریخ کے اوراق اس صلح کے گواہ ہیں۔

2- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئندہ کے واقعات بھی جانتے ہیں آپ نہ صرف آئندہ کے واقعات جانتے ہیں بلکہ گاہے گاہے بیان فرماتے رہتے۔

3- مدنی تاجدار احمد مختار علوم غیبیہ کے متعلق صحابہ کرام کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم غیبیہ حاصل تھے الحمد للہ اہلسنت و جماعت کے حق ہونے کی یہ روشن دلیل ہے۔

4- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اسی حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس امر کی اطلاع ہے کہ مسلمان دو حصوں میں بٹ جائیں گے ایک حصہ حضرت حسن کے ساتھ اور دوسرا حضرت امیر معاویہ کے ساتھ امام حسن خلافت کے زیادہ حق دار تھے کیونکہ تیس سال سے چھ مہینے باقی رہتے تھے جن کی خبر دیتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہمارے بعد خلافت تیس سال ہے پس اپنے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر شفقت و رحمت نے انہیں اس بات پر مائل کیا کہ انہوں نے دنیا کی حکومت کو ترک کر دیا اور اگلے جہان کی حکومت میں دلچسپی لی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے خون کا ایک قطرہ بھی بہایا جائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں جماعتیں ملت اسلام پر ہیں، باوجودیکہ ایک حق پر نہ تھی۔ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صلح اہل سنت و جماعت کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت و حکومت کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

(اشعۃ اللمعات اردو ترجمہ ج ۷ ص ۹۷۸۔۹۷۹)

5- اس حدیث مبارکہ سے اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف بدزبانی استعمال کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔

☆......☆......☆

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو نصیحت

تَرَدَّ رِدَآءَ الصَّبْرِ عِنْدَ النَّوَآئِبِ
تَنَلْ مِنْ جَمِيْلِ الصَّبْرِ حُسْنَ الْعَوَاقِبِ

☆تَرَدَّ۔ تم اوڑھ لو☆رِدَآءَ۔ چادر☆عِنْدَ النَّوَآئِبِ۔ مصیبتوں کے وقت☆جَمِيْلُ الصَّبْرِ۔ صبر جمیل، بہتر صبر،

وہ صبر، جس پر ثواب ملے

☆حُسْنَ الْعَوَاقِب۔ اچھا انجام ☆جَمِیْل۔ حسین، خوبصورت ☆حُسْن۔ عمدگی، بھلائی، خوش نمائی، خوبصورتی، جمال، رونق، جوبن، بہار وغیرہ ☆عَواقِب۔ عاقبت کی جمع نتائج

مصائب وآلام کے وقت صبر کی چادر بدن پہ ڈال لو۔ صبر جمیل کی بنا پر بہترین نتیجہ تک پہنچو گے۔

مطلب:

دکھوں، سکھوں اور مصائب وآلام کے وقت صبر اختیار کیجیے کیونکہ صبر جمیل اختیار کرنے سے نتیجہ اچھا نکلتا ہے کیونکہ ایسے وقت میں بے صبری کا مظاہرہ کرنے سے انسان کی سمجھ بوجھ اور سوچوں پہ بھی برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ بنے بنائے کام بگڑ جاتے ہیں اور اگر صبر اختیار کیا جائے اور یہی تصور کرلیا جائے کہ یہ سب کچھ من جانب اللہ ہے۔ سب مشکلات آنی ہی تھیں پھر بھی شکر ہے کہ ان حالات میں یہ مشکلات آئیں اس سے بھی برے حالات کے وقت مشکلات آتیں اور ان سے مزید برے نتائج نکلتے تو میں کیا کرسکتا تھا۔ محبوب کی طرف سے آنے والی ہر چیز کو محبت کا انداز سمجھ کر بلکہ اس سے محبت کی جائے تو دکھ اور سکھ، مصائب وآلام، محسوس ہی نہیں ہوتے۔ بلکہ محبوب حقیقی کی طرف سے عطا کردہ انعامات محسوس ہوتے ہیں جو کہ دنیا وآخرت میں بہترین نتائج کا سبب بنتے ہیں۔ اس لیے ایسے حالات میں صبر اختیار کرنا بہترین نتائج کا سبب بن جاتا ہے۔

پانچ باتیں:

پچاس شیوخ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بات روایت کرتے ہیں کہ آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ پانچ باتیں مجھ سے یاد کرلو۔ دو باتیں تو جوڑے جوڑے ہیں اور ایک اکیلی ہے۔

1- تم سوائے اپنے گناہ کے کسی سے نہ ڈرو۔

2- تم کسی سے امید نہ رکھو سوائے اپنے رب کے۔

3- جو چیز معلوم نہ ہو اس کے سیکھنے میں حیا نہیں کرنی چاہیے۔

4- تم میں سے کسی ایک سے جب وہ چیز پوچھی جائے جس کا علم نہیں اور اس سے لاعلمی کے اظہار پر شرم نہیں کرنی چاہیے۔

5- جان لے کہ صبر کا درجہ تمام امور میں ایسا ہے جیسا کہ سر کا (درجہ) پورے جسم میں ہے۔ جب سر بدن سے دور ہو جاتا ہے تو جسم بے کار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب تمام امور میں صبر ختم ہو جاتا ہے تو وہ کام بھی بے کار ہو جاتے ہیں۔

(تنبیہ الغافلین حصہ اول ص ۳۰۵۔۳۰۴)

حدیث شریف:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

جس کے پاس مال کم ہو اور خاندان بڑا ہو۔ اس کی نماز اچھی ہو، وہ مسلمانوں کی غیبت نہ کرتا ہو تو وہ روز قیامت میرے ساتھ ہوگا اس طرح پھر آپ نے دو انگلیوں کو ملا کر اشارہ کیا۔

(تنبیہ الغافلین حصہ اول ص ۳۱۳)

فائدہ:

اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو شب و روز منصوبہ بندی کے ترانے الاپتے نہیں تھکتے کہ جی دیکھیے بچے دو ہی اچھے۔ اگر زیادہ بچے ہوں گے تو تم انہیں اچھا کھلا پلا نہ سکو گے ان کے تعلیمی اخراجات برداشت نہ کر سکو گے یہ نہ کر سکو گے وہ نہ کر سکو گے۔

بلکہ الفقیر کا متعدد تجربہ ہے کہ کئی خاندان ایسے دیکھنے میں آئے ہیں کہ جو صرف میاں بیوی جب تک اکیلے تھے ان کے گھر غربت کا راج رہا۔ اولاد ہوئی اور ماشاء اللہ خاندان منصوبہ بندی والوں کے اصول کے خلاف خوب بڑھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ظاہری حالات اچھے کر دیئے کیونکہ ہر ایک کو اپنا نصیب ملنا ہے اور ضرور ملنا ہے۔

فراخی صبر کے ساتھ ہے:

حضرت فقیہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول نے کفار کے ہاتھوں تکلیفیں اور اذیتیں اٹھائیں، بھوک سے نڈھال رہے لیکن وہ اس پر صابر رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فراخی عطا فرمائی۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے اس کو فراخی عطا فرماتا ہے بے شک فراخی صبر کے ساتھ ہے اور مشکلات کے ساتھ آسانی ہے۔

(تنبیہ الغافلین حصہ اول)

فائدہ:

صبر کا فائدہ بیان کرتے ہوئے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

صبر اندر صابری ، تن ایویں جالین
ہونا نزدیک خدا دے ، بھیت نہ کسے دین

صابر صبر میں اپنا جسم اس طرح جلا لیتے ہیں کہ ان کے جلنے کا کسی کو بھی علم نہیں ہوتا اس طرح وہ حق تعالیٰ کے اتنے نزدیک ہو جاتے ہیں کہ ان کے قرب کو بیان کرنا مشکل ہے مگر اس کے باوجود وہ اپنا یہ راز کسی کے سامنے نہیں کھولتے۔

(فیضان الفرید ص ۲۶۰)

صبر کے متعلق مزید تفصیلات فیضان الفرید میں بیان کردی گئی ہیں۔

☆......☆......☆

وَكُنْ صَاحِباً لِّلْحِلْمِ فِيْ كُلِّ مَشْهَدٍ فَمَا الْحِلْمُ اِلَّا خَيْرُ خِدْنٍ وَّ صَاحِبِ

☆ كُنْ۔ ہو جا ☆ صَاحِباً لِّلْحِلْمِ۔ حلم والا ☆ حِلْم۔ بردباری، برداشت، نرمی، نرم دلی ☆ خَيْرٌ۔ بہترین، اچھا، نیکی، بھلائی، اچھائی، برکت، سلامتی، تندرستی، عافیت وغیرہ ☆ خِـــــدْنٍ۔ خدان جمع بمعنی حبیب، صاف، دوست، ساتھی ☆ مشہد۔ حاضر ہونے کی جگہ، شہید ہونے کی جگہ، شہیدوں کا قبرستان وغیرہ مگر یہاں موقع مراد ہے۔

اے پیارے! ہر موقع اور جگہ بردباری کی صفت اختیار کر کیونکہ یہ صفت ایک بہترین دوست اور بہترین ساتھی ہے۔ بردباری اللہ تعالیٰ کے محبوب مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر محبوبان بارگاہ حق کی صفت ہے یہ صفت اپنانے والا دنیا و آخرت

میں کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے۔

☆......☆......☆

وَكُنْ حَافِظًا عَهْدَ الصَّدِيْقِ وَرَاعِيًا   تَذُقْ مِنْ كَمَالِ الْحِفْظِ صَفْوَ الْمَشَارِب

☆حَافِظًا۔ حفاظت کرو☆صِدِّیْق۔ دوست (اسم مبالغہ) نہایت سچا، راست گو، حضرت ابوبکرؓ، خلیفہ اول کا لقب مبارک، یار وفادار اور اگر صدیق یعنی ص پر زبر ہو تو پھر اس کا معنی ہو گا دوست، مخلص دوست ☆رَاعِیًا۔ رعایت کرو، لحاظ رکھو، خیال رکھو☆کَمَالِ الْحِفْظِ۔ کمال نگہداشت☆صَفْوَ الْمَشَارِب۔ صاف شفاف مشرب☆تَذُقْ۔ چکھو گے۔

پیارے دوست کے وعدے کی حفاظت اور نگہداشت کر، تم بہترین اور کمال درجہ کی نگہداشت کرنے کی وجہ سے صاف ستھرے اور بہترین مشرب کا مزہ چکھو گے۔

فائدہ:

کیونکہ ایسا کرنے سے بندے کی شخصیت میں نکھار پیدا ہوتا ہے۔ دوستوں کے مابین نہ صرف رابطے بڑھتے ہیں بلکہ مزید اعتماد میں اضافہ ہوتا ہے۔ دوست میں اگر کوئی خامی یا کمی بیشی ہو تو وہ بھی نکل جاتی ہے۔ دوستوں کے مابین دوستی میں مضبوطی پیدا ہو جاتی ہے اچھے اور بہترین دوستوں میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ انسان کی دنیا بھی سنور جاتی ہے اور آخرت بھی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایسے انسان کی یاد بعد از وصال بھی اچھے لفظوں میں باقی رہتی ہے۔

☆......☆......☆

وَكُنْ شَاكِرًا لِلّٰهِ فِيْ كُلِّ نِعْمَةٍ   يُثِبْكَ عَلَى النُّعْمٰى جَزِيْلَ الْمَوَاهِب

☆شَاكِرًا لِلّٰهِ۔ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار رہو☆جَزِيْلَ الْمَوَاهِب۔ زیادہ بخشش☆شَاكِر۔ شکر گزار، شکر کرنے والا، صابر، قانع ☆مَوَاهِب۔ موہب کی جمع مہربانیاں، شفقتیں بخششیں

ہر نعمت کے حصول کے وقت اللہ تعالیٰ کا شکر گزار رہ۔ پس اس کی جزا کے طور پر اللہ تعالیٰ عنایات و بخشش مزید عطا فرمائے گا۔

فائدہ:

کیونکہ ہر نعمت کا شکر ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ مزید عنایات اور بخشش میں اضافہ کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مایفعل اللّٰہ بعذابکم ان شکرتم و امنتم

اور اگر تم شکر کرو اور ایمان لے آؤ تو اللہ تمھیں کیوں سزا دے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان للنعم اوابدا کا وابدا لوحش فقیدھا بالشکر

نعمتیں بھی اسی طرح بھاگ جاتی ہیں جیسے جنگلی جانور بھاگ جاتے ہیں تو ان کو شکر کے ساتھ پابند کرو۔
باقی رہا زیادت کا حصول تو چونکہ شکر نعمتوں کے لیے زنجیر ہے تو وہ زیادت کا پھل دیں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ۔

اگر تم شکر کرو گے تو میں تم کو زیادہ دوں گا۔

(منہاج العابدین اردو ترجمہ ص ۳۱۰)

☆......☆......☆

وَمَا الْمَرْءُ اِلَّا حَيْثُ يَجْعَلُ نَفْسَهٗ ۔۔۔ فَكُنْ طَالِبًا فِي النَّفْسِ اَعْلَى الْمَرَاتِبِ

☆مَرْءُ۔ انسان ☆حَيْثُ۔ جسے چاہے ☆يَجْعَلُ نَفْسَهٗ۔ وہ اپنے آپ کو پیش کرے گا ☆اَعْلَى الْمَرَاتِب۔ اعلیٰ مرتبہ ☆مراتب۔ مرتبہ کی جمع، درجے، رتبے، مناسب، مقام، عظمت، شان وغیرہ

نہیں ملتا انسان کو کوئی مرتبہ مگر جس کے لیے وہ اپنے آپ کو پیش کرے پس تم اپنے لیے اعلیٰ مقام کے طلب گار بنو۔ تا کہ تجھے اعلیٰ مقام اور اعلیٰ درجہ حاصل ہو۔

فائدہ:

انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے بلکہ بعض اوقات تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو کوشش سے بھی کئی گنا ملتا ہے۔ اس لیے انسان کو صالح اعمال میں کوشش کرنی چاہیے تا کہ دنیا و آخرت میں سرخروئی حاصل ہو اور بد کرداریوں سے ہر ممکن طریقہ سے بچنے کی سعی کرنی چاہیے تا کہ دنیا و آخرت میں نا کامیوں سے آشنائی حاصل نہ ہو سکے۔

☆......☆......☆

وَكُنْ طَالِبًا لِلرِّزْقِ مِنْ بَابِ حِلِّهٖ ۔۔۔ يُضَاعَفُ عَلَيْكَ الرِّزْقُ مِنْ كُلِّ جَانِبِ

صُنْ مِنْكَ مَاءَ الْوَجْهِ لَا تَبْذِلَنَّهٗ ۔۔۔ وَلَا تَسْئَلِ الْاَرْذَالِ فَضْلَ الرَّغَائِبِ

☆طَالِبًا لِلرِّزْقِ۔ رزق طلب کرو ☆بَابِ حِلِّهٖ۔ حلال طریقہ پر ☆يُضَاعَفُ۔ بڑھے گی، بڑھے گا ☆كُنْ۔ کرو، ہو جا، وجود میں آ جا، وغیرہ مگر یہاں کرو کے معنی میں ہے
☆مَاءَ الْوَجْهِ۔ آبرو، عزت ☆بذل۔ خرچ کرنا ☆لَا تَسْئَلِ۔ نہ مانگو، نہ طلب کرو، نہ چاہو ☆اَرْذَال۔ رذیلوں، ذلیلوں ☆طَالِب۔ مانگنے والا، طلب کرنے والا، چاہنے والا، مشتاق، امیدوار وغیرہ ☆بَاب۔ دروازہ، مقدمہ، معاملہ، کتاب کا حصہ، فصل، قسم، بابت، معلق، غرض تذکرہ، مضمون، بحث وغیرہ ☆وَجْه۔ چہرہ، ماء الوجہ کا مطلب ہوگا، عزت و آبرو

(۱) حلال طریقے سے رزق طلب کیجیے۔ رزق ہر طرف سے کئی گناہ ہو جائے گا یعنی حلال طریقے سے رزق کے حصول کے لیے کوشش کرو تبدیل نہ کرو اس سے رزق میں برکت ہوتی، رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۲) اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کیجیے اسے حقیر اور بے قدر نہ بنائیے۔ کمینوں سے بچی ہوئی پسندیدہ چیز کی خواہش نہ کیجیے۔ یعنی کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے سے انسان کی وہ وقعت اور عزت نہیں رہتی۔

رزق حلال میں برکت ھے:

مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ یعنی (حلال ذرائع کے ذریعے) کمانے والا اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کی کمائی میں برکت پیدا کر دیتا ہے وہ چیز کم بھی ہو تو اس میں برکت پیدا کر کے ضرورت پوری کر دیتا ہے۔

مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ:

وَعَنْ اَبُو الْعَلَآءِ عَنْ سُمَرَةَ بْنِ جُنْدُب قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَدَاوَلَ مِنْ قَصْعَةٍ مِنْ غُدْوَةٍ حَتّٰى اللَّيْلِ يَقُوْمُ عَشَرَةٌ وَيَقْعُدُ عَشَرَةٌ قُلْنَا فَمَا كَانَتْ تَمُدُّ قَالَ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ تَعْجَبُ مَا كَانَتْ تَمَرُّ اِلَّا مِنْ هٰهُنَا وَاَشَارَ بِيَدِهٖ اِلَى السَّمَآءِ۔

(رواہ الترمذی والدارمی، مشکوٰۃ شریف باب فی المعجزات حدیث نمبر ۵۶۷۴)

حضرت ابو العلاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ سمرہ ابن جندب سے راوی ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک پیالہ سے صبح سے رات تک باری باری کھاتے رہے کہ دس اٹھتے اور دس بیٹھتے تھے ہم نے کہا کہ کہاں سے بڑھتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کس چیز سے تعجب کرتے ہو وہ نہ بڑھتا تھا مگر وہاں سے اور اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی بیان فرمایا ہے کہ روزی حاصل کرنے کے لیے حلال اور جائز طریقے اپنایئے اس سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔

☆......☆......☆

(۱) وَكُنْ مُوْجِبًا حَقَّ الصَّدِيْقِ اِذَا اَتٰى — اِلَيْكَ بِبِرٍّ صَادِقٍ مِّنْكَ وَاجِبِ

(۲) وَكُنْ حَافِظًا لِلْوَالِدَيْنِ وَنَاصِرًا — لِجَارِكَ ذِی التَّقْوٰی اَهْلِ الْاَقَارِبِ

☆حَقَّ الصَّدِيْقِ۔ دوست کے حق ☆بِبِرٍّ۔ ساتھ نیکی کے ☆صَادِقٍ۔ مخلص، سچا، راست گو، منصف مزاج، وفادار، ٹھیک، موزوں، معنی کا کسی دوسری چیز پر درست آنا ☆وَاجِبِ۔ لازم، مناسب، ٹھیک، لائق، سزاوار، قابل، جو اپنے وجود میں دوسرے کا محتاج نہ ہو، فقہ میں وہ رکن دین جس کو بغیر عذر ادا نہ کرنے والا گنہگار ہے۔

☆لِلْوَالِدَیْن۔ ماں باپ کے لیے مراد والدین کے حقوق کی حفاظت کیجیے ☆لِجَارِكَ۔ اپنے پڑوسی کے لیے یعنی اپنے پڑوسی کی ☆ذِی التَّقْوٰی۔ پرہیزگار ☆اَهْلِ الْاَقَارِبِ۔ خویش اور قریبی رشتے دار ☆مُوْجِبًا۔ واجب قرار دے، لازم قرار دے، فرض یا واجب قرار دے وغیرہ۔

(۱) جب دوست تمہارے پاس آئے تو اس کا حق واجب ٹھہراؤ۔ نہایت اخلاص اور ممنونیت کے ساتھ تم پہ واجب ہے۔

(۲) اپنے ماں باپ کے حق کی حفاظت کیجیے اور متقی ہمسائے اور عزیز و اقارب کی بھی مدد کیجیے۔

دوست کے حقوق:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب تمہارے پاس تمہارا دوست آئے تو اس کا ادب واحترام کیجیے۔ دوستی کے تمام حقوق ولوازمات کو مدنظر رکھنے کی کوشش کیجیے مگر اس سلسلے میں یہ امر لازمی ذہن میں رہے کہ اس سلسلے میں اخلاص اور ممنونیت کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس کے بغیر سب کچھ بے کار۔

والدین کے حقوق کی حفاظت:

والدین کے حقوق کی حفاظت کیجیے یہ تمہارے دنیوی، اخروی، ظاہری اور باطنی ہر قسم کے امور میں ترقی کے لیے ضروری ہے۔ انشاء اللہ اور مقام پہ تفصیلات عرض کی جائیں گی۔

متقی ہمسائے اور عزیز و اقارب کی مدد:

متقی ہمسائے کی مدد کرنا اور عزیز واقارب کی مدد کرنا انسان پہ ضروری ہے ہمسایوں کے سلسلے میں مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت تاکید فرمائی ہے صلہ رحمی کی بھی اسلام میں خاص اہمیت ہے۔

☆......☆......☆

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو نصیحت

(۱) لَوْصِيْغَ مِنْ فِضَّةٍ نَفْسٌ عَلٰى قَدْرٍ لَعَادَمِنْ فَضْلِهٖ لَمَّا صَفَا ذَهَبًا

☆صِيْغَ۔ ڈھالا جاتا، بنایا جاتا۔ ☆فِضَّةٍ۔ چاندی ☆ذَهَبًا۔ سونا ہو جاتا ☆فَضْلِهٖ۔ اس کے فضل وکرم سے ☆نَفْسٍ۔ گھڑی، ساعت، لحظہ، دقیقہ، سانس، دم، دل، ذات وغیرہ ☆فضل۔ زیادتی، افزونی علم وہنر، جوہر، رحم، مہربانی، بخشش، بزرگی، فضیلت وغیرہ۔

مطلب:

بالفرض محال اگر کوئی انسان چاندی کی دھات کا بنایا جاتا تو اس کے فضل وکرم کے باعث جب ہر کھوٹ سے پاک صاف ہوتا تو وہ سونا ہو جاتا۔

فائدہ:

اس شعر میں کھرا پن کی اہمیت بیان کی گئی۔ اخلاص کی فضیلت بیان کی گئی۔ یہی کھرا پن واضح کرنے کے لیے ہی کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

دو رنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا
یا سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اخلاص کو ایک مثال کے ذریعے بیان فرمایا ہے آپ نے بیان فرمایا ہے کہ اگر بالفرض محال کسی

کو بجائے مٹی کے چاندی سے بنایا جاتا اور وہ اپنے آپ کو ہر قسم کے کھوٹ یعنی عیب سے پاک صاف کر لیتا تو وہ سونا ہو جاتا یعنی اس کی اہمیت میں مزید اضافہ ہو جاتا۔

☆......☆......☆

(۲) فَمَــا لِـلْـفَـتٰـى اِلَّا اِذَا كَـمُـلَـتْ اٰدَابُـــهٗ وَحَـوٰى الْاٰدَابَ وَالْـحَـسَـبَـا

(۳) فَاطْلُبْ فَدَيْتُكَ عِلْمًا وَّاكْتَسِبْ اَدَبًا تَـظْـفُـرْ يَـدَاكَ بِـهٖ وَاسْـتَـجْـمِلِ الطَّلَبَا

☆كَمُلَتْ۔ مکمل ہوں ☆فَتٰى۔ نوجوان، سخی، غلام، مراد انسان

☆فَاطْلُبْ۔ پس طلب کرو ☆وَاكْتَسِبْ۔ اور سیکھو، حاصل کرو ☆تَظْفُرْ۔ تم کامیاب ہو جاؤ گے ☆وَاسْتَجْمِلِ۔ اور خوبصورتی سے ☆حَسَبٌ۔ حسب نسب، ماں باپ کا خاندانی سلسلہ ☆اکمل۔ بڑا کامل، نہایت ماہر فن

انسان کا محض حسب نسب (کی بنا پر فخر و تکبر کرنے) کی کوئی حقیقت نہیں ہاں مگر جب اس کے آداب مکمل ہوں اور وہ ادب آداب اور حسب و نسب کے لحاظ سے بھی بہترین ہو) دونوں فضیلتیں اسے حاصل ہوں تو ایسی صورت میں اس کا حسب نسب اسے نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں حسب نسب فضول و بے کار محض نہیں اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں۔ جو آل پاک اور بزرگان دین کے خلاف زبان کھولنے کو اپنا فریضہ منصبی تصور کرتے ہیں۔

پس اے بیٹے! اگر تم علم حاصل کرو تو میں تم پہ اپنی جان وار دوں اور اگر تم ادب حاصل کرو گے تو کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔ مگر ادب نہایت بہترین طریقے سے حاصل کرو۔

علم حاصل کرنے کی فضیلت:

وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِيْ۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، کتاب العلم حدیث نمبر ۱۸۹)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ جس کے لیے نیکی چاہتا ہے اسے دین میں فقیہ بنا دیتا ہے اور میں نہیں ہوں مگر تقسیم کرنے والا اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے یعنی دین کی سمجھ وغیرہ جو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

فائدہ:

اسے دین کا فہم، زیرکی، دانائی عطا کرتا ہے اور اس کے دیدہ بصیرت کو کھول دیتا ہے کہ اسے کتاب و سنت کے معانی کا ادراک حاصل ہو جاتا ہے اور اس کی حقیقی مراد کو پہنچ جاتا ہے اصل میں فقہ کا لفظ فہم و ذکاوت کے معنی میں آتا ہے مگر عرف شرع میں احکام عملیہ کے علم پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

(اشعۃ اللمعات اردو ترجمہ ج اول ص ۴۸۳)

علم کی تلاش جنت کا راستہ آسان:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس نے مومن کی دنیوی پریشانیوں میں ایک پریشانی دور کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی اخروی پریشانیوں میں سے ایک پریشانی دور کرے گا اور جس نے تنگدستی میں مبتلا انسان کے لیے آسانی مہیا کی اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا و آخرت میں آسانی مہیا کرے گا اور جس نے کسی مسلمان کی عیب پوشی کی اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی عیب پوشی فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی امداد کرنے میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں مصروف رہتا ہے اور جو شخص کسی راہ میں علم کی تلاش میں چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور کوئی قوم و جماعت کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت اور آپس میں اس کے درس و تکرار میں مصروف نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ ان پر (اطمینان قلب) نازل کرتا ہے اور ان پر رحمت چھا جاتی ہے اور فرشتے انہیں اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے ملائکہ مقربین میں کرتا ہے اور جس شخص کو اس کے عمل نے پیچھے دھکیل دیا تو اس کا نسب (ظاہری) اسے آگے نہیں کر سکتا۔

(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، کتاب العلم)

فائدہ:

اگر چہ تھوڑا سا علم ہی کیوں نہ ہو یا تلاش علم سے تحصیل علم کے اسباب میں سے کسی سبب اور اس کی وجوہ میں سے کسی وجہ کا تلاش کرنا جیسے مال خرچ کرنا یا تعلیم و تعلم اختیار کرنا یا دینی کتب کی تصنیف۔

(اشعۃ اللمعات اردو ترجمہ ج اول ص ۴۸۶)

فائدہ نمبر ۲:

سکینہ یعنی آرام باطن اور اطمینان قلب جس کی برکت و بدولت دنیوی شہوات کی طرف میلان اور ماسوا اللہ کا خوف و ڈر دل سے نکل جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی حضوری کی سعادت اور صفائی و نورانیت نصیب ہوتی ہے۔

(اشعۃ المعات اردو ترجمہ ج اول ص ۴۸۶)

نسب پہ فخر کچھ نہیں:

جس شخص نے عمل میں کوتاہی اختیار کی وہ چاہے کتنا ہی عالی نسب کیوں نہ ہو اس کے اس نقصان کی تلافی نہیں ہو سکتی۔

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی

کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

ترجمہ: اے جامی! جب تو بندہ عشق بن گیا تو اب خاندانی نسب پر فخر کرنا چھوڑ دے کیونکہ اس راہ میں فلاں بن فلاں کوئی چیز نہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج اول ص ۴۸۷)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ نسب کی شرافت عمل کی کمی کو پورا نہ کرے گی۔ شعر

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ دریں رہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

کیا تمہیں خبر نہیں کہ نوح علیہ السلام کی کشتی میں کتے بلوں کی جگہ تھی مگر ان کے کافر بیٹے کنعان کے لیے جگہ نہ تھی۔ مقصد یہ ہے کہ شریف النسب اعمال سے لاپرواہ نہ ہو جائیں یہ منشاء نہیں بلکہ شرافت نسب کوئی چیز نہیں۔ اس کی تحقیق ہمارے (حکیم الامت کے) رسالہ (الکلام المقبول فی طہارت نسب الرسول) میں دیکھو مومن کو نسب الرسول ضرور فائدہ دے گا تمام دنیا کی عورتیں حضرت فاطمہ زہرا کے قدم پاک کو نہیں پہنچ سکتیں رب نے بنی اسرائیل سے فرمایا اِنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ بنی اسرائیل کے تمام عالم پر افضل ہونے کی یہی وجہ تھی کہ وہ اولاد انبیاء میں لہٰذا یہ حدیث کسی آیت کے خلاف نہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج اول ص ۱۹۰)

سوال:

کسی نے حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ سے فتویٰ پوچھا کہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ اسلام میں سارے نسب و خاندان برابر ہیں کوئی کسی سے افضل نہیں لہٰذا سید، پٹھان، تیلی، نائی، دھوبی سب یکساں درجہ رکھتے ہیں تقویٰ سے فضیلت ہے نسب سے نہیں یہ بھی کہتا ہے کہ کسی کے پرہیز گار باپ دادا کام نہ آئیں گے صرف اپنے اعمال کام آئیں گے زید یہ آیت پیش کرتا ہے۔

اِنَّا جَعَلْنَا کُمْ شُعُوْباً وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ۔

فرمایا کہ اے فاطمہ! میں تم سے عذاب الٰہی دفع نہیں کر سکتا۔

عمر کہتا ہے کہ نہیں بلکہ سید تمام خاندانوں سے افضل ہیں اور بزرگوں کی اولاد کو ان کے باپ دادوں کی نیکی ضرور کام آئے گی فرمایا جائے کہ کس کا قول درست ہے۔

یہاں اس کا جواب خلاصہ کی شکل میں ملاحظہ فرمائیں۔

الجواب:

ان دونوں مسئلوں میں عمر کا قول صحیح ہے اور زید کا قول غلط و باطل ہے حضرات سادات کرام کا نسب دوسرے نسبوں سے اعلیٰ و افضل ہے اور مومنوں کے صالح بزرگوں کے نیک اعمال اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اولاد کے ضرور کام آئیں گے۔

یہ دونوں مسئلے قرآن کریم کی آیات احادیث صحیحہ اور عقلی دلائل وغیرہ سے ثابت ہیں۔

رب فرماتا ہے۔

(۱) اَلْحَقْنَا بِہِمْ ذُرِّیَّتَہُمْ وَمَا اَلَتْنَا ہُمْ مِنْ عَمَلِہِمْ مِنْ شَیْءٍ

ہم جنت میں مومنوں کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے اور ان کے اعمال سے کچھ کم نہ کریں گے۔

لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مومن اولاد ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت میں حضور کے ساتھ رہے گی۔ اس سے سادات کرام کے نسب کی عظمت بھی ثابت ہوئی اور بزرگوں کے اعمال کا کام آنا بھی معلوم ہوا۔

(۲) قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی

فرمادو اب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں تبلیغ نبوت پر کچھ معاوضہ طلب نہیں کرتا صرف قرابت کی محبت چاہتا ہوں۔

فائدہ:

معلوم ہوا کہ سادات کرام جو حضور کے اہل قرابت اور اولاد ہیں ان سے حضور کی خاطر محبت کرنا لازم ہے دیگر خاندانوں کا یہ حال نہیں۔

(۳) اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَ کُمْ تَطْھِیْرا۔

اے نبی کے گھر والو اللہ چاہتا ہے کہ تم سے پلیدی دور رکھے اور تم کو خوب پاک اور صاف رکھے۔

فائدہ:

یہ خصوصی طہارت دوسروں کو میسر نہیں۔

حدیث شریف:

مسلم شریف۔ ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف، باب فضائل سید المرسلین میں ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی کَنَانَۃَ مِنْ وُّلْدِ اِسْمَاعِیْلَ وَاصْطَفٰی قُرَیْشًا مِّنْ کَنَانَۃَ وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ ھَاشِمٍ وَاصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو چنا اور بنی کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو چنا اور بنی ہاشم میں سے مجھے برگزیدہ فرمایا۔

فائدہ:

معلوم ہوا کہ یہ مذکورہ بالا قبیلے تمام دوسرے خاندانوں سے افضل و برگزیدہ ہیں۔

سادات کرام سے محبت کرنے کا حکم:

ترمذی عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔

اَحِبُّوْنِیْ لِحُبِّ اللّٰہِ وَاَحِبُّوْا اَھْلِ بَیْتِیْ لِحُبِّیْ

اللہ کے لیے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی خاطر میرے اہل بیت سے محبت کرو۔

اہل بیت کی مثال:

احمد نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَھْلِ بَیْتِیْ فِیْکُمْ سَفِیْنَۃُ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجَاوَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا ھَلَکَ

میرے اہل بیت کی مثال تم میں کشتی نوح کی طرح ہے جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا اور جو اس سے علیحدہ رہا ہلاک ہو گیا۔

نبی کا نسب کام آئے گا:

ردالمختار جلد اول باب غسل میت میں بحوالہ حدیث شریف فرمایا۔

كُلُّ نَسَبٍ وَسَبَبٍ مُتَقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلاَّ نَسَبِىْ وَسَبَبِىْ

یعنی قیامت کے دن ہر نسبی اور سسرالی رشتے کٹ جائیں گے اور کام نہ آئیں گے مگر میرا نسب اور سسرالی رشتہ کام آئے گا۔

فائدہ:

اس آیت کے حکم سے حضور کا نسب شریف علیحدہ ہے وہ ضرور کام آئے گا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری امت کو بخشوائیں گے تو کیسے ہوسکتا ہے کہ اپنی اولاد کو نہ بخشوائیں سادات کرام کے نسب پاک کو یہ افضلیت اس لیے ہے کہ وہ حضور کا خاندان ہے۔

عقل کا تقاضا:

عقل کا بھی تقاضا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان تمام خاندانوں سے اعلیٰ اور اشرف ہے۔

1- جب حضور کی نسبت سے کنکروں پتھروں جانوروں کو عزت حاصل ہے کہ حضور کی ناقہ شریف تمام اونٹوں سے افضل حضور کے شہر کے کنکر پتھر بادشاہوں کے تاجوں سے افضل کہ رب تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کی قسم فرمائی۔

لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ تو جو حضرات حضور کے لخت جگر، نور نظر ہوں وہ دوسرے قبیلوں سے ضرور افضل ہیں۔

2- سادات کرام کو یہ شرف حاصل ہے کہ نماز میں درود ابراہیم میں حضور کے ساتھ ان پر بھی درود پڑھا جاتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ پٹھان شیخ وغیرہ کسی قوم کو درود میں داخل نہ فرمایا سواء اس خاندان شریف کے یوں سمجھو کہ اس خاندان کی تعظیم نماز میں داخل ہے۔

3- حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک خون بے ادبی کے خوف سے پی لیا تو سرکار نے فرمایا اب تمہارے پیٹ میں درد نہ ہوگا اور تمہیں اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ سے بچائے گا جب حضورؐ کا خون شریف پیٹ میں پہنچنے کا یہ اثر ہو تو جن کا خمیر حضور کے خون شریف سے ہو ان کی عظمت کا کیا پوچھنا۔

4- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کے سردار ہیں اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر چیز تمام پیغمبروں کی چیزوں سے اعلیٰ ہے دیکھو حضور کی امت ساری امتوں سے افضل کنتم خیر امة تم ساری امتوں سے افضل ہو۔

حضور کی بیویاں تمام جہانوں (والوں کی) بیویوں سے افضل یانساء النبی لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ حضور کا شہر تمام نبیوں کے شہروں سے افضل، حضور کے صحابہ کرام تمام نبیوں کے صحابیوں سے افضل اسی قاعدے سے حضور کی اولاد تمام پیغمبروں کی اولاد سے اعلیٰ و افضل ہونی چاہیے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ حضور کی نسبت اور تمام چیزوں کو اعلیٰ و افضل کردے اور اولاد شریف میں کوئی عظمت پیدا کرے۔

اعتراض کا جواب:

اِنَّا جَعَلْنٰکُمْ شُعُوْباً وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔

جو اوپر بیان ہوئی اس کا وہ مطلب نہیں جو سوال میں بیان ہوا کہ اسلام میں حضور کے خاندان کو دوسرے خاندانوں پر کوئی بزرگی نہیں اگر اس آیت کا یہ منشا ہو تو ان آیات سے تعارض اور مقابلہ ہو جائے گا۔ جو ہم نے پیش کیں۔ اس آیت کا منشا یہ ہے کہ مسلمان سارے ہی عزت والے ہیں خواہ کسی قبیلے سے تعلق رکھتے ہوں کسی اسلامی قوم کو ذلیل نہ جانو جیسا کہ عرب میں رواج تھا کہ بعض قوموں کو حقیر و ذلیل سمجھتے تھے یعنی مسلمانوں میں کوئی قوم ذلیل نہیں ہاں بعض بعض سے افضل ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلْعِزَّۃُ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ

عزت اللہ رسول اور مومنوں کے لیے ہے۔

فائدہ:

اس میں سارے مسلمان شامل ہیں بلاتشبیہ یوں سمجھا جائے کہ سارے ہی نبی عزت والے اللہ کے پیارے ہیں کسی پیغمبر کی ادنیٰ بے ادبی بھی کفر ہے مگر بعض بعض سے افضل ہیں۔

یا اس آیت کا منشا یہ ہے کہ کوئی نسبتی فضیلت کے گھمنڈ میں تقویٰ و پرہیز گاری نہ چھوڑے یہ دھیان رکھے کہ اللہ کے نزدیک جتنا تقویٰ زیادہ اتنا ہی درجہ زیادہ بلکہ بہت بڑی قومیت والوں کو بڑا تقویٰ چاہیے۔

یا اس آیت کا منشا یہ ہے کہ مسلمان کسی مسلمان کو قومی طعنہ نہ دیں اور ہر نہ کسی مسلمان کو کمین سمجھے نہ کسی مسلمان کا قومی تمسخر اڑائے ہر مسلمان واجب تعظیم و احترام ہے اس آیت کی تفسیر وہ آیت ہے۔

لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ

کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائے ممکن ہے کہ جس کا مذاق اڑا رہا ہے وہ اس سے بہتر ہو۔

فائدہ:

کسی خاندانی کے افضل ہونے سے یہ لازم نہیں کہ دوسرے کو ذلیل جانو لہٰذا ساداتِ کرام کو یہ حق نہیں کہ دوسرے مسلمانوں کو حقیر و ذلیل جانیں ہر مسلمان کا احترام لازم ہے مگر دوسرے مسلمانوں کو چاہیے کہ سادات کرام کا اس لیے اعزاز و اکرام کریں کہ یہ لوگ اس رسول کی اولاد ہیں جنہوں نے ہمیں کلمہ پڑھایا جنہوں نے ہمیں قرآن و ایمان دیا۔

تفصیلات کے لیے رسائل نعیمیہ اور الکلام المقبول فی طہارت نسب الرسول کا مطالعہ کیجیے۔ نیز مجدد دور حاضرہ شیخ القرآن والتفسیر محدث بہاولپور حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کا رسالہ۔ (شرف سادات) ملاحظہ فرمایئے جسے ترتیب دینے کی سعادت الحمد اللہ الفقیر القادری ابو احمد غلام حسن اویسی کو حاصل ہوئی۔

الحمد للہ یہ رسالہ شائع ہو چکا ہے۔ مکتبہ اویسیہ رضویہ نزد سیرانی مسجد جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور سے طلب کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں بڑا بہترین مضمون ہے۔

☆......☆......☆

(۴) لِلّٰـــهِ دَرَّفَتًـى اَنْسَـــابُـــهٗ كَـــرَمٌ يَـاحَبَّذَ اَكْـرَمًـا اَضْحٰـى لَـهٗ نَسَبَـا

(۵) هَـلِ الْـمُـرَوَّةُ اِلَّا مَـا تَقُوْمُ بِـهٖ مِنَ الذِّمَامِ وَحِفْظَالْجَارِ اِنْ عَتَبَا

☆اَنْسَابُهٗ۔ اس کا حسب نسب ☆ کَرَمٌ ۔شریف ☆ حِفْظِ الْجَارَانِ۔ پڑوسیوں کی نگہداشت

کـــرم۔ شریف، بزرگی، ہمت، بخشش، عنایت، مہربانی، وغیرہ ☆ مـــروّت۔ مردانگی، بہادری، جوانمردی، لحاظ، رعایت، اخلاق، خلق، بھل منسائی، انسانیت، بھلائی، فیاضی وغیرہ۔

(۵) وہ جوان کتنا خوش قسمت ہے کہ جس کا حسب نسب شریف ہے وہ شرافت کیسی۔ بہترین صفت ہے جو اس کے لیے نسب بن گئی ہے۔ (یعنی حسب نسب کی شرافت کے ساتھ ساتھ حسن کردار بھی ضروری ہے)

(۶) جوان مردی تو صرف اس کا نام ہے کہ اگر ہمسایہ بے بس ہو جائے تو اس کے حقوق اور اس کی ہر قسم کی بات اپنے ذمے لے لیجیے۔

ہمسایوں کے حقوق:

وَاعْبُدُوا اللّٰـهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ اِنَّ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًاۙ

(پ۵، سورۃ النساء 34)

اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنی باندی، غلام سے، بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل مجھے ہمیشہ ہمسایوں کے ساتھ احسان کرنے کی تاکید کرتے رہے اس حد تک کہ گمان ہوتا تھا کہ ان کو وارث قرار دیں۔

(تفسیر خزائن العرفان، بحوالہ بخاری ومسلم)

وَالْجَارِذِي الْقُرْبٰى:

اور وہ ہمسایہ جو سکونت کے لحاظ سے قرب رکھتا ہے یا ہمسائیگی کے علاوہ اسے نسب اور دین کے لحاظ سے تمہارے ساتھ قرابت ہے۔

(فیوض الرحمٰن پ۵، ص۵۲)

وَالْجَارِ الْجُنُبِ

اور وہ ہمسایہ جو بعید ہے یا وہ ہمسایہ جس سے قرابتی تعلق نہیں۔

(تفسیر فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ تفسیر روح البیان پارہ ۵۔ص ۵۳)

ہمسایوں کے حقوق

حدیث شریف 1:

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ہمسائیگان کے حقوق صرف وہی ادا کر سکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا رحم و کرم ہو اور تم میں بہت تھوڑے لوگ ہیں جو ہمسائیگان کے حقوق جانتے ہیں۔

وہ یہ ہیں کہ جس چیز کی انہیں ضرورت ہو اسے پورا کرو۔ اگر قرض چاہتے ہیں تو قرض دو اگر انہیں کوئی خوشی حاصل ہو تو مبارک باد پیش کرو۔ اگر کوئی تکلیف لاحق ہو تو اظہارِ افسوس کرو۔ اگر بیمار ہوں تو بیمار پرسی کرو۔ اگر مر جائیں تو نمازِ جنازہ بھی پڑھو اور دفنانے تک ساتھ رہو۔

(تفسیر فیوض الرحمٰن اردو ترجمہ تفسیر روح البیان پ ۵۔ص ۵۲)

پڑوسیوں کا خیال رکھنے کا حکم:

وَعَنْ اَبِی ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَاذَرٍّ! اِذَا طَبَخْتُ مَرَقَۃً فَاَکْثِرْ مَآءَ ھَا وَتَعَاھَدْ جِیْرَانَکَ۔

(رواہ مسلم، ریاض الصالحین ج اول حدیث نمبر 306)

ترجمہ:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوذر! جب تم شوربا (سالن) پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈالا کرو اور اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھا کرو۔''

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اِنَّ خَلِیْلِیْ صلی اللہ علیہ وسلم اَوْصَانِیْ اِذَا طَبَخْتَ مَرَقَۃً فَاَکْثِرْ مَآءَ ھَا ثُمَّ انْظُرْ اَھْلَ بَیْتٍ مِّنْ جِیْرَانِکَ فَاَصِبْھُمْ مِنْھَا بِمَعْرُوْفٍ

(ریاض الصالحین ج اول باب حق الجار والوصیۃ بہ)

اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا میرے دوست یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ نصیحت فرمائی کہ جب تو شوربا (سالن) پکائے تو اس میں پانی زیادہ ڈالا کر اور پھر اپنے پڑوس کے گھر والوں کی طرف دیکھ اور مناسب طریقے سے ان تک پہنچا۔

شرارتوں سے حفاظت:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ۔ قِيْلَ: مَنْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: اَلَّذِیْ لَا يَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، ریاض الصالحین ج اول)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! ایماندار نہیں ہوتا خدا کی قسم! ایماندار نہیں ہوتا۔ عرض کیا گیا۔ یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) کون؟ فرمایا: جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔

پڑوسی کو تکلیف نہ دینے کا حکم:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ۔ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْلِيَسْكُتْ۔

(بخاری شریف۔ مسلم شریف۔ ریاض الصالحین حدیث 310)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے اور جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔

☆......☆......☆

(٦) مَنْ لَّمْ يُؤَدِّبْهُ دِيْنُ الْمُصْطَفٰى اَدَبًا ۔۔۔ مَحْضًا لَحَيَّرَ فِي الْاَحْوَالِ اِضْطَرَبًا

☆ دِيْنِ الْمُصْطَفٰى۔ مصطفیٰ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اسلام ☆ تَحَيَّرَ۔ متحیر اور پریشان ☆ اضطوباً۔ مضطرب اور پریشان۔

جسے مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے دین متین نے ادب نہیں سکھایا وہ ہر حال میں حیران و پریشان رہے گا۔ یعنی اسے کبھی بھی سکون میسر نہیں آسکتا۔

مطلب:

زندگی گزارنے کے آداب سے دین اسلام نے ہی آشنا کیا ہے اور جو شخص مومن کہلاتا ہے اس کے باوجود وہ آداب زندگی سے واقف نہیں۔ دین اسلام کے اثرات سے اس کی حیات مستعار کے لمحات خالی ہیں۔ یعنی دین متین کے مطابق اپنی زندگی نہیں گزارتا تو سمجھ لیجیے ایسے شخص نے دین اسلام سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا وہ حیات مستعار کے دوران بھی پریشان رہے گا۔ مرتے وقت بھی عالم پریشانی میں مبتلا ہوگا اور بعد از مرگ جن پریشانیوں میں مبتلا ہوگا وہ الگ ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ:
نفس اپنی قوت ملکی کی وجہ سے کسی عمل اور خلق کو جن کا وہ اکتساب کرتا ہے یہ معلوم کرتا ہے کہ یہ قوت ملکی کے مناسب اور موافق نہیں ہے اس لیے اس میں ندامت اور حسرت و افسوس پیدا ہوتا ہے اور اکثر اسی کی وجہ سے خواب یا بیداری میں ایسے ایسے واقعات پیش آتے ہیں۔ جن میں تکلیف اہانت اور تہدید ہوا کرتی ہے اور اکثر نفوس میں اس الہام کی استعداد ہوتی ہے ایسے ہی اس قسم کی استعداد ہوتی ہے اسی قاعدہ کی طرف اشارہ اس اللہ تعالیٰ کے قول میں ہے۔

بَلٰی مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

ہاں جو لوگ برے کام کریں ان کی خطا ان کو گھیر لے تو یہ لوگ جہنمی ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے۔
(حجۃ اللہ البالغہ اردو ترجمہ باب 13۔ص 64)

فائدہ:

یہ پریشانیاں اور بداعمال کی سزا دنیا میں بھی ملتی ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ۔

جو مصیبت تم کو پہنچتی ہے وہ تمہارے اعمال کی وجہ سے پہنچتی ہے اور وہ اکثر قصوروں کو معاف بھی کر دیتا ہے ان پریشانیوں اور مصیبتوں کے باعث اللہ تعالیٰ گناہ دور فرماتا ہے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

اما من مسلم يصيبه اذى من مرض فما سواه لاحط الله به سيئاته كماتحت الشجرة ورقها۔

کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ مرض وغیرہ کی تکلیف اس کو پہنچے اور اس کے گناہ ایسے نہ جھڑ جائیں جیسے درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔
(حجۃ اللہ البالغہ باب 14 ص 67)

فائدہ:

اس لیے ہمیں گناہوں کی دلدل سے بچنا چاہیے کیونکہ اکثر ہمیں تکالیف اور پریشانیاں ہمیں اپنے گناہوں کے باعث ہوتی ہیں دین اسلام ہی زندگی گزارنے کے بہترین طریقوں سے آشنا کرا۔ ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم زندگی گزارنے کے لیے دین اسلام کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اس کے مطابق اپنی زندگی گزاریں تاکہ دنیا و آخرت میں پریشانیوں سے محفوظ رہیں اور یعنی جو دین اسلام سیکھنے کی کوشش ہی نہ کرے دیکھیے جو علم سیکھنے کے لیے استاد کے پاس جاتے ہی نہیں یا کسی نہ کسی طرح قریب تو چلا جائے اور

وہاں سے کچھ سیکھے نہیں تو ایسا شخص بڑا ہی بد بخت ہے ایسے ہی جو شخص دین اسلام سے آداب زندگی حاصل نہ کر سکے اس سے بڑا بد بخت کون ہے دعوت عبرت ہے اگر کوئی سمجھنا چاہے اور گر کوئی بد بختی کو ہی اپنا اوڑھنا، بچھانا بنانا چاہے تو اسے کون روک سکتا ہے۔

☆......☆......☆

پریشانی میں پریشان ہونے کی ممانعت

(۱) اَلدَّهْرُ يَخْنُقُ اَحْيَانًا قِلَادَتَهٗ ۔۔۔ عَلَيْكَ لَا تَضْطَرِبْ فِيْهِ وَلَا تَثِبِ

(۲) حَتّٰى يُفَرِّجُهَا فِيْ حَالِ مُدَّتِهَا ۔۔۔ فَقَدْ يَزِيْدُ اِخْتِنَاقًا كُلُّ مُضْطَرِبِ

☆اَلدَّهْرُ۔ زمانہ☆يَخْنُقُ۔ گلا گھونٹے گا☆قِلَادَتَهٗ۔ اپنا قلادہ، گردن، بند، کپے وغیرہ کا پٹا۔

☆وَلَا تَثِبِ۔ اور جنبش نہ کھانا، وثوب بمعنی کودنا☆يَزِيْدُ۔ وہ اضافہ کرتا ہے۔

(۱) کبھی کبھی زمانہ تم پہ اپنا گردن بند ڈال کر گلا دبائے گا تم اس وقت بے چین نہ ہونا اور نہ ہی کسی قسم کی حرکت کرنا۔ (کیونکہ بے چینی اور گھبراہٹ میں انسان نقصان سے بچنے کی کوشش میں زیادہ نقصان کر بیٹھتا ہے)

(۲) حتیٰ کہ زمانہ خود ہی گردن بند کھینچتے ہوئے کھول دے گا۔ کیونکہ پریشانی میں مبتلا انسان گلا گھٹنا بڑھا تا ہے۔

دکھ درد اور مصائب و آلام کا آنا:

دنیوی زندگی دکھوں سکھوں کے امتزاج کا نام سمجھئے یہ دکھ، کبھی سکھ، کبھی بے چینیاں پریشان کرتی ہیں تو کبھی سکون ملتا ہے۔ کبھی دکھوں کے بادل گرجتے ہوئے آتے ہیں تو کبھی سکھوں کی بہار دیکھنے کو ملتی ہے۔ سکھ چند دن اور دکھوں کی اندھیری رات عرصہ دراز، بہر حال دکھوں کا پہاڑ خواہ جتنا بھی بڑا ہو آخر کار اس نے ختم ہونا ہی ہے دکھوں کی رات خواہ جتنی بھی دراز ہو جائے بالآخر اس کے بعد صبح نے طلوع ہونا ہی ہے اس لیے جب بھی کبھی زمانہ تم پہ گردن بند ڈال کر تمہاری گردن دبانے کی سعی کرے تو تم پریشان نہ ہونا۔ پریشانی میں مبتلا ہو کر تم غلط سلط حرکات کر بیٹھو گے پھر تمہارے معاملات سلجھنے کی بجائے مزید الجھتے چلے جائیں گے اس لیے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ مشکل میں نہایت پر سکون حالت میں رہتے ہوئے تحمل، بردباری، قناعت اور صبر اختیار کرتے ہوئے الجھے ہوئے امور کو سلجھانے کی کوشش کیجیے دکھوں اور تکالیف سے نجات حاصل کیجیے بے صبری اور بے چینی سے نجات تو حاصل نہ ہو گی بلکہ مزید الجھاؤ کا سبب بنے گی۔

ہاں البتہ اگر صبر و قناعت کا دامن تھامے رہے گا اللہ کی یاد میں مگن رہے گا تو حالات خود بخود ہی درست ہو جائیں گے۔

☆......☆......☆

سختی کے وقت صبر

(۱) اِنِّیْ اَقُوْلُ لِنَفْسِیْ وَھُوَ ضَیِّقَةٌ — وَقَدْ اَتَاحَ عَلَیْھَا الدَّھْرُ بِالْعَجَبِ

(۲) صَبْرًا عَلٰی شِدَّةِ الْاَیَّامِ اِنَّ لَھَا — عُقْبٰی وَمَا الصَّبْرُ اِلَّا عِنْدَ ذِی الْحَسَبِ

(۳) سَیَفْتَحُ اللّٰہُ عَنْقَرِیْبٍ بِنَافِعَةٍ — فِیْھَا لِمِثْلِكَ رَاحَاتٌ مِّنَ التَّعَبِ

☆اَتَاحَ۔ اَتَاحه سے بمعنی مقرر☆شِدَّةِ۔ سختی ☆عُقْبٰی۔ آخر، اخیر، انجام☆ذِی الْحَسَبِ۔ صاحب حسب و نسب اعلیٰ۔ حسب ونسب والا ☆سَیَفْتَحُ اللّٰہ۔ عنقریب اللہ تعالیٰ کھولے گا ☆نافِعَة۔ مفید، نفع بخش، فائدہ مند☆رَاحَات۔ راحت، سکون آرام☆تعب۔ تکلیف، تھکان

(۱) اپنے نفس سے میں کہتا ہوں حالانکہ اس کی حالت یہ ہے کہ وہ انتہائی دشواری میں مبتلا ہے اس کے لیے زمانہ نے عجیب وغریب معاملہ کیا ہے۔یعنی اسے زمانے نے عجیب وغریب حالات میں مبتلا کر دیا ہے۔

(۲) ایام زمانہ کی سختیوں کے وقت صبر اختیار کر اس کا نتیجہ انشاء اللہ بہترین نکلے گا صبر، بہترین حسب ونسب والے کا حصہ ہے۔

(۳) بہت جلد اللہ تعالیٰ ایسی فائدہ مند حالت پیدا کر دے گا جس میں تجھے تھکن میں آرام وسکون حاصل ہوگا۔

صبر سبب اجر:

مشکل لمحات میں اپنے آپ کو کہتا ہوں کہ زمانے نے تیرے لیے عجیب وغریب معاملہ کر دیا ہے مطلب یہ ہوا کہ اس لیے تجھے ان مسائل سے دو چار ہونے کی وجہ سے گھبرانا نہیں چاہیے۔سختیوں کے وقت تجھے گھبرانا نہیں چاہیے بے صبری کا مظاہرہ کرنا اچھا کام نہیں بلکہ صبر اختیار کیجیے۔صبر سبب اجر ہے صبر کا نتیجہ اچھا نکلے گا صبر حسب ونسب والوں کے حصے میں آتا ہے۔اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ۔ صبر اختیار کرنے والوں کو حق کی معیت حاصل ہوتی ہے اس سے بڑھ کر حق تعالیٰ کا کیا انعام ہوگا۔صبر اختیار کرنے سے اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسے انعامات سے نوازے گا کہ جس سے بیتے ہوئے ایام یاد ہی نہ رہیں گے۔دکھوں سے نجات حاصل ہو جائے گی۔آرام وسکون حاصل ہو جائے گا۔تمام تھکاوٹیں دور ہو جائیں گی۔صبر کے فضائل ہماری تصانیف (فیضان الفرید اور فیضان حضرت اویس قرنی) میں ملاحظہ فرمائیے۔

☆......☆......☆

رنج کے بعد خوشی اور مشکلات کے بعد آسانی

(۱) اِذَا اشْتَمَلَتْ عَلَی الْیَاسِ الْقُلُوْبُ — وَضَاقَ لِمَا بِہٖ صَدْرُ الرَّحِیْبُ

(۲) وَاُوْطِنَتِ الْمَكَارِهُ وَاطْمَانَّتْ | وَاَرْسَتْ فِیْ اَمَاكِنِهَا الْكُرُوْبُ

(۳) وَلَمْ يُرَ لِانْكِشَافِ الضُّرِّ وَجْهٌ | وَلَا اَغْنٰى بِحِيْلَتِهِ الْاَرِيْبُ

(۴) اَتَاكَ عَلٰى قُنُوْطٍ مِّنْكَ غَوْثٌ | يَمُنُّ بِهِ اللَّطِيْفُ الْمُسْتَجِيْبُ

(۵) وَكُلُّ الْحَادِثَاتِ اِذَا تَنَاهَتْ | فَمَوْصُوْلٌ بِهِ فَرَجٌ قَرِيْبُ

☆یعاس۔ مایوسی ☆اشتملت۔ گھیرلیتی ہے ☆ضَاق۔ تنگ ہوجاتا ہے ☆اَوْطن۔ وطن ☆اَطْمَانَّتْ۔ مطمئن ہوجاتی ہیں ☆اَمَاكِنِهَا۔ جگہوں ☆ضُرّ۔ تکلیف ☆قُنُوْط۔ ناامیدی ☆غَوْثٌ۔ فریادرس ☆کروب۔ کرب کی جمع، رنج والم، دکھ، مصیبت، بےقراری، تکلیف سختی ☆لَطِيْفُ۔ نرم ونازک، صاف شفاف، پاکیزہ، ستھرا، عمدہ، پاک مقدس، لذیذ، خوب وغیرہ ☆مُسْتَجِيْبُ۔ دعا قبول کرنے والا ☆يَمُنُّ۔ وہ احسان کرتا ہے ☆تَنَاهَتْ۔ انتہا کو پہنچ جاتے ہیں ☆فَرَج۔ کشادگی

(۱) جب ناامیدی اور مایوسی دلوں کو چاروں طرف سے جکڑ لیتی ہے تو اس کی بنا پر کھلا سینہ بھی تنگی کا شکار ہوجاتا ہے۔

(۲) اور مصیبتیں اپنا دیس سمجھ کر بےفکر ہوجاتی ہیں اور ان کے مقامات میں تکالیف ڈیرے ڈال لیتی ہیں۔

(۳) اس مصیبت اور تکلیف کے دور ہونے کی کوئی تدبیر نظر نہیں آتی۔ (اسے دور کرنے کے لیے) دانا اپنی کوشش سے کچھ بھی نہ کرسکا۔ یعنی ایسے وقت میں داناؤں کی سب دانائیاں جواب دے جاتی ہیں۔

(۴) تب اس مایوسی کی حالت کے بعد تمہارے پاس فریاد سننے والا آتا ہے، جس کے وسیلے سے دعا قبول کرنے والا اللہ تعالیٰ تجھ پہ احسان کرتا ہے اور تیری مصیبت تجھ سے ہٹا دیتا ہے۔

(۵) زمانے کی تمام تکلیفیں اور مصیبتیں اپنے انجام تک پہنچ جاتی ہیں تو پھر وسعت پیدا ہوتی ہے۔ اور آسانیوں کا دور شروع ہوجاتا ہے۔

مطلب:

جب مصائب وآلام کے چکر چلنے لگتے ہیں تو ہر طرف اندھیرا چھا جاتا ہے کچھ بھی سجھائی نہیں دیتا ناامیدی اور مایوسی ڈیرے ڈال لیتی ہے۔ ہر طرف سے تکالیف امڈ امڈ کر آتی ہیں۔ ان سے نبرد آزما ہوتے ہوتے انسان تھک جاتا ہے کھلا سینہ بھی تنگ ہوجاتا ہے۔

دنیا دار محنت:

حالات جیسے بھی ہوں مایوس نہیں ہونا چاہیے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ دنیا دار محنت ہے تو جو شخص اس میں ہوگا اسے ضرور طرح طرح کی مشکلات، مصائب وتکالیف پیش آئیں گی یہ مصائب کئی طرح کے ہیں۔

1- اہل وعیال، رشتہ داروں، بھائیوں اور دوستوں کا مرنا، ان کا گم ہوجانا یا ان سے جدائی۔

2- اس کی اپنی ذات کا گوناگوں امراض مہلکہ میں مبتلا ہونا۔

-3 لوگوں کا اسے قتل کر کے اس کی عزت برباد کرنا اور اس کے زن و فرزند پر دست درازی کرنا اسے حقیر جاننا، اس کی غیبت کرنا، اس پر الزام تراشیاں کرنا۔

-4 مال کا ضائع اور تباہ ہونا۔

فائدہ:

یہ مذکورہ مصائب و تکالیف (اور اسی طرح دیگر تکالیف و مصائب) اپنے اپنے مراتب اور درجہ کے مطابق انسان کو زخمی کرتی ہیں اور اس کے دل کو جلاتی ہیں تو ان سب تکالیف میں لامحالہ صبر کی ضرورت ہے ورنہ غم و افسوس اور بے صبری انسان کو عبادت سے باز رکھے گا۔

اللہ والوں کی آزمائش:

جو شخص اللہ تعالیٰ کے جتنا قریب ہوگا اسے مصائب بھی دنیا میں زیادہ پیش آئیں گے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اشد الناس بلاء الانبیاء ثم العلما ثم الامثل فالامثل۔

لوگوں میں سب سے زیادہ انبیاء آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں پھر علماء ربانی پھر جو ان کے قریب ہیں پھر جو ان کے قریب ہیں۔

(خلاصہ از منہاج العابدین اردو ترجمہ ص 204)

چار رنگ پیدا کرنے کا حکم:

حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جو شخص طریق آخرت طے کرنے کا عزم کرے وہ اپنے اندر چار رنگ پیدا کرے۔ (1) سفید (2) سرخ (3) سیاہ (4) سبز

-1 صحت کا سفید رنگ تو بھوک ہے۔

-2 سیاہ رنگ لوگوں کی مذمت۔

-3 سرخ رنگ مخالفت شیطان۔

-4 سبز رنگ حوادثات ایام پر صبر کرنا۔

صبر کے فائدے:

صبر کرنے سے بے شمار فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

-1 صبر کامیابی کا باعث ہے۔

-2 صبر کے باعث دنیا و آخرت کی بھلائی نصیب ہوتی ہے۔

-3 صبر کے ذریعے انسان دشمنوں پر فتح مند ہوتا ہے۔

-4 صبر کے ذریعے انسان اپنی مراد پا لینے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

-5 صبر کی وجہ سے دنیوی مصائب و آلام سے مقابلہ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ وغیرہ

مصائب و تکالیف:

اللہ کے بندے کی چونکہ آزمائش ہوتی ہے اس لیے مصائب و آلام خوب تنگ کرتے ہیں ان کے دور کرنے کا بظاہر کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ دانا اپنی دانائی کے تمام جوہر استعمال کر کے تھک جاتے ہیں مگر ان سے نجات حاصل نہیں کر سکتے۔ تب کئی لوگ مایوس ہو جاتے ہیں۔ مگر اللہ والے مایوسی کو گناہ تصور کرتے ہیں۔ بہرحال ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کے محبوب اولیائے کاملین میں سے کسی کا گزر اس طرف ہوتا ہے۔ جن کے وسیلہ جلیلہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ احسان فرماتا ہے اس کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازتا ہے۔ اس اللہ تعالیٰ کے محبوب کی دعا کی برکت سے تمام مصائب و آلام ختم ہو جاتے ہیں۔

وسیلہ کا ثبوت:

اِیَّاکَ نَعْبُدُ کے ساتھ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنَ

کا تعلق بیان کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ چونکہ دعا کے لیے ضروری ہے کہ دعا کسی وسیلہ سے کی جائے اس لیے اس سے پہلے عبادت کا ذکر ہوا اور بعد میں دعا کا یعنی اے اللہ! ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور عبادت کے وسیلہ سے تجھ سے مدد مانگتے ہیں (تفسیر عزیزی) یہی مقام۔ اسی لیے مصیبتوں کے وقت نمازیں پڑھ کر صدقات وغیرہ کر کے نیک اعمال کر کے دعائیں کی جاتی ہیں تا کہ وہ عبادات قبولیت دعا کا سبب بنیں۔

ضروری نوٹ:

اس سے معلوم ہوا کہ ہر دعا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑنا ضروری ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری بھی رب کی عبادت ہے اور ہر عبادت دعا کا وسیلہ ہے رب فرماتا ہے۔

وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ

(تفسیر نعیمی جلد اول ص 75)

باجماعت نماز ادا کرنے کی ایک حکمت:

نَعْبُدُ کو جمع کے صیغے سے فرمایا اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں اکیلا حاضر نہیں ہوا اور نہ صرف اپنی عبادت لایا ہوں بلکہ تیرے سب بندوں کے ساتھ ہوں جن میں انبیاء اولیاء صالحین سب ہیں اگر میری عبادت قابل قبول نہ ہو تو ان کے طفیل قبول فرما لے کیونکہ جو موتی خریدتا ہے وہ ڈورے کو واپس نہیں کرتا۔

مسئلہ:

فقہاء فرماتے ہیں کہ جو شخص خراب اور عمدہ مال ملا کر فروخت کرے تو خریدار یہ نہیں کر سکتا کہ اچھا لے لے اور برا واپس کر دے بلکہ وہ کل لے لے گا یا کل واپس کرے گا اور ہر ایک کی عبادت الٰہی واپس نہیں ہوتی تو نیکوں کے طفیل امید ہے کہ ہم بدوں کی بھی رسائی ہو جائے۔ (تفسیر نعیمی ج اول ص 70)

وسیلتنا فی الدارین:

درود تاج میں ہے کہ:

وَسِيْلَتِنَا فِي الدَّارَيْنِ۔

اور دونوں جہاں میں آپ ہمارے وسیلہ ہیں۔

آخرت میں حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کر کے ہمارے وسیلہ ہوں گے اور دنیا میں بھی سب کے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) وسیلہ ہیں۔ ہمارا عدم سے وجود میں آنے کا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم وسیلہ ہیں جیسا کہ حدیث لولاک سے ثابت ہے۔

(ضوء السراج فی شرح درود تاج ص 333)

حضرات انبیاء کرام کا وسیلہ:

فیض ملت مجدد دور حاضرہ حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ:

نہ صرف آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام بلکہ آپ ہر نبی علیہ السلام کو ہر زمانہ میں وسیلہ بنے حضرت عارف جامی قدس سرہٗ نے لکھا ہے۔

اگر نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم را نیا ورد شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

ترجمہ: اگر آدم علیہ السلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ نہ لاتے تو نہ ان کی توبہ قبول ہوتی نہ نوح علیہ السلام کشتی کے غرق سے نجات پاتے۔

(ضوء السراج فی شرح درود تاج ص 333-334)

حضرت غوث اعظم رحمة الله علیه کا دھوبی:

(ملفوظ 133) ایک مولوی صاحب کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا آپ تو اسی پر تعجب کر رہے ہیں میں نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادیؒ سے خود اس سے زیادہ عجیب ایک حکایت سنی ہے جس میں توجیہ کی بھی ضرورت ہے اور کوئی بیان کرتا تو شاید یقین ہونا بھی مشکل ہوتا اور بہت ممکن تھا کہ میں سن کر رد کر دیتا۔ وہ یہ کہ ایک دھوبی کا انتقال ہوا۔ جب دفن کر چکے تو منکر نکیر نے آ کر سوال کیا۔

من ربك ما دينك من هذ الرجل۔

وہ جواب میں کہتا ہے کہ مجھ کو کچھ خبر نہیں میں تو حضرت غوث اعظمؒ کا دھوبی ہوں اور فی الحقیقۃ یہ جواب اپنے ایمان کا اجمال بیان تھا کہ میں ان کا ہم عقیدہ ہوں جو ان کا خدا وہ میرا خدا جو ان کا دین وہ میرا دین۔ اسی پر اس کی نجات ہو گئی۔

(ملفوظات حکیم الامت۔ الافاضات الیومیہ من الافادات القومیۃ ج 2 ص 101)

فائدہ:

واضح ہوا کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ سے اس دھوبی کو نجات حاصل ہوئی۔

بزرگانِ دین کا وسیلہ:

بزرگان دین کے وسیلہ سے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ الحمد للہ! اہلسنت کے حق ہونے کے دلائل میں سے ایک وسیلہ کا حق ہونا بھی ہے جسے الحمد اللہ اہلسنت حق تسلیم کرتے ہیں۔ بزرگان دین کے وسیلہ سے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ خطاؤں اور گناہوں کی بخشش ہوتی ہے۔ مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے حضرت آدم علیہ السلام پہ خصوصی انعامات ہوئے۔

مثال:

الفقیر القادری ابو احمد غلام حسن اویسی یہ شرح لکھنے میں مصروف تھا کہ صاحبزادہ محمد فیض احمد اویسی نے کہا کہ ابو جی! خان صاحب آئے ہیں۔ الفقیر باہر نکلا باہر جناب صوفی محمد امیر خان صاحب کی زیارت حاصل ہوئی۔ آپ بڑے درویش صفت انسان ہیں خصوصی طور پر شفقت ومحبت فرماتے ہیں۔ سلام ودعا کے بعد ہم مسجد کے سامنے بیری کے درخت کے سائے میں بیٹھ گئے اور ساتھی بھی تھے خصوصاً محمد مظہر پراچہ بھی آ گیا الفقیر القادری نے خان محمد امیر خاں سے عرض کیا کہ جناب وسیلہ کے متعلق کسی مثال کے ذریعے بیان فرمایئے۔

خان صاحب نے فرمایا: جی! بغیر وسیلہ کے تو بات بڑی مشکل سے بنتی ہے۔ دیکھیے نہ بغیر وسیلہ کے اس درخت پہ بھی چڑھنا مشکل ہے اس پہ چڑھنے کے لیے بھی پہلے ایسے ہتھیاروں کا وسیلہ تلاش کرنا پڑے گا کہ جن کے ذریعے کانٹے دور کیے جاسکیں وسیلہ کے بغیر نقصان ہی نقصان ہے۔ دیکھیے اسی درخت پہ بھی کانٹے وغیرہ اتارے بغیر چڑھیں تو کانٹے تکلیف کا سبب بنیں گے اسی طرح اگر اس مسجد کی چھت پہ چڑھنا ہے تو اسی طرح سیدھے دیوار پہ چڑھتے ہوئے چھت پہ نہیں چڑھ سکتے اور نہ ہی چھلانگ لگا کر چڑھ سکتے ہیں اس سلسلے میں ہمیں سیڑھی منگوانی پڑے گی یا اور ذریعہ بطور وسیلہ اپنانا پڑے گا جس کے ذریعے آسانی سے چھت پر چڑھ جائیں گے۔ ورنہ ہزار ہا خرابیوں سے بھی دوچار ہوں گے اور مسجد کی چھت پہ بھی نہیں چڑھ سکیں گے اور اگر کسی نہ کسی طرح مسجد کی چھت پہ چڑھ گئے تو پھر بغیر وسیلہ کے اترنا مشکل ہے اگر چھلانگ لگائیں گے تو اس میں تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا۔ نقصان ہو گا۔ ہڈیاں تڑوا بیٹھیں گے اور کئی مسائل کا شکار ہوں گے۔

فائدہ:

اسی طرح انسان تیرے سامنے موت کی گھاٹی سے گزر کر قبر وحشر میزان اور پل صراط سے گزرنے کا دور بھی آئے گا ان مقامات سے آسانی سے گزرنے کے لیے وسیلہ نہایت مفید ہے۔ حق تعالیٰ حقائق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

☆......☆......☆

کمینے کے سامنے عاجزی کرنے کی ممانعت

(۱) لَا تَطْلُبَنَّ مَعِيْشَةً بِمَذَلَّةٍ ۔۔۔ وَارْفَعْ بِنَفْسِكَ عَنْ دَنِيِّ الْمَطْلَبِ

(۲) وَاِذَا افْتَقَرْتَ فَدَا وِ فَقْرَكَ بِالْغِنٰى ۔۔۔ عَنْ كُلِّ ذِىْ دَنَسٍ كَجِلْدِ الْاَجْرَابِ

(۳) فَلْيَرْجِعَنَّ اِلَيْكَ رِزْقَكَ كُلَّهُ لَو كَانَ اَبْعَدَعَنْ مَحَلِّ الْكَوْكَبِ

☆فَدَاوُ۔ پس دوا کرو، علاج کرو☆فَقْرَكَ۔ اپنے فقر، اپنی غریبی کا، اپنی غربت کا☆كُلِّ ذِيْ دَنَسٍ۔ ہر گندے سے☆كَجِلْدَالْاَجْرَبِ۔ مثل خارشی اونٹ کی کھال ہے☆فَلْيَرْجِعَنَّ۔ پس لوٹ آئے گی، پس واپس آجائے گا☆اَبْعَدَ۔ دور ہو☆مَحَلِّ۔ مقام☆غِنٰے۔ تونگری، بے نیازی، بے فکری، بے پرواہی، دولت مندی☆كوا كب۔ کوکب کی جمع بمعنی ستارے☆ذِلَّة۔ رسوائی، بدنامی، توہین

(1) رسوائی کے ساتھ روزگار حاصل نہ کیجیے۔ رسوا کردینے والے مقصد سے اپنی ذات کو بچائیے۔

(2) اور جب تم مفلس ہو جاؤ تو اپنی مفلسی کا علاج کمینہ صفت لوگوں سے بے نیازی کے ساتھ کیجیے۔ جو کہ خارشی اونٹ کی کھال کی مانند ہوتے ہیں اور (تجھے بھی دنیا میں مبتلا کر کے خارش زدہ کر دینے کی ناکام کوشش کرتے ہیں)

(3) پس تمہارا سارا رزق تمہارے پاس آئے گا۔ خواہ ستاروں سے بھی پرے ہو۔ یعنی اگر تیرا رزق اتنا دور ہے جتنے دور ستارے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ دوری پر ہے تو پھر بھی تیرا رزق تیرے پاس آئے گا۔ (اس لیے اس سلسلے میں تجھے پریشان ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں۔)

مطلب:

ان اشعار میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو رزق تمہیں ملنا ہے ہر حال میں ملنا ہے کسی طرح بھی تم سے دور نہیں رہ سکتا اس لیے رزق کے حصول کے سلسلے میں اتنے نہ گر جاؤ کہ تجھے ذلیل ورسوا ہونا پڑے۔ رزق، رسوائی کے ساتھ حاصل نہ کرو۔ ایسے رسوا کن مقصد سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ یہ کام اچھا نہیں۔ اگر خدانخواستہ تم ایسی مفلسی میں مبتلا ہو بھی جاؤ تو پھر بھی اپنی عزت اور اپنے مقام کا لحاظ ضرور رکھو کمینہ صفت لوگوں سے دور رہو کیونکہ کمینہ صفت لوگ خارشی اونٹ کی مانند ہوتے ہیں جیسے ایک اونٹ کو خارش ہو جائے تو اس کے قرب کے باعث تمام اونٹ خارشی ہو جاتے ہیں خارش میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس طرح کمینہ صفت لوگوں سے میل جول تجھے بھی لے ڈوبے گا کیونکہ ان کی کیفیت کرنے کیا خوب بیان کی ہے۔

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تجھے بھی لے ڈوبیں گے

اس لیے محض رزق کے حصول کے لیے اپنی دنیا و آخرت تباہ و برباد نہ کیجیے بلکہ رزق جو کچھ تجھے حاصل ہوتا ہے وہ تجھے ہر حال میں مل جائے گا خواہ کچھ بھی ہو جائے۔ بلکہ رزق تو خود انسان کو تلاش کرتا ہے۔

☆......☆......☆

حوادث زمانہ پہ اظہار صبر

مصائب کے مقابل صبر کرنا:

(۱) لَا تَسْئَلِيْنِيْ كَيْفَ اَنْتَ فَاِنَّنِيْ صَبُوْرٌ عَلٰى رَيْبِ الزَّمَانِ صَلِيْبٌ

(۲) حَرِیْصٌ عَلٰے اَنْ لَّا یَرٰی بِی کَآبَۃٌ ‏ وَیَشْمِتُ عَادٍ اَوْ یُسَآءُ حَبِیْبٌ

☆لَا تَسْئَالِیْنِیْ۔ مجھ سے نہ پوچھو☆صَبُوْرٌ۔ صابرو،صبر،گنہگاروں پرنرمی کرنے والا۔اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام☆زمان۔ زمانہ وقت ساعت

☆لَا یُرٰی۔ پرنظر نہ آئے☆یَشْمَتُ۔ دشمن کوخوشی ہو☆عَادٍ۔ دشمن

صلیب:

اس شکل (+) کی لکڑی جس پر عیسائیوں کولٹکا کر ہلاک کرتے تھے۔عیسائیوں کا مقدس نشان، دار،سولی مگر یہاں سختی مراد ہے۔

(1) یہ سوال نہ کروکہ تم کیسے ہوپس بے شک میں زمانے کی مصیبتوں کے مقابل بڑا صبر کرنے والا اور سخت جان ہوں۔

(2) میری خواہش یہ ہے کہ مجھ پہ رنج والم، دکھ درد اور مصیبت کا اثر کوئی نہ دیکھے کہ جس سے دشمن خوش اور دوست کو دکھ ہو۔

مطلب:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دونوں اشعار میں صبر کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھ سے یہ نہ پوچھیے کہ زمانے کی مصائب وآلام کا مجھ پہ کیا اثر ہوتا ہے کہ عام لوگوں کی طرح مصائب وآلام کا مجھ پہ کیا اثر ہوتا ہے کیا میں بھی عام لوگوں کی طرح دکھوں اور مصیبتوں سے گھبرا جاتا ہوں؟ ہرگز نہیں عام لوگوں کا معاملہ اور ہوتا ہے مگر ایسے اوقات میں میرا طریقہ عام لوگوں کے طریقے کے خلاف ہوتا ہے کیونکہ عام لوگ تو مصائب وآلام اور دکھوں کے وقت گھبرا جاتے ہیں جبکہ اس سلسلے میں میرا طریقہ یہ ہے کہ میں مصائب سے گھبراتا نہیں بلکہ میں صبر اختیار کرتا ہوں عام لوگوں کی نسبت میں بڑا سخت جان ہوں۔ کیونکہ میری خواہش یہ ہے کہ مجھ پہ رنج والم کا اثر کوئی نہ دیکھے جنہیں دیکھ کر دشمن خوش ہوں اور دوستوں کو دکھ ہو اس لیے حجۃ الوداع کے موقع پر مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلاموں کو ارشاد فرمایا کہ خانہ کعبہ شریف کے گرد طواف اس طرح کرو کہ کفار مکہ تمہیں دیکھ کر کمزور محسوس نہ کریں۔ دشمنوں کے سامنے کمزوری محسوس کرنا۔ دشمنوں کو خوش کرنے کے مترادف ہے۔

حکایت:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ الفقیر القادری ابو احمد غلام حسن اویسی اور محمد امین چڑھویا دورہ تفسیر القرآن کی کلاس میں شامل تھے۔ فقیہ ملت، مفتی اعظم پاکستان، مصنف اعظم پاکستان مجدد دور حاضرہ حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر بیان فرمارہے تھے طلبہ نے نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ رسالت یارسول اللہ، لگائے محمد امین چڑھویا (ساکن پرانا تھانہ تحصیل وضلع پاک پتن شریف) نے نعرہ بلند کیا کہ باباجی حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی صاحب بقیہ طلبہ نے زندہ باد کہا۔

حضرت علامہ قبلہ فیض ملت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ بھئی آپ میرے جسم کو نہ دیکھیے میری گرج کو دیکھیے میرے علم کو دیکھیے کہ جوں جوں بندہ بوڑھا ہوتا ہے اس کا علم جوان ہوتا ہے۔ مخالفین کہیں یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ اویسی کمزور ہوگیا ہے۔ انسان کی کمزوری سے دشمن خوش ہوتے ہیں جیسے بھی ہو مخالف کے سامنے اپنی کمزوری کا اظہار نہ کیجیے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب بیان فرمایا ہے کہ:

دشمن احمد پہ شدت کیجیے۔

جن لوگوں نے آپ کو تکلیف کے دوران دیکھا ہے ان پہ یہ حقیقت واضح ہے کہ الحمدللہ اس حال کے باوجود قبلہ فیض ملت نے کبھی پریشانی کا اظہار نہیں کیا بلکہ اکثر خوش باش نظر آتے حالانکہ آپ کی حالت مبارک دیکھ کر دیکھنے والے رونے لگتے تھے مگر آپ دلاسہ دیتے اور صبر کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے ایک دن الفقیر ابواحمد اویسی نے آپ کی حالت دیکھی تو بے اختیار رونے لگا آنکھوں سے آنسو روانہ ہونے لگے قبلہ مجدد ملت نے دیکھا تو فرمانے لگے۔ ارے حسن اویسی تجھے کیا ہوا ہے؟ کیوں رو رہا ہے؟ عرض کیا کہ قبلہ آپ کی یہ حالت دیکھ کر رونا آ گیا ہے۔

آپ نے فرمایا: مجھے کیا ہے؟ یہ دیکھ کر میں تو بالکل پرسکون ہوں مجھے کوئی تکلیف نہیں اگر تکلیف ہو تب بھی تو صبر اختیار کرنا چاہیے۔ رونے دھونے سے وہ تکلیف تو کم نہیں ہو جاتی۔ بلکہ مزید اضافہ ہو جاتا ہے تکلیف بڑھ جاتی ہے ہاں اگر صبر اختیار کیا جائے تو رب تعالیٰ کی معیت حاصل ہو جاتی ہے جس کے باعث تکلیف محسوس ہی نہیں ہوتی بلکہ اولیائے کرام کا تو طریقہ مقدس یہ ہوتا ہے کہ جس دن انہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچتی وہ سمجھتے ہیں کہ کہیں اللہ تعالیٰ ناراض ہی نہ ہو گیا ہو کہ تکلیف جو پہنچتی ہے بعض اللہ کے محبوب بندے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچنے والا تحفہ سمجھتے ہیں۔ حق تعالیٰ آپ کو خصوصی انعامات سے نوازے۔ اور مزید راہِ حق پر استقامت عطا فرمائے آمین۔

☆......☆......☆

جود و سخا اختیار کرنے کا حکم

(۱) اِذَا جَآءَ تِ الدُّنْیَا عَلَیْكَ فَجُدْبِهَا ... عَلَی النَّاسِ طُرًّا اِنَّهَا تَتَقَلَّبُ

(۲) فَلَا الْجُوْدُ یُفْنِیْهَا اِذَا هِیَ اَقْبَلَتْ ... وَلَا الْبُخْلِ یُبْقِیْهَا اِذَا هِیَ تَذْهَبُ

☆تَتَقَلَّبُ۔ گردش میں رہتی ہے ☆جُوْد۔ سخاوت ☆یُفْنِیْهَا۔ اسے فناہ نہیں کر سکتی ☆اَقْبَلَتْ۔ سامنے آنا شروع کر دے ☆بُخل۔ لالچ، طمع، حرص، کنجوسی، تنگدلی ☆یُبْقِیْهَا۔ وہ اسے باقی رکھ سکتا ہے ☆تَذْهَبُ۔ جائے گی

(1) جب دنیا آئے تمہارے پاس تو اسے لوگوں پہ خرچ کرو کیونکہ وہ گھومتی رہتی ہے۔ یعنی تو نہ بھی خرچ کرے گا تو پھر بھی چلی جائے گی۔ اس لیے نہ خرچ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

(2) جب دنیا آنا شروع ہو گی تو سخاوت اسے ختم نہ کر سکے گی اور جب جائے گی تو کنجوسی بچا نہ سکے گی۔ یعنی جب یہ بات ہے تو پھر خرچ کرنی چاہیے اس میں بے شمار فوائد ہیں گویا نیکیاں مفت میں ملنے کا طریقہ ہے اگر دنیا مناسب طریقے سے خرچ کرے تو نیکیاں مفت میں حاصل ہوں گی اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل ہو گی۔

مطلب:

جب تمہارے پاس لوگ آئیں اگر تمہارے پاس کچھ ہو تو لوگوں پہ خرچ کیجیے کیونکہ دولت تو گھومتی رہتی ہے کبھی اس کے پاس ہوتی ہے تو کبھی اس کے پاس۔ اگر اللہ تعالیٰ دولت عطا کرے تو اس کی مخلوق پہ خرچ کرنی چاہیے۔ مخلوق خدا کی خدمت کرنے

اور مدد کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے اور بے شمار قسم کے مصائب وآلام اور بلیات سے نجات عطا فرماتا ہے دنیا وآخرت میں انعامات ربانی کے حصول کا سبب ہے۔ دنیا میں مزید دولت کے حصول کا سبب بھی ہے بلکہ دولت میں اضافے کا سبب ہے۔

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَهٗ ؕ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ۝

(پ22۔ سورہ سبا39)

تم فرماؤ بے شک میرا رب رزق وسیع فرماتا ہے اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لیے چاہے اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ (کنزالایمان)

فائدہ:

دنیا میں یا آخرت میں بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خرچ کرو تم پر خرچ کیا جائے گا دوسری حدیث میں ہے کہ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا۔ معاف کرنے سے عزت بڑھتی ہے تواضع سے مرتبہ بلند ہوتے ہیں۔
(تفسیر خزائن العرفان)

کنجوسی کا نقصان:

سخاوت دولت میں اضافے کا سبب ہے اور بخل وکنجوسی کمی کا باعث ہے بخل کرنا دولت کو بچا نہ سکے گی۔

حدیث شریف:

وَعَنْ اَسْمَآءَ بنت اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَتْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُوْکِیْ فَیُوْکِیَ اللّٰه عَلَیْكَ۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: بخل نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر رزق کے دروازے بند کردے گا۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ۔ اَنْفِقِیْ اَوِنْفَحِیْ اَوِنْضِحِیْ وَلَا تُحْصِیْ فَیُحْصِیَ اللّٰهُ عَلَیْكَ وَلَا تُوْعِیْ فَیُوْعِیَ اللّٰهُ عَلَیْكَ۔

(متفق ریاالصالحین حصہ اول باب الکرم والجود والانفاق حدیث نمبر 562)

اور ایک روایت میں ہے کہ خرچ کرو یا فرمایا عطیہ دو اور مال کو ذخیرہ نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے رزق کو روک لے گا اور لوگوں سے مال کو روک کر نہ رکھو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے رزق کو روک لے گا۔

☆......☆......☆

لوگوں کے کاموں کی بنیاد

(۱) تَغَطّٰی عُیُوْبَ الْمَرْءِ کَثْرَۃُ مَالِہٖ ۔۔۔ فَصُدِّقَ فِیْمَا قَالَ وَھُوَ کَذُوْبٌ

وَیُزْرِیْ بِعَقْلِ الْمَرْءِ قِلَّۃُ مَالِہٖ ۔۔۔ فَحَمَّقَہُ الْاَقْوَامُ وَھُوَ لَبِیْبٌ

☆تَغَطّٰی۔ چھپالیتی ہے☆عیوب۔ عیب کی جمع ہے، نقص، برائی، خرابی، داغ، روگ، گناہ، قصور☆فَصُدِّقَ۔ پس تصدیق کی جاتی ہے☆کَذُوْبٌ۔ جھوٹا☆حَمَقَ۔ احمق بے وقوف

☆قَلَّتُ مَال۔ مال کی کمی☆لَبِیْبٌ۔ عقلمند، سمجھدار

(1) انسان کے عیبوں کو اس کے مال کی کثرت چھپالیتی ہے۔ پس اس کی بات سچی مانی جاتی ہے خواہ وہ جھوٹا ہی ہو۔ (آج کل تو حالات مزید بگڑ گئے ہیں)

(2) انسان کے مال کی کمی بندے کی عقل مندی پہ عیب لگاتی ہے لوگ اسے بے وقوف کہتے ہیں حالانکہ وہ حقیقت میں عقلمند ہوتا ہے۔ (پھر بھی اسے کوئی عقلمند تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوتا کیونکہ اس کے پاس دولت نہیں۔

مطلب:

دولت کے پجاریوں کے احوال عجیب ہوتے ہیں۔ سیاہ کو سفید کہہ دیں تو سیاہ کو سفید کہتے کہتے نہیں تھکتے اور اگر سفید کو سیاہ کہہ دیں تو ہر ممکن طرح اسے ثابت کرنے کی سعی کرتے ہیں بلکہ لوگوں میں تو مشہور کر ہی دیتے ہیں۔ مالداروں کے عیوب کی طرف نظر اٹھا کر بھی کوئی نہیں دیکھتا بلکہ ان کے عیوب کو عیوب سمجھا ہی نہیں جاتا بلکہ ان کے عیوب کمال کی حیثیت سے لوگوں کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں کثرل مال ان کے عیوب چھپالیتی ہے۔ ان کے جھوٹ کو بھی سچ مان لیا جاتا ہے۔

جس کے ہاں مال کی کمی ہوتی ہے دنیا دار اسے بے وقوف سمجھتے ہیں حالانکہ بعض اوقات جسے دنیا والے بے وقوف سمجھتے ہیں حقیقت میں وہ بڑا دانا ہوتا ہے۔ مگر غربت کی وجہ سے اس کی عقلمندی کو فتورِ دماغ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

کمزور، غریب اور گم نام مسلمانوں کی فضیلت:

وَعَنْ حَارِثَۃَ بْنِ وَھْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ۔ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَھْلِ الْجَنَّۃِ؟ کُلُّ ضَعِیْفٍ۔ مُّتَضَعَّفٍ لَوْاَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَھْلِ النَّارِ؟ کُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُّسْتَکْبِرٍ۔

(بخاری شریف، ریاض الصالحین حصہ اول حدیث نمبر 254 باب فضل ضعفۃ المسلمین والفقراء والخاملین)

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: ''کیا میں تمہیں جنتوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ ہر کمزور جسے لوگ حقیر سمجھتے ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھالے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم سچی کر دیتا ہے۔ کیا میں تمہیں اہل دوزخ کے متعلق نہ بتاؤں؟ ہر درشت خو، بخیل اور متکبر شخص:

الجواظ:

جیم پر زبر اور واؤ مشدد اور ظا معجمہ مال جمع کرنے اور روک رکھنے والا اور بعض نے کہا۔ بھاری بھرکم اور نخریلی چال چلنے والا اور بعض نے کہا۔ پستہ قد، بڑے پیٹ والا۔

(ریاض الصالحین اردو ترجمہ حصہ اول ص169)

عام دنیا داروں سے افضل شخص:

وَعَنْ اَبِی الْعَبَّاسِ سَھْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَہٗ جَالِسٍ مَارَأْیُكَ فِیْ ھٰذَا؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَشْرَافِ النَّاسِ ھٰذَا وَاللّٰہُ حَرِیٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ یُّنْکَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ یُّشَفَّعَ فَسَکَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَارَاْیُكَ فِیْ ھٰذَا؟ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! ھٰذَا رَجُلٌ مِّنْ فُقَرَآءِ الْمُسْلِمِیْنَ ھٰذَا حَرِیٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ لَّا یُنْکَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ لَّا یُشَفَّعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ لَّا یُسْمَعُ لِقَوْلِہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ ھٰذَا خَیْرٌ مِّنْ مِّلْءِ الْاَرْضِ مِثْلَ ھٰذَا۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، ریاض الصالحین حدیث نمبر 255 حصہ اول)

حضرت ابی العباس سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو آپ نے پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص سے پوچھا۔ اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے عرض کیا۔ یہ شریف لوگوں میں سے ہے۔ خدا کی قسم! یہ اس قابل ہے کہ اگر پیغام نکاح دے تو اس کے ساتھ نکاح کر دیا جائے۔ اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا پھر ایک دوسرا شخص گزرا تو آپ نے (اپنے ہم نشین اسی شخص سے) فرمایا: اس شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! یہ غریب مسلمانوں میں سے ہے یہ اس قابل ہے کہ اگر پیغام نکاح دے تو اس سے نکاح نہ کیا جائے۔ اگر یہ سفارش کرے تو وہ قبول نہ کی جائے اگر یہ بات کرے تو اس کی سنی نہ جائے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ شخص اس جیسے دنیا بھر کے لوگوں سے افضل ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کی قسم کی لاج رکھتا ھے:

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْاَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَ بَرَّہٗ

(رواہ مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کتنے لوگ ایسے ہیں جن کے بال بکھرے ہوتے ہیں جسم غبار آلود ہوتے ہیں اور ان کو دروازوں پر لوگ دھکے دیتے ہیں لیکن اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو وہ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت با کمال

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ عام لوگوں اور بچوں کا رویہ:

بچے آپ کو دیوانہ خیال کرتے اور جہاں آپ کو پاتے اینٹیں پتھر مارتے۔ آپ انہیں فرماتے۔ چھوٹے چھوٹے پتھر مارو تا کہ خون بہہ کر میرا وضو نہ ٹوٹ جائے۔ مجھے پتھروں کا فکر نہیں صرف نماز کا غم ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو لوگوں کا تنگ کرنا:

اسیر کہتے ہیں کہ میں نے انہیں ایک مرتبہ ایک چادر اوڑھنے کو دی تھی تو جب کوئی شخص انہیں دیکھتا تو کہتا کہ چادر اویس کے پاس کہاں سے آئی؟ (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ج اول ص 238)

فائدہ:

ابو نعیم اصفہانی، ابو بکر محمد بن جعفر بن ہیثم احمد بن خلیل تر جلانی، ابو نصر، سلیمان بن مغیرہ، سعید جریری، ابو نصرہ، اسیر بن جابر کے سلسلۂ سند سے روایت ہے کہ کوفہ میں ایک محدث ہمیں حدیثیں سنایا کرتے تھے، ایک دن اس حدیث کے بعد شاگردوں سے کہنے لگے کہ چلے جاؤ چنانچہ اکثر حضرات چلے گئے لیکن چھوٹی سی جماعت ادھر ہی بیٹھی رہی اس جماعت میں ایک آدمی اس طرح سے آہستہ آہستہ باتیں کررہا تھا کوئی دوسرا نہ سن پائے، مجھے اس سے سننے کا شوق پیدا ہوا میں نے اسے تلاش کیا مگر گم پایا۔ اسیر کہتے ہیں میں نے اپنے دوستوں سے پوچھا، کیا تم اس آدمی کو جانتے ہو؟ ایک آدمی کہنے لگا جی ہاں میں جانتا ہوں۔ وہ "اویس قرنی" ہیں، میں نے کہا کیا تمہیں اس کے گھر کا پتہ معلوم ہے۔ کہنے لگا جی ہاں مجھے معلوم ہے، چنانچہ میں اس آدمی کے ساتھ وادی کی تلاش میں نکل پڑا، جب ان کے گھر پہنچے تو وہ باہر نکلے۔ میں نے کہا میرے بھائی! کس چیز نے آپ کو ہم سے روک رکھا ہے؟ کہنے لگے میرے پاس اتنے کپڑے نہیں کہ میں ان سے کفایت کا کام لے سکوں دراصل اویس کے ساتھی ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے اور انہیں اذیت پہنچاتے، میں نے کہا یہ چادر لو اور اس سے ستر پوشی کا کام لو، کہنے لگے ایسا نہ کرو شریر لوگ اس چادر کو دیکھ کر مجھے اور اذیت پہنچائیں گے۔ اسیر رحمتہ اللہ کہتے ہیں میں برابر اصرار کرتا رہا بالآخر مجبوراً ان کو چادر اوڑھنی پڑی، میں شریروں کی مجلس میں آیا اور ان سے کہا، آخر تم کیا چاہتے ہو کہ تم اس آدمی کو اذیتیں پہنچاتے ہو آدمی کبھی ننگا بھی ہوتا ہے کپڑے میسر ہوں تو پہن لیتا ہے۔ (اس میں دوسروں کو ستانے کی کیا بات ہے) چنانچہ میں نے ان کی زبانی کلامی خوب خبر لی۔

(حلیۃ الاولیاء حصہ دوم ص 412)

حالانکہ آپ کی عظمت کا یہ حال ہے کہ آپ کے فضائل و مناقب خود مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں۔

حدیث شریف:

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی عظمت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گفت مرصحابہ را رضی اللہ عنہم مروی است از قرن اویس نام کہ او روز قیامت ہم چند گوسفندان ربیعہ و مضر شفاعت خواہد بود اندر امت من۔

(کشف المحجوب باب ذکر آئمتھم من التابعین)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ قرن میں اویس نامی ایک مرد ہے کہ جس کی شفاعت سے قبیلہ ربیعہ ومضر کی بکریوں کی تعداد میں میری امت کے لوگ بخشے جائیں گے۔

فائدہ:

آپ کی ظاہری حالت مبارکہ ملاحظہ فرمایئے اور آپ کا مقام بھی دیکھیے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے ملفوظات مبارک کے متعلق الفقیر کا رسالہ ملفوظات حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ملاحظہ فرمایئے۔ آپ کی حالت مبارکہ مختصر طور پر اور آپ کے فضائل نیز آپ کے ملفوظات اور آپ کے وصایا مبارک کی شرح اور سلسلہ اویسیہ کے متعلق تفصیلات نیز آپ سے منسوب دعاؤں کے سلسلے میں ہماری تصنیف لطیف (فیضان اویس قرنی) ملاحظہ فرمایئے اولیائے کرام سے محبت رکھنے والوں خصوصاً سلسلہ اویسیہ کے منسلکین کے لیے خاص تحفہ ہے۔ حق تعالیٰ توفیق عطا فرمائے تو ضرور مطالعہ کیجیے۔

بہر حال دنیا والے اللہ والوں کو جو کچھ سمجھیں یہ ان کا اپنا انداز ہے مگر یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں خاص انعامات سے نوازتا ہے۔ دنیا والوں کا شرافت کے سلسلے میں اور بلند مقام کے سلسلے میں معیار صرف دولت، دنیا، صدارت و وزارت ہے۔ جبکہ اللہ والوں کے ہاں تقویٰ و پرہیز گاری اور اللہ تعالیٰ قرب ہے۔

☆......☆......☆

حاجت مندی اور احتیاج کی شکایت جو ضعف اور عاجزی کا سبب ہے

(۱) غَالَبْتُ شَدِيْدَةٍ فَغَلَبْتُهَا   وَالْفَقْرُ غَالَبَنِیْ فَاَصْبَحَ غَالِبِیْ

(۲) اِنْ اُبْدِهٖ يَفْضَحْ وَاِنْ لَّمْ اَبْدِهٖ   يَقْتُلْ فَقُبِّحَ وَجْهُهٗ مِنْ صَاحِبِ

☆فَغَلَبْتُهَا۔ پس اس پہ غالب آیا ☆فَقْرُ۔ ناداری، غریبی، غربت

☆يَفْضَحْ۔ وہ رسوا کرتی ہے ☆يَقْتُلْ۔ قتل کر دیتی ہے تباہ و برباد کر دیتی ہے ☆قُبِّحَ۔ برا ہو

(1) ہر سختی کا مقابلہ کر کے میں نے فتح حاصل کی مگر غربت نے مقابلہ کیا تو مجھ سے جیت گئی۔

(2) اب اگر میں اسے ظاہر کرتا ہوں تو وہ مجھے بے عزت کرتی ہے اور اگر ظاہر نہیں کرتا تو پھر برباد کر دیتی ہے۔ پس ایسے ہمراہی کا برا ہو۔ جو ہر حال میں آزار کا باعث ہے۔

مطلب:

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان اشعار کا مفہوم یہ ہے کہ میں نے ہر سختی کا مقابلہ کیا مگر دنیا کی کوئی بھی سختی میرے مقابل آئی تو میں نے اسے شکست فاش دی اور اس پہ فتح حاصل کی۔ میں نے ہر سختی پہ غلبہ حاصل کر لیا مگر غربت ایک ایسی چیز ہے کہ وہ مجھ پہ غالب آ گئی ہے۔ مگر یہ غلبہ اس لیے نہیں کہ میں اس سے ہار گیا بلکہ اس لیے کہ غریبانہ حالت میں زندگی گزارنا مدنی تاجدار، احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ مقدس، منسون طریقہ ہے جو کہ سعادت دارین کا سبب ہے اس لیے حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا نے غریبی سے نجات حاصل کرنی ہی نہ چاہی بلکہ آپ کی یہ حالت اضطراری نہیں تھی۔ بلکہ اختیاری تھی محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کی حیثیت سے تاکہ آخرت میں جو فضائل غرباء کے بیان ہوئے ہیں۔ ان سے بھی حصہ وافر حاصل ہو۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اداسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو پیار تھا۔ غریبی سے بھی اسی لیے آپ کو پیار تھا ورنہ اتنی بڑی سلطنت پہ حکمرانی کرنے والے علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے بے شمار فضائل و مناقب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے۔ ان سے شان با کمال کا کیا کہنا؟

دوسرے شعر میں آپ نے غریبی کی عام حالت بیان کی ہے۔ کہ عام لوگ جب غریبی میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو ان کو کتنے اور کیسے کیسے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

☆......☆......☆

روزی اللہ کی مہربانی سے حاصل ہوتی ہے

(۱) فَلَوْ کَانَتِ الدُّنْیَا تَنَالُ بِفِطْنَةٍ ۔۔۔ وَفَضْلٍ وَّ عَقْلٍ نِلْتُ اَعْلَی الْمَرَاتِبِ

(۲) وَلٰکِنَّمَا الْاَرْزَاقُ حَظٌّ وَّ قِسْمَةٌ ۔۔۔ بِفَضْلِ مَلِیْكٍ لَّا بِحِیْلَةِ طَالِبٍ

☆فِطْنَةٍ۔ ہوشیاری ☆فَضْلٍ۔ بزرگی ☆اَعْلَی الْمَرَاتِبِ۔ بڑے سے بڑا رتبہ

(1) پس اگر دنیا محض چالاکی، عظمت اور عقل سے حاصل ہوتی تو میں تمام مراتب سے تمام انسانوں سے اعلیٰ مقام حاصل کر لیتا۔

(2) مگر رزق کے حصے اور نصیب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاصل ہوتے ہیں طالب کی تدبیر سے نہیں۔

مطلب:

ان اشعار میں دولت دنیا اور رزق کے حصول کے سلسلے میں حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے اشارہ فرمایا ہے کہ مال و دولت اور رزق سب کچھ من جانب اللہ حاصل ہوتا ہے بلکہ ابھی انسان اس جہان فانی میں نہیں آتا ہے کہ اسے جو کچھ دنیا میں حاصل ہونا ہوتا ہے پہلے ہی لکھ دیا جاتا ہے کہ اسے یہ کچھ حاصل ہوگا۔

دوسرے شعر میں بیان فرمایا کہ رزق کے حصے اور نصیب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاصل ہوتے ہیں طالب کی تدبیر سے نہیں یعنی جو کچھ رزق حاصل ہونا ہے وہ ہر حال میں حاصل ہو جائے گا اس سلسلے میں ضرورت سے زیادہ کی کوشش کرنا بے سود ہے اس سلسلے میں ایسے ذرائع اختیار کرنے کی سعی کرنا کہ جن ذرائع سے قرآن وسنت میں منع کیا گیا اپنا دین و ایمان ضائع کر بیٹھنا

عقلمندی کی دلیل نہیں بے وقوفی ہے کیونکہ رزق جو کچھ حاصل ہونا ہے تیرے اس دنیا میں حاضر ہونے سے پہلے ہی لکھ دیا گیا ہے۔

حدیث شریف:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ سچے مصدوق نبی نے خبر دی کہ تم میں سے ہر ایک کا مادہ پیدائش ماں کے پیٹ میں چالیس دن نطفہ رہتا ہے پھر اسی قدر خون کی پھٹک پھر اسی قدر لوتھڑا پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ چار باتیں بتا کر بھیجتا ہے تو وہ فرشتہ اس کے کام اس کی موت، اس کا رزق اور بدبخت یا نیک بخت ہے (یہ) سب کچھ لکھ کر جاتا ہے پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے تو اس کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ تم میں سے بعض جنتیوں کے کام کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس میں اور جنت میں صرف ایک ہاتھ فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اچانک نوشتہ تقدیر اس کے سامنے آ جاتا ہے اور وہ دوزخیوں کے کام کر لیتا ہے پھر وہاں ہی پہنچتا ہے اور تم میں سے بعض دوزخیوں کے کام کرتے ہیں یہاں تک کہ اس میں اور دوزخ میں صرف ایک ہاتھ رہ جاتا ہے کہ اس کا نوشتہ سامنے آ جاتا ہے اور جنتیوں کے کام کرتا ہے۔ پھر اس میں داخل ہو جاتا ہے۔

(مشکوۃ شریف باب القدر۔ مسلم شریف)

رزق اللہ کے فضل سے حاصل ہوتا ہے چالاکی سے نہیں:

رزق جو کچھ حاصل ہونا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہی حاصل ہونا ہے چالاکی اور طالب کی تدبیر سے نہیں اس لیے جو کچھ حاصل ہو جائے اسی کو ہی غنیمت جاننا چاہیے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں کیا پتے کی بات بیان فرمائی ہے۔

فریدا روٹی میری کاٹھ کی ، لاون میری بھکھ
جنہاں کھادی چوپڑی ، گھنے سہن گے دکھ

ایک اور شعر میں یوں بیان فرمایا کہ:

رُکھی سکھی کھائے کے ، ٹھنڈا پانی پی
فریدا! ویکھ پرائی چوپڑی ، نہ ترسائیں جی

مطلب:

اے فرید! روکھی سوکھی جیسی بھی روٹی میسر آ جائے وہی کھا لیا کر اور پھر ٹھنڈا اور سادہ پانی ہی پی کر گزارہ کر لیا کر اپنی روکھی سوکھی روٹی چھوڑ کر اوروں کی گھی لگی روٹی کو دیکھ دیکھ کر اپنا جی نہیں ترسانا چاہیے۔

(فیضان الفرید ص 217)

رزق انسان کو تلاش کرتا ہے:

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الرِّزْقَ لَيَطْلُبُ الْعَبْدَ كَمَا يَطْلُبُهُ اَجَلُهُ

(رواہ ابو نعیم فی الحلیہ مشکوۃ شریف باب التوکل والصبر)

بے شک رزق بندے کو اس طرح ڈھونڈتا ہے جس طرح اس کی اجل اسے ڈھونڈتی ہے۔

فائدہ:

اس لیے جو کچھ رزق مقدر میں ہے ہر حال میں حاصل ہو جائے گا۔

حکایت:

ایک دفعہ ایک شخص روزگار سے تنگ آ کر شہر کو چھوڑنا چاہا جب ایک بزرگ سے وداع ہونے کے لیے گیا تو اس بزرگ نے پوچھا۔ تو کہاں اور کیوں جانا چاہتا ہے؟

اس نے عرض کیا: یہ شہر چھوڑنا چاہتا ہوں۔ شاید میرے روزگار میں بہتری ہو جائے۔

اس بزرگ نے فرمایا: اس شہر کے خدا کو میرا اسلام کہنا۔

وہ شخص حیران رہ گیا اور پوچھا کہ کیا وہاں کا خدا کوئی اور ہے؟ خدا تو ایک ہے۔

اس بزرگ نے فرمایا: اے نادان! جب تو اتنا جانتا ہے کہ خدا ہر جگہ ایک ہے تو کیا اتنا بھی نہیں جانتا کہ اس شہر میں تیرا مقدر ایک ہی ہے۔ جا فراخ دلی سے اطاعت الٰہی میں مشغول ہو پھر دیکھ کہ تجھے کیا کیا نعمتیں ملتی ہیں۔

(فیضان الفرید ص 214-213 بحوالہ اسرار الاولیاء فصل 3 ص 25-24)

☆......☆......☆

ہوشیاری اور عقلمندی نجات اور سعادت ابدی کا ذریعہ ہے

(۱) وَاَفْضَلُ قِسْمِ اللّٰهِ لِلْمَرْءِ عَقْلُهٗ — فَلَيْسَ مِنَ الْخَيْرَاتِ شَيْءٌ يُّقَارِبُهٗ

(۲) اِذَا اَكْمَلَ الرَّحْمٰنُ لِلْمَرْءِ عَقْلَهٗ — فَقَدْ كَمُلَتْ اَخْلَاقُهٗ وَمَارِبُهٗ

(۳) يَعِيْشُ الْفَتٰى فِي النَّاسِ بِالْعَقْلِ اِنَّهٗ — عَلَى الْعَقْلِ يَجْرِيْ عِلْمُهٗ وَتَجَارِبُهٗ

(۴) تَزِيْنُ الْفَتٰى فِي النَّاسِ صِحَّةَ عَقْلِهٖ — وَاِنْ كَانَ مَحْظُوْرًا عَلَيْهِ مَكَاسِبُهٗ

(۵) يَشِيْنُ الْفَتٰى فِي النَّاسِ قِلَّةُ عَقْلِهٖ — وَاِنْ كَرُمَتْ اَعْرَاقُهٗ وَمَنَاسِبُهٗ

(۶) وَمَنْ كَانَ غَلَّابًا بِعَقْلٍ وَّنَجْدَةٍ — فَذُوا الْجَدِّ فِيْ اَمْرِ الْمَعِيْشَةِ غَالِبُهٗ

☆خَيْرَاتِ۔ بھلائی، نیکی ☆يَعِيْشُ۔ زندہ رہتا ہے ☆تَجَارِبُ۔ تجربہ کی جمع ☆يَجْرِيْ۔ وہ جاری ہوتا ہے، جاری رہتا ہے قائم رہتا ہے، زندہ رہتا ہے

☆تَزِيْنُ۔ زینت بخشتی ہے ☆يَشِيْنُ۔ عیب لگاتی ہے ☆قِلَّةُ۔ کمی، کمیابی ☆كَرُمَتْ۔ معزز ہوں ☆اَعْرَاق۔ جڑ، اصل، یعنی حسب و نسب ☆مَنَاسِبُ۔ مرتبے، مقام

(1) اللہ تعالیٰ کی افضل عطا انسان کے لیے عقل ہے پس اس کے برابر کوئی بھی بھلائی نہیں ہو سکتی۔

(2) جب رحمٰن واسطے انسان کے اس کی عقل کامل کر دے تو سمجھ لیجیے کہ اس کے تمام اخلاق اور مقاصد پورے ہو گئے۔

(3) انسان لوگوں میں عقل کے باعث ہی زندہ رہتا ہے کیونکہ علم اور تجربات کا دارومدار عقل پر ہی ہوتا ہے۔ (اور جسے عقل نہیں اسے زندگی حاصل بھی ہو تو کس کام کی۔)

(4) عقل کا صحیح ہونا انسان کو لوگوں میں مزین کرتا ہے۔ خواہ اس پہ آمدنی کا دروازہ بند کر دیا جائے یعنی اس سے آمدنی کا دروازہ بند کر دیئے جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(5) کم عقلی جوان کے لیے لوگوں میں عیب کا سبب ہوتی ہے۔ خواہ اس کا حسب نسب اور مرتبہ معزز ہی کیوں نہ ہو۔

(6) جو انسان عقل اور تجربہ کاری میں پختہ ہونے کی وجہ سے غالب ہو تو اس پہ معاش کے مقابلے میں خوش قسمت ہی غلبہ حاصل کر سکتا ہے۔

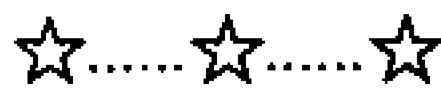
فوائد:

ان اشعار میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بے شمار فوائد بیان کیے ہیں ان میں سے چند ملاحظہ فرمایئے۔

-1 عقل انسان کا حاصل ہونا رب کائنات کی ایک لاجواب عطا ہے اس کے حصول کی وجہ سے جتنا بھی رب کائنات کا شکر ادا کیا جائے کم بلکہ انسان کو چاہیے کہ رب کائنات کی ہر عطا کا شکر ادا کرتا رہے۔

-2 جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے عقل کامل کر دی جائے تو سمجھ لیجیے کہ اس کے تمام اخلاق اور مقاصد حاصل ہو گئے اتنی بڑی نعمت کو محض دنیوی مفادات میں استعمال کر کے گزارنا عقلمندی ہی نہیں۔ یہ رب تعالیٰ کی طرف سے حاصل کردہ خصوصی انعام ہے اس لیے اس کا استعمال حق تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے ہی کرنا چاہیے۔

-3 عقل انسان کو لوگوں میں ایک ایسا مقام دلاتا ہے کہ لوگ اس کی عزت کرتے ہیں۔ دولت دنیا کی کمی بھی اس کے لیے نقصان کا باعث نہیں بنتی۔



علم، ادب اور عقل کی فضیلت

(۱) لَیْسَ الْبَلِیَّةُ اَیَّامِنَا عَجَباً ۔۔۔ بَلِ السَّلَامَةُ فِیْهَا اَعْجَبُ الْعَجَبِ

(۲) لَیْسَ الْجَمَالُ بِاَثْوَابٍ تُزَیِّنُهَا ۔۔۔ اَنَّ الْجَمَالَ جَمَالُ الْعِلْمِ وَالْاَدَبِ

(۳) لَیْسَ الْیَتِیْمُ الَّذِیْ قَدْمَاتَ وَالِدُهٗ ۔۔۔ اَنَّ الْیَتِیْمَ یَتِیْمُ الْعَقْلِ وَالْحَسَبِ

☆بَلِیَّةٌ۔ مصیبت ☆اَیَّامِنَا۔ ہمارے دن، زمانہ ☆السَّلَامَةُ۔ سلامتی ہے ☆اَعْجَبُ الْعَجَبِ۔ حیرت انگیز ☆لَیْسَ الْجَمَالُ۔ جمال ہرگز نہیں، خوبصورتی نہیں۔ ☆اَثْوَاب۔ ثوب کی جمع یعنی کپڑے ☆تَزَیَّنُهَا۔ اسے

خوبصورت بنانے والے، زینت دینے والے

☆مَاتَ۔ فوت ہوا ☆وَالِدُهُ۔ اس کا باپ ☆حَسَبَ۔ مراد شرافت

(1) ہمارے دور میں یعنی (آج کل) مصیبت کا آنا کوئی حیران کن معاملہ نہیں بلکہ سلامتی کا حاصل ہونا ضرور حیران کن ہے۔

(2) محض سجاوٹ والے لباس میں حسن ہرگز نہیں بلکہ حقیقی حسن و جمال تو علم وادب میں ہے۔

(3) جس کا باپ فوت ہو گیا محض وہ یتیم ہرگز نہیں بلکہ حقیقی یتیم تو وہ ہے جو عقل اور شرافت سے باز رکھا گیا یعنی حقیقی یتیم تو وہ ہے جو عقل اور شرافت سے خالی ہے۔ جسے عقل اور شرافت سے نہیں نوازا گیا حقیقی معنوں میں تو یتیم وہ ہے۔

مطلب:

آپ نے ان اشعار میں بیان فرمایا ہے کہ آج کل مصائب و آلام کا دور ہے مصیبتوں کا آنا حیران کن نہیں۔ کیونکہ مصیبتیں تو اکثر آتی ہی رہتی ہیں۔ حیران کن چیز تو وہ ہوتی ہے جو شاذ و نادر پیش آئے مگر مصیبتوں کا آنا تو ہمہ وقت کا ہے کیونکہ روز ازل سے ہی مصیبتیں شروع ہوئیں اور یہ سلسلہ تا قیامت چلتا رہے گا کیونکہ کبھی اپنے ہی اعمال کی سزا کے طور پر اور کبھی آزمائش کے طور پر، کبھی اپنے پروردگار کی طرف متوجہ کرنے کے لیے اور کبھی منزل عشق پہ ثابت قدمی کی آزمائش کے لیے کبھی حقیقی سے تعلق کی مضبوطی کے لیے کبھی گناہوں کی دلدل سے نجات کے لیے یہ سلسلہ کوئی نیا تو نہیں بلکہ آج کل تو لوگ حقیقی سلامتی سے دور ہوتے جارہے ہیں بلکہ سلامتی کا حصول حیران کن ہے۔ کیونکہ لوگ دنیا و مافیہا میں اتنے مگن ہوتے جارہے ہیں کہ ان کی واپسی مشکل ہوتی نظر آنے لگی ہے۔ خوف خدا دلوں سے محو ہوتا جارہا ہے۔ حقائق شریعت سے لوگ ناآشنا ہوتے جارہے ہیں دنیا و مافیہا کی دلدل میں دھنستے جارہے ہیں۔

حقیقی حسن و جمال:

دنیا و مافیہا میں متفرق ہونے کی وجہ سے لوگ تقویٰ و پرہیز گاری اور دیگر شرعی اصولوں کو چھوڑتے جارہے ہیں معیار زندگی لوگوں کا بدلتا جارہا ہے۔ کبھی لوگ حق تعالیٰ کی رضا کے لیے مر مٹنے کو ترجیح دیتے تھے شریعت مطہرہ کے مطابق زندگی کے لیل و نہار گزارنا اور استقامت علی الدین لوگوں کا مشغلہ ہوا کرتا تھا مگر آج کل ظاہری ٹیپ ٹاپ کو حسن تصور کیا جانے لگا ہے۔ حالانکہ محض ظاہری ٹیپ ٹاپ اور سجاوٹ کچھ نہیں۔ محض ظاہری سجاوٹ والا لباس حسن نہیں۔ حسن تو اخلاق کے اچھے ہونے کا نام ہے حقیقی حسن تو شریعت مطہرہ کی پابندی اور دین اسلام کے اصول وضوابط کو اپنانے کا نام ہے۔ حقیقی حسن تو حق تعالیٰ کے قرب کا نام ہے حقیقت میں حسن علم وادب ہے۔ علم وادب کے متعلق الحمدللہ بڑا کچھ یہاں بیان کردیا ہے مگر یہاں باطل حسن کے چند نظائر کی حقیقت ملاحظہ فرمایئے۔

باطل حسن کے چند نظائر:

اصل حسن وہی ہے جو مالک و خالق نے ظاہری طور پر عطا فرمایا ہے علم وادب ہے حسن اخلاق ہے کما حقہ آداب شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کا نام حسن ہے مگر ظاہر بینوں نے مومن ظاہری ٹپ ٹاپ کا نام حسن رکھا ہوا ہے محض ظاہری چہرے کو چمکانے کے لیے نہ جانے کیسی کیسی کریمیں، لوشنز، لپ سٹک وغیرہ لگانی شروع کردی ہیں حالانکہ حقیقت میں یہ چیزیں انسانی چہرے کو خوبصورت نہیں بناتی ہیں بلکہ بگاڑ دیتی ہیں۔ ناخن پالش لگانے سے سمجھ لیا گیا ہے کہ ناخن پالش لگانے سے ناخن خوبصورت ہو جاتے ہیں حالانکہ ناخن پالش بھی انتہائی نقصان دہ چیز ہے۔ اسی طرح حسن میں اضافے کے لیے ناخن بڑھانا بھی فیشن بن گیا ہے

اس کے نقصانات سے کون واقف نہیں۔اس طرح دیگر فیشنوں کا حال ہے۔

ناخن بڑھانے کی مذمت:

کیمیائے سعادت میں مدنی تاجدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے کیمیائے سعادت میں ناخن کٹوانا، نہایت مفید امر ہے مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے ناخن نہ کٹوانے کی مذمت بیان کی گئی ہے تفصیلات کے لیے ہمارے رسائل (ناخن بڑھانے کی مذمت، ناخن بڑھانے کی مذمت اور ناخن پالش لگانے کی مذمت، نیز قبلہ فضیلت کے افادات پہ مبنی الفقیر القادری ابواحمد غلام اویسی مرتب کردہ کتاب افادات اویسیہ فی مسائل جدیدیہ) میں ملاحظہ فرمایئے۔

ناخن بڑھانے اور ناخن پالش لگانے کے نقصانات:

حکیم محمد طارق محمود چغتائی صاحب نے لکھا ہے کہ ”قدیم مصر کی عورتیں بھی اپنے ناخنوں پر رنگ وروغن کرتی تھیں اور (نیل پالش) کا رواج فرعونوں کے دور کی یادگار ہے اس دور کی خواتین رنگ وروغن تیل سے صاف کرتی تھیں لیکن آج کل نیل پالش استعمال کی جاتی ہے جو ناخنوں کے لیے خطرناک ہے۔ سستے نیل پالش ریمور ناخنوں کے قدرتی تیل کو جذب کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی چمک ماند پڑ جاتی ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ناخنوں کو بہت زیادہ لمبے نہیں کرنا چاہیے۔ یہ انہیں کمزور اور بیمار کر سکتے ہیں۔(سنت نبوی اور جدید سائنس ج2 ص379)

ناخن بڑھانے کے نقصانات:

میڈیکل کے اصول اور قانون کے مطابق پیٹ کے کیڑوں کے انڈے انسانی ناخن میں پوشیدہ ہوتے ہیں اور انسان جب کھانا کھاتا ہے تو یہ انڈے کھانے میں شامل ہو کر پیٹ میں چلے جاتے ہیں اور اندر ہی اندر پھلتے پھولتے رہتے ہیں۔

(سنت نبوی اور جدید سائنس ج1 ص450)

ناخن بڑھانا بے شمار امراض میں مبتلا ہونے کا باعث:

حکیم صاحب اپنی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

تحقیق کے مطابق جو خواتین ناخن بڑھاتی ہیں وہ خون کی کمی کا شکار ہو جاتی ہیں ایسی خواتین نفسیاتی امراض کا شکار ہوں گی۔حتیٰ کہ ماہر نفسیات کے بقول ناخن بڑھانا اتنا نفسیاتی مریض بنا دیتا ہے کہ انسان خودکشی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

(سنت نبوی اور جدید سائنس ج اول ص450)

عبرت:

لہٰذا وہ خواتین عبرت حاصل کریں جو غیر مسلموں کو دیکھا دیکھی مہربانوں کی مہربانی اپنائے ہوئے ہیں۔

ناخن پالش لگانے کی مذمت:

حکیم محمد طارق محمود چغتائی صاحب ناخن پالش کی مذمت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کروموپیتھی کے ماہرین کے مطابق رنگ انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں اور انسان جس رنگ کو بار بار دیکھتا ہے اس کا اثر اس کی زندگی پر غالب ہو جاتا ہے چونکہ اکثر ناخن پالش سرخ رنگ کی ہوتی ہے اور یہ رنگ اشتعال، غصہ اور بلڈ پریشر بائی کرتا ہے اس لیے وہ لوگ جو پہلے سے اس مرض میں مبتلا

ہوں ان کے امراض میں فوری اضافہ ہو جاتا ہے اور صحت مند آدمی بھی آہستہ آہستہ ان امراض کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

انسانی صحت اور تندرستی کے لیے ہر رنگ کا ایک منفرد مزاج ہوتا ہے موجودہ فیشن نے مختلف ناخن پالش کے استعمال کی ترغیب دی ہے ان مختلف رنگوں کی الرجی عام آدمی کے لیے بھی ناقابل برداشت ہے تو کیا ایک مریض برداشت کر سکے گا؟ ناخن پالش ناخن کے مسامات کو بند کر دیتی ہے مزید چونکہ ناخن پالش میں رنگ دار کیمیکل ہوتے ہیں اس لیے یہ کیمیکل بے شمار امراض کا باعث بنتے ہیں خاص طور پر اس کا اثر جسم کے ہارموزی سسٹم پر بہ" براپڑتا ہے جس سے خطرناک زنانہ امراض پیدا ہوتے ہیں۔ (سنت نبوی اور جدید سائنس ج اول ص 325)

ناخن پالش ترک کرنا کئی امراض سے نجات کا باعث:

ایک خاتون کو ہاتھوں پر دانے خارش اور پیپ دار پھنسیاں تھیں بہت علاج کرائے لیکن افاقہ نہ ہوا ایک ماہر امراض جلد کے پاس گئیں موصوف عمر رسیدہ اور بہت ماہر مانے جاتے تھے ڈاکٹر صاحب مریضہ کا معائنہ کر کے فرمانے لگے آپ ناخن پالش کتنے عرصے سے استعمال کر رہی ہیں مریضہ کہنے لگی گزشتہ ساڑھے پانچ سالوں سے اور مرض کو کتنا عرصہ ہوا ہے۔ مریضہ نے جواب دیا پانچ سال سے مسلسل مرض موجود ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا آپ ناخن پالش لگانا چھوڑ کر پھر مناسب مختصر علاج کریں۔ مریضہ کا کہنا ہے کہ صرف تیسرے ہفتے میں مکمل صحت یاب ہو گئی۔ (سنت نبوی اور جدید سائنس ج اول ص 324)

فائدہ:

ناخن پالش کے مزید نقصانات معلوم کرنے کے لیے الفقیر القادری ابو احمد غلام حسن اویسی کے رسالہ (نیل پالش لگانے کی مذمت) کا مطالعہ کیجیے۔

لپ اسٹک کے نقصانات:

زیادہ گرم اور زیادہ ٹھنڈی اشیاء کھانے پینے سے ہونٹوں کا قدرتی حسن ختم ہو جاتا ہے اور اگر خواتین فوری علاج نہ کریں تو ہونٹوں کا قدرتی رنگ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتا ہے۔

اس امر کا انکشاف غیر ملکی جریدے کی بیوٹی رپورٹ میں کیا گیا ہے رپورٹ کے مطابق نوعمری سے خواتین زیادہ گرم اور زیادہ ٹھنڈی اشیاء کھانے پینے کی شوقین ہوتی ہیں۔ جس سے ہونٹ متاثر ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ہونٹوں کے ٹشوز مستقل طور پر مر جاتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق لپ سٹک بھی ہونٹوں کے قدرتی حسن سے محروم کرتی ہے بالخصوص ماحولیاتی آلودگی کی تہہ جم جانے سے ہونٹوں پر بے شمار ایسے وائرس جنم لیتے ہیں جو نہ صرف ہونٹوں کی صحت کو خراب کرتے ہیں بلکہ دانتوں اور بعض اوقات منہ کے سارے نظام کو بگاڑ دیتے ہیں۔ علاج نہ کرنے کا مرض بھی لگتا ہے۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ خواتین کو لپ اسٹک لگانے کے چھ گھنٹے تک ہونٹوں کو کھانے پینے اور آلودگی سے بچانا چاہیے۔ ورنہ ہونٹوں پر فنگس ہونے کے خدشات بڑھ جاتے ہیں لہٰذا خواتین کے لیے لپ سٹک مضر ہے۔ (بیوٹی رپورٹ ویکلی سن)

اس لیے اسلام نے زیادہ گرم اور زیادہ ٹھنڈے کھانے پینے سے منع فرمایا ہے۔ (سنت نبوی اور جدید سائنس ج 2 ص 371)

سرخی یا لپ سٹک سے خطرناک کینسر بھی ہو سکتا ہے:

یہ بات اتنی واضح ہے کہ پہلے پہل سرخی میں ایسی چربی استعمال کی جاتی تھی جو بہت جلد پگھلنے نہ پائے تحقیق کے بعد پتا چلا کہ سور کی چربی جلد نہیں پگھلتی تو سرخی یا لپ سٹک میں سور کی چربی ملائی جانے لگی جو کہ بہت قیمتی اور بڑھیا سرخیوں میں اب بھی ملائی جاتی ہے۔

لیکن سرخیوں میں عام طور پر رنگ دار میٹریل اور چربی دار سخت ویزلین وغیرہ کیونکہ رنگ سے خون کے بے شمار امراض پیدا ہوتے ہیں جس میں جسم کا خطرناک مرض کینسر بھی ہو سکتا ہے۔ (سنت نبوی اور جدید سائنس ج اول 425)

فائدہ:

اس سے مسلمان خواتین کو دعوت فکر ہے کہ خدارا جس چیز کا ایک ایک جزو حرام ہے اور پلید ہے اسے ہونٹوں پہ خوبصورتی کے لیے سجانا عقل مندی سے بعید ہے خدارا! غیر مذہبوں کی عادات کو سمجھنے کی کوشش کیجیے۔ یہ سب گندگی کا ڈھیر ہیں جنہیں اکثر ہم فیشن کے طور پر اپنائے ہوئے ہیں۔ اس میں سے خود غیر مذہبوں کی عورتیں بہت ہی کم استعمال کرتی ہیں جبکہ ہمارے ہاں ان چیزوں کا استعمال اتنا عام ہے کہ کھانا ملے یا نہ ملے لپ سٹک ضرور ملے۔ کارآمد اور مفید چیزیں انہیں دے کر یہ چیزیں منگوائی جاتی ہیں۔ اس سے ہمیں عبرت حاصل کرنے کی ضرورت ہے اللہ کرے کسی کی سمجھ میں یہ بات آ جائے۔

چہرہ اور کریمیں:

ماہرین حسن وصحت اس بات پر متفق ہیں کہ تمام کریمیں، ابٹن اور لوشن چہرے پر داغ چھوڑتے ہیں حسن اور خوبصورتی کے لیے چہرے کا کئی بار دھونا از حد ضروری ہے۔ امریکن کونسل فار بیوٹی (Americal Council For Beauty) کی سرکردہ ممبر لیڈلی، بچر نے عجیب وغریب انکشاف کیا ہے کہ اس کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کو کسی قسم کے کیمیاوی لوشن کی ضرورت نہیں ان کے اسلامی وضو سے چہرے کا غسل ہو جاتا ہے اور چہرہ کئی امراض سے بچ جاتا ہے۔

(سنت نبوی اور جدید سائنس ج اول ص 29)

میک اپ کے نقصانات:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجودہ طرز کے میک اپ ہرگز نہیں تھے اربوں روپے خرچ کرنے کے بعد فطرت کی طرف لوٹنا صرف ناکامی ہے اس فیشن کی جس کی چکا چوند عالم کو گھیرے ہوئے تھی اس ضمن میں مشہور مغربی مفکر اور ماہر حفظان صحت کیا کہتا ہے اس کی زبانی غور سے سنیے۔

ڈیل کارینگی کے انکشافات:

"میری زندگی فطرت کے مسلسل مطالعے میں گزری ہے اس بات کو غور سے دیکھا کہ ہم فطرت کے قریب رہتے ہوئے فطرت سے دور تو نہیں جا رہے۔

فیشن اور رواج کی دنیا نے ہمیں صرف دھوکا وفریب دیا ہے میک اپ حسن نسواں کے لیے تھا لیکن جتنا نقصان اس کے حسن نسواں کو دیا ہے شاید ہی کسی چیز نے دیا ہو۔ جنگوں نے ماحول اور حالات بدلے۔ بارود نے تباہ کاریوں کی انتہاء کر دی لیکن میں

سمجھتا ہوں ان کا نقصان کم ہے جتنا نقصان میک اپ سے ہوا ہے۔'' (زندہ رہنا سیکھیے)

کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ میک اپ کے سامان میں کتنا خطرناک کیمیکل استعمال ہوتا ہے اس سے کیا کیا نقصانات ہو رہے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

چہرے کے مہاسے	Acne Vaugaris
سیاہ دانے	Black head
لیس دار تھیلی نما مہاسے	Cyst
کیل اور چھائیاں	Acne Rosacea
ناک پر دانوں کا بگاڑ	Rhi nophyma
عام پھوڑے پھنسیاں	Folliculitis
داد	Rinzworm Tinea Corporis
پھپھوند سے پیدا ہونے والے امراض	Fungal Ingections

یہ وہ امراض ہیں جو جدید سائنس نے دریافت کیں (یعنی میک اپ کی وجہ سے یہ امراض ہوتی ہیں) بے شمار ایسے واقعات معاشرتی طور پر ملتے ہیں جس سے خواتین کے خوبصورت چہرے بدصورتی میں بدل جاتے ہیں۔

حکایت:

ایک خاتون نئی نویلی دلہن علاج کی غرض سے لائی گئی۔ موصوفہ کے چہرے پر سیاہ داغ اور ہلکے دانے تھے تمام گھر والے پریشان تھے معلوم ہوا کہ تمام میک اپ کے کارنامے ہیں اس طرح ایک غیر شادی شدہ خاتون نے اپنے بھائی کی شادی پر میک اپ کیا کچھ عرصے کے بعد چہرے پر سیاہ داغ دھبے اور لکیریں پڑ گئیں حتیٰ کہ مونچھوں اور داڑھی کے بال نکل آئے۔

اسلام نے خواتین کے لیے گھر میں آرائش حسن (صرف اپنے خاوند کے لیے) سے منع نہیں فرمایا لیکن اس کے لیے مصنوعی اور زہریلی ادویات میک اپ کی شکل میں ہمیشہ نقصان دہ ہیں اور اب تو جدید اور پڑھا لکھا طبقہ میک اپ سے دلبرداشتہ ہو کر پھر سے سادگی کی طرف لوٹ رہا ہے۔

پہنچی وہاں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

(سنت نبوی اور جدید سائنس ج اول ص 325 تا 327)

فائدہ:

اسی طرح مزید تفصیلات انشاء اللہ (افادات اویسیہ فی مسائل جدیدیہ) میں بیان کر دی ہیں کتاب کا مسودہ اشاعت کے لیے بہاولپور گیا ہوا ہے اللہ کرے جلد شائع ہو جائے۔

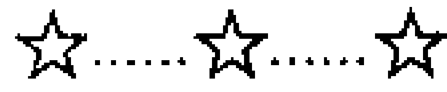
خلاصہ کلام:

خلاصہ یہ ہے کہ ظاہر ٹیپ ٹاپ کچھ نہیں بلکہ نقصان دہ ہے اسی طرح لباس کے سلسلے میں بھی محض ظاہری لباس کی ٹیپ ٹاپ

کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ حقیقی حسن و جمال تو علم وادب میں ہے علم وادب حاصل کیجیے اور اس کے مطابق اپنی زندگی ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

یتیم:

لوگ سمجھتے ہیں کہ یتیم وہ ہے کہ جس کا باپ بچپن میں فوت ہو جائے۔ مگر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ صرف وہ ہی یتیم نہیں بلکہ حقیقی یتیم تو وہ ہے جو بے وقوف ہے اور شرافت سے دور ہے۔ جو عقل اور متعلقات عقل سے دور ہے۔ سمجھداری سے دور ہے۔



ادب اور نسب

(۱) كُنِ ابْنَ مَنْ شِئْتَ وَاكْتَسِبْ اَدَباً ۔۔۔ يُغْنِيْكَ مَحْمُوْدُهٗ عَنِ النَّسَبِ

(۲) فَلَيْسَ تُغْنِي الْحَسِيْبَ نِسْبَتُهٗ ۔۔۔ بِلَا لِسَانٍ لَّهٗ وَلَا اَدَبِ

(۳) اِنَّ الْفَتٰى مَنْ يَّقُوْلُ هَا اَنَاذَا ۔۔۔ لَيْسَ الْفَتٰى مَنْ يَّقُوْلُ كَانَ اَبِيْ

☆وَاكْتَسِبْ اَدَباً۔ اور ادب حاصل کرو☆يُغْنِيْكَ۔ تجھے بے پرواہ کر دے☆مَحْمُوْد۔ خوبی

☆نِسْبَتُهٗ۔ اس کی نسبت☆بِلَا لِسَانٍ۔ بغیر زبان☆حَسِيْب۔ حساب کرنے والا، بزرگوار حساب لینے والا، اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام، مگر یہاں شریف مراد ہے

(1) تم جس کی بھی اولاد ہو تم ادب سیکھو (کیونکہ) اس کی خوبی تجھے نسب سے بے نیاز کر دے گی۔

(2) (کوئی جیسا بھی ہو) اسے اس کا حسب نسب اسے زبان وادب کے بغیر ہرگز فائدہ مند نہیں۔ یہاں تک کہ شریف کو بھی اپنی شرافت کے بغیر صحیح معنوں میں حسب نسب اتنا مفید نہیں جتنا کہ اپنی شرافت کے ساتھ ہو تو مفید ہوتا ہے۔

(3) بے شک جوان وہ ہے جو کہتا ہے کہ آؤ میں یہ ہوں وہ ہرگز جوان نہیں جو کہتا ہے کہ میرا باپ وہ تھا۔

مطلب:

تم جس کی بھی اولاد ہو تمہیں ادب (زندگی گزارنے کا صحیح انداز، یعنی قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزارنے کا طریقہ) سیکھنا چاہیے کیونکہ اس کی خوبی کی بنا پر تجھے وہ شرافت اور عزت و مقام حاصل ہو گا کہ جو بعض اوقات اچھے سے اچھا نسب والا بھی نہیں پا سکتا اس لیے ادب سیکھنا تجھے نسب کی وجہ سے حاصل ہونے والے فوائد سے بے نیاز کر دے گا۔ حسب نسب جیسا بھی ہو زبان وادب کے بغیر مفید نہیں اس لیے حسب نسب کے ساتھ ساتھ زبان وادب کے حصول کے سلسلے میں ضرور محنت کیجیے۔

بے شک جوان وہ ہے جس کی گفتار اور کردار سے واضح ہو کہ وہ جوان ہے کہ وہ جوان مردوں جیسے کام کرے۔ لوگ اس کی

جوان مردی دیکھ کر اس طرف متوجہ ہوں صرف خود ہی نہ کہتا پھرے کہ آؤ مجھے دیکھو میں جوان ہوں بلکہ ایسے ایسے کارنامے سرانجام دے کہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہو جائیں لوگوں میں شہرت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ اصل جوان وہ ہے جو جوانوں جیسے کارنامے سرانجام دے کر دعویٰ کرے کہ آؤ میں جوان ہوں وہ ہرگز جوان نہیں جو اپنے باپ (دادوں یعنی اپنے بزرگوں کے) کارناموں پہ اتراتا پھرے۔

صاحب کردار:

انسان کو صاحب کردار ہونا چاہیے۔ صاحب کردار انسان ہی دنیا و آخرت میں کامیاب ہوتا ہے۔ اس لیے دنیا و آخرت میں کامیاب ہونا چاہتے ہو تو صاحب کردار بنیئے۔ تمہارا کردار ہی دنیا و آخرت میں کامیابی کا سبب بن جائے گا۔ جس مقصد کے لیے تیری تخلیق ہوئی اس مقصد کو مدنظر رکھیے جس خالق و مالک نے تیرے وجود کی مشینری کو تخلیق کیا ہے اسی کے فرمان ذیشان کے مطابق اپنے وجود کی مشینری کو چلا یعنی اس جہان فانی میں حیات مستعار کا ایک ایک لمحہ خالق و مالک کے ارشادات کے مطابق گزار کیونکہ دیکھیے اس جہان فانی میں جتنی بھی چیزیں بنائی گئی ہیں ان کے متعلق اکارخانہ یا فیکٹری والے جو ہدایات جاری کرتے ہیں اگر ان کے مطابق وہ مشینری استعمال کی جائے ان ہدایات کا خاص خیال رکھا جائے تو وہ مشینری جلد خراب نہیں ہوتی۔ بے احتیاطی اس مشینری کی تباہی کا باعث بن جاتی ہے۔ اسی طرح اگر تخلیق کرنے والے مالک و خالق کے احکام کے مطابق زندگی کے لیل ونہار گزارے تو کامیابیوں سے ہمکنار بھی ہوں گے اس وجود کی مشینری جلد خراب بھی نہیں ہوگی۔

اولیاء اللہ:

بہترین انداز سے زندگی گزارنے والے جو اللہ کے بندے تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرتے ہیں حق تعالیٰ انہیں خصوصی انعامات سے نوازتا ہے تندرستی بھی انہیں حاصل رہتی ہے بیماریاں بھی ان کے قریب نہیں آتیں۔

عمل سے زندگی بنتی ہے:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ محض ڈینگیں مارنا کسی کام کا نہیں بلکہ انسان کو چاہیے کہ عمل کو اپنائے۔ حقائق سمجھنے کی کوشش کرے۔ حقائق سے آنکھیں چرانا مفید نہیں بلکہ نقصان کا باعث ہے۔ بعض لوگ اس نشے میں گم رہنے کو قابل فخر سمجھتے ہیں کہ آباؤ اجداد کی عظمتوں کے سہارے اپنی عزت و عظمت کی دھاک لوگوں کے سامنے بٹھانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ یہ ان کی بھول ہے۔ اپنے بزرگوں کے نقش قدم پہ چلیے۔ پھر ان کی عظمتوں کا سہارا لیتے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش کیجیے عمل اختیار کیجیے کیونکہ عمل سے بیگانہ انسان کسی کام کا نہیں۔ پانی پاک صاف بھی کچھ عرصہ اپنی حرکت کھو بیٹھے تو اس میں بھی بدبو پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اکثر تجربہ کر لیجیے حرکت میں برکت ہے۔ عمل میں عظمت ہے۔ عمل ہی کے باعث اکثر کامیابی کا حصول آسان ہو جاتا ہے۔ علامہ اقبال نے کیا خوب بیان فرمایا ہے کہ

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

☆......☆......☆

جسمانی صفات کی نفی اور روحانی فضائل کا اثبات

(۱) اَیُّھَا الْفَاخِرُ جَھْلاً بِالنَّسَبِ — اِنَّمَا النَّاسُ لِاُمٍّ وَّ لِاَبِ

(۲) ھَلْ تَرَاھُمْ خُلِّقُوْا مِنْ فِضَّۃٍ — اَمْ حَدِیْدٍ اَمْ نُحَاسٍ اَمْ ذَھَبِ

(۳) ھَلْ تَرَاھُمْ خُلِّقُوْا مِنْ فَضْلِھِمْ — ھَلْ سِوٰی لَحْمٍ وَّ عَظْمٍ وَّ عَصَبِ

(۴) اِنَّمَا الْفَخْرُ لِعَقْلٍ ثَابِتٍ — وَحَیَآءٍ وَّ عَفَافٍ وَّ اَدَبِ

☆اَیُّھَا الْفَاخِرُ۔ اے فخر کرنے والے☆تَرَاھُمْ۔ انہیں دیکھتے ہو، انہیں خیال کرتے ہو☆خُلِّقُوْا۔ پیدا کیے گئے ہو۔

☆فِضَّۃٍ۔ چاندی☆حَدِیْدٍ۔ لوہا☆نُحَاسٍ۔ تانبا☆ذَھَبِ۔ سونا

☆لَحْمٍ۔ گوشت☆عَظْمٍ۔ ہڈی☆عَصَبِ۔ پٹھے

☆عَفَاف۔ پاک دامنی (بے وقوف شخص یادرکھ)

(1) ارے جہالت کی بناپر حسب نسب پہ تکبر کرنے والے بے شک سبھی لوگ ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں۔ (اس لیے تجھے تکبر کسی طرح بھی جچتا نہیں)

(2) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ چاندی یا لوہے یا تانبے یا سونے سے ان کی تخلیق کی گئی ہے۔ (ایسا ہرگز نہیں)

(3) کیا تم انہیں یہ سمجھتے ہو کہ وہ اپنے فضل یعنی مال ودولت سے تخلیق ہوئے ہیں۔ کیا وہ گوشت، ہڈی اور پٹھوں کے علاوہ کوئی اور چیز ہیں۔

(4) بے شک فخر پائیدار عقل، حیا اور پاک دامنی اور ادب میں ہے۔ (ان صفات کے علاوہ کچھ نہیں)

مطلب:

محض حسب نسب کی بناپر تکبر کرنا جاہلانہ روش ہے اس کی تردید بیان کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ اے جہالت کی بناپر نسب پہ تکبر کرنے والے بے شک سبھی لوگ ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں اس لیے تیرا تکبر اختیار کرنا قطعاً مناسب نہیں بلکہ بے شمار برائیوں کا باعث ہے دنیا وآخرت میں ناکامی کا سبب ہے۔

دوسرے تیسرے اور چوتھے شعر کا خلاصہ:

ان اشعار میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ اتنا غرور کیوں کرتے ہو؟ اتنا تکبر اختیار کرنا ہرگز مناسب نہیں کیونکہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ شاید تم چاندی یا لوہے یا تانبے یا سونے کے پیدا کیے گئے ہو۔ اگر ایسا ہی سمجھتے ہو تو یہ تمہاری خام خیالی ہے ایسا ہرگز نہیں کیونکہ سبھی انسان ظاہری تخلیق کے لحاظ سے ایک جیسے ہیں جب سبھی انسان ظاہری تخلیق کے لحاظ سے ایک جیسے ہیں تو اتنا اترانے اور تکبر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

کیا تم انہیں یہ سمجھتے ہو کہ جن کے ہاں دولت کی ریل پیل ہے، جن کے ہاں مال ودولت کے ڈھیر ہیں ہوسکتا ہے کہ وہ مال

و دولت سے ہی تخلیق ہوئے ہوں تم انہیں اچھی طرح دیکھ لیجیے ان میں بھی تمہاری طرح گوشت، پوست، ہڈیاں اور پٹھے ہیں۔ ان چیزوں کے علاوہ ان کے جسم میں بھی کوئی اور چیز نہیں جس سے واضح ہوا کہ بحثیت تخلیق سبھی ایک جیسے ہیں۔
بے شک فخر، پائیدار عقل، حیاء، پاک دامنی اور ادب میں ہے اس لیے یہ صفات اپنانے کی کوشش کرتا کہ تو قابل فخر شخصیت کا مالک بن سکے۔

تکبر کی مذمت:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ٥

(پ20 سورۃ القصص 37)

یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لیے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ فساد اور عاقبت پرہیزگاروں ہی کی ہے۔
(کنز الایمان)

زمین پر اکڑ کر چلنے کی ممانعت:

رب کائنات نے ارشاد فرماتا ہے کہ:

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا٥

(پ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل ۳۷)

اور زمین میں اتراتا نہ چل بے شک تو زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا۔
(کنز الایمان شریف)

فائدہ:

معلوم ہوا کہ نفسانی بڑائی چاہنا فساد کا ذریعہ ہے دینی بڑائی کی کوشش کرنا عبادت ہے رب فرماتا ہے کہ:

وَجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا (تفسیر نور الفرقان)

فائدہ:

معلوم ہوا کہ فخر و تکبر کی چال اور متکبرین کی سی بیٹھک وغیرہ سب ممنوع ہیں، گفتگو نرم، چلنا آہستگی سے وقار کے ساتھ اس پر بہت سے مسائل متفرح ہیں جن میں فقہاء نے ہاتھی کی سواری شیر کی کھال کی پوتین پہننے سے منع فرمایا ان کا ماخذ یہ آیت ہے۔
(تفسیر نور العرفان)

شیخی کی مذمت عجز و انکساری کی فضیلت:

شیخی میں فائدہ کوئی نہیں گناہ لازم ہو جاتا ہے لہٰذا شیخی چھوڑو، عجز انکساری قبول کرو، سر بلند درختوں پر پھل چھوٹا ہوتا ہے

تواضع کرنے والی بیل پر بڑے پھل لگتے ہیں جیسے کدو، تربوز وغیرہ۔ متکبر آگ میں یا باغ نہیں لگتے عاجز خاک میں ہی لگتے ہیں۔
(تفسیر نور العرفان)

زمین پہ اتراتا نہ چل:

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ

(پ 21 سورۃ لقمان 18)

اور کسی سے بات کرنے میں اپنا رخسارہ کج نہ کر اور زمین میں اتراتا نہ چل بے شک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا فخر کرتا۔
(کنز الایمان)

تکبر کس چیز کا نام ہے:

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ۔ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ۔ اِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ اَنْ يَّكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَّ نَعْلُهٗ حَسَنَةً قَالَ۔ اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ وَيُحِبُّ الْجَمَالَ الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ۔

(رواہ مسلم ریاض الصالحین حصہ اول باب تحریم الکبر حدیث نمبر 615)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کے جوتے اچھے ہوں (تو اس کا کیا حکم ہے)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے تکبر حق کے انکار اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے۔

چادر گھسیٹ کر چلنے کی مذمت:

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ۔ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا۔

(بخاری شریف، مسلم شریف ریاض الصالحین، باب تحریم الکبر حدیث نمبر 619)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اللہ

تعالیٰ اس شخص کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا جو تکبر سے اپنی چادر گھسیٹ کر چلتا ہے۔

حضرت فرید الدین عطا رحمتہ اللہ علیہ کا کلام:

تکبر کی مذمت اور تواضع کی فضیلت حضرت فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب بیان کیا ہے۔

خود ستائی پیشہ شیطاں بود — ہر کہ خود را کم زند مرد آں بود

اپنے آپ کی تعریف کرنا شیطان کا طریقہ ہے جو خود کو کم سمجھے مردوہ ہے۔

گفت شیطاں من ز آدم بہترم — تا قیامت گشت ملعوں لا جرم

شیطان نے کہا میں آدم سے بہتر ہوں یقیناً قیامت تک لعنتی ہوا۔

از تواضع خاک مردم می شود — نور نار از سرکشی گم می شود

انکساری سے مٹی انسان بنتی ہے آگ کی روشنی سرکشی سے گم ہوتی ہے۔

راندہ شد ابلیس از متکبری — گشت مقبل آدم از مستغفری

ابلیس بڑائی کی وجہ سے لعنتی ہوا آدم علیہ السلام استغفار سے مقبول ہوا۔

شد عزیز آدم چو استغفار کرد — خوار شد شیطاں چو استکبار کرد

آدم علیہ السلام عزت والا ہوا جب استغفار کیا شیطان ذلیل ہوا جب بڑائی کی۔

تکبر قابل مذمت:

تکبر قابل مذمت فعل ہے اس سے بچنا چاہیے۔ تکبر قابل فخر نہیں بلکہ قابل فخر اور فضیلت والا عمل تو یہ ہے کہ مجھے پائیدار عقل حاصل ہو جائے اور تکبر پائیدار عقل کو بھی ختم کر دینے والا گندہ کام ہے پائیدار عقل عاجزی سے حاصل ہوتی ہے اس لیے عاجزی اختیار کرنی چاہیے تاکہ پائیدار عقل حاصل ہو۔ حیا اور پاک دامنی اختیار کرنی چاہیے۔ حیاء ایک ایسی صفت ہے جسے اپنانے سے حق تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور دنیا و آخرت میں انعامات سے نوازتا ہے اور پاک دامنی اختیار کرنے سے انسان کو حق تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے پاک دامنی اختیار کرنا اولیاء اللہ و انبیاء کرام کا مقدس طریقہ ہے حق تعالیٰ پاک دامنی اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین بجاہ النبی الکریم الامین

☆......☆......☆

خاموشی کی فضیلت

(۱) اَدَّبْتُ نَفْسِیْ فَمَا وَجَدْتُ لَهَا — بِغَيْرِ تَقْوَى الْإِلٰهِ مِنْ اَدَبِ

(۲) فِیْ كُلِّ حَالَاتِهَا وَاِنْ قَصُرَتْ — اَفْضَلُ مِنْ صَمْتِهَا عَنِ الْكَذِبِ

(۳) وَغِيْبَةِ النَّاسِ اِنَّ غِيْبَتَهُمْ — حَرَّمَهَا ذُو الْجَلَالِ فِی الْكُتُبِ

(۴) اِنْ کَانَ مِنْ فِضَّةٍ کَلَامُكَ یَا نَفْسُ اِنَّ السُّکُوْتَ مِنْ ذَهَبِ

☆اَدَّبْتُ نَفْسِیْ۔ میں نے اپنے نفس ر، رب سکھایا☆فَمَا وَجَدْتُ۔ پس میں نے نہیں پایا
☆فِیْ کُلِّ حَالاً۔ تمام حالتوں میں☆قُصِرْتُ۔ معمولی ہوں☆عَنِ الْکِذَابِ۔ جھوٹ سے
☆غِیْبَةٍ۔ کسی کے پیٹھ پیچھے برا کہنا، غیبت☆حَرَّمَهَا۔ اسے حرام کر دیا☆فِی الْکُتُبِ۔ کتابوں میں
☆فِضَّةٍ۔ چاندی☆کَلَامُكَ۔ تیرا کلام☆سکوت۔ خاموشی☆ذَهَبٍ۔ سونا

(1) میں نے اپنی ذات کو ادب سکھایا تو اس کے لیے میں نے خوفِ خدا کے سوا کوئی ادب نہیں پایا۔ یعنی خوف خدا بہترین ادب ہے۔

(2) اس کے باوجود کہ میں تمام حالتوں میں خواہ معمولی سے ہی معمولی ہوں مگر کوئی چیز میں نے جھوٹ ترک کرنے سے بہتر نہیں پائی۔

(3) اور لوگوں کی غیبت سے خاموشی اختیار کرنے سے بہتر کوئی چیز نہیں پائی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے غیب کو کتب اسماوی میں حرام کیا ہے۔ (اس لیے غیبت سے ہر حال میں اپنی زبان کو محفوظ رکھ)

(4) اے نفس! اگر تیرا گفتگو کرنا چاندی کا ہے یعنی ایسا قیمتی ہے جیسے چاندی تو یاد رکھ کہ خاموشی اختیار کرنا تیرے لیے سونا ہے۔ یعنی خاموشی اختیار کرنا اس سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔

فضیلت خوفِ خدا:

قرآن مجید میں ہے کہ:

یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا

ترجمہ: اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور امید کرتے۔

(پ21۔سورہ سجدہ:16)

دوزخ سے نجات:

عیسیٰ بن طلحہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:

لایدخل النار من بکی من خشیة الله تعالیٰ حتیٰ یلج اللبن فی الفرع، ولا یجتمع غبار فی سبیل الله و دخان جهنم فی منخری عجداً ابداً

(ترمذی شریف حدیث نمبر 1633۔نسائی شریف 3107۔احمد 10182)

(الرسالۃ القشیریہ کا اردو ترجمہ تصوف کا انسائیکلوپیڈیا ص 214)

جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئے وہ دوزخ میں نہیں جائے گا یہاں تک کہ تھنوں میں دودھ واپس نہ چلا جائے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار اور جہنم کا دھواں (دونوں) ایک بندے کے نتھنوں میں جمع نہیں ہو سکتے۔

خوف کی کیفیت:

امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری رحمۃ اللہ علیہ نے خوف کی کیفیت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:
خوف ایک ایسی کیفیت ہے جس کا تعلق آئندہ کے ساتھ ہے خوف اس لیے ہوتا ہے کہ کہیں کوئی ناپسندیدہ بات واضح نہ ہو جائے یا کوئی محبوب چیز جاتی نہ رہے اور یہ دونوں باتیں ایسی چیز سے تعلق رکھتی ہیں جو آئندہ ہونے والی ہے جو چیز موجود ہے اس کے متعلق خوف نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرنا:

اللہ تعالیٰ سے ڈرنا یہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے اس دنیا میں یا آخرت میں سزا دے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے کہ وہ اس سے ڈرتے رہیں چنانچہ ارشاد ہے۔

وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ٥ (پ4، آل عمران175)

اور اگر تم مومن ہو تو مجھ سے ڈرتے رہو۔

وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ٥ (پ1، البقرہ40)

ترجمہ: اور خاص میرا ہی ڈر رکھو۔ (ترجمہ کنزالایمان)

خوف کے تین مراتب:

استاد ابوعلی دقاق فرماتے ہیں کہ خوف کے تین مرتبے ہیں۔

(1) خوف (2) خشیت (3) ہیبت

خوف ایمان کی شرط:

خوف ایمان کی شرط ہے اور یہ ایمان کا تقاضا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ٥ (پ4 آل عمران175)

اور اگر مومن ہو تو مجھ سے ڈرو۔

خشیت علم کی شرط:

اور خشیت علم کی شرط ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:28)

اللہ کے بندوں سے صرف عالم ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔

ہیبت معرفت کی شرط:

وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ (آل عمران:28)

اللہ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔ (الرسالۃ القشیریہ کا ترجمہ ص215)

خوف کے متعلق چند بزرگانِ دین کے اقوال:

☆ ابوعثمان نے ابوحفص سے روایت کی کہ ' دل کا چراغ ہے جس کے ذریعے سے خیر وشر کو دیکھا جاسکتا ہے۔

☆ استاد ابوعلی دقاق فرماتے ہیں کہ خوف یہ ہے کہ تو اپنے دل کو عسیٰ اور سوف (امید وانتظار) کے الفاظ سے نہ بہلائے۔

☆ ابوالقاسم دمشقی نے ابوعمرو دمشقی سے روایت کی کہ ڈرنے والا شخص وہ ہے جو شیطان سے بھی زیادہ اپنے نفس سے ڈرے۔

☆ ابن جلاء فرماتے ہیں کہ ڈرنے والا وہ ہے جسے ہر وہ چیز جس سے دنیا ڈرتی ہے امن دے (اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہو)

☆ مروی ہے کہ خائف اسے نہیں کہتے جو رو رہا ہو اور اپنی آنکھیں پونچھتا ہو اور صاف کرتا ہو خائف تو اسے کہیں گے جو ہر چیز کو، جس پر اسے عذاب کا ڈر ہے ترک کر دے۔

☆ حضرت یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں کہ ابن آدم بے چارہ اگر دوزخ سے اس طرح ڈرتا رہتا جس طرح وہ تنگ دستی سے ڈرتا ہے تو جنت میں چلا جاتا۔

☆ ایک صوفی فرماتے ہیں کہ خوف کی علامت اضطراب اور باب الغیب (اللہ تعالیٰ کے در پر) ٹھہرنا ہے۔

☆ علی بن ابراہیم العکبری فرماتے ہیں کہ کسی نے جنید سے خوف کے متعلق سوال کیا تو فرمایا: ہر سانس کے جاری ہونے کے ساتھ سزا کی توقع رکھنا خوف ہے۔

☆ ہاشم بن خالد نے ابوسلیمان درانی سے روایت کی کہ جس کے دل سے خوف ہٹ گیا وہ تباہ ہو گیا۔

☆ عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے ابوعثمان سے روایت کی کہ سچا خوف یہ ہے کہ ظاہری اور باطنی طور پر گناہوں سے پرہیز کرے۔

☆ حاتم اصم فرماتے ہیں کہ ہر چیز کی زینت ہوتی ہے اور خوف عبادت کی زینت ہے اور خوف کی علامت امید کو کوتاہ کرنا ہے۔

☆ ابوبکر رازی نے ابراہیم بن شیبان سے روایت کی کہ جب خوف دل میں جاگزین ہو جاتا ہے تو دل کی خواہشات کی جگہ کو جلا دیتا ہے اور دل سے دنیا کی رغبت کو نکال دیتا ہے۔

☆ مروی ہے کہ احکام خداوندی کے جاری ہونے کے متعلق قوی علم ہونے کا نام خوف ہے۔

☆ مروی ہے کہ رب کے جلال سے دل کا حرکت کرنا خوف ہے۔

☆ واسطی فرماتے ہیں کہ خوف ورجا نفسوں کے لیے دو لگاموں کا کام دیتے ہیں تاکہ نفوس رعونت اختیار نہ کریں۔

جھوٹ کی مذمت:

غلاصہ از تصوف کا انسائیکلوپیڈیا ترجمہ الرسالۃ القشیر یہ باب خوف دوسرے شعر میں جھوٹ ترک کرنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ کیونکہ جھوٹ کی بہت مذمت بیان ہوئی ہے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اِنَّ الصِّدْقَ یَھْدِیْ اِلَی الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ یَھْدِیْ اِلَی الْجَنَّۃِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَصْدُقُ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰہِ صِدِّیْقاً وَّ اِنَّ الْکَذِبَ یَھْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ۔ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ یَھْدِیْ اِلَی النَّارِ وَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَکْذِبُ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰہِ کَذَّاباً۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، ریاض الصالحین حصہ دوم ص260 باب تحریم الکذب)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی سچ بولتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ بدی کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور بدی دوزخ کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

فائدہ:

اس لیے ہر ممکن طریقہ سے جھوٹ سے پرہیز کیا جائے آج کل بات بات پہ جھوٹ بولا جاتا ہے بلکہ فی زمانہ تو جھوٹ بولنے کو فیشن بنالیا گیا ہے۔ اگر کوئی کہیں جارہا ہوتو پوچھنے والا پوچھے کہ کہاں جارہے ہوتو کہہ دیا جاتا ہے کہ کہیں نہیں؟ حالانکہ وہ کہیں نہ کہیں تو جارہا ہوتا ہے۔ مگر جواب دیتا ہے کہ کہیں نہیں۔ کئی مائیں جب اپنے بچے کو بلاتی ہیں بچہ نہیں آرہا ہوتا تو کہہ دیتی ہیں کہ آؤ چیز لے لو جب بچہ واپس آتا ہے تو کچھ نہیں دیتیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ ایسے امور سے بچنا چاہیے خواہ مخواہ جھوٹ کا گناہ اپنے ذمے لگالیا جاتا ہے حالانکہ اس کا کوئی ظاہری طور پر فائدہ بھی نہیں ہوتا بلکہ اس طرح بچوں کی بھی تربیت پہ برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایک حدیث مبارکہ میں بھی ہے کہ ایک عورت نے اپنے بچے کو بلایا اور چیز دینے کے متعلق کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو اس عورت نے جواباً عرض کیا کہ یارسول اللہ فلاں چیز اسے دینا چاہتی ہوں۔ حضور نے فرمایا اگر کچھ نہ ہوتا تو یہ جھوٹ لکھا جاتا۔ لہٰذا ایسے بے لذت گناہ سے توبہ کرنی چاہیے جو خود بندے کے لیے بھی نقصان کا باعث ہے اور بچوں کے کردار پر بھی منفی اثرات مرتب کرتا ہے۔

ٹیلیفون پہ جھوٹ کی یلغار:

حکایت:

کئی دفعہ یہ تجربہ ہوا ہے کہ ٹیلیفون آیا کسی نے پوچھا کہاں ہو؟ جواب دینے والے نے شہر کا کہا حالانکہ وہ خود اپنے گھر میں تھا۔

ایک دفعہ الفقیر القادری ابواحمد اویسی کو زیارات کے قافلے کے ساتھ اسلام آباد جانے کا اتفاق ہوا۔ واپس آگئے تو الفقیر کے چچازاد بھائی نے فون کیا اور پوچھا کہ کہاں ہو؟

عرض کیا: آپ کہاں ہیں؟

انہوں نے جواب دیا۔ بھائی جان اس وقت میں لاہور میں ہوں۔

یہ کہتے کہتے وہ ہمارے گھر کی طرف آرہا تھا حتیٰ کہ یہ گفتگو اس نے ہمارے گھر میں کہی اور اس وقت یہ فقیر پر تقصیر اس کے سامنے اپنے گھر کے صحن میں بیٹھا فون سن رہا تھا وہ مجھے سامنے بیٹھا دیکھ کر بڑا پریشان ہوا اور ہم بھی ہنس پڑے۔

بعد میں الفقیر القادری نے عرض کیا: میاں صاحب یہ طریقہ اچھا نہیں۔ یہ جھوٹ ہوتا ہے اور جھوٹ بولنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

حکایت نمبر ۲:

فون پہ جھوٹ بولنے کو فیشن بھی بنالیا گیا ہے اور ضرورت بھی اور یہ بیماری ہمیں ایسی چمٹی ہے کہ اس سے بچنا ہمارے لیے دشوار سے دشوار ترین ہوتا جارہا ہے حتیٰ کہ اچھے بھلے شریف لوگ بھی اس بیماری کا شکار ہوتے جارہے ہیں یہاں تک کہ بعض اوقات اس سلسلے میں بعض مولویوں کو بھی جھوٹ بولتے دیکھا گیا ہے۔

ایک دفعہ الفقیر القادری ایک دوست مولوی صاحب کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ فون آیا۔ وہ دوست اس شخص کا فون کسی وجہ سے سننا نہیں چاہتا تھا اس نے مجھے فون پکڑا یا اور کہا کہ اسے کہہ دینا کہ میں اس وقت گھر پہ موجود نہیں ہوں پھر کسی وقت فون کرلے۔ الفقیر القادری نے فون پہ السلام علیکم! عرض کیا اور پھر اسے صورتحال سے آگاہ کرتے ہوئے یہ تو نہ کہا کہ مولوی صاحب گھر نہیں بلکہ صرف اتنا ہی عرض کر دیا کہ پھر کسی وقت فون کر لینا۔ جب فون سے فراغت حاصل ہوئی تو مولوی صاحب کو عرض کیا کہ مولوی صاحب یہ کیا؟ ایسا کہنا تو جھوٹ تھا کہ یہ فقیر عرض کرتا کہ مولوی صاحب گھر پر نہیں حالانکہ آپ تو میرے سامنے گھر پہ موجو ہیں۔ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ کہنے لگے۔ استاد جی کیا کریں۔ میں نے اس کے پیسے دینے تھے میرے پاس تھے نہیں اس لیے سوچا کہ ایک دفعہ تو جان چھڑواؤ پھر دیکھا جائے گا۔ الفقیر عرض کیا کہ مولوی صاحب اس طرح نہ کیا کرو۔ اگر بات نہیں کرنی تھی تو گھنٹی بجنے ہی دیتے۔ نہ کرتے یا کم از کم کال کاٹ دیتے۔ جھوٹ بولنے کا کیا فائدہ بہر حال ایسا نہ کیا کرو۔

فائدہ:

اسی طرح فون پہ جھوٹ بولنے کو عام لوگ اسی طرح اپنا رہے ہیں جس طرح کہ نئی نسل فیشن کو اپناتی جارہی ہے لہٰذا خدارا جھوٹ سے ہر حال میں پرہیز کیجیے۔

قرآن مجید میں ہے کہ:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝

(پ23۔الزمر3)

بے شک اللہ تعالیٰ جھوٹے، ناشکرے، احسان فراموش کو راہ نہیں دکھاتا۔

کاروبار میں جھوٹ بولنا:

عموماً دکاندار اپنا مال فروخت کرنے کے لیے قسمیں کھا کھا کر گاہکوں کو یقین دلانے کی کوشش کرتے ہیں ان کا یہ فعل قابل مذمت ہے۔ کیونکہ جھوٹ بولنا اور جھوٹی قسمیں کھانا گناہ ہے۔

جھوٹے اور من گھڑت لطائف سننا اور سنانا:

بعض لوگ مذاق کے طور پر جھوٹ بولنے کے عادی ہوتے ہیں۔ جو کہ دوسروں کو خوش کرنے کے لیے جھوٹ بولتے ہیں بعض محفل میں رونق پیدا کرنے کے لیے جھوٹی گپ شپ کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ جھوٹ کے زمرے میں آتا ہے مگر ان سے بہت برا

وہ جھوٹ ہے جو دین اسلام کے متعلق بیان کیا جائے جس میں بڑے غلط انداز میں دینی احکام کے متعلق گفتگو کی گئی ہو بلکہ اکثر کفر کے زمرے میں آتا ہے جھوٹ موٹ کی من گھڑت حکایات دین اور دینی احکام کے متعلق بیان کرنا سننا سنانا اسی طرح ایسے من گھڑت لطیفے سننا سنانا منع ہیں جن سے لوگوں کے ذہنوں میں دین اسلام یا دین اسلام کے متعلقات کے متعلق غلط سوچ پیدا ہو۔

غیبت کی مذمت:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝

(پ16، الحجرات 12)

اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو، بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (کنزالایمان)

غیبت کی مذمت:

غیب سے مراد کسی دوسرے کی غیر موجودگی میں اس کے متعلق ایسی بات کہنا جو اگر اس کے سامنے کہی جائے تو اسے تکلیف ہو۔

ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ جو کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تو اپنے بھائی کا ایسا ذکر کرے جس کو وہ ناپسند کرے تو گویا تو نے اس کی غیبت کی۔

عرض کیا گیا: اگر وہ بات میں اپنے بھائی میں دیکھوں جو میں نے کہی ہے تو پھر؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر وہ اس میں ہے تبھی تو وہ غیبت ہے ورنہ تو یہ بہتان ہے۔
(تنبیہ الغافلین حصہ اول ص 196)

غیبت کرنے والوں کے انجام کا ایک منظر:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھے شب معراج جب آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میں ایک ایسی قوم پر گزرا جو اپنے پہلوؤں سے گوشت کاٹتے تھے پھر وہ اس کو لقمہ بناتے تھے اور ان سے کہا جاتا کہ کھاؤ تم اس کو جیسے تم اپنے بھائی کا

میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا: یہ کون ہیں؟

انہوں نے کہا کہ یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو غیبت کرتے تھے۔

حدیث شریف:

آیت وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت دو صحابہ کے متعلق نازل ہوئی تھی اور وہ اس طرح کہ ایک سفر میں دو مالداروں کے ساتھ حضور نے ایک غریب صحابی کو ملا دیا تا کہ وہ ان کا ہاتھ بٹاتا رہے اور کھانے میں بھی شامل رہے جب کئی منزلیں گزر گئیں تو حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان دونوں کے ساتھ آئے پھر ایک جگہ پڑاؤ کیا تو ان کے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا تو انہوں نے اس غریب صحابی سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ اور بچا کھچا سالن لے آؤ جب وہ چلا تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر یہ شخص کسی کنویں پر جا پہنچے تو اس کا پانی بھی کم ہو جائے جب وہ صحابی حاضر بارگاہ رسالت ہوا اور مدعا بیان کیا تو آنحضرت نے فرمایا کہ ان دونوں سے کہہ دو کہ تم دونوں نے سالن کھا لیا پس اس نے واپس آ کر ان کو پیغام پہنچایا تو وہ دونوں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا حضور ہم نے تو سالن نہیں کھایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے مونہوں میں گوشت کی سرخی دیکھ رہا ہوں وہ کہنے لگے ہمارے پاس تو کوئی چیز بھی نہیں تھی اور نہ ہی آج ہم نے گوشت کھایا ہے۔

آپ نے ان سے فرمایا کہ تم دونوں نے اپنے بھائی کی غیبت کی ہے پھر فرمایا کہ جس طرح تم مردے کے گوشت کو کھانا پسند نہیں کرتے اسی طرح غیبت بھی نہ کیا کرو کیونکہ بھائی کی غیبت کرنا اس کے گوشت کھانے کے مترادف ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اول ص 200)

حکایت:

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک آدمی نے کہا کہ فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے لہٰذا میں نے ترکھجوروں کا ایک تھال اس کی طرف بھیجا اور کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم نے اپنی نیکیاں مجھے بطور ہدیہ دی ہیں پس میں نے چاہا کہ تمہیں اس کا بدلہ دوں۔ میں معذرت خواہ ہوں کہ پورا بدلہ دینے کی قدرت نہیں رکھتا۔

(تنبیہ الغافلین حصہ اول ص 200)

غیبت کی وجہ سے اعمال برباد:

مروی ہے کہ اس شخص کی مثال جو لوگوں کی غیبت کرتا ہے اس شخص کی سی ہے جس نے ایک منجنیق نصب کر رکھی ہے اور ہر جہت میں نیکیوں کو اس منجنیق کا نشانہ بنا رہا ہے وہ کبھی کسی خراسانی کی غیبت کرتا ہے۔ کبھی حجازی کی اور کبھی لڑکی کی اس طرح وہ اپنی نیکیوں کو تقسیم کر دیتا ہے اور جب اٹھتا ہے تو اس کے اس کچھ بھی نہیں ہوتا۔

مروی ہے کہ قیامت کے دن بندے کا اعمال نامہ جب لایا جائے گا اور وہ اس میں کوئی نیکی نہیں دیکھے گا تو کہے گا۔ میری نماز، میرا روزہ اور عبادت کہاں گئی؟

جواب ملے گا: لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے تمہارے تمام اعمال رائیگاں گئے۔

(تصوف کا انسائیکلو پیڈیا اردو ترجمہ الرسالۃ القشیریہ ص 257)

اگر گفتگو کرنا چاندی ہے تو خاموشی اختیار کرنا سونا:

خاموشی کے بے شمار فضائل ہیں حضرت ابو سلمہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

مَنْ کَانَ یُؤمن باللّٰہ والیوم الاخر فلایوذ جارہ۔ و من کان یومن باللّٰہ والیوم الاخر فلیقل خیراً اولیصمت

(الرسالۃ القشیر یہ اردو ترجمہ ص 207)

جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسی کو ایذا نہ دے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ اگر کچھ کہے، تو نیک بات کہے ورنہ خاموش رہے۔

خاموشی میں نجات ہے خاموشی کے کچھ فوائد الفقیر القادری نے اپنی تصنیف لطیف (فیضان اویس قرنی) میں عرض کیے ہیں وہاں سے مطالعہ فرمائیے۔

تنبیہ:

خاموش رہنے میں احکام شریعت اور امر و نہی کا لحاظ رکھا جائے اپنے وقت پر خاموش رہنا مردانِ (خدا) کی صفت ہے جس طرح اپنے محل پر بولنا بہت شریف خصلت ہے۔ ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص حق بات کہنے سے خاموش رہا وہ گونگا شیطان ہے اور خاموشی بارگاہ خداوندی میں حاضر ہونے کے آداب میں سے ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ○

(الاعراف:204)

اور جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

خاموشی میں نجات:

حضرت ابو سلمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلایوذ جارہ، و من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلیقل خیراً اولیصمت

(اخرجہ بخاری، 2018، مسلم 47، احمد 7571)

جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسی کو ایذا نہ دے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ اگر کچھ کہے تو نیک بات کہے ورنہ خاموش رہے۔

خاموشی کی اقسام:

خاموشی کی دو قسمیں ہیں۔

(1) ظاہری خاموشی (2) دل وضمیر کی خاموشی

چنانچہ متوکل انسان، رزق کا تقاضا کرنے سے خاموش رہتا ہے۔

مگر عارف کا دل اللہ تعالیٰ کے احکام کی موافقت کی خاطر خاموش ہوتا ہے۔

چنانچہ پہلا (یعنی متوکل) اللہ تعالیٰ کی عنایات پر کلی اعتماد رکھتا ہے اور عارف اللہ تعالیٰ کے تمام احکام پر قناعت کرتا ہے شاعر نے اسی معنیٰ کو ادا کرتے ہوئے کہا ہے۔

تجری علیك صروفه　　　و هموم سرك مطرقه

محبوب کی گردشیں تم پر چلتی رہتی ہیں مگر (اس کے باوجود) تمہارے اسرار کے غم سر جھکائے پڑے رہتے ہیں۔

بعض اوقات فی البدیہہ کہنے کی حیرانی، خاموشی کا باعث بنتی ہے کیونکہ جب کشف اچانک حاصل ہو تو تمام عبارتیں گنگ ہو جاتی ہیں لہٰذا اس وقت نہ کوئی بیان ہوتا ہے اور نہ گویائی اور تمام مشاہدات مانند پڑ جاتے ہیں لہٰذا نہ کسی قسم کا علم ہوتا ہے اور نہ حس۔

(الرسالۃ القشیریہ ص209)

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ (پ7 المائدہ 109)

جس دن اللہ جمع فرمائے گا رسولوں کو پھر فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا، عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں۔

(کنز الایمان)

ارباب مجاهده خاموشی کیوں اختیار کرتے هیں:

ارباب مجاہدہ جانتے ہیں کہ کلام کرنے سے کیا کیا آفتیں پیدا ہوتی ہیں مزید برآں کلام میں نفس کو حظ حاصل ہوتا ہے اور نفس چاہتا ہے کہ مدح کی صفات کا اظہار کرے اور یہ کہ وہ اپنے ہم مرتبہ لوگوں میں امتیازی حیثیت حاصل کرنے کا خواہشمند ہوتا ہے اور یہ ان امور میں سے ہے جن کا شمار مخلوق کی آفتوں میں ہوتا ہے۔

خاموشی، ریاضت کرنے والے صوفیاء کی صفت ہے اور مقام منازلت اور تہذیب اخلاق کے ارکان میں سے ہے۔

(رسالہ قشیریہ اردو ترجمہ ص209)

خاموشی سے حکمت کا وارث:

محمد بن شاذان نے ممشاد الدینوری سے روایت کی کہ حکماء خاموشی اور تفکر ہی سے حکمت کے وارث بنے ہیں۔

فائده:

خاموشی کے فوائد بے شمار ہیں خاموشی کے متعلق قدرے تفصیلات اور تفصیلی فوائد الفقیر القادری ابو احمد اویسی نے اپنی کتاب (فیضان حضرت اویس قرنی) میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے حق تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے آمین۔ تفصیلی فوائد فیضان حضرت اویس قرنی میں ملاحظہ کیجئے۔

☆......☆......☆

خاموشی اور خاطر مدارت کرنے والے کی فضیلت

(۱) سَلِیْمٌ مَنْ حَذَرَ الْجَوَابَا — وَمَنْ دَارَی الرِّجَالَ فَقَدْ اَصَابَا

(۲) وَمَنْ هَابَ الرِّجَالَ تَهَیَّبُوْهُ — وَمَنْ یُّهِنِ الرِّجَالَ فَلَنْ یُّهَابَا

☆حَذَرَ۔ پرہیز کرے بچے ☆دَارَی۔ مداراۃ، خاطر کرنا ☆رِجَال۔ لوگ، لوگوں ☆اَصَابَا۔ اس نے ٹھیک ☆هَاب۔ ڈرے، ڈرا ☆تَهَیَّبُوْهُ۔ اس سے لوگ ڈریں گے ☆مَكَنْ یُّهَابا۔ اس کا رعب ہرگز نہیں ہوگا

(1) جو جواب دینے سے پرہیز کرے اس کی عزت محفوظ رہے گی جو لوگوں کی آؤ بھگت اور مہمان نوازی کرے پس تحقیق اس نے اچھا کام کیا۔ (اس لیے جھگڑے والے امور میں خاموشی اختیار کرنا ہی بہتر ہے)

(2) اور جو لوگوں سے ڈرتا ہے لوگ بھی اس سے ڈرتے ہیں اور جو لوگوں کو ذلیل کرتا ہے پس اس کا رعب ہرگز نہیں ہوگا۔ (بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس کا رعب ختم ہو جاتا ہے) اس لیے خواہ مخواہ چھیڑ چھاڑ کرنے سے بچنا چاہیے۔

مطلب:

اس شعر میں ایک حیثیت سے زبان کی حفاظت کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ جس نے کسی کا جواب دینے سے اپنی زبان کو روکے رکھا اس کی عزت محفوظ رہے گی اور جو شخص لوگوں کی آؤ بھگت کرے گا اور مہمان نوازی کرے گا اس نے اچھا کام کیا۔

جو لوگوں سے ڈرتا ہے کسی کو بھی تنگ نہیں کرتا۔ چھیڑ چھاڑ نہیں کرتا لوگ بھی اسے تنگ نہیں کرتے جو اپنی طاقت، اپنی قوت اور رعب و دبدبہ کے بل بوتے پر اور اپنے وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے لوگوں کو ذلیل و خوار کرتا ہے اس کا رعب ختم ہو جاتا ہے۔

زبان کی حفاظت:

پہلے شعر میں زبان کی حفاظت کے متعلق بہترین طریقہ سے سمجھایا گیا۔

زاھدوں کا عمل:

حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ زاہدوں کا عمل ہے کیونکہ وہ زبان کی حفاظت کی کوشش کرتے ہیں اور دنیا میں اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہیں اور اسی طرح ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ دنیا میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے اس سے پہلے کہ آخرت میں محاسبہ ہو اس لیے کہ دنیا میں محاسبہ آخرت کے محاسبہ سے آسان ہے اور دنیا میں زبان کی حفاظت آخرت کی ندامت سے آسان ہے۔

(تنبیہ الغافلین حصہ اول اردو ترجمہ ص 263)

جواب نہ دینے کا فائدہ:

اگر کوئی سخت سست کہہ رہا ہے لڑائی جھگڑے پہ آمادہ ہو اس کے مدمقابل جواب نہ دینے کے بے شمار فائدے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ انسان دنگے فساد سے بچ جاتا ہے۔ اس کی عزت محفوظ رہتی ہے۔

مہمان نوازی کی فضیلت:

حضرت ابوشریح خزاعی فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم کا یہ ارشاد گرامی سنا کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ مہمان کی مہمان نوازی کرے ایک دن اور ایک رات اس کو شایان شان کھانا دے اور مہمانی تین دنوں کی ہے اس کے بعد صدقہ ہے۔

(تنبیہہ الغافلین اردو ترجمہ حصہ 2 ص 172)

حضرت ابراھیم علیہ السلام کا لقب خلیل اللہ کا سبب:

روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عطیہ عوفی سے فرمایا کہ میری وصیت کو یاد کرو میں دیکھ رہا ہوں کہ اس سفر کے بعد تو میرا شریک سفر کبھی نہ ہوگا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اور ان کے اصحاب اور محبان آل محمد سے محبت کرنا اگر چہ وہ گناہوں میں پڑ گئے ہوں اور جو لوگ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھتے ہیں ان سے تم بغض رکھنا اگر چہ وہ روزہ دار وشب بیدار ہی کیوں نہ ہوں اور کھانا کھلاؤ، سلام پھیلاؤ اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو تم اٹھ کر نماز پڑھا کرو کیونکہ میں نے حضور اکرم کا یہ ارشاد گرامی سنا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کھانا کھلانے، سلام پھیلانے اور رات کو نماز پڑھنے کے باعث خلیل بنایا تھا۔

(تنبیہہ الغافلین حصہ اول ص 181)

☆......☆......☆

حلم کی فضیلت

(۱) وَذِیْ سَفَهٍ یُّوَ جِهُنِیْ بِجَهْلٍ ... وَاَکْرَهُ اَنْ اَکُوْنَ لَهٗ مُجِیْبًا

(۲) یَزِیْدُ سَفَاهَةً وَّ اَزِیْدُ حِلْمًا ... کَعُوْدٍ زَادَفِی الْاِحْرَاقِ طِیْبًا

☆ذِی سَفَهٍ۔ بے وقوف ☆بِجَهْلٍ۔ جہالت کے ساتھ ☆وَاَکْرَهُ۔ اور پسند نہیں ☆لَهٗ مُجِیْبًا۔ اس کا جواب دوں ☆زَادَ۔ زیادہ ہوتی ہے ☆سَفَاهَةً۔ بے وقوفی

(1) احمق میرے ساتھ جاہلانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے جہالت کرتا ہے مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ میں اس کی جاہلانہ گفتگو کا جواب دوں۔ یعنی جاہل کی جاہلانہ گفتگو کا جواب اسی طرح دوں یہ بات مجھے پسند نہیں۔

(2) وہ بے وقوف اپنی بے وقوفی میں اضافہ کرتا ہے جبکہ میں (اس کے مدمقابل حلم وحوصلہ سے کام لیتے ہوئے درگزر کر کے) اپنے جہالت حلم میں اضافہ کرتا ہوں جیسے اگر خوشبودار لکڑی جلائی جائے تو خوشبو میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

جہالت کے مد مقابل خاموشی:

اس پہلے شعر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحمل، بردباری اور حلم وحوصلہ کی صفات اپناتے ہوئے بیان فرمایا ہے کہ جہلاء کا کام ہوتا ہے جہالت اختیار کرنا اس لیے جاہل جہالت سے کام لیتے ہیں ان کی جہالت مدمقابل کے لیے انتہائی تکلیف کا

باعث بنتی ہے۔مگر سمجھدار انسان جہالت کا جواب جہالت کے ذریعے نہیں دیتا بلکہ خاموشی اختیار کرتا ہے تحمل سے کام لیتا ہے۔ جاہلانہ گفتگو کا جواب خاموشی سے دیتا ہے۔اگر سمجھدار جاہل کے ساتھ وہی رویہ اپنائے جو جاہل اپناتا ہے تو جاہل اور اس میں کیا فرق رہ گیا پھر تو دونوں ہی برابر ہو گئے مگر جاہل اور سمجھدار میں فرق تو ہونا چاہیے۔دونوں کے عمل سے معلوم ہونا چاہیے کہ جاہل کا عمل کون سا ہے؟ اور جاہل کے مدمقابل سمجھدار کا عمل کیا ہے۔جاہل نے کیا کیا جبکہ اس کے جواب میں سمجھدار نے کیا کیا؟ اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ احمق اور بے وقوف میرے ساتھ جاہلانہ رویہ اختیار کرتا ہے وہ جہالت اور بے وقوفی سے کام لیتا جس سے مجھے تکلیف ہوتی ہے یہ بات مجھے پسند نہیں مگر اس کی جہالت کا جواب اسی کے رنگ میں نہیں دیتا بلکہ خاموشی اختیار کرتا ہے جہالت کا جواب جاہلانہ رویہ سے دینا مجھے پسند نہیں۔

جاهلوں سے منه پھیر لینے کا حکم:

رب کائنات کا ارشاد گرامی ہے کہ:

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ٥

(پ9 سورۃ الاعراف 199)

فائدہ:

یعنی اپنے ذاتی دشمنوں کو معاف فرمادو اور جو تمہاری ذات سے جہالت کا برتاؤ کرے، اس سے بے توجہی اور درگزر فرماؤ نہ کہ اللہ ورسول کے دشمنوں سے لہٰذا یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے اور اس میں اعلیٰ اخلاق کی تعلیم ہے۔جس سے دشمن بھی دوست بن جاویں۔

(تفسیر نور العرفان ص280)

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ٥ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ٥

(پ9 سورۃ الاعراف 201-200)

اور اے سننے والے اگر شیطان تجھے کوئی کونچا دے تو اللہ کی پناہ مانگ بے شک وہی سنتا جانتا ہے بے شک وہ جو ڈر والے ہیں جب انہیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے تو ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

فائدہ:

اس طرح کہ تمہیں غصہ دلائے اور اپنے دشمن سے لڑنے پر آمادہ کرے تو اعوذ پڑھ لیا کرو خیال رہے کہ اعوذ باللہ دفع غصہ کے لیے بڑی اکسیر ہے۔

(تفسیر نور العرفان)

حلم کی فضیلت:

دوسرے شعر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حلم اختیار کرنا اپنا طریقہ بتایا ہے اس لیے معمولی معمولی سی بات پہ منہ سے جھاگ اڑنے لگے اچھا کام نہیں۔

رب کائنات کا ارشاد گرامی:

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ط
وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ o

(پ4 سورۃ آل عمران 134)

وہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔

(کنزالایمان شریف)

اللہ کی پسندیدہ دو صفات:

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَشَجِّ الْقَیْسِ۔
اِنَّ فِیْكَ خَصْلَتَیْنِ یُحِبُّهُمَا اللّٰهُ الْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ

(رواہ مسلم، ریاض الصالحین باب الحلم والاناۃ والرفق حدیث نمبر 635)

فائدہ:

اس شعر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ جاہل تو اپنی جہالت میں مزید غرق ہوتا چلا جاتا ہے بے وقوف اپنی بے وقوفی میں مزید دھنستا چلا جاتا ہے۔ مگر میں اس کی دیکھا دیکھی اس کی روش نہیں اپناتا بلکہ جیسے وہ اپنی حماقت میں بڑھتا چلا جاتا ہے اسی طرح میں اپنی اچھی صفت حلم و بردباری میں بڑھتا چلا جاتا ہوں جیسے خوشبودار لکڑی سے خوشبو آتی ہے اگر اسے جلایا جائے تو خوشبو میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

☆......☆......☆

عیوب چھپانے کا حکم

(۱) اَلْبِسْ اَخَاكَ عَلٰی عُیُوْبِهٖ — وَاسْتُرْ وَغَطِّ عَلٰی ذُنُوْبِهٖ
(۲) وَاصْبِرْ عَلٰی ظُلْمِ السَّفِیْهِ — وَلِلزَّمَانِ عَلٰی خُطُوْبِهٖ
(۳) وَدَعِ الْجَوَابَ تَفَضُّلًا — وَکِلِ الظَّلُوْمَ عَلٰی حَسِیْبِهٖ

☆اَلْبِسْ۔ پردہ ڈال دے، چھپا دے ☆اَخَاكَ۔ اپنے بھائی کے ☆عُیُوْب۔ عیب کی جمع، خطائیں، غلطیاں، گناہ
☆وَاسْتُرْ۔ اور چھپا، ڈھانک دے ☆غَلَطٌ۔ غلطی ۔تغطیہ چھپانا، تفصیل ☆ذُنُوْبِہٖ۔ اس کے گناہوں کو
☆ظُلْمِ السَّفِیْہِ۔ نادان کے ظلم ☆دَعِ الْجَوَاب۔ جواب دو ☆حَسِیْبٌ۔ مالک حساب

(1) اپنے بھائی کے عیبوں پر پردہ ڈال دیجیے اور اس کے گناہوں پہ بھی پردا ڈال دیجیے۔

(2) بے وقوفوں کی زیادتی اور زمانے کے حوادثات پہ صبر اختیار کیجیے۔

(3) اپنی فضیلت کے باعث ان کی زیادتیوں کا بدلہ لینے کے لیے انہیں جواب بھی نہ دیجیے بلکہ حساب کرنے والے مالک و خالق کے سپرد کر دیجیے۔

فائدہ:

ان اشعار میں بھی صبر اختیار کرنے کے متعلق ہی نصیحت ہے کہ صبر اختیار کرنے کے بے شمار فائدے ہیں۔

عیبوں کو چھپانا اور گناھوں پہ پردہ ڈالنا:

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام ستار بھی ہے۔ کسی کے عیب چھپانا حق تعالیٰ جل جلالہ کی سنت بھی ہے۔ اس کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے۔ یہ صفت اپنانے سے انسان متعدد قسم کے گناہوں سے نجات حاصل کرتا ہے۔ بے شمار قسم کی برائیوں اور تکالیف سے بھی بچ جاتا ہے۔ اگر یہ صفت معاشرہ کے اکثر لوگوں میں پیدا ہو جائے تو معاشرہ امن کا گہوارہ بن جائے۔ مگر افسوس کہ جوں جوں قیامت قریب سے قریب آتی جا رہی ہے۔ اس کو لوگ بھولتے جا رہے ہیں۔

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ یَّسَّرَ عَلٰی مُعْسِرٍ یَّسَّرَ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَہُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاللّٰہُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْہِ وَرِوَایَۃُ الْقُضَاعِیِّ۔

(مشارق الانوار عربی معا اردو ص559 حدیث نمبر 1739)

جو محتاج قرض دار پر آسانی کرے گا تو خدا اس پر دین اور دنیا میں آسانی کرے گا اور جو مسلمان کو کپڑے پہنائے گا یا اس کے عیب چھپائے گا خدا اس کے عیب دین اور دنیا میں چھپائے گا اور خدا بندے کی مدد پر ہے جب تک بندہ اپنے بھائی مسلمان کی مدد پر ہے۔

لوگوں کے عیب چھپانے کی فضیلت:

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا یَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا فِی الدُّنْیَا اِلَّا سَتَرَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

نہ عیب چھپائے گا کوئی بندہ کسی بندے کا دنیا میں مگر خدا اس کے عیب قیامت میں چھپائے گا۔

(مشارق الانوار شریف عربی معا اردو ص559 حدیث نمبر 1740)

صبر اختیار کیجیے:

دوسرے اور تیسرے دونوں شعروں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صبر کی تلقین بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ بے وقوفوں کی زیادتی پر بھی صبر اختیار کرو کیونکہ بے وقوفوں میں عقل نہیں ہوتی۔ وہ سمجھ بوجھ سے فارغ ہوتے ہیں اس لیے جواباً انہیں اسی طرح کے حالات سے دوچار نہ کرو صبر اختیار کیجیے اس طرح حوادثات زمانہ میں مبتلا ہونے کی وجہ سے بے صبری کا مظاہرہ بھی اچھا کام نہیں صبر اختیار کرنا حق تعالیٰ کے انعامات حاصل ہوں گے اللہ تعالیٰ کی معیت خاص سے بھی شرفیاب ہوں گے۔ بے وقوفوں کی طرف سے ہونے والی زیادتیوں کا بدلہ نہ لینا بلکہ خالق و مالک کے سپرد کر دیجیے کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر صحیح فیصلہ کرنے والا اور کوئی نہیں ہوسکتا۔

بے وقوفوں کی زیادتی اور حوادثات زمانہ پر صبر کرنا

دوسرے شعر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے وقوفوں کی زیادتی اور حوادثات زمانہ پہ صبر کرنے کی تاکید بیان فرمائی ہے۔ کہ عام لوگوں سے تمہیں تکلیف پہنچے۔ سہواً یا دانستاً ہر حال میں تم صبر اختیار کیجیے۔ جن سے تکلیف پہنچی انہیں معاف کر دیجیے۔

(1) خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ٥

(سورۃ الاعراف 199)

قبول کیجیے معذرت (خطاکاروں سے) اور حکم دیجیے نیک کاموں کا اور رخ (انور) پھیر لیجیے نادانوں کی طرف سے۔

(2) وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ۔

(سورۃ النور 22)

اور چاہیے کہ (یہ لوگ) معاف کر دیں اور درگزر کریں کیا تم پسند نہیں کرتے کہ بخش دے اللہ تعالیٰ تمہیں۔

(3) وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ٥

اور درگزر کرنے والے ہیں لوگوں سے اور اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے احسان کرنے والوں سے۔

(4) وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔

(سورۃ الشوریٰ 43)

اور جو شخص (ان مظالم) پر صبر کرے اور (طاقت کے باوجود) معاف کر دے تو یقیناً یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ مقدس:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انہوں نے بیان فرمایا کہ انہوں نے نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا آپ پر کوئی ایسا دن بھی آیا ہے جو احد کے دن سے زیادہ سخت تھا؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے تیری قوم کی طرف سے سختیاں برداشت کی ہیں سب سے زیادہ سخت دن عقبہ کا دن تھا۔ جب میں عبد یالیل بن عبد کلال کے پاس گیا اور اس نے میری مرضی کے مطابق مجھے جواب نہ دیا۔ میں غمزدہ اور پریشان ہو کر آگے چل دیا اور مجھے پریشانی کی اس کیفیت سے افاقہ اس وقت ہوا جب میں ''قرن الثعالب'' کے مقام پر پہنچ گیا۔ میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو دیکھا کہ ایک بادل مجھے سایہ کیے ہوئے ہے۔ میں نے اس کے اندر دیکھا تو مجھے جبریل علیہ السلام نظر آئے انہوں نے مجھے ندا دی اور کہا۔ اللہ تعالیٰ نے وہ بات سن لی ہے جو آپ کی قوم نے آپ سے کہی ہے اور وہ جواب بھی جو انہوں نے آپ کو دیا ہے اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتہ کو آپ کی طرف بھیجا ہے تا کہ آپ جو چاہیں اسے حکم دیں۔

پھر پہاڑوں کے فرشتہ نے مجھے ندا دی۔ مجھے سلام کیا اور پھر کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے وہ بات سن لی ہے جو آپ کی قوم نے آپ سے کہی ہے۔ میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ آپ مجھے جو چاہیں حکم دیں۔ آپ کیا چاہتے ہیں اگر آپ چاہیں تو میں ان دونوں پہاڑوں (اخشبین) کو ان کے اوپر آپس میں ملا دوں۔ (اور یہ تباہ ہو جائیں)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسے لوگوں کو پیدا فرمائے گا جو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، ریاض الصالحین باب العفو والاعراض عن الجاہلین باب 25 حدیث نمبر 646)

فائدہ:

حضرت علامہ منظور احمد سیالوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بھی متعدد دفعہ اپنا خواب سنایا اور کئی اصحاب علم کے سامنے بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ میں نے خواب میں قبلہ فیض ملت شیخ القرآن والتفسیر مجدد دور حاضرہ حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوان کی زیارت کی اور خواب میں ہی عرض کیا کہ قبلہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم وحدہٗ لاشریک کے محبوب ہیں۔ محبّ کی شان یہ ہے کہ وہ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ہے۔ سب قدرتوں کا مالک ہے۔ پھر سمجھ نہیں آتی کہ محبوب کے ساتھ کفار نے یہ رویہ اختیار کیے رکھا اور محبّ یہ سب کچھ دیکھتا رہا اس سلسلے میں کچھ بھی نہ کیا ورنہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو آناً فاناً سبھی کفار کو نیست و نابود کر دیتا۔

حضرت علامہ قبلہ فیض ملت مکسرا کر جواب دیا کہ کتاب جبریل پڑھ لیجیے یہ مسئلہ خود بخود ہی حل ہو جائے گا۔ بعد ازاں ہماری ملاقات نہ ہو سکی کہ حضرت صاحب سے اس کی تعبیر اور خصوصاً کتاب جبریل کے متعلق پوچھتا۔

یعنی جب محبوب خود ہی بارگاہ حق میں کفار کے نیست و نابود ہونے کی خواہش اور آرزو نہیں کرتا بلکہ یہی دعا ہوتی ہے کہ یہ لوگ حقیقت سے واقف نہیں ہیں اس لیے انہیں ہدایت عطا فرمانے کی آپ دعا فرماتے ہیں۔ اس لیے محبوب کی دلجوئی مطلوب تھی۔

تکلیف برداشت کرنے کی فضیلت:

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○ (پ 4 آل عمران 134)

اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔

(کنزالایمان شریف)

طاقت کے باوجود معاف کر دینا بڑا کام ہے:

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ فی القرآن المجید فرقان الحمید

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ○

(پ35 سورۃ الشوریٰ 43)

اور بے شک جس نے صبر کیا اور (طاقت کے باوجود) معاف کر دیا تو یہ ضرورت ہمت کے کام ہیں۔

حدیث شریف:

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلاً قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِیْ قَرَابَةً اَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُوْنِیْ وَاُحْسِنُ اِلَيْهِمْ وَيَسِيْئُوْنَ اِلَیَّ وَاَحْلُمُ عَنْهُمْ وَ وَيَجْهَلُوْنَ عَلَیَّ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے رشتے دار ہیں میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں تو وہ میرے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ بردباری سے پیش آتا ہوں تو وہ میرے ساتھ جاہلانہ رویہ اختیار کرتے ہیں۔

فَقَالَ۔ لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَاَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالیٰ ظَهِيْرٌ عَلَيْهِمْ مَّا دُمْتَ عَلٰی ذٰلِكَ۔

(مسلم شریف، ریاض الصالحین ج اول حدیث نمبر 651)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر یہی بات ہے جو تم کہہ رہے ہو تو پھر تم ان کے منہ میں گرم راکھ ڈال رہے ہو اور جب تک تمہارا رویہ یہی رہا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مددگار ان کے خلاف تمہارے ساتھ رہے گا۔

فائدہ:

اس حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے حضرت امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ۔

(الْمَلُّ) وَهُوَ الرَّمَادُ الْحَارُّ، وَهُوَ تَشْبِيْهٌ لِمَا يَلْحَقُهُمْ مِنَ الْاِثْمِ بِمَا يَلْحَقُ اٰكِلَ الرَّمَادِ الْحَارِّ مِنَ الْاَلَمِ وَلَا شَیْءَ عَلٰی هٰذَا الْمُحْسِنِ، اِلَيْهِمْ لٰكِنْ يَّنَالُهُمْ اِثْمٌ عَظِيْمٌ بِتَقْصِيْرِهِمْ فِیْ حَقِّهٖ وَاِذَا خَالِهِمُ الْاَذٰی عَلَيْهِ (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ)

(ریاض الصالحین حصہ اول مترجم ص 200)

الصل۔ میم پرزبر اور لام شہد گرم راکھ کو کہا جاتا ہے یعنی گویا تو انہیں راکھ کھلا رہا ہے اس فعل سے ان کو گناہ ہوگا وہ اسی طرح ہے جیسے گرم راکھ کھانے والے کو تکلیف ہوتی ہے اور اچھا سلوک کرنے والے پر اس کا کسی قسم کا کوئی بوجھ نہیں ہے لیکن اس کے رشتہ داروں کو اس کی حق تلفی کرنے اور اس کو تکلیف دینے کی وجہ سے گناہ ہوگا۔

(دامت اعلم)

خلاصہ:

اپنے دوست احباب اور بھائی کے عیوب اگر تم پہ ظاہر ہو جائیں تو انہیں مشتہر نہ کیجیے۔ بلکہ ان پہ پردہ ڈالتے ہوئے چھپایئے۔ بے وقوف قسم کے لوگ اگر تمہیں تکلیف پہنچائیں تو برداشت کیجیے اور حوادثات زمانہ پہ صبر اختیار کیجیے۔ اپنے مقام اور فضیلت کا لحاظ رکھیے زیادتی کرنے والوں سے بدلہ نہ لیجیے۔ بلکہ انہیں معاف کر دیجیے۔ طاقت ہونے کے باوجود معاف کر دینا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مسنون طریقہ ہے۔

☆......☆......☆

منافقین کی دوستی کی حقیقت

(۱) ذَهَبَ الْوَفَآءُ ذَهَابَ اَمْسِ الذَّاهِبِ وَالنَّاسُ ابْنُ مَخَاتِلٍ وَّ مُوَارِبِ

(۲) يُفْشُوْنَ بَيْنَهُمُ الْمُوَدَّةَ وَالصَّفَا وَ قُلُوْبُهُمْ مَّحْشُوَّةٌ بِعَقَارِبِ

☆وَفَاء۔ وفاداری ☆مُوَدَّة۔ دوستی ☆وَالصَّفَا۔ اور خلوص ☆مَحْشُوَّةٌ بِعِقَارِب۔ بچھو چھپے ہوتے ہیں

(1) جیسے کل گزشتہ چلی گئی ہے اسی طرح وفا بھی (اس جہان فانی سے) چلی گئی ہے (بے وفائی نے ڈیرے ڈال لیے ہیں لوگوں میں اخلاص کی دولت ناپید ہوگئی ہے) لوگ دغاباز، دھوکے باز اور مکار ہوگئے ہیں۔ (اس لیے لوگوں کے دغا و فریب سے بچتے رہنا)

(2) بظاہر تو لوگوں کے سامنے اپنی دوستی اور اخلاص کی شہرت کرتے ہیں (کہ ہمیں آپ کے ساتھ دوستی اور محبت ہے اگر وقت آیا تو جان دینے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔ ہماری یہ دوستی کسی غرض کی خاطر نہیں بلکہ ہماری یہ دوستی محض خلوص پہ مبنی ہے۔ ان کی زبان پہ بظاہر خلوص محسوس ہوتا ہے مگر) ان کے دلوں میں تو بچھو چھپے ہوئے ہیں (جو نہایت زہریلے ہیں ان سے بچنے کی کوشش کیجیے۔ ان کے ظاہر پہ اعتماد نہ کر بیٹھنا کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کا اعتماد تجھے لے ڈوبے۔

خلوص:

اصل قدر و قیمت خلوص کی ہے محض شہرت کی نہیں۔ محض شہرت کا حاصل ہونا تو متعدد مسائل کا سبب ہے۔ جبکہ خلوص انسان کے لیے ہزار ہا فوائد کے حصول کا باعث ہے۔ محض ظاہرداری، ررد نیا داری کچھ نہیں۔ حتیٰ کہ عبادت بھی وہی شرف قبولیت حاصل کرتی ہے جس میں اخلاص ہو۔ بغیر اخلاص کے عبادت بھی کسی کام کی نہیں چہ جائیکہ دوستی اس لیے دوست جو عموماً دوستی کا دم بھرتے ہیں ضروری نہیں کہ اپنے دعوے میں سچے بھی ہوں کہ آج کل اکثر دوستیاں اغراض و مقاصد کے باعث ہوتی ہیں اور جو دوستی

کسی نہ کسی غرض کے باعث ہوئی اس میں وفا نہیں ہوتی اسی لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جیسے کل گزشتہ گزر گیا ہے اسی طرح وفاداری بھی گئی عام لوگ دغاباز اور مکار ہو گئے ہیں جو کہ مکاری کر کے دوستی اور محبت کا دم بھرتے ہیں جب دوستی کے امتحان کا وقت آتا ہے تو یوں غائب ہو جاتے ہیں جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ ان کے دلوں میں بچھو چھپے ہوئے ہیں جونہی موقع ملا ڈس لیتے ہیں ان کے ڈسے ہوئے کا علاج نہایت دشوار ہوتا ہے۔ اس لیے ان سے دوری اختیار کیجیے۔ ان کے قرب سے بچنے کی سعی کیجیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کا داؤ تم پہ چل جائے۔

☆......☆......☆

دشمنوں کی کثرت اور دوستوں کا فقدان

(۱) عِلْمِیْ غَزِیْرٌ وَّ اَخْلَاقِیْ مُهَذَّبَةٌ ۔۔۔ وَمَنْ تَهَذَّبَ یُشْقٰے فِیْ تَهَذُّبِهٖ

(۲) لَوْرُمْتُ اَلْفَ عَدُوٍّ كُنْتُ وَاجِدَهُمْ ۔۔۔ وَلَوْ طَلَبْتُ صَدِیْقاً مَا ظَفِرْتُ بِهٖ

☆اَخْلَاقِی۔ میرے اخلاق ☆مُهَذَّبَةٌ۔ پاکیزہ

☆اَلْفَ۔ ہزار ☆عَدُوٍّ۔ دشمن ☆كُنْتُ وَاجِدَهُمْ۔ تو میں انہیں پاؤں گا ☆طَلَبْتُ۔ میں طلب کروں ☆صَدِیْقاً۔ دوست ☆مَاظَفِرْتُ۔ میں کامیاب نہیں ہوں گا

(1) حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا بیان فرماتے ہیں کہ میرا علم بہت زیادہ ہے میرے اخلاق پاکیزہ نہایت پاکیزہ ہیں جو شخص پاکیزہ بننا چاہے اس سلسلے میں اسے بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

(2) اگر میں چاہوں کہ میرے ہزار دشمن ہوں تو مجھے (بغیر کسی تگ و دو کے (نہایت آسانی سے) ہزار دشمن مل جائیں گے اور اگر میں صرف ایک مخلص دوست تلاش کرنا چاہوں تو مجھے کامیابی حاصل نہیں ہوگی یعنی مجھے ایک بھی مخلص دوست حاصل نہیں ہو سکے گا۔

☆......☆......☆

ثابت قدمی کی دعا

(۱) یَارَبِّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ وَقَلْبِیْ ۔۔۔ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ حَسْبِیْ

☆رَبِّ۔ پالنے والا، پروردگار، پالنہار ☆ثَبِّتْ قَدَمِی۔ مجھے ثابت قدم رکھ ☆سُبْحَانَكَ۔ تو پاک ہے ☆اَنْتَ حَسْبِیْ۔ تو مجھے کافی ہے

اے (میرے) پروردگار! (حق و صداقت والے صراط مستقیم پہ) مجھے ثابت قدم رکھ اور میرے دل کو مضبوطی اور ثابت قدمی سے نواز دے۔ یا اللہ! تو (ہر قسم کی عیوب) سے پاک ہے مجھے تو ہی کافی ہے۔

☆......☆......☆

اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں مناجات

(۱) قَرِيْحُ الْقَلْبِ مِنَ وَّجعِ الذُّنُوْبِ ۔ نَحِيْلُ الْجِسْمِ يَشْهَقُ بِالنَّحِيْبِ

(۲) اَضَرَّ بِجِسْمِهٖ سَهَرُ اللَّيَالِيْ ۔ فَصَارَ الْجِسْمُ مِنْهُ كَالْقَضِيْبِ

(۳) وغَيَّرَ لَوْنَهٗ خَوْفٌ شَدِيْدٌ ۔ لِمَا يَلْقَاهُ مِنْ طُوْلِ الْكُرُوْبِ

(۴) يُنَادِيْ بِالتَّضَرُّعِ يَا اِلٰهِيْ ۔ اَقِلْفِ عَثْرَتِيْ وَاسْتُرْ عُيُوْنِيْ

(۵) فَزِعْتُ اِلَى الْخَلَائِقِ مُسْتَغِيْثًا ۔ وَلَمْ اَرَفِي الْخَلَائِقِ مِنْ مُّجِيْبٖ

(۶) وَاَنْتَ تُجِيْبُ مَنْ يَّدْعُوْكَ رَبِّيْ ۔ وَتَكْشِفُ ضُرَّ عَبْدِكَ يَاحَبِيْبِيْ

(۷) وَدَائِيْ بَاطِنٌ وَّلَدَيْكَ طِبٌّ ۔ وَمَنْ لِّيْ مِثْلُ طِبِّكَ يَاطَبِيْبِيْ

☆قَرِيْحُ۔ قرح، زخم، زخمی ہونا☆قَرِيْحُ الْقَلْبِ۔ زخمی دل☆وَجْعِ۔ درد☆ذُنُوْب۔ گناہوں☆نَحِيْل۔ لاغر، کمزور☆يَشْهَقُ۔ وہ شور کرتا ہے، نعرے مارتا ہے☆اَضَرَّ۔ نقصان پہنچایا☆سَهَرُ اللَّيَالِيْ۔ راتوں کی بیداری☆كَالْقَضِيْب۔ ٹہنی کی مانند☆غَيَّرَ۔ متغیر کر دیا☆لَوْنَهٗ۔ اس کا رنگ☆يَلْقَاهُ۔ اسے پیش آنے والی☆كُرُوْب۔ کرب کی جمع یعنی مصیبت☆يُنَادِيْ۔ وہ پکارتا ہے☆بِالتَّضَرُّع۔ گریہ زاری کے ساتھ☆وَاسْتُرْ۔ اور چھپا☆اِلَى الْخَلَائِقِ۔ مخلوق کی طرف☆مُسْتَغِيْثًا۔ فریاد کر کے☆مُجِيْب۔ فریاد سن کر جواب دینے والا یعنی فریاد رسی کرنے والا☆تُجِيْبُ۔ تو جواب دیتا ہے☆مَنْ يَّدْعُوْكَ۔ جو بھی تجھے پکارے☆تَكْشِفُ۔ تو کھول دیتا ہے، تو زائل کر دیتا ہے☆دَائِيْ۔ میری بیماری، میری تکلیف☆طِبُّكَ۔ تیرا علاج

(1) گناہوں کے درد کے باعث زخمی دل اور نحیف و کمزور جسم والا روتا پیٹتا ہے اور شور کرتا ہے۔

(2) بے خوابی نے اس کے جسم کو اتنا نقصان پہنچایا ہے کہ جسم (سوکھ کر) ٹہنی کی مانند ہو گیا ہے۔

(3) شدید خوف اور ڈر نے اس کا رنگ بدل دیا ہے اور خوف دراز مصیبت کا ہے جس سے اسے واسطہ پڑنے والا ہے۔

(4) وہ روتے ہوئے پکارتا ہے۔ یا الٰہی! میری خطا سے چشم پوشی فرما اور میرے عیبوں کو چھپا دے۔

(5) میں نے فریاد کرتے ہوئے مخلوق کی طرف سے پناہ لی ہے مگر میں نے ان میں سے کسی کو بھی فریاد سن کر فریاد رس تیرے مد مقابل کسی کو نہیں پایا۔

(6) اے میرے رب! تجھے جو بھی پکارے تو اس کی پکار کا جواب عطا فرماتا ہے اے میرے محبوب رب! تو اس پکارنے والے کی تکلیف دور فرما دیتا ہے۔

(7) ا(اس میں کوئی شک نہیں) کہ میری تکلیف (عام لوگوں سے) چھپی ہوئی ہے بلاشبہ میری تکلیف کا علاج تیرے پاس

ہے۔اے میرے طبیب! میرے لیے تجھ جیسا علاج کسی کے بھی پاس نہیں۔

مطلب:

گناہ کی جلن حقیقت میں بہت ہے انسان دنیا میں مگن ہو کر حقیقت سے دور ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ روحانیت سے کوسوں دور ہونے کی وجہ سے گناہوں کی تکلیف بھول جاتا ہے حالانکہ روحانیت سے آشنا جانتے ہیں کہ ہر گناہ کی کتنی جلن ہوتی ہے دنیا اور آخرت میں گناہوں کے جو اثرات مرتب ہوتے ہیں جو مصائب آتے ہیں وہ حقیقت آشنا انسان کا رنگ بدل دیتا ہے ہمیشہ کی مصیبت جس سے واسطہ پڑنے والا ہے اسے تصور میں لاتے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں روتے ہوئے اور گریہ زاری کرتے ہوئے پکارتا ہے کہ یا اللہ جل جلالہ میری خطا سے چشم پوشی فرما۔معاف فرمادے یا اللہ! تو ستار ہے ابواحمد اویسی نے عرض کیا ہے۔

روز قیامت پردے رکھیں مولا تینوں صفت ستاری دا واسطہ ای
یا غفار گناہ معاف کر دے تینوں صفت غفاری دا واسطہ ای
حق مجھن تے عمل دی توفیق عطا فرما تینوں محبوب دی کملی کالی دا واسطہ ای
وقت آخر کلمہ نصیب کریں تینوں کر بل دے قاری دا واسطہ ای

ابواحمد اویسی

یا اللہ! حقیقی فریاد رس تو ہی ہے میں نے ساری دنیا دیکھی ہے مگر کسی کو حقیقی فریاد رس نہیں پایا۔ تجھے جو بھی پکارتا ہے تو اس کی پکار سنتا ہے۔جو بندہ تیری بارگاہ میں دعائیہ رنگ میں کلمات عرض کرنے کی سعادت حاصل کرے تو اس کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازتا ہے اور اس کی تکلیف دور کر دیتا ہے بلاشبہ لوگ میری تکلیف نہیں جانتے مگر یا اللہ! میری تکلیف تجھ سے تو پوشیدہ نہیں۔میری تکلیف تو جانتا ہے اور اس کو دور کرنے کی قدرت بھی تو رکھتا ہے۔کیونکہ علیٰ کل شی ءٍ قدیر تیری شان ہے۔یا اللہ میری تمام تکالیف کا علاج تیرے پاس ہے تجھ جیسا علاج کسی اور کے پاس نہیں۔

☆......☆......☆

صحبت کے دوام کی مذمت

(۱) اِذَا شِئْتَ اَنْ یُّقْلٰی فَزُرْ مُتَوَاتِرًا — وَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَزْدَادَ حُبًّا فَزُرْ غِبًّا

(۲) مُنَا دِمَةُ الْاِنْسَانِ تَحْسُنُ مَرَّةً — وَاِنْ اَكْثَرُوْا اِدْمَانَهَا اَفْسَدُوْا حُبًّا

☆اِذَا شِئْتَ۔ اگر چاہتے ہو☆تَزْدَاد۔ زیادہ ہو، کثرت سے ہو☆فَزُرْ۔ پس زیارت کرو دیکھو، پس ملاقات کرو ☆اَفْسَدُوْا۔ خراب کریں گے

(1) اگر تم چاہتے ہو کہ تم سے کوئی شخص دشمنی اختیار کرے تو اس کے ساتھ متواتر ملاقاتیں کرتے رہو۔(کیونکہ کسی کے پاس بار بار جانا بندے کے وقار میں کمی کر دیتا ہے دوستوں کے سامنے پہلے جیسی عزت نہیں رہتی۔حتیٰ کہ نادانستگی میں بعض اوقات نوبت دشمنی تک بھی پہنچ جاتی ہے) اور اگر محبت کا اضافہ چاہتے ہو تو (کچھ دن) ناغہ کر کے ملاقات کرو (کیونکہ

ایسا کرنے سے دوست کو اکتاہٹ محسوس نہ ہوگی اور محبت میں اضافہ ہوگا)

(2) ایک بار کی (پہلی) صحبت تو (اکثر) اچھی ہوگی (کیونکہ پہلی دفعہ ہر انسان اپنی حقیقت دوسرے کے سامنے عیاں نہیں کرتا بلکہ ایک مخصوص حد تک ہی نزدیکی کرتا ہے احتیاط کا پہلو اختیار کرتا ہے مگر آہستہ آہستہ احتیاط کا پہلو نرم ہوتا جاتا ہے اور بے تکلفی پیدا ہوتی چلی جاتی جس کی وجہ سے برائی والے اپنی اصلیت ظاہر کر دیتے ہیں) اور اگر صحبت میں محویت اور کثرت اختیار کریں گے۔ صحبت بار بار اختیار کریں گے تو (بعض اوقات) محبت کو خراب ہی کر بیٹھیں گے۔

☆......☆......☆

ناخن کٹوانے کا بہترین طریقہ

(۱) قَلِّمْ بِسُنَّةٍ وَّاَدَبٍ یُمْنٰی ثُمَّ یُسْرٰی خَوَابِسَ اَوْ خَسَبٍ

☆قَلِّمْ۔ کٹواؤ، ترشواؤ ☆اَظَافِیْرَکَ۔ اپنے ناخن ☆یُمْنیٰ۔ دایاں ☆یُسْریٰ۔ بایاں ☆خَوَابِسْ اَوْ خَسَبْ۔ دائیں ہاتھ میں علی الترتیب، خنصر، وسطیٰ، ابہام ☆اَوْ خَسَبْت۔ یعنی ابہام، وسطیٰ

ترجمہ: اپنے ناخن مسنون اور پسندیدہ طریقہ کے مطابق کٹواؤ۔ (پہلے) دائیں ہاتھ کے پھر بائیں ہاتھ کے خوابس اور خسب حروف کی ترتیب سے۔

پانچ باتیں معجزات انبیاء سے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ پانچ باتیں معجزات انبیاء سے ہیں۔

(1) مونچھیں ترشوانا (2) ناخن کٹوانا (3) زیر ناف بال صاف کرنا (4) بغل کے بال اکھاڑنا

(5) مسواک کرنا

(تنبیہ الغافلین، اردو ترجمہ حصہ اول ص 360)

مسواک کے دس فائدے:

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے مسواک کی دس خصلتیں نقل فرمائی ہیں وہ ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت فقیہہ ابو اللیث سمرقندی علیہ الرحمۃ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مسواک لازمی کیا کرو کیونکہ اس میں دس خصلتیں ہیں۔

1- یہ منہ کو صاف کرنے والی ہے۔
2- اس سے رب راضی ہوتا ہے۔
3- فرشتوں کو خوشی ہوتی ہے۔
4- آنکھوں کی روشنی بڑھتی ہے۔
5- دانتوں کو سفید کرتی ہے۔
6- مسوڑھے مضبوط کر کے اس کی بیماری کو ختم کر دیتی ہے۔
7- کھانا ہضم کرتی ہے۔
8- بلغم کو ختم کرتی ہے۔

9- نمازوں کا ثواب دگنا ہو جاتا ہے۔ (بلکہ کئی گناہ ثواب بڑھ جاتا ہے)

10- منہ خوشبودار ہو جاتا ہے جو کہ تلاوت قرآن کا ذریعہ ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان پر جمعہ کے دن مسواک کرنا، غسل کرنا اور خوشبو لگانا لازمی ہے۔ حمید بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ:

جمعہ کے دن ناخن تراشنے کا فائدہ:

حمید بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن ناخن تراشنے والے کی بیماری کو اللہ تعالیٰ دور فرما دیتا ہے اور اسے شفا مرحمت فرماتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

حدیث مبارکہ:

حرس ابن شہاب سے مروی ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں جس نے جمعہ کے روز ناخن کاٹے وہ جذام یعنی کوڑھ کی بیماری سے محفوظ رہے گا۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اول ص 361)

فائدہ:

اس سے وہ خواتین عبرت حاصل کریں جو لمبے ناخن رکھنے کی عادی ہوتی ہیں بلکہ آج کل تو یہ فیشن چل نکلا ہے کہ اولاً تو تمام ناخن ہی لمبے ہوں گے ورنہ ایک یا دو تو لمبے ناخن رکھنا فیشن میں شامل ہے۔ یہ فیشن اور دیگر اکثر فیشن نقصان کا سودا ہے صحت بھی برباد ہوتی ہے اور شرعی اصولوں کی بھی مخالفت جو کہ سراسر زیاں ہے۔ حق تعالیٰ حقائق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

نقد جو ملے مدعا تو ادھار پہ جی لگائے کون؟

یہ مقولہ اکثر فیض ملت مجدد دور حاضرہ شیخ القرآن والتفسیر مصنف اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمتہ اللہ علیہ اکثر بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپ ریسرچ کر لیجیے اکثر خواتین یا مرد جو ناخن بڑھانے کے فیشن میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ان کے چہروں پہ بدنما داغ اکثر دیکھنے میں آتے ہیں اور چہرے حسین وجمیل ہونے کے باوجود ان کے چہرے اکثر اڑے اڑے سے نظر آتے ہیں اکثر کے چہروں پہ وحشت سی ٹپکتی رہتی ہے ڈرے ڈرے سے لگتے ہیں۔ زبردستی اور بناوٹی ہنسی مزاح سے اپنے تیور ٹھیک کرنے کی سعی کی جاتی ہے۔

ناخن بڑھانے کے نقصانات کے سلسلے میں الفقیر القادری ابواحمد اویسی کے دو رسائل (ناخن بڑھانے کی مذمت اور ناخن پالش لگانے کی مذمت) اور (ناخن بڑھانے کی مذمت) کا مطالعہ کیجیے۔

ناخن کٹوانے کی مدت:

ہر جمعہ کو اگر ناخن نہ ترشوائے تو پندرہویں دن ترشوائے اور اس کی انتہائی مدت چالیس دن ہے زیادہ ہونا منع ہے۔
(قانون شریعت حصہ دوم ص 466)

فائدہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو موئے زیر ناف کو نہ مونڈے اور ناخن نہ تراشے اور مونچھیں نہ کاٹے وہ ہم میں سے

نہیں ہمارے طریقہ پر نہیں۔(مسلم)(قانون شریعت حصہ دوم ص466)

کٹے بال اور ناخن کا کیا کرے:

مسئلہ: ترشوانے یا مونڈانے میں جو بال نکلے انہیں دفن کردے اسی طرح ناخن کا تراشہ بھی پاخانہ یا غسل خانہ میں ڈال دینا مکروہ ہے کہ اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔(فتاویٰ عالمگیری)

مسئلہ موئے زیرناف کا ایسی جگہ ڈال دینا کہ دوسروں کی نظر پڑے ناجائز ہے۔

مسئلہ:

چار چیزوں کے متعلق حکم یہ ہے کہ دفن کردی جائیں۔ بال، ناخن، حیض کا لتا، خون (عالمگیری)
(قانون شریعت حصہ دوم ص469)

بعض مسلمان بھائیوں کی خدمت میں گزارش:

ان مسلمان بھائیوں کو ضرور اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے جو بال اور ناخن مسجد کے ہی غسل خانہ میں پھینک دیتے ہیں۔ جس کا غسل خانہ، غسل کرنے کے لیے ہوتا ہے اور صاف ستھرا ہونا چاہیے۔ یہ نہیں کہ اِدھر اُدھر ہر طرف بال ہی بال بکھرے پڑے ہوں خصوصاً مساجد کے غسل خانوں کی صفائی کی حالت اکثر دیہاتوں میں نہایت ناگفتہ بہ ہوتی ہے۔

فائدہ:

ناخن بڑھانے کی مذمت کے متعلق الفقیر القادری ابواحمد اویسی نے ایک رسالہ لکھا ہے اللہ کرے کوئی اللہ کا بندہ اسے چھپوا دے تاکہ مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے فائدے کا باعث بنے۔

☆......☆......☆

اپنے آپ کو موت کے لیے تیار کرنا

(۱) عَجِبْتُ لِجَازِعٍ بَاكٍ مُّصَابٍ ۔۔۔ بِاَهْلٍ اَوْحَمِيْمٍ ذِي اكْتِيَابِ

(۲) شَقِيْقُ الْجَيْبِ دَاعِي الْوَيْلِ جِهْلاً ۔۔۔ كَاَنَّ الْمَوْتَ كَالشَّيْءِ الْعُجَابِ

(۳) وَسَوَّى اللّٰهُ فِيْهِ الْخَلْقَ حَتّٰى ۔۔۔ نَبِيَّ اللّٰهِ عَنْهُ لَمْ يُحَابِ

(۴) لَهٗ مَلَكٌ يُّنَادِيْ كُلَّ يَوْمٍ ۔۔۔ لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ

طبیعت کو موت کے لیے تیار کرنا:

☆عَجِبْتُ۔ میں حیران ہوں☆اَوْحَمِيْمٍ۔ یا غم زدہ☆مُصَابٍ۔ دکھی، دکھیارا، مصیبت زدہ

☆شَقِيْقٍ۔ چاک کرتا ہے☆شَقِيْقُ الْجَيْبِ۔ گریبان چاک کرتا ہے گریبان پھاڑتا ہے، یعنی بے صبری کا مظاہرہ

کرتا ہے

☆جَهْلاً۔ جہالت کے باعث، جہالت سے☆ کَالشَّیْءِ الْعُجَاب۔ جیسے کوئی عجیب شے ہے

☆سَوَّی اللّٰهُ۔ اللہ تعالیٰ نے برابر کردیا☆ یُنَادِیْ۔ وہ پکارتا ہے☆ وَابْنُوْا۔ بناؤ کے لیے☆ یُنَادِی۔ وہ پکارتا ہے

☆وَابْنُوْا۔ بناؤ☆ لِلْخَراب۔ ویران کرنے کے لیے☆ لِلْخَراب: سہواً کاٹا گیا۔

(1) گھبرانے والے رونے پیٹنے والے اہل خانہ یا غمزدہ عزیز کی مصیبت اٹھانے والے پر مجھے حیرانگی ہوئی۔

(2) کسی دوست احباب رشتے دار کی موت آنے کے وقت وہ جہالت کے باعث گریبان پھاڑتا اور شور مچاتا ہے جیسے موت کوئی عجیب وغریب شے ہے۔ حالانکہ عجیب وغریب شے نہیں ہر ایک شے کے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

(3) موت کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کو ایک جیسا کیا ہے یہاں تک کہ اللہ کے پیغمبر بھی (اس برابری سے) علیحدہ نہ رہے۔ ہاں یہ حقیقت ایسی ہے کہ جس سے کسی کو بھی انکار نہیں کہ ان کے وصال باکمال اور عام آدمی کی موت میں زمین وآسمان سے بھی زیادہ فرق ہے یہ حقیقت ذہن میں رہنی چاہیے۔

(4) اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ روزانہ ندا کرتا ہے کہ موت کے لیے پیدا کرو اور چیزیں خراب کرنے کے لیے بناؤ۔

رونے پیٹنے کی مذمت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے پیٹنے کی مذمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی انسان کسی تکلیف یا مصیبت میں مبتلا ہوجائے تو اس پہ گھبراہٹ طاری ہوجاتی ہے۔ وہ رونے لگتا ہے اور اگر کوئی عزیز اس جہان فانی سے رخصت ہو جائے تو گھروالے رونا پیٹنا شروع کردیتے ہیں۔ غمزدہ ہوجاتے ہیں۔ رونے پیٹنے والوں کی حالت دیکھ کر مجھے تعجب ہوتا ہے کہ یہ لوگ کیا کررہے ہیں۔ کہ وہ لوگ بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے رونا پیٹنا شروع کردیتے ہیں۔ گریبان پھاڑتے ہیں۔ شور مچاتے ہیں۔ ان کی حالت دیکھ کر مجھے تعجب ہوتا ہے کہ یہ ایسا کیوں کررہے ہیں۔ حالانکہ کل نفسٍ ذائقة الموت ہر ایک نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ بلکہ موت کا وقت پیدائش سے پہلے ہی مقرر کردیا جاتا ہے پھر یہ رونے پیٹنے والے گریبان پھاڑنے والے کیوں شور مچارہے ہیں۔ ان کا یہ رویہ تو مذہب اسلام کی رو سے یکسر ہی خلاف ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا طریقہ مقدس:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاں جب بچہ پیدا ہوتا تو ساتویں دن آپ اسے لے لیتے۔ پوچھنے پر فرمایا اس لیے کہ اس کی کچھ محبت میرے دل میں واقع ہوجائے اور اگر یہ مرجائے تو مجھے اس کا زیادہ اجر ملے۔

(تنبیہ الغافلین حصہ اول ص 38)

اولاد کی وفات پہ صبر کرنے کا اجر:

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص اپنے بچے کو لے آتا تھا پھر بچہ فوت ہوگیا تو کچھ دن وہ شخص بھی حاضر نہ ہوا۔ آنحضرت نے اس کی غیر حاضری کی وجہ صحابہ کرام سے معلوم کی تو عرض کیا گیا کہ اس کا

وہ بچہ فوت ہو گیا ہے جو آپ نے دیکھا تھا۔

آپ نے فرمایا: پھر مجھے اس کی اطلاع تم نے کیوں نہیں دی؟ اٹھو ہم اپنے بھائی سے تعزیت کریں جب آپ اس کے گھر داخل ہوئے تو اس کو غمزدہ دیکھا اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے تو اپنے بڑھاپے اور ضعیفی کے وقت اس سے امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں۔

آپ نے فرمایا: کیا تیرے لیے یہ آسانی نہیں ہے کہ جب قیامت کے دن اس بچے کو کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جا تو وہ عرض کرے گا یا رب! میرے والدین؟ اسے تین مرتبہ جنت میں داخل ہونے کو کہا جائے گا مگر وہ ہر مرتبہ تمہاری سفارش کرے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت کو قبول فرما کر تم سب کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ تو یہ سنتے ہی اس شخص کا حزن وملال جاتا رہا۔

فائدہ:

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تعزیت کرنا سنت ہے کسی کو مصیبت پہنچے تو چاہیے کہ اپنے بھائیوں کی تعزیت کی جائے۔
(تنبیہ الغافلین حصہ اول ص 320)

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنے بیٹے کی وفات پر بہت دکھ ہوا تو ان کے پاس دو فرشتے انسانی شکل میں ایک متنازعہ بات لے کر آئے۔ ایک نے کہا کہ میں نے فصل بوئی تھی اور ابھی کاٹی نہیں کہ یہ شخص وہاں سے گزرا اور فصل خراب کر دی۔

آپ نے دوسرے سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں تو راستے پر جا رہا تھا کہ آگے اس کی فصل آ گئی میں نے فصل کو دائیں بائیں ہٹایا اور اپنا راستہ بنایا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے پہلے شخص سے فرمایا کہ تو نے راستے پر فصل کیوں بوئی تھی؟ کیا تجھے علم نہیں تھا کہ راستہ لوگوں کی ضرورت ہے؟

تب فرشتے نے کہا کہ آپ اپنے بیٹے کی وفات پر غمزدہ کیوں ہیں؟ کیا آپ نہیں جانتے کہ موت آخرت کا راستہ ہے؟

حدیث مذکور ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب سے توبہ کی اور اس کے بعد اپنے بیٹے کی وفات پر کبھی جزع و فزع نہیں کی تھی۔

(تنبیہ الغافلین حصہ اول ص 360)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا طریقہ مبارک:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دوران سفر اپنی بیٹی کی فوتگی کی خبر ملی تو آپ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھ کر فرمایا کہ پردے کی چیز تھی جسے اللہ تعالیٰ نے پردہ دے دیا ایک امانت تھی جسے اللہ تعالیٰ نے سنبھال لیا اور اجر و ثواب کو میری طرف چلایا ہے پھر سواری سے اترے اور دو رکعت نماز (نفل) پڑھی پھر فرمایا۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کے حکم وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ (صبر اور نماز سے استعانت حاصل کرو) کے مطابق صبر کیا۔ (تنبیہ الغافلین حصہ اول ص 321)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آنسو بہانا

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَبِیْ

سَیْفِ الْقَیْنِ وَکَانَ ظِیْرًا لِاِبْرَاهِیْمَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِبْرَاهِیْمَ فَقَبَّلَهٗ وَشَمَّهٗ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَیْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاِبْرَاهِیْمُ یَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ فَجَعَلَتْ عَیْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَاَنْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ یَاابْنَ عَوْفٍ اِنَّهَا رَحْمَةٌ ثُمَّ اَتْبَعَهَا بِاُخْرٰی فَقَالَ اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ یَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یُرْضِیْ رَبَّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ یَااِبْرَاهِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ رَوَاهُ مُوْسٰی عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ الْمُغِیْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ٥ (بخاری شریف)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ابوسیف لوہار کے پاس گئے اور وہ ابراہیم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی رضاعی ماں کے شوہر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکڑا اور بوسہ دے کر ان کو سونگھا پھر اس کے بعد ہم ابوسیف لوہار کے پاس گئے اور ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جان دے رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمان اطہر سے آنسو بہنے لگے تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اور آپ یارسول اللہ'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عوف کے بیٹے! یہ رحمت ہے۔ پھر اس کے بعد روئے اور فرمایا بے شک آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل رنجیدہ ہے اور ہم نہیں کہتے مگر جس سے ہمارا پروردگار خوش ہو اور ہم اے ابراہیم! تیرے فراق کے باعث رنجیدہ اور غمزدہ ہیں۔ اس کی موسیٰ بن سلیمان بن مغیرہ نے ثابت سے انہوں نے انس سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

مطلب:

ابوسیف کا نام حضرت براء بن اوس انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے ان کی بیوی اُم بُردہ کا نام خولہ بنت منذر انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دودھ پلایا تھا۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے وقت سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آبدیدہ ہونا شفقت و رحمت کی وجہ سے تھا۔

سیدہ فاطمہؓ کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر رونا:

حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میت پر رونے کے متعلق لکھا ہے کہ میت پر آواز سے یا صرف آنسوؤں سے رونا جائز ہے بلکہ مُردے کے بعض فضائل بیان کرنا بھی درست ہے جیسے (حضرت بی بی) فاطمہ زہرہ (رضی اللہ عنہا) نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر روتے ہوئے فرمایا تھا۔ ابا جان! آپ جنت میں چلے گئے اب وحی آنا بند ہو گئی وغیرہ۔

(مراۃ شرح مشکوۃ ج ۲ ص ۵۰۰۔۴۹۹)

حضرت حسان بن ثابتؓ کے اشعار:

سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک پر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے غم کا اظہار اشعار میں بھی کیا

ہے ان اشعار میں سے چند اشعار اس طرح سے ہیں۔

يَذِكَّرْنَ الآءَ الرَّسُوْلِ وَمَا اَرٰى   لَهَا مُحْصِيًا نَفْسِيْ فَنَفْسِيْ تَبَلَّدُ

مُفَجَّعَةً قَدْ شَفَّهَا فَقْدُ اَحْمَدُ   فَظَلَّتْ لِاٰلَاءِ الرَّسُوْلِ تَعُدِّدُ

وَمَا بَلَغَتْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ عَشِيْرَةً   وَلٰكِنَّ لِنَفْسِيْ بَعْدُ مَاقَدْ تَوَجَّدُ

اَطَالَتْ وَقُوْفًا تَذْرِفُ الْعَيْنِ جُهْدَهَا   عَلٰى طَلَلِ الْقَبْرِ الَّذِيْ فِيْهِ اَحْمَدُ

ترجمہ: ''عورتیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمتوں اور برکتوں کی یاد دلا رہی ہیں اور میرا یہ حال ہے کہ میں دیکھتا ہوں میری ذات تو آپ کی نعمتوں اور برکتوں کو شمار کرنے سے قاصر ہے اور میں تو بالکل ششدر و حیران ہو رہا ہوں سخت دردمند ہو رہا ہوں اور مجھے تو احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھو جانے نے بالکل نڈھال کر دیا ہے۔ (اسی حیرانی اور نڈھال پن میں) میں ان نعمتوں اور برکتوں کو شمار کر رہا ہوں ورنہ میری ذات کسی ایک معاملے کی نعمتوں کے عشرِ عشیر کو بھی نہیں پہنچ سکتی مگر آہ آپ کے بعد مجھے تو سخت حزن و ملال لاحق ہو گیا ہے۔ میرا دل طویل مدت سے کھڑا میری آنکھوں سے پوری طاقت کے ساتھ اس قبر کے نشان پر جس میں احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دفن کر دیے گئے ہیں آنسو بہا رہا ہے۔

☆☆☆

مصائب زمانہ اور تکالیف دنیا

(۱) فَلَمْ اَرَ كَالدُّنْيَا بِهَا اغْتَرَّ اَهْلُهَا   وَلَا كَالْيَقِيْنِ اسْتَوْحَشَ الدَّهْرَ صَاحِبَهٗ

(۲) اَمُرُّ عَلٰى رَسْمِ الْقَرِيْبِ كَاَنَّمَا   اَمُرُّ عَلٰى رَسْمِ امْرِئٍ مَّا اُنَاسِبُهٗ

(۳) فَوَاللّٰهِ لَوْلَا اَنَّنِيْ كُلَّ سَاعَةٍ   اِذَا شِئْتُ لَاقَيْتُ امْرَءً مَّاتَ صَاحِبَهٗ

(۴) اِذَا مَا اعْتَزَيْتُ الدَّهْرَ اَعَنْهُ بِحِيْلَةٍ   تُجَدِّدُ حُزْنًا كُلَّ يَوْمٍ نَوَادِبُهٗ

مصائب زمانہ اور دنیا کی تکلیفوں کا بیان:

☆فَلَمْ اَرَ۔ پس میں نے نہیں دیکھی ☆كَالدُّنْيَا۔ دنیا جیسی ☆اسْتَوْحَشَ۔ وحشت میں ڈالتا ہے

☆فَوَاللّٰهِ۔ پس بخدا ☆كُلَّ سَاعَةٍ۔ ہر وقت ☆لَاقَيْتُ۔ میں مل سکتا ہوں

☆حِيْلَةٍ۔ تدبیر ☆تُجَدِّدُ۔ نیا کرتی ہیں ☆حُزْنًا۔ غم

(1) دنیا والوں کو دھوکہ دینے والی کوئی چیز سوائے دنیا کے میں نے نہیں دیکھی اور نہ ہی موت جیسی ایسی کوئی چیز دیکھی کہ جن کا ساتھی زمانے کو بھی وحشت میں ڈال دیتا ہے۔

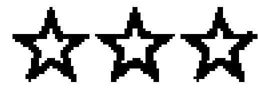
(2) میں اپنے قریبی عزیز کی قبر کے پاس سے ایسے گزرتا ہوں جیسے اس آدمی کی قبر کے پاس سے گزر رہا ہوں جس کے ساتھ میرا کوئی تعلق نہیں۔ (یہاں عمومی لوگوں کا رویہ بیان کیا گیا ہے کہ ہم کیسے فاضلانہ رنگ میں زندگی گزار رہے ہیں کہ قبروں کے پاس گزرتے ہوئے موت یاد نہیں آتی)

(3) پس اللہ کی قسم! کہ میں ہر وقت جب جی چاہے اسے مل سکتا ہے کہ جس کا کوئی ساتھی فوت ہو گیا ہو۔

(4) جب میں کسی نہ کسی طرح اس کے متعلق زمانے کی تکالیف و مصائب سے آفاقہ حاصل کرتا ہوں تو ہر روز رونے والی عورتیں غم کو یاد دلا کر تازہ کر دیتی ہیں۔

مطلب:

یہاں عمومی لوگوں کا رویہ بیان کیا گیا ہے کہ قبروں کے پاس سے گزرتے ہوئے عموماً لوگ غفلت سے گزر جاتے ہیں یہ نہیں سوچتے کہ قبروں سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔



توبہ اور بڑی مصیبت

(۱) فَرْضٌ عَلَى النَّاسِ اَنْ يَّتُوْبُوْا ۔۔۔ لٰكِنَّ تَرْكَ الذُّنُوْبِ اَوْجَبُ

(۲) وَالدَّهْرُ فِيْ صَرْفِهٖ عَجِيْبٌ ۔۔۔ وَغَفْلَةُ النَّاسِ فِيْهِ اَعْجَبُ

(۳) وَالصَّبْرُ فِي النَّائِبَاتِ صَعْبٌ ۔۔۔ لٰكِنَّ فَوْتَ الثَّوَابِ اَصْعَبُ

(۴) وَكُلُّ مَا يُرْتَجٰى قَرِيْبٌ ۔۔۔ وَالْمَوْتُ مِنْ كُلِّ ذَاكَ اَقْرَبُ

کامیابی کے اسباب اختیار کرنے کا حکم:

☆فَرْضٌ۔ ضروری ہے☆تَرْكَ الذُّنُوْبِ۔ گناہوں کو چھوڑیں☆اَنْ يَّتُوْبُوْا۔ کہ توبہ کریں
☆فِيْ حَرْفِهٖ عَجِيْبٌ۔ عجیب چکر میں ہے☆غَفْلَةُ النَّاسِ۔ لوگوں کی غفلت☆اَعْجَبُ۔ زیادہ عجیب ہے
☆فِي النَّائِبَاتِ۔ مصیبتوں میں☆صَعْبٌ۔ مشکل ہے☆فَوْتَ الثَّوَابِ۔ ثواب کا فوت ہونا
☆مَا يُرْتَجٰى۔ وہ چیزیں جن کی توقع ہے☆اَقْرَبُ۔ زیادہ قریب

(1) لوگوں پہ فرض ہے کہ وہ کیے ہوئے گناہوں سے توبہ کریں مگر اس سے بھی زیادہ ضروری اور فرض یہ امر ہے کہ یہ ہے کہ وہ گناہوں کو چھوڑ دیں۔

(2) زمانہ اپنی گردش کے لحاظ سے حیران کن ہے۔ مگر لوگوں کا غافل ہونا اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز ہے۔

(3) مصیبتوں کے وقت صبر سے کام لینا نہایت دشوار کام ہے مگر ثواب کا ضائع ہو جانا اس سے بھی بڑی مصیبت ہے۔

(4) متوقع تمام چیزیں نزدیک ہیں اور ان تمام چیزوں سے زیادہ قریب موت ہے۔ (مگر عام لوگ اس موت سے ہی غافل ہیں)

توبہ کریں:

پہلے شعر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے توبہ کرنے کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے توبہ کے متعلق رب کائنات کے ارشادات گرامی ملاحظہ فرمائیے۔

(1) وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ○

اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔ (پ 18 سورۃ النور 31)

(2) اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ○

بے شک اللہ تعالیٰ پسند رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔ (پ 2 سورۃ البقرہ 222)

اللہ کی طرف توبہ کرو:

وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ (کنز الایمان شریف)

تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ

فَضْلَهٗ ط وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ○

(پ 11 سورۃ ھود 3)

اور یہ کہ اپنے رب سے معافی مانگو اور پھر اس کی طرف توبہ کرو تمہیں بہت اچھا برتنا دے گا ایک ٹھہرائے وعدے تک اور ہر فضیلت والے کو اس کا فضل پہنچائے گا اور اگر منہ پھیرو تو میں تم پر بڑے دن کے عذاب کا خوف کرتا ہوں۔ (کنز الایمان)

فائدہ:

گزشتہ سے معافی مانگنا استغفار ہے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرنا توبہ ہے۔ کبھی دونوں ایک ہی معنی میں آتے ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ توبہ و استغفار سے دنیاوی بلائیں ٹلتی ہیں اور راحتیں ملتی ہیں۔ (تفسیر نور العرفان)

توبۃً نصوحا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ط عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ

عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لا يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ

النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ج نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ

اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ج اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ○

(پ 28۔ سورۃ التحریم 8)

اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔ قریب ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے اتار

دے اور تمہیں باغوں میں لے جائیں جن کے نیچے نہریں ہیں۔ جس دن اللہ رسوانہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے آگے اور ان کے داہنے عرض کریں گے اے ہمارے رب ہمارے لیے ہمارا نور پورا کر دے اور ہمیں بخش دے بے شک تجھے ہر چیز پر قدرت ہے۔

(کنزالایمان شریف)

توبہ کا مفہوم:

عربی زبان میں "توبہ" کے معنی رجوع کرنے کے ہیں چنانچہ جب کوئی شخص کسی بات کی طرف رجوع کرتا ہے۔ تو کہتے ہیں۔ "تاب" لہٰذا توبہ کے معانی یہ ہوئے کہ شریعت میں جو کچھ مذموم ہے اس سے لوٹ کر قابل تعریف شے کی طرف آ جائے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الندم توبۃ۔ ندامت توبہ ہے۔ (اخرجہ ابن ماجہ 252)

توبہ کی شرائط:

اہل سنت کے ارباب اصول کہتے ہیں کہ توبہ کے صحیح ہونے کی تین شرطیں ہیں۔

1- جن امور میں شریعت کی مخالفت کی ہے ان پر ندامت کا اظہار کرنا۔

2- اپنی لغزش و غلطی کو فوراً ترک کر دینا۔

3- یہ ارادہ کرنا کہ جو گناہ اس نے کیے ہیں انہیں دوبارہ نہ کرے گا۔ لہٰذا توبہ کے درست ہونے کے لیے ان امور کا ہونا ضروری ہے۔ (الرسالۃ القشیریہ اردو ترجمہ ص 169)

توبہ کا پہلا درجہ:

توبہ کی کئی قسمیں ہیں توبہ کا پہلا درجہ یہ ہے کہ بندہ خواب غفلت سے بیدار ہو وہ اپنی بری حالت کو محسوس کرے۔ اس مقام تک پہنچنے کے لیے ضروری ہے کہ خدا بندہ کو دل کے کانوں سے زجر و توبیخ سننے کی توفیق دے جو کچھ اس کے دل میں کھٹکتا ہوا سے محسوس کرے کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ (واعظ اللہ فی قلب کل امرء مسلم) (اخرجہ الترمذی 2859، احمد 17184)

ہر مسلم کے دل میں اللہ کا واعظ ہوتا ہے۔

نیز حدیث میں آیا ہے۔

(ان فی البدن لمضغۃ، اذا صلحت صلح جمیع الجسد، واذا فسدت فسد جمیع البدن الا وھی القلب (اخرجہ البخاری 5، مسلم 1599)

بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے کہ جس کے درست ہونے سے تمام جسم درست ہو جاتا ہے اور اس کے خراب ہونے سے تمام بدن خراب ہو جاتا ہے یاد رکھو یہ ٹکڑا دل ہے۔

فائدہ:

لہٰذا جب انسان اپنے دل میں اپنے برے اعمال پر غور کرتا ہے اور ان برے افعال کو جن کو وہ کرتا ہے دیکھتا ہے تو اس کے

دل میں توبہ کا ارادہ پیدا ہوتا ہے اور اس کو اپنے برے اعمال سے باز آنے کا خیال آتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کے ارادہ کو پا کر اس کی مدد فرماتا ہے اور وہ اچھے طریقے سے برے اعمال سے باز آنے کی ابتداء کرتا ہے تو توبہ کے اسباب کی تیاری شروع کر دیتا ہے۔

توبہ کے اسباب پر عمل کی ابتداء:

توبہ کے اسباب پر عمل کی ابتداء برے دوستوں کی مجلس سے الگ رہنے سے ہوتی ہے کیونکہ وہی ارادہ کو ترک کرنے پر اکساتے ہیں اور اس ارادہ کے صحیح ہونے میں شکوک پیدا کرتے ہیں اس کی تکمیل اس وقت ہو سکتی ہے جب وہ اس مشاہدہ پر مداومت کرے جو توبہ کرنے کی رغبت میں اضافہ کرتا ہے اور جس بات کا اس نے عزم کیا ہے اس کے پورا کرنے کے لیے اسباب پیدا کرتا ہے جن سے اس کے خوف اور رجاء کو قوت حاصل ہوتی ہے تب کہیں اس کے دل سے برے اعمال پر اصرار کرنے کی گرہ کھلتی ہے اور وہ ممنوع امور کو کرنے سے رک جاتا ہے اور شہوات کی تابعداری کرنے سے اپنے نفس کی لگام کو کھینچ لیتا ہے فوراً اپنی غلطی کو ترک کر دیتا ہے۔

اگر وہ اپنے ارادہ کے مطابق چلا اور اپنے عزم کے مطابق کام کیا تو گویا صحیح معنوں میں توفیق ایزدی کے قابل ہوا۔ اگر اس نے کئی بار توبہ توڑی اور اپنے ارادہ کو از سر نو توبہ کرنے پر مجبور کیا تو بسا اوقات ایسا بھی ہوا کرتا ہے کہ ہمیں اس قسم کے لوگوں کے توبہ کرنے سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ ہر بات کے لیے مقررہ وقت ہے۔ (الرسالۃ القشیر یہ اردو ترجمہ 170)

تکمیل توبہ:

جب انسان معصیت کو ترک کر کے اپنے دل سے اصرار کی گرہ کھول دیتا ہے اور پھر ارادہ کر لیتا ہے کہ وہ پھر ایسا کام نہ کرے گا تب کہیں اس کے دل پر خالص ندامت طاری ہوتی ہے اور اپنے کیے پر افسوس کرتا ہے اور اپنے اعمال اور برے افعال کے مرتکب ہونے پر نادم ہوتا ہے۔ اس طرح اس کی توبہ مکمل ہوتی ہے اور اس کا مجاہدہ صحیح ہوتا ہے۔

لوگوں سے میل جول رکھنے کی بجائے ان سے علیحدگی اختیار کرنے لگ جاتا ہے اور برے دوستوں کی صحبت میں بیٹھنے کی بجائے وہ ان سے متنفر ہو کر خلوت میں رہنا پسند کرتا ہے وہ دن رات افسوس کرتا رہتا ہے اور اکثر اوقات سچے دل سے نادم و شرمسار رہتا ہے وہ اپنے آنسوؤں کی بارش سے اپنی لغزش کے نشانات مٹاتا ہے اور اچھی توبہ کے ذریعے وہ اپنے گناہوں کے زخموں کا علاج کرتا ہے اپنے ہم جنسوں کے درمیان اپنے گناہوں کی وجہ سے مشہور ہوتا ہے اور اس کی لاغری کے ذریعہ اس کی حالت کی درستی کا پتہ چلتا ہے۔

توبہ کی پہلی منزل:

انسان کی توبہ کی تکمیل اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک وہ اپنے مخالفوں کو راضی نہیں کرتا کیونکہ توبہ کی پہلی منزل یہی ہے کہ اپنے مظلوموں کو، جس طرح بھی ہو، راضی کرے اگر اس کے پاس اس قدر دولت ہو کہ وہ ان کے حقوق ادا کر سکے تو بہتر ہے کہ ادا کر دے یا وہ لوگ اپنی خوشی سے معاف یا بری کر دیں تو خوب ہے ورنہ اسے چاہیے کہ وہ دل سے عزم کرے کہ جب بھی ممکن ہو سکے گا وہ ان کے حقوق ادا کرے گا اور سچے دل سے عجز و انکساری کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرے اور ان کے لیے دعا کرے۔

(رسالۃ القشیر یہ اردو ترجمہ)

عوام و خواص کی توبہ:

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ سے توبہ کی نسبت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا عوام کی توبہ گناہوں سے ہوتی ہے اور خواص کی توبہ غفلت سے ہوتی ہے۔

نوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توبہ یہ ہے کہ تو اللہ کے سوا ہر چیز سے توبہ کر لے۔

جھوٹے لوگوں کی توبہ:

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گناہوں سے باز آئے بغیر توبہ کرنا جھوٹے لوگوں کی توبہ ہے۔

توبہ کا فائدہ اور گناہوں کی نحوست:

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ:

پھر اے عبادت کے طالب! تجھ پر عبادت میں مشغول ہونے سے قبل اپنے گناہوں سے توبہ کرنا لازم ہے اور یہ دو وجہ سے ہے۔

ایک تو اس لیے کہ توبہ کے باعث تمہیں طاعت و عبادت کی توفیق نصیب ہو کیونکہ گناہوں کی نحوست بندے کو طاعت و عبادات بجالانے سے محروم کر دیتی ہے اور اس پر ذلت و رسوائی مسلط کر دیتی ہے یقین جانو کہ گناہ ایک ایسی زنجیر ہے جو بندے کو طاعات و نیکی کی طرف چلنے سے روک دیتی ہے اور گناہوں کے ہوتے ہوئے امور خیر میں جلدی نہیں ہو سکتی کیونکہ گناہوں کا ثقل اور بوجھ نیکیوں کے سکون کو پیدا نہیں ہونے دیتا اور نہ ہی طاعات میں نشاط و خوشی پیدا ہونے دیتا ہے اور گناہوں پر اصرار اور اڑنا دل کو سیاہ کر دیتا ہے اس طرح انسان قساوت قلبی اور گناہوں کی تاریکی میں مبتلا ہو جاتا ہے نہ اس میں خصو پیدا ہو سکتا ہے اور نہ دل کا تزکیہ۔ اور نہ ہی عبادت میں لذت و حلاوت پیدا ہو سکتی ہے۔ جو شخص گناہوں سے تائب نہیں ہو گا اگر خدا کا فضل اس کے شامل حال نہ ہوا تو رفتہ رفتہ یہ گناہ اسے کفر تک پہنچا دیں گے ایسے شخص پر شقاوت اور بدبختی غالب آ جائے گی تو ایسے شخص پر تعجب ہے کہ اس نحوست و قساوت کے ہوتے ہوئے اسے طاعات الٰہی کی توفیق کس طرح مل سکتی ہے اور گناہوں پر اڑنے والا شخص طاعات خداوندی کا دعویٰ کیسے کر سکتا ہے اور خلاف شرع امور کو اپناتے ہوئے وہ عبادت خداوندی کیسے بجا لا سکتا ہے؟ اسی طرح جو شخص گناہوں کی گندگی اور پلیدی سے آلودہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کی مناجات کا قرب کیسے حاصل کر سکتا ہے؟ اسی لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اذا کذب العبد تنحاعنه الملكان من فتن ما يخرج من فيه۔

ترجمہ: جب انسان جھوٹ بولتا ہے تو دونوں کراماً کاتبین جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے اس سے علیحدہ ہو جاتے ہیں اور جھوٹ و غیبت کے ہوتے ہوئے زبان ذکر الٰہی کے لائق کیسے ہو سکتی ہے۔

گناہوں پر اصرار کی نحوست:

اس لیے گناہوں پر اصرار کرنے والے آدمی کو نیک کام کی توفیق ملنا بہت مشکل ہے اور نہ ہی عبادت کرتے وقت ایسے شخص کے اعضاء میں چستی اور سکون پیدا ہو سکتا ہے ایسا شخص اگر کچھ ٹوٹی پھوٹی عبادت کرے گا تو وہ بھی مشقت کے ساتھ پھر ایسی عبادت میں لذت و صفائی وغیرہ کچھ نہ ہوگی۔ یہ سب گناہوں کی نحوست اور ترک توبہ سے ہوگا۔ اس شخص نے سچ فرمایا ہے جس نے

کہا ہے کہ اگر تو رات کو نماز تہجد پڑھنے کی اور دن کو روزہ رکھنے کی قوت نہیں رکھتا تو سمجھ لے کہ تو منحوس ہو چکا ہے اور معاصی کی نحوست تجھ پر مسلط ہو چکی ہے۔

توبہ کے بغیر عبادت قبول نہیں ہوتی:

توبہ کے ضروری ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ بغیر توبہ کے عبادات قبول نہیں ہوتیں جس طرح قرض خواہ کا قرض ادا کرنے سے پہلے اس کے سامنے ہدیئے اور تحفے کوئی اہمیت نہیں رکھتے اور نہ وہ انہیں قبول کرتا ہے اسی طرح پہلے گناہوں سے توبہ لازم ہے اس کے بعد عبادات نافلہ، اسی طرح جب فرائض کسی کے ذمے لازم ہوں تو اس کے نوافل وغیرہ کیسے قبول ہو سکتے ہیں یونہی اگر کوئی شخص حرام و ممنوع تو ترک نہ کرے مگر مباح و حلال اشیاء میں پرہیز و احتیاط کرے تو اس کا ایسا پرہیز کیا وقعت رکھ سکتا ہے اور وہ شخص خدا تعالیٰ سے مناجات اس کی درگاہ میں پسندیدہ اور اس کی ثناء کرنے کے لائق کیسے ہو سکتا ہے جس پر خدا تعالیٰ ناراض اور غصے ہو۔ گناہوں پر اصرار کرنے والوں کا اکثر یہی حال ہے۔

(منہاج العابدین اردو ترجمہ دوسری گھاٹی توبہ ص 34-35)

فائدہ:

اس لیے توبہ اور ترک گناہ بہت ضروری ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان اشعار میں بیان فرمایا ہے کہ پہلے کرد گناہوں سے توبہ کرنی چاہیے اور توبہ کرنے سے پہلے گناہوں کا ترک ضروری ہے گناہ چھوڑے بغیر توبہ کس چیز کا نام رہ جاتا ہے۔

غفلت حیران کن:

زمانہ اپنی گردش کے لحاظ سے ضرور حیران کن ہے ہم دیکھتے رہتے ہیں کہ دن ہو رہا ہے رات ختم ہو رہی ہے۔ رات کے بعد دن کا نکلنا اسی طرح زمانے کی گردش پہ توجہ کی جائے تو ہمیں زمانہ کی گردش بڑی حیران کن اور عجیب و غریب معلوم ہوتی ہے زمانہ کی گردش واقعی حیران کن ہے مگر اس سے زیادہ حیران کن اور عجیب و غریب تو ہماری اپنی کیفیت ہے ہمارا یہ عقیدہ بھی ہے کہ ہم نے مرنا ہے اس جہان فانی سے رخصت ہونا ہے یہ سب کچھ فانی ہے مگر ہم پھر بھی اسی فانی سے دل لگائے ہوئے ہیں بلکہ اسی فانی سے دل لگانے کی وجہ سے ہم حق تعالیٰ سے غافل ہیں کہ جس کے حضور حاضری ہوگی اعمال کی جزا یا سزا کا بھی سامنا کرنا پڑے گا۔

ثواب ضائع ہونا بڑی مصیبت:

انسان کو بڑی بڑی مصیبتوں سے واسطہ پڑتا ہے بعض اوقات ہر مصیبت دوسری سے بڑھ کر ہوتی ہے انسان کو ہر مصیبت پریشان کر دیتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات انسان اتنا پریشان ہو جاتا ہے کہ اسے کچھ بھی بھائی نہیں دیتا مگر ہمارا اس دنیا میں غفلت شعاری اختیار کرنا نہایت بڑی مصیبت ہے افسوس کہ ہم اسی میں مگن ہیں شب و روز اسی مصیبت سے دل لگائے متاع زیست جو خالق و مالک سے حاصل ہوا برباد کرتے جا رہے ہیں زندگی ختم ہوتی جا رہی ہے جو اس زندگی کے ایک ایک لمحہ میں ہم نے ثواب جمع کرنا تھا وہ ہوتا جا رہا ہے ہمارے ثواب کا ضائع ہونا تمام مصیبتوں سے سخت ترین مصیبت ہے مگر یہ حقیقت قیامت کے دن ہم پر واضح ہوگی جب ہم کچھ بھی نہ کر سکیں گے بعض اوقات ہم دنیا میں لوگوں کے دکھاوے کے لیے عبادات کرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں کہ چلو دنیا کو بھی راضی کر لیا اور عبادت بھی کر لی نیکیوں کے ڈھیر بھی اکٹھے کر لیے انسان یہ بھول جاتا ہے نیکی اور ثواب والا کا

وہی ہوتا ہے جو حق تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا جائے یہی ریاکاری اور دنیا کو خوش کرنے کے لیے کیے گئے اعمال کی حقیقت واضح ہوگی تو مصیبتوں کے پہاڑوں میں پس کر رہ جائیں گے جب نیکیوں کے کھلیان سے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ یہ ثواب کا ضائع ہونا بہت بڑی مصیبت ہے اللہ تعالیٰ اس سے مامون و محفوظ فرمائے۔

☆☆☆

حرص کی ممانعت اور جاہ و مال کا زوال

(۱) قَدْ شَابَ رَاسِیْ وَرَاسُ الْحِرْصِ لَمْ یَشِبِ ... اِنَّ الْحَرِیْصَ عَلَی الدُّنْیَا هِیَ تَعَبِ

(۲) مَالِیْ اَرَانِیْ اِذَمَا رُمْتُ مَرْتَبَةً ... فَنِلْتُهَا طَمَحَتْ عَیْنِیْ اِلٰی رُتَبِ

(۳) بِاللّٰهِ رَبِّكَ كَمْ بَیْتٍ مَرَرْتُ بِهٖ ... قَدْ كَانَ یَعْمُرُ بِاللَّذَّاتِ وَالطَّرَبِ

(۴) طَارَتْ عُقَابُ الْمَنَا یَافِیْ جَوَانِبِهٖ ... فَصَارَتْ مِنْ م بَعْدِ هَالِلْوَیْلِ وَالْحَرَبِ

(۵) اَحْبِسْ جَنَانَكَ لَا تَجْمَعْ بِهٖ طَلَباً ... وَلَا وَرَبِّكَ مَا الْاَرْزَاقُ بِالطَّلَبِ

(۶) قَدْیَا كُلُ الْمَالَ مَنْ لَّمْ یُجِفْ رَاحِلَةً ... وَیَتْرُكُ الْمَالَ مَنْ قَدْ جَدَّ فِیْ طَلَبِ

☆عُقَابُ الْمُنَایا۔ موت کے عقاب

☆شاب۔ سفید ہوگیا ☆تَعَبٌ۔ پریشانی ☆بِاللَّذَّاتِ وَالطَّرَبِ۔ عیش و عشرت سے

☆اَحْبِسْ۔ سمیٹو ☆لَا تَجْمَعْ۔ جمع سے بمعنی سرکشی کرنا، تم زیادہ سرکشی کی کوشش نہ کرو ☆مَا الْاَرْزَقُ بِالطَّلَبِ۔ روزی تلاش کرنے سے نہیں ملتی ☆فَلَا وَرَبِّكَ۔ پس رب کی قسم

☆یَاكُلُ الْمَالَ۔ وہ کھاتا ہے مال مراد، وہ مال پاتا ہے ☆مَنْ قَدْ جَدَّ فِی الطَّلَبِ۔ جس نے مال حاصل کرنے کی کوشش کی اس نے پالیا۔

نفس اور خواہش کی اتباع پر ملامت:

(1) تحقیق میرا سر (بڑھاپے کی وجہ سے) سفید ہوگیا ہے مگر حرص کے بال سفید نہیں ہوئے دنیا کا لالچی پریشانی میں مبتلا رہتا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ تیرے بڑھاپے نے جوانی کی چادر کو ہٹا دیا ہے۔

(2) اس کی کیا وجہ ہے کہ میں ایک اعلیٰ مقام چاہتا ہوں مگر جب وہ حاصل ہو جاتا ہے تو پھر میری نظر دوسرے مراتب کی طرف اٹھ جاتی ہے۔ یعنی اسی طرح یہ سلسلہ حرص و ہوس کا چلتا رہتا ہے یہاں بھی عام لوگوں کی حالت بیان کی گئی ہے۔

(3) قسم ہے اللہ کی جو تیرا رب ہے۔ میں بے شمار گھروں کے قریب سے گزرا ہوں جو کہ عیاشیوں میں مبتلا تھے۔

(4) مگر اب وہاں کونوں میں موت کے عقاب اڑتے پھر رہے ہیں اور وہ گھرانے تباہ و برباد ہوگئے ہیں۔ اب وہ گھر لذتوں

اور عیاشیوں کے بعد افسوس اور بربادیوں کا شکار ہو گئے۔

(5) اپنے پر سمیٹئے اور (دنیاداری کی) طلب میں زیادہ سرکشی اور کوشش نہ کیجیے۔ پس رب کی قسم! رزق تلاش کرنے سے زیادہ نہیں مل جاتا۔

(6) کبھی کبھی مال وہ بھی حاصل کر لیتا ہے جو کبھی بھی مال اسباب نہیں لے گیا اور کبھی کبھی وہ بھی مال حاصل کرنے سے ناکام رہتا ہے جو مال حاصل کرنے کی سعی کرتا ہے۔

فائدہ:

یہاں عام لوگوں کی حالت بیان کی گئی ہے۔

☆☆☆

نفسیاتی خواہش کی خدمت

(۱) اِلَامَ تَجُرَّ اَذْيَالَ التَّصَابِي ‏ وَشَيْبُكَ قَدْ نَضَا بُرْدَ الشَّبَابِ
(۲) هِلَالُ الشَّيْبِ فِيْ فَوْدَيْكَ نَادىٰ ‏ بِاَعْلَى الصَّوْتِ حَيَّ عَلَى الذَّهَابِ
(۳) خُلِقْتَ مِنَ التُّرَابِ وَعَنْقَرِيْبٍ ‏ تُغَيَّبُ تَحْتَ اَطْبَاقِ التُّرَابِ
(۴) طَمِعْتَ اِقَامَةً فِي دَارِ ظَعْنٍ ‏ فَلَا تَطْمَعْ فَرِجْلُكَ فِي الرِّكَابِ
(۵) وَاَرْخَيْتَ الْحِجَابَ وَسَوْفَ يَاتِيْ ‏ رَسُوْلٌ لَيْسَ يَحْجُبُ بِالْحِجَابِ
(۶) اَعَامِرَ قَصْرِكَ الْمَرْفُوْعِ اَقْصُرْ ‏ فَاِنَّكَ سَاكِنُ الْقَبْرِ الْخَرَابِ

☆ شیب۔ بڑھاپا ☆ بِاَعْلَى الصَّوْتِ۔ بلند آواز سے ☆ حَيَّ عَلَى الذَّهَابِ۔ آؤ جانے کے لیے تیار ہو جاؤ ☆ خُلِقْتَ۔ تم پیدا کیے گئے ہو ☆ تُرَاب۔ مٹی ☆ تُغَيَّبُ۔ تم غائب کر دیے جاؤ گے ☆ اَطْبَاقِ التُّرَاب۔ مٹی کے طبقات ☆ اِقَامَةٌ۔ اقامت، قیام، قرار، سکون، وطن، مسکن، تکبیر نماز با جماعت یہاں قیام مراد ہے ☆ طَمِعْتَ۔ تم خواہشمند ہو ☆ فَلَا تَطْمَعْ۔ پس خواہش نہ کرو ☆ فَرِجْلُكَ فِي الرِّكَابِ۔ پا بہ رکاب ☆ رکاب۔ وہ آہنی (لوہے کا) حلقہ جو گھوڑے کے زین میں دونوں طرف لٹکتا رہتا ہے اور سوار اس پر پاؤں رکھ کر گھوڑے پر چڑھتا ہے وغیرہ ☆ سَوْفَ يَاتِيْ۔ عنقریب آئے گا ☆ رَسُوْل۔ بھیجا گیا، ہادی، پیشوا، اصلاحاً خدا کی طرف سے بھیجا ہوا پیغمبر جو کتاب الٰہی لائے مگر یہاں فرشتہ حضرت عزرائیل علیہ السلام مراد ہے ☆ لَيْسَ يَحْجُبُ بِالْحِجَابِ۔ پردہ سے نہ رکے گا ☆ قَصْرِكَ الْمَرْفُوْع۔ بلند محل ☆ سَاكِنُ الْقَبْرِ۔ قبر میں ٹھہرنا ہے۔

(1) ارے انسان! کب تک (دنیوی و نفسانی) عشق بازی کا پلہ کھینچتا رہے گا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ تیرے بڑھاپے نے تیری

جوانی کی چادر اتار پھینکی ہے۔

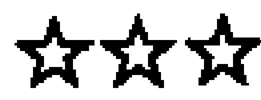
(2) بڑھاپے کا ہلال جو کہ تیرے سر کے دونوں طرف ظاہر ہو چکا ہے تجھے بلند آواز سے پکار پکار کر کہا ہے کہ یہاں سے چلنے کے لیے تیاری کرلو۔ (پس اب موت تیرے سر پہ کھڑی ہے)

(3) تجھے مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور جلد ہی مٹی کے طبقات (قبروں میں) چھپا دیئے جاؤ گے۔ یعنی بڑھاپے کی وجہ سے یہ کے دونوں طرف بال سفید ہو گئے ہیں۔ یہ سفید بالوں کے ہلال نے تجھے متنبہ کرتے ہوئے۔

(4) پردیس میں قیام کرنے کی خواہش رکھتے ہو۔ پس ایسی آرزو نہ کیجیے کیونکہ تمہارے یاروں رکاب میں یعنی تم تیاری کی حالت میں ہو۔ (یہ دنیا مثل مسافر خانہ ہے)

(5) آج تو تم مکان، محل اور اپنی سپاہ میں پردہ کیے ہوئے ہو جلد ہی فرشتہ آئے گا جو کہ پردے سے نہیں رکے گا۔

(6) اسے بلند و بالا محل ماڑیاں تعمیر کرنے والے ٹھہر جا کیونکہ تو نے تو بے رونق قبر میں رہنا ہے۔



بڑھاپا اور تنبیہہ

(۱) خَبَتْ نَارُ جِسْمِيْ بِاشْتِعَالِ مَنَارَتِيْ ... وَ اَظْلَمَ عَيْشِيْ اِذَا ضَآءَ شِهَابُهَا

(۲) اَيَا بُوْمَةً قَدْ عَشَشْتِ فَوْقَ هَامَتِيْ ... عَلَى الرَّغْمِ مِنِّيْ حِيْنَ طَارَ غُرَابُهَا

(۳) رَاَيْتِ خَرَابَ الْعُمْرِ مِنِّيْ فَذُرْتِنِيْ ... وَمَا وَاكِ مِنْ كُلِّ الدِّيَارِ خَرَابُهَا

(۴) اَنْعَمُ عَيْشًا بَعْدَ مَاحَلَّ عَارِضِيْ ... طَلَائِعُ شَيْبٍ لَيْسَ يُغْنِيْ خِضَابُهَا

(۵) وَ غُرَّةُ عُمْرِ الْمَرْءِ قَبْلَ مَشِيْبِهٖ ... وَقَدْ فَنِيَتْ نَفْسٌ تَوَلّٰى شَبَابُهَا

(۶) اِذَا اصْفَرَّ وَجْهُ الْمَرْءِ وَابْيَضَّ رَاْسُهٗ ... تَنَغَّصَ مِنْ اَيَّامِهٖ مُسْتَطَابُهَا

(۷) وَاَدِّ زَكٰوةَ الْجَاهِ وَاعْلَمْ بِاَنَّهَا ... كَمِثْلِ زَكٰوةِ الْمَالِ تَمَّ نِصَابُهَا

(۸) وَاَحْسِنْ اِلَى الْاَحْرَارِ تَمْلِكْ رِقَابَهُمْ ... فَخَيْرُ تِجَارَاتِ الْكَرِيْمِ اكْتِسَابُهَا

(۹) وَمَنْ يَّذُقِ الدُّنْيَا فَاِنِّيْ طَعَمْتُهَا ... وَسِيْقَ اِلَيْنَا عَذْبُهَا وَعَذَابُهَا

(۱۰) فَلَمْ اَرَاهَآ اِلَّا غُرُوْرًا وَّ حَسْرَةً ... كَمَا لَاحَ فِيْ اَرْضِ الْفَلَاةِ سَرَابُهَا

(۱۱) وَمَا هِيَ اِلَّا جِيْفَةٌ مُّسْتَحِيْلَةٌ ... عَلَيْهَا كِلَابٌ هَمُّهُنَّ اجْتِذَابُهَا

(۱۲) فَاِنْ تَجْتَنِبْهَا كُنْتَ سَلْمًا لِّاَهْلِهَا — وَاِنْ تَجْتَذِبْهَا نَازَعَتْكَ كِلَابُهَا

(۱۳) فَدَعْ عَنْكَ فَضْلَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّهَا — حَرَامٌ عَلٰى نَفْسِ التَّقِيِّ ارْتِكَابُهَا

(۱۴) وَلَا تَمْشِيَنْ فِيْ مَنْكَبِ الْاَرْضِ فَاخِرًا — فَعَمَّا قَلِيْلٍ يَّحْتَوِيْكَ تُرَابُهَا

(۱۵) فَطُوْبٰى لِنَفْسٍ اَوْطَنَتْ دَارَهَا — مُغَلَّقَةَ الْاَبْوَابِ مُرْخًى حِجَابُهَا

☆منار۔ منارہ نور کی جگہ، چراغ، لالٹین، اونچا ستون، بلند ستون جو مسجد کے پہلو میں بنائے جاتے ہیں۔ مسجد کے اندر اونچا ستون ☆اَظْلَمَ۔ تاریک ہوگیا ☆عَيْشِيْ۔ میری زندگی ☆اَضَاءَ۔ روشن ہوا ☆شِهَابُهَا۔ اس کا شعلہ ☆هَامَتِيْ۔ میری کھوپڑی ☆بُوْمَةٌ۔ الو ☆ اَدِّ۔ ادا کرو، دو ☆ جَاه۔ مرتبہ، رتبہ، درجہ، منصب، عزت، قدر و منزلت، بزرگی، عظمت، شان ☆وَاعْلَمْ۔ اور جان لیجیے، یاد رکھو ☆تَمَّ۔ پورا ہوا ☆ حجاب ۔ پردہ ☆ سَلْمًا۔ سلامتی، صلح کر لینا ☆ناز عتك۔ تجھ سے لڑیں گے ☆كِلَاب۔ کتے ☆طُوْبٰى۔ خوشخبری ☆اَوْطَنَتْ۔ وطن بنایا ☆دَارِهَا۔ اپنے گھر کو ☆مُغَلَّقَةَ الْاَبْوَاب۔ دروازے بند ☆سراب۔ ریت جو میدان میں دور سے دیکھنے میں پانی محسوس ہوتی ہے یعنی دھوکہ ☆اَحْرَار۔ حُر کی جمع، آزاد لوگ ☆تَمْلِكُ۔ تم مالک ہو جاؤ ☆رِقَاب۔ رقبہ کی جمع یعنی گردنیں، گردنوں ☆ كَرِيْم۔ بخشنے والا، سخی، فیاض، مہربان، اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام ☆فَزُرْنِيْ۔ میری ملاقات کو آیا ☆عَارِضِيْ۔ میرا چہرہ ☆طَلَائِعُ۔ طلیعہ کی جمع، مقدمۃ الجیش، پیش خیمہ ☆ شَيْب۔ بڑھاپا ☆يُغْنِيْ۔ غنی کر دے گا، بے پرواہ کر دے گا ☆خِضَابُهَا۔ اسے خضاب ☆عُمْرِ الْمَرْءِ۔ انسان کی عمر، انسان کی زندگی ☆شَبَابُهَا۔ اس کی جوانی ☆تَوَلّٰى۔ پھری، ہٹی ☆وَجْهُ الْمَرْءِ۔ انسان کا چہرہ ☆اصْفَرَّ۔ زرد ☆وَابْيَضَّ۔ اور سفید ☆رَاْسُهٗ۔ اس کا سر ☆مُسْتَطَاب۔ اچھے

(1) میری جسمانی بھڑکتی ہوئی آگ منار (نور کی جگہ، بالوں کے سفید) ہونے کی وجہ سے بجھ گئی جب میری زندگی کا شعلہ بھڑکا تو پھر اندھیرا چھا گیا۔ یعنی جوانی کا جوبن، جوانی کے ڈھلنے کا پیغام لاتا ہے۔ بال سفید ہونا شروع ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ تمام بال سفید ہو جاتے ہیں جو کہ بڑھاپے کی علامت ہے۔ بڑھاپا انسان کی توانائیوں کے ختم ہونے نشان بن جاتا ہے۔ توانائیاں زوال پذیر ہو جاتی ہیں جسم پہ رعشہ طاری ہو جاتا ہے جس پہ کنٹرول نہیں رہتا بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ

فریدا کیا لڑ چنے لٹ ، تھیں جائی چج ونے
جے توں مریں پٹ ، تاں کیہا تیرا سویری

اے فرید! تیرے دامن کے پلو میں کیا بندھا ہوا ہے تیرے بال سفید ہو گئے ہیں جو کہ تیرے بڑھاپے کی دلیل ہیں حالانکہ تیری ساری عمر بیت گئی ہے مگر تیرے پلے کچھ بھی نہیں ہے تو نے ساری زندگی بھاگنے دوڑنے اور پرندوں کی مانند دانہ دنکا چگنے میں صرف کر دی ہے اگر غافلانہ زندگی میں ہی موت آ گئی تو مالک و خالق کے حضور تیرا کیا حال ہوگا۔

(فیضان الفرید ص 903)

کناں ، دنداں ، اکھیاں ، سجنار ، دلی ہار
وکہ فریدا چھڈ گئے ، ٹدھ زیگی یار

بڑھاپے کے اثرات بیان کرتے ہوئے بابا فرید نے فرمایا ہے کہ میرے کانوں، دانتوں اور آنکھوں سبھی نے ہی مجھے ہرایا ہے اے فرید دیکھ تو سہی سب سے پہلے میرے دوست ہی مجھے چھوڑ گئے ہیں میں اور کسی کا شکوہ کیا کروں۔ (فیضان الفرید ص 794)

فریدا دیہہ جر جر ہوئی نینیں وہے سریش
سے کوہاں منجھا تھیا ، آنگن تھیا بدیس

میرا جسم کپکپانے لگا ہے آنکھوں سے اب پیپ بہنے لگی ہے جسمانی کمزوری اس انتہا کو پہنچ چکی ہے کہ پاس پڑی چار پائی سینکڑوں میل دور پڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے میرے اپنے ہی گھر کا صحن مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں نہیں بلکہ کسی اور ہی ملک میں ہے۔ (فیضان الفرید ص 853)

فائدہ:

بڑھاپے کی علامت یہ ہے کہ بال سفید ہو جاتے ہیں اور یہ بالوں کا سفید ہونا متنبہ کرنے کے لیے ہوتا ہے کہ اب تو بچہ نہیں رہا بلکہ بوڑھا ہو گیا اور موت تیرے سامنے ہے۔

(2) جب کوا اڑ گیا ہے (یعنی کوے جیسے سیاہ بال جو کہ جوانی کی علامت تھے سر سے ختم ہو گئے سر پہ بڑھاپے کی علامت یعنی سر کے بال سفید ہو گئے ہیں اس کا مطلب) فرمایا کہ اے الو کوے کے اڑ جانے کے بعد تو نے میری مرضی کے بغیر ہی اپنا آشیانہ بنا لیا ہے اس سے مراد بڑھاپا ہے یعنی اے بڑھاپے میں تو تجھے نہیں چاہتا تھا میرے چاہے بغیر ہی تو میرے سر اور جسم پہ سوار ہو گیا ہے یہاں بطور استعارہ اس لیے بیان فرمایا کہ انتہائی بڑھاپے میں اللہ والوں یعنی محبوبانِ بارگاہ حق کے علاوہ عام انسان کی حالت الوؤں جیسی ہو جاتی ہے۔ اس لیے الو کا استعارہ استعمال فرمایا۔

(3) کیونکہ الو بھی وہاں ڈیرہ جماتا ہے جہاں ویرانہ ہوتا ہے۔ آپ نے یہاں بیان فرمایا کہ جب تو نے میری عمر کی ویرانی دیکھی تو میری ملاقات کے لیے آدھمکا اور نہیں ہے تیرا ٹھکانہ مگر صرف خراب و ویران علاقوں میں۔ اگر بڑھاپے میں انسان کی آنکھیں دیکھنے سے ویران ہو جاتی ہیں مثبت سوچ پیدا نہیں ہوتی جوش اور ولولے اور جذبات ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔

(4) اس حال میں خوش کیسے رہ سکتا ہوں کہ بڑھاپے کا پیش خیمہ میرے چہرے مہرے سے ظاہر ہو گیا ہے۔ یعنی بال سفید ہو گئے ہیں۔ اب ان کو لاکھوں بار خضاب لگاؤں گا جوانی کسی طرح بھی نہیں لوٹ سکتی۔

سیاہ خضاب کی مذمت:

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اُتِیَ بِاَبِیْ قُحَافَةَ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّةَ وَ رَاْسُهٗ وَلِحْیَتُهٗ کَالثَّغَامَةِ بَیَاضًا فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم غَیِّرُوْا هٰذَا بِشَیْءٍ وَّاجْتَنِبُوا السَّوَادَ

(مسلم شریف، مشکوۃ شریف باب الرجل حدیث نمبر 4225)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن ابو قحافہ کو لایا گیا ان کا سر اور داڑھی ثغامہ کی طرح سفید ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان بالوں کو بدل دو اور سیاہ رنگ سے بچو۔